مجموعہ

رسائلِ چاندپوری

جلدِ اوّل

رئیس المناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری

ناظم تعلیمات و شعبہ تبلیغ دار العلوم دیوبند

خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی

انجمن اِرشاد المسلمین

۶۔بی شاداب کالونی۔ حمید نظامی روڈ ○ لاہور

رسائلِ چاندپوری

جلدِ اوّل

رئیس المناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسنؒ چاندپوری ناظمِ تعلیمات
وشعبۂ تبلیغ دارالعلوم دیوبند وخلیفۂ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ

ناشر

انجمن ارشاد المسلمین لاہور

۶- بی شاداب کالونی حمید نظامی روڈ

سلسلۂ مطبوعات (۴)

نام کتاب :- ———— مجموعہ رسائل چاند پوری

مصنف :- ———— مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ

تاریخ طباعت :- ———— ذیقعدہ ۱۳۹۰ھ / اکتوبر ۱۹۷۰ء

ناشر :- ———— انجمن ارشاد المسلمین لاہور

پریس :- ————

تعداد :- ———— ایک ہزار

قیمت :- ————

ملنے کے پتے

(۱) سبحانی اکیڈمی - ۱۹/ اردو بازار ———— لاہور

(۲) انجمن ارشاد المسلمین ۶ بی شاداب کالونی حمید نظامی روڈ - لاہور

(۳) مدرسہ عربیہ حفظ القرآن سرکلر روڈ کہروڑپکا ضلع ملتان

نوٹ :- بذریعہ ڈاک منگوانے والے حضرات پتہ نمبر ۲ سے منگوائیں

فہرست

علماء دیوبندؒ علامہ اقبالؒ کی نظر میں

(۱) دیوبند ایک ضرورت تھی۔ اس کا مقصود تھا ایک روایت کا تسلسل وہ روایت جس سے ہماری تعلیم کا رشتہ ماضی سے قائم ہے۔"
اقبال کے حضور ص ۲۹۳

(۲) "میری رائے ہے کہ دیوبند اور ندوہ کے لوگوں کی عربی علمیت ہماری دوسری یونیورسٹیوں کے گریجویٹ سے بہت زیادہ ہوتی ہے۔" اقبال نامہ حصہ دوم ص ۲۲۲

(۳) "میں آپ (صاحبزادہ آفتاب احمد خان) کی اس تجویز سے پورے طور پر متفق ہوں کہ دیوبند اور لکھنؤ (ندوہ) کے بہترین مواد کو بروئے کار لانے کی کوئی سبیل نکالی جائے۔"

اقبال نامہ حصہ دوم ص ۲۱۷

(۴) ایک بار کسی نے علامہ مرحوم سے پوچھا کہ یہ دیوبندی کیا کوئی فرقہ ہے؟ کہا "نہیں ہر معقولیت پسند دیندار کا نام دیوبندی ہے۔"
علماء دیوبند کا مسلک ص ۵۵

(۵) مولوی اشرف علی صاحب تھانوی سے پوچھئے وہ اس (مثنوی مولانا رومؒ) کی تفسیر کس طرح کرتے ہیں میں اس (مثنوی کی تفسیر کے) بارے میں انہی کا مقلد ہوں۔"
مقالات اقبال ص ۱۸۰

(۶) "میں ان (مولانا سید حسین احمد مدنیؒ) کے احترام میں کسی اور مسلمان سے پیچھے نہیں ہوں۔"
انوار اقبال ص ۱۶۷

نیز فرماتے ہیں "مولانا (سید حسین احمد مدنیؒ) کی حمیت دینی کے احترام میں میں ان

کے کسی عقیدت مند سے پیچھے نہیں ہوں۔" انوار اقبال ص ۱۶۷

(۷) ....اس (۱۹۲۰ء) کے متعلق مولوی سید انور شاہ صاحب سے جو دنیائے اسلام کے جید ترین محدثین وقت میں سے ہیں میری خط و کتابت ہوئی۔"
انوار اقبال ص ۲۵۵

(۸) "مجدد الف ثانی رح عالمگیر رح اور مولانا اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہم نے اسلامی سیرت کے احیاء کی کوشش کی مگر صوفیاء کی کثرت اور صدیوں کی جمع شدہ قوت نے اس گروہ احرار کو کامیاب ہونے دیا۔"
اقبال نامہ حصہ دوم ص ۴۹

(۹) "مولانا شبلی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۲ھ م ۱۹۱۴ء) کے بعد آپ (حضرت مولانا سید سلیمان ندوی خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ) استاذ الکل ہیں۔"
اقبال نامہ حصہ اول ص ۴۸

عریضہ اقبال بخدمت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ (منقول از اقبال نامہ ص ۲۵۷)

(۱۰) مخدوم و مکرم حضرت قبلہ مولانا! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔
مجھے ماسٹر عبداللہ صاحب سے ابھی معلوم ہوا ہے کہ آپ انجمن خدام الدین کے جلسے میں تشریف لائے ہیں اور ایک دو روز قیام فرمائیں گے میں اسے اپنی بڑی سعادت تصور کروں گا۔ اگر آپ کل شام اپنے دیرینہ مخلص کے ہاں کھانا کھائیں جناب کی وساطت سے حضرت مولوی حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ عثمانی حضرت مولوی شبیر احمد صاحب اور جناب مفتی عزیز الرحمٰن صاحب کی خدمت میں یہی التماس ہے۔ مجھے امید ہے کہ جناب اس عریضے کو شرف قبولیت بخشیں گے۔ آپ کو قیام گاہ سے لانے کے لیے سواری یہاں سے بھیج دی جائے گی۔

دیوبند

شاد باش و شاد زی اے سرزمینِ دیوبند
ہند میں تُو نے کیا اسلام کا جھنڈا بلند

ملّتِ بیضا کی عزت کو لگائے چار چاند
حکمتِ بطحا کی قیمت کو کیا تو نے دو چند

اسم تیرا باسمّیٰ ضرب تیری بے پناہ
دیوِ استبداد کی گردن ہے اور تیری کمند

تیری رجعت پر ہزار اقدام سو جاں سے نثار
قرنِ اوّل کی خبر لائی تری الٹی زقند

تو عَلَم بردارِ حق ہے حق نگہبان ہے ترا
نیلِ باطل سے پہنچ سکتا نہیں تجھ کو گزند

ناز کر اپنے مقدر پر کہ تیری خاک کو
کر لیا اُن عالمانِ دینِ قیم نے پسند

جان کر دیں گے جو ناموسِ پیمبر پر فدا
حق کے رستے میں کٹا دیں گے جو اپنا بند بند

کفر ناچا جن کے آگے بارہا تگنی کا ناچ
جس طرح جلتے توے پر رقص کرتا ہے سپند

اس میں قاسم ہوں کہ انور شاہ کہ محمود الحسن
سب کے دل تھے درد مند اور سب کی فطرت ارجمند

گرمیٔ ہنگامہ تیری ہے حسین احمد سے آج
جن سے پرچم ہے روایاتِ سلف کا سربلند

ظفر علی خاںؒ

دارالتکفیر بریلی

اوڑھ کر حامد رضا خاں آئے بدعت کا لحاف
ذات اُن کی ہے مجدّدیات ان کی لام کاف

مانچسٹر کے کفن سازوں سے لایا ہے اُدھار
شرک کی انٹی بریلی کا یہ بڈھا نور باف

ذہن میں گھٹتی بھرا گودڑ ہے پھیلایا ہوا
گرچہ آتا ہے نظر اُجلا "رضائی" کا غلاف

پیکرِ طاغوت ہے یا ہے "رضائے مصطفیٰ"
باپ تھا اس لاش کا سر اور بیٹا اس کی ناف

مشغلہ ان کا ہے تکفیرِ مسلمانانِ ہند
ہے وہ کافر جس کو ہو اُن سے ذرا بھی اختلاف

جب سے پھوٹی ہے بریلی سے کرن تکفیر کی
دید کے قابل ہے اس کا انعکاس و انعطاف

سید احمد خاں پہ سبّ و شتم کی بارش کہیں
اور کبھی علامہ شبلی کو گالی واشگاف

جو حریفِ اسلام کا ہو آپ ہیں اسکے حلیف
اسکے دشمن آپ ہیں جو ہو نصاریٰ کے خلاف

کاٹ دی کیوں نجد کے خنجر نے زنجیرِ حجاز
یہ وہ سنگین جرم ہے جو ہو نہیں سکتا معاف

"ہم مٹا دیں گے زمانہ سے نشانِ اسلام کا"
بندہ پرور کہہ نہیں دیتے یہی کیوں صاف صاف

زندگی اس کی ہے ملّت کے لیے پیغامِ موت
کر رہا ہو جو بجائے کعبہ قبروں کا طواف

ظفر علی خاںؒ

مقدمہ

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ ہ

یہ چمن یوں ہی رہے گا اور ہزاروں جانور ~~~ گر زہر بھی کبھی کرتا ہے کارِ تریاقی

انگریز نے اپنی مشہور زمانہ پالیسی "ڈیوائڈ اینڈ رول" لڑاؤ اور حکومت کرو کے ماتحت ہندوستان کے مسلمانوں میں تفریق وانتشار کے وہ بیج بوئے جو جلد ہی ایک تناور درخت بن کر نمودار ہوئے اور افتراق وتشتت تکفیر وتفسیق اور انتشار وانارکی ایسے زہریلے ثمرات جو حنظل سے زیادہ تلخ اور تھوہر سے زیادہ خاردار تھے امت مسلمہ کے دامنِ اتحاد میں ڈال دئے اور انھوں نے نہ صرف نظریاتی اختلافات کے دھبوں سے ان کے بے داغ دامن کو داغدار بنایا بلکہ یہ اختلافات کچھ اس نوعیت کے تھے کہ ساتھ ہی ان کے دامن اتحاد کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تار تار کر دیا۔ شاطران یورپ نے ہندوستان کی بساط سیاست پر اپنے مخالفین (جن میں جوش وولولہ اور جذبۂ جہاد آزادی کے لحاظ سے مسلمان سب سے پیش پیش تھے) کو شکست دینے کے لیے جن دو قیمتی مہروں کو استعمال کیا ان میں مرزا غلام احمد قادیانی (م ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء) اور جناب احمد رضا خان بریلوی (م ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء) سرفہرست ہیں۔

اول الذکر سے رد آریہ، رد عیسائیت اور حقانیت اسلام ایسے موضوعات پر ابتداءً کام لیا گیا۔ چنانچہ ان موضوعات پر انھوں نے متعدد کتابیں اور رسائل تحریر کیے۔ نیز آریوں اور عیسائیوں سے مناظرے کیے تاکہ مسلمانوں کے قلوب میں ان کا احترام وعقیدت اور مناظرانہ قابلیت میں ان کا تفوق وبرتری جاگزیں ہو جائے اور ساتھ ساتھ خوارق وکرامات اور کشف وشہود کے

دعوے کیے تاکہ جو لوگ طبعاً پیر پرست اور مشائخ وبزرگوں کے غلو کی حد تک عقیدت مند واقع ہوئے ہیں وہ بھی بآسانی زیرِ دام آسکیں۔ اور پھر ان تمام مراحل کے بعد اس کے ذریعہ جہاد کو منسوخ کرایا گیا اور چونکہ احکام الٰہیہ کی تنسیخ صرف نبی کی زبانی معلوم ہو سکتی ہے اس لیے دعویٔ نبوت بھی کرا دیا گیا۔ نیز حکومت برطانیہ کی تعریف وتوصیف اور اس کی بیدار مغزی اور عدل وانصاف کے اعلانات کرائے گئے اور جس کسی نے اس کی مخالفت کی اسے کافر مرتد قرار دیا گیا۔ لیکن دعویٔ نبوت کے باعث انگریز کا یہ "خود کاشتہ پودہ" انگریز کے کما حقہ کام نہ آسکا۔ جو فرائض وذمہ داریاں مرزا غلام احمد قادیانی کما حقہ ادا نہ کر سکا تھا ان کو مرزا صاحب کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر بیگ کے[1] شاگرد رشید جناب احمد رضا خان نے باحسن وجوہ سرانجام دیا:۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے ذمہ اصولی طور پر دو کام تھے۔ (۱) تنسیخ جہاد اور انگریزی حکومت کی تعریف اور اس کے عدل وانصاف، رحمدلی وبیدار مغزی کی اشاعت کرنا تاکہ عوام کے دلوں سے حکومت برطانیہ کی نفرت وعداوت ختم ہو اور مجاہدین آزادی اور ان تمام لوگوں کو کافر مرتد قرار دینا اور ان سے باز رہنے کی تلقین کرنا جو اس کے اس مشن کے مخالف ہوں (۲) ایسے عقائد ونظریات کی اشاعت کرنا جو نہ صرف قرآن وسنت کے خلاف ہوں بلکہ امت مسلمہ کے تیرہ سو سالہ اجماع سے بھی متصادم ہوں تاکہ اس طرح ملت اسلامیہ اندرونی طور پر باہمدگر دست وگریباں ہو کر اپنی قوت وطاقت ختم کر ڈالے اور انگریز بہادر آرام کے ساتھ حکومت کرتا رہے اور خود آنجناب خفیہ سرکاری وظائف سے اپنے عشرت کدوں میں متمتع ومستفید ہوتے رہیں۔

---

[1] ملفوظات اعلیٰ حضرت بریلوی ص ۲۳ ج ا طبع کراچی۔

یہی دونوں کام بریلی کے "بڑے حضرت" نے سرانجام دیئے لیکن اس فرق کے ساتھ کہ پچھلے تلخ تجربہ کی بناء پر ان سے دعویٰ نبوت نہیں کرایا گیا بلکہ ان "بڑے حضرت" نے اپنے فرائض اس طور پر سرانجام دیئے کہ اپنے سنی حنفی ہونے اور مخالفین کے وہابی، نیچری، دیوبندی، ندوی، رافضی، غیر مقلد، کافر، مرتد، واجب القتل، بے دین، ملحد، زندیق اور نامعلوم کیا کیا ہونے کا زوردار پروپیگنڈہ کیا اور ملت اسلامیہ کے اساطینِ علم وفضل اور شہسوارانِ میدان سیاست پر دن دہاڑے ایسے ایسے الزامات لگائے اور ایسے ایسے غلط بہتان تراشے کہ شرم وحیا سر پیٹ کر رہ گئی۔ اس طرح انتہائی چالاکی اور عیاری سے انھوں نے پوری امت مسلمہ کو دفاعی جنگ لڑنے پر مجبور کر دیا خواہ وہ اربابِ علم وفضل ہوں یا صاحبانِ جبہ ودستار خواہ وہ میدانِ ادب وصحافت کے شہسوار ہوں یا اقلیم سیاست کے تاجدار۔ اگر ان کے کسی الزام کا دس بار جواب دیا گیا تو انھوں نے ہزار بار اس الزام کو اس طرح دہرایا گویا اس الزام کا کوئی جواب ہی نہیں دیا گیا۔ ہمارے خیال میں اگر اس فتنہ کی پیدائش کے وقت سے ہی دفاع پر سارا وقت صرف کرنے کی بجائے ان کے اصل مشن کو آشکارا کیا جاتا اور ان کے عقائد ونظریات سے پردہ اٹھایا جاتا اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ان نام نہاد ٹھیکیداروں نے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نیز دیگر اولیاء عظام ومفسرین ومحدثین وفقہاء کی شان میں جو گستاخیاں کی ہیں ان سے عوام کو آگاہ کیا جاتا تو اب تک یہ فتنہ اگر بالکلیہ ختم نہ ہوا ہوتا تو اس کے پھلنے پھولنے کے تمام مواقع یقیناً ختم ہو چکے ہوتے۔ لیکن افسوس سارا وقت اپنے اوپر سے الزامات کے دفعیہ میں ضائع ہو گیا اور ناواقف عوام زہریلے پروپیگنڈے کے باعث یہ سمجھنے لگے کہ بریلوی حضرات میں عشق رسول اور اتباع سنت بدرجہ اتم پایا جاتا ہے اور وہی فی الواقع سنی اور اہل سنت و جماعت ہیں اور ان کے مخالف اولیٰ توہین اولیاء کرام

(معاذ اللہ) اور گستاخیٔ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام (خاک بدہن گستاخ) کے باعث دائرۂ اسلام ہی سے خارج ہیں ورنہ کم از کم اہل سنت وجماعت سے خارج ہونا تو یقینی سی بات ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اگر اس صورت حال کو دیکھتا تو یہ شعر ضرور پڑھتا ؎

ما و مجنون ہم سبق بودیم در دیوان عشق
او بصحرا رفت و ما در کوچہ ہا رسوا شدیم

مرزا غلام احمد قادیانی سے متعلق دوسرے کام کو بریلی کے "بڑے حضرت" نے کس طرح سرانجام دیا۔ اس کی تفصیلات کو ہم آئندہ کسی فرصت کے موقع کے لیے اٹھا رکھتے ہیں۔ البتہ پہلا کام مرزا صاحب کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر بیگ کے شاگرد رشید جناب احمد رضا خاں کے ہاتھوں کس طرح بحسن وخوبی انجام پایا۔ اس سلسلہ میں چند باتیں ہم یہاں عرض کرتے ہیں۔

(۱) چونکہ شرعاً جہادِ آزادی کا دار ومدار ہندوستان کے دار الحرب ہونے پر تھا جس کا فتویٰ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ (م ۱۲۳۹ھ/۱۸۲۴ء) انیسویں صدی کے بالکل آغاز میں دے چکے تھے اور انہی کے فتویٰ کی بنیاد پر حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ کے خلیفہ اجل حضرت سید احمد شہیدؒ (م ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء) اور شاہ صاحب کے حقیقی بھتیجے شاہ اسمٰعیل شہیدؒ (م ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء) اور داماد مولانا عبد الحی صاحب (م ۱۲۴۳ھ/۱۸۲۸ء) نے برصغیر میں اقامتِ جہاد کا کام شروع فرما دیا تھا۔ اس لیے سب سے پہلے ضرورت اس امر کی تھی کہ اس بناء جہاد کو منہدم کر دیا جائے۔ تحریک مجاہدین اور ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد انگریزوں کو اس کی ضرورت کا احساس شدید تر ہو گیا۔ چنانچہ احمد رضا خاں صاحب خم ٹھونک کر میدان میں آئے اور ۱۲۹۸ھ/۱۸۸۰-۱ء میں حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ کے فتویٰ کے برعکس یہ فتویٰ دیا کہ ہندوستان دار الاسلام ہے[1]۔ اور بعد ازاں نصرۃ الابرار (مطبوعہ ۱۳۰۶ھ/۱۸۸۸ء

[1] جس وقت شاہ صاحبؒ نے ہندوستان کے دار الحرب ہونے کا فتویٰ دیا تھا اس وقت ہندوستان پر انگریز کا تسلط قائم ہو رہا تھا جبکہ پون صدی بعد اس کا اقتدار ہند پر مستحکم ہو گیا تھا جبکہ احمد رضا خاں صاحب اس کے دار الاسلام ہونے کا فتویٰ دے رہے تھے۔
ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا۔ منہ

میں مرصرف کا جو فتویٰ شرکتِ کانگرس[1] بلکہ کسی بھی ہندو مسلم مشترکہ جماعت میں شرکت کے جواز[2] کے بارے میں چھپا اس میں بھی یہ تحریر فرمایا۔ "فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اپنے رسالہ اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالسلام میں بدلائل ساطعہ ثابت کیا ہے کہ ہندوستان دارالاسلام ہے اسے دارالحرب کہنا ہرگز صحیح نہیں" نصرۃ الابرار ص۲۹ نیز عرفان شریعت ص۸ ج ۱ اور احکام شریعت ص۱۸۴ ج ۲ وغیرہ کتب میں بھی ہندوستان کے دارالاسلام ہونے کی تصریح فرمائی ہے[3]۔ خوب فرمایا ہے علامہ اقبال مرحوم نے ؎

ملا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت　　ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد

---

[1] شرکتِ کانگرس کے جواز کا فتویٰ اس وقت کی بات ہے جبکہ ایک ریٹائرڈ انگریز افسر مسٹر ہیوم نے ۱۸۸۵ء میں کانگرس کی بنیاد رکھے کو زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا اور کانگرس جماعت آزادی کے نام سے بھی آشنا نہ تھی بلکہ اس کے برعکس اس کے اولین اغراض و مقاصد میں یہ شق "ہندوستان اور انگلستان میں اتحاد و یگانگت کو استوار کرنا" شامل تھی ملاحظہ ہو نقشِ حیات ص۳ ج ۲ اور جب اس نے انگریز کے خلاف آزادی کی جدوجہد میں حصہ لینا شروع کر دیا تو بریلوی بڑے حضرات اس کے سخت ترین مخالف ہو گئے۔ منہ

[2] اسی فتویٰ میں لکھا ہے اور ہنود زادہ عنہ التحقیق ان سب احکام (قتل ہنود کے جرم میں مسلمان سے قصاص لینا، بیماری میں ہندو کی عیادت کو جانا۔ موت کی صورت میں تعزیت کے لیے جانا اور اس کے ساتھ تمام دنیاوی معاملات کا جائز ہونا) کے مستحق ہیں خصوصاً اس معاملہ میں انہیں شریک کرنا جس میں رفاہِ عام و نفعِ انام و حفظ حقوق و مراعاتِ حقوق ہو کہ اس میں خاص انھیں کا فائدہ نہیں بلکہ اپنا اور تمام اہلِ وطن کا نفع ہے "نصرۃ الابرار ص۳۰"

[3] بعض بریلوی حضرات کی جانب سے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رح (م ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء) کے رسالہ "تحذیر الاخوان عن الربوٰا فی الہندوستان" کو پیش کر کے کہا جاتا ہے کہ دیکھئے حضرت تھانوی رح بھی ہندوستان کو دارالاسلام قرار دے رہے ہیں۔ اگر ہندوستان کو دارالاسلام قرار دینے سے انگریز کا ایجنٹ اور وظیفہ خوار ہونا ثابت ہوتا ہے تو پھر حضرت تھانوی رح کو بھی اسی فہرست میں شامل کرو (ملخص "دو اہم فتویٰ") جواباً گذارش ہے کہ حضرت تھانوی رح کے نزدیک ہندوستان قطعاً دارالاسلام نہیں ہے بلکہ وہ بھی دوسرے

(بقیہ حاشیہ ص۵ سے آگے)

علماء دیوبند کی طرح ہندوستان کے دارالحرب ہونے کے ہی قائل تھے اور یہی ان کا اپنا تحقیقی مسلک ہے البتہ وہ اپنے انتہائی حزم و احتیاط اور شدتِ تقویٰ و پرہیزگاری کے باعث ہندوستان میں سودی معاملات کی اجازت نہیں دیتے ہیں کیونکہ امام مالک رح (م ۱۷۹ھ / ۷۹۵ء) اور امام شافعی رح (م ۲۰۴ھ / ۸۱۹ء) اور امام احمد بن حنبل رح (م ۲۴۱ھ / ۸۵۵ء) نیز حنفیوں میں سے امام ابو یوسف رح (م ۱۸۲ھ / ۷۹۸ء) کے نزدیک سود کا لین دین دارالحرب میں بھی جائز نہیں ہے صرف امام ابو حنیفہ رح (م ۱۵۰ھ / ۷۶۷ء) اور امام محمد رح (م ۱۸۹ھ / ۸۰۵ء) دارالحرب میں حربی کافر سے (نہ کہ مسلمان سے) سود لینے کی اجازت دیتے ہیں۔ سود دینا ان حضرات کے نزدیک بھی جائز نہیں ہے۔ اس لیے احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ ہندوستان میں سود لینے کی قطعاً اجازت نہ دی جائے کیونکہ احادیثِ پاک میں سود کے بارے میں انتہائی شدید وعیدیں وارد ہوئی ہیں چنانچہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ سود کا ایک درہم لینا چھتیس ۳۶ بار زنا کرنے سے زیادہ بدتر ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۲۳ھ / ۶۴۴ء) ارشاد فرماتے ہیں ایک چیز کے نو حصے حلال ہوں لیکن دسویں حصہ میں سود کا شبہ ہو تو ہم ان نو حلال حصوں کو بھی سود کے خوف سے چھوڑ دیتے ہیں لیکن بایں ہمہ چونکہ بعض حضرات ہندوستان کے دارالحرب ہونے اور اپنے حنفی ہونے کے ناطے سے سود لینے سے احتیاط نہیں کرتے تھے بلکہ مسلمانوں سے بھی سود لے لیتے تھے جو کہ مذہب حنفی میں بھی جائز نہیں ہے اس لیے حضرت تھانوی رح نے تدقیقات سے قطع نظر کرتے ہوئے اور اپنے تحقیقی مسلک کو ظاہر کیے بغیر لوگوں کو سود سے بچانے کے لیے بنظرِ احتیاط ہندوستان کو دارالاسلام لکھ دیا اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ بریلویوں کے اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب ارشاد فرماتے ہیں "یہ وہ ہے جس کا فتویٰ عوام کو دیا جاتا ہے اور تحقیق کا مقام دوسرا ہے" احکام شریعت ج ۲ صفحہ ۱۵۔ رہا حضرت تھانوی رح کا اپنا تحقیقی مسلک تو ان کی ذیل کی عبارت سے ملاحظہ فرمائیں "شرعی اصطلاح میں دارالحرب کی تعریف یہ ہے کہ جہاں پورا تسلط غیر مسلم کا ہو۔ تعریف تو یہی ہے۔ آگے جو کچھ فقہا نے لکھا ہے وہ امارات ہیں اور ہندوستان میں غیر مسلم کا پورا تسلط ہونا ظاہر ہے" ملفوظات کمالاتِ اشرفیہ ص۳۰ یہی وجہ ہے کہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رح (م ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء) جو حضرت تھانوی رح کے خلیفہ مجاز بھی ہیں اور سیاست میں ان سے ہر طرح متفق بھی اپنے فتویٰ میں ہندوستان کے دارالحرب ہونے کی ہی تصریح فرماتے ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے "ہندوستان موجودہ زمانے میں ہمارے حضرات کے نزدیک دارالحرب ہے" امداد المفتیین ج ۲ ص۸۰ اگر حضرت تھانوی رح کا مسلک ہوتا کہ ہندوستان دارالاسلام ہے تو پھر کیسے ممکن تھا کہ مفتی صاحب یہ فرماتے کہ "ہندوستان ۔۔۔ ہمارے حضرات کے

(بقیہ حاشیہ ص۶ سے آگے)

نزدیک دارالحرب ہے۔" نیز حضرت تھانویؒ بھی "تحذیر الاخوان" والے قول کو اپنی طرف منسوب نہیں کرتے چنا
چنانچہ ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ کچھ لوگوں (مثلاً احمد رضا خاں صاحب) نے ہندوستان کو دارالاسلام بھی کہا ہے اور
ان کی دلیل (کمزور و ضعیف جیسی بھی ہے) "تحذیر الاخوان" میں مذکور ہے۔ ملخص امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۱۱۴ اور
اگر ان کا اپنا مسلک یہ ہوتا ہے کہ ہندوستان دارالاسلام ہے اور اسی کو ثابت کرنے کے لیے رسالہ مذکورہ لکھا
ہوتا تو یوں ارشاد فرماتے کہ "ہندوستان دارالاسلام ہے اور میں نے اس کا دارالاسلام ہونا "تحذیر الاخوان"
میں بدلائل ثابت کر دیا ہے۔" لیکن ایسا نہیں کیا جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ حضرت تھانویؒ نے صرف مسلمانوں
کو سود سے بچانے کے لیے ایک احتیاطی تدبیر کے طور پر رسالہ مذکورہ میں ہندوستان کو دارالاسلام لکھا ہے
گویا ان کا مقصد یہ ہے کہ سود کے معاملہ میں ہندوستان کو دارالاسلام سمجھو جیسا کہ ان کی کتاب کے نام سے ہی یہ
بات واضح ہو رہی ہے کیونکہ ان کی کتاب کا نام ہے "تحذیر الاخوان عن الربوٰ فی الہندوستان" جس کا مطلب ہے
"اپنے مسلمان بھائیوں کو ہندوستان میں سودی معاملات سے بچانا" اس کے برعکس احمد رضا خاں صاحب کی کتاب
کا نام ہے "اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام" یعنی بڑے بڑے لوگوں (مجاہدین آزادی وغیرہ)
کو مطلع کرنا کہ ہندوستان دارالاسلام ہے۔ اس نام سے ہی یہ بات معلوم ہو رہی ہے کہ احمد رضا خاں صاحب کا
مقصد ملک میں صرف یہ ڈھنڈورا پیٹنا ہے کہ ہندوستان دارالاسلام ہے" تاکہ مجاہدین آزادی کی جدوجہد کو
سبوتاژ کیا جا سکے۔ انہیں سود کی حرمت اور لوگوں کو اس سے بچانے کی کوشش سے کیا غرض! آنجناب نے
تو ہندوستان کو دارالاسلام قرار دیتے ہوئے بھی سود کے حلال و طیب ہونے پر ایک کتاب "کفل الفقیہ الفاہم
فی احکام قرطاس الدراہم" نامی تصنیف کر کے شائع فرمائی ہے اور اپنی امت کے لیے یہ آسانی کر دی کہ جتنا
چاہو سود حاصل کر کے منافع کماؤ۔ بس اتنا خیال رہے کہ سود حاصل کرنے کے لیے جب کسی دوسرے شخص کو رقم دو
تو وہ نوٹوں کی صورت میں ہونی چاہیے اور اس کو دیتے وقت یہ نہ کہو کہ میں یہ رقم تجھے قرض دے رہا ہوں بلکہ یوں
کہو کہ یہ نوٹ (مثلاً سو روپیہ کا نوٹ) میں تیرے ہاتھ اتنی زائد رقم (مثلاً سوا سو ۱۲۵ روپیہ) کے عوض بیچتا ہوں پھر
وہ شخص جب چاہے اپنا کام سرانجام دینے کے بعد اصل رقم مع زائد (سوا سو ۱۲۵ روپیہ) پہلے شخص کو دے دے۔
اب زائد رقم (مثلاً ۲۵ روپیہ) پہلے شخص کے لیے بالکل حلال طیب اور پاکیزہ ہو گی کسی قسم کی کراہت کا اس میں
شائبہ بھی نہ ہو گا۔ چنانچہ بریلویوں کے سابق مفتی اعظم و شیخ الحدیث دارالعلوم حزب الاحناف لاہور جناب
ابوالبرکات سید احمد (م ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء) نے اس کتاب کا اشتہار ان الفاظ میں شائع کیا تھا "کفل الفقیہ: -

(۲) دنیا بھر کے مسلمان ترکی سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے خلاف صدائے احتجاج
بلند کر رہے تھے، نیز خلافت عثمانیہ کے تحفظ و بقاء کی خاطر اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دینے
کے لیے تیار تھے اور حضرت مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۸ء) نے
مسئلہ خلافت کے متعلق ایک انتہائی معرکہ آرا اور محققانہ مضمون "مسئلہ خلافت و جزیرۃ العرب"
کے نام سے تحریر فرما کر شائع کیا اور جس میں متعلقہ مسئلہ کے تمام پہلوؤں کو بڑی وضاحت اور
پرزور دلائل کے ساتھ تحریر فرما کر خلافت کی شرعی اہمیت و ضرورت کو واضح کیا نیز پیدا ہونے
والے تمام اشکالات کو بحسن و خوبی رفع فرما دیا تھا۔ لیکن انگریز کے کسی بھی ایجنٹ اور وظیفہ خوار

نوٹ کے متعلق چند مسائل کہ جائز طور پر خاطر خواہ نفع حاصل کر لو اور سود نہ ہو۔ نیز گنگوہی اور مولوی (عبدالحی)
صاحب لکھنوی کے "نوٹوں کا رد" ملاحظہ ہو حسام الحرمین حزب الاحناف صفحہ آخر۔ بینکوں میں تو سود
سال کے بعد ملتا ہے اور وہ بھی "خاطر خواہ" نہیں بلکہ جتنے فیصد مقرر ہے اتنا ہی ملے گا۔ بریلویوں
کے چودہویں صدی کے مجدد احمد رضا خاں صاحب نے اپنی امت کے لیے بڑی آسانی فرما دی کہ خواہ
چند یوم کے لیے ہی ادھار دو لیکن اس پر سود "خاطر خواہ" جتنا دل چاہے حاصل کر سکتے ہو۔ یہی نظام
مصطفیٰ کا وہ ایڈیشن ہے جو بریلی میں تیار ہوا ہے ع

بریں عقل و دانش بباید گریست

بہرحال یہ بات پوری طرح کھل کر سامنے آ گئی کہ حضرت تھانویؒ کے نزدیک بھی ہندوستان دارالحرب ہی
ہے اور ہندوستان کے دارالحرب ہونے کے قائل ہونے کے باوجود وہ مسلمان بھائیوں کو ہندوستان میں
سود لینے سے بچانے کی ہر ممکن کوشش فرماتے ہیں اور اس کے بالکل برعکس بریلویوں کے اعلیٰ حضرت اور چودہویں
صدی کے مجدد احمد رضا خاں صاحب ہندوستان کو دارالاسلام قرار دینے کے باوجود جوازِ سود پر ایک کتاب
"کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم" نامی لکھ کر شائع فرماتے ہیں اور اس طرح سود لینے کی کھلی چھٹی دے دیتے
ہیں۔ ع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

ان تمام حقائق کے برعکس یہ شور و غوغا کرتے چلے جانا کہ حضرت تھانویؒ کی تحقیق کے مطابق بھی ہندوستان
دارالاسلام ہے، بریلویوں کی اس مخصوص پالیسی کا حصہ ہے کہ اس قدر جھوٹ بولو کہ لوگ اسے سچ سمجھنے لگ جائیں۔ منہ

کے لیے ایسے اہم موقع پر خاموش بیٹھے رہنا کب ممکن تھا۔ چنانچہ احمد رضا خان صاحب نے ایک کتاب "دوام العیش فی الائمۃ من قریش"[1] لکھ ماری۔ اور ایک حدیث کا غلط سہارا لے کر یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی کہ خلیفۃ المسلمین کا نسباً قریشی ہونا ضروری ہے۔ اور غیر قریشی شخص شرعاً خلیفہ بن ہی نہیں سکتا۔ مطلب یہ ہوا کہ جس خلافت کو انگریز کی دستبرد سے بچانے کی کوششیں ہو رہی ہیں جب شرعاً اس کا جواز ہی نہیں ہے تو یہ تمام مساعی نہ صرف یہ کہ لاحاصل و بیکار ہیں بلکہ ناجائز بھی ہیں۔ اس لیے اول تو حکومت برطانیہ کا ہاتھ بٹاؤ تاکہ وہ ایک غیر شرعی نام نہاد خلافت کو صفحۂ ہستی سے بآسانی اور جلد سے جلد مٹا سکے ورنہ کم از کم آرام کے ساتھ گھر میں بیٹھو۔ کیونکہ ایک غیر شرعی چیز کی حمایت میں اتنی لمبی چوڑی قربانیاں پیش کرنا اور اپنا جانی و مالی نقصان کرتے ہوئے حکومت برطانیہ سے ٹکر لینا کہاں کی دانشمندی ہے؟ دنیا و آخرت دونوں کے خسارہ کے علاوہ اور کیا حاصل ہوگا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں علامہ اقبال مرحوم نے فرمایا تھا۔

کرتے ہیں غلاموں کو غلامی پہ رضا مند تاویلِ مسائل کو بناتے ہیں بہانہ

(۳) ہندوستان میں جہادِ آزادی کے بارے میں احمد رضا خان صاحب رقمطراز ہیں۔ "مسلمانانِ ہند پر حکمِ جہاد و قتال نہیں"[2] نیز ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے (جہاد) "سنانی ہم اوپر بیان کر چکے کہ بنصوص قرآن عظیم ہم مسلمانان ہند کو جہاد برپا کرنے کا حکم نہیں اور اس کا واجب بتانے والا مسلمانوں کا بدخواہ مبین"[3] اس عبارت کو دوبارہ پھر بغور پڑھیے فرماتے ہیں جہادِ آزادی کو واجب بتانے والا مسلمانوں کا خیر خواہ نہیں بلکہ کھلم کھلا بدخواہ ہے۔

---

[1] دوام العیش فی الائمۃ من قریش ص۱۱
[2] المحجۃ المؤتمنۃ فی آیۃ الممتحنۃ ص۹۵

اور بریلوی حضرات سے دریافت فرمائیے کہ جہادِ آزادی کے سلسلہ میں جناب کی یہی خدمات ہیں جن کی بنیاد پر آج اپنے آپ کو جہادِ آزادی کا علمبردار قرار دیا جاتا ہے۔ سچ ہے کہ

بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن

بریلویوں کے مفتی اعظم ہند اور احمد رضا خان صاحب کے صاحبزادے محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب ہندوستان کے حالات کا ایک من گھڑت نقشہ پیش کرنے کے بعد یوں گوہر افشانی فرماتے ہیں: "ایسی حالت میں جہاد جہاد کی رٹ لگانا غیر قوموں کو اپنے اوپر ہنسانا اور ان سے یہ طعن اٹھانا ہے ؎

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

اور جبکہ وہ (جہاد) ان شنائع قبائح پر مشتمل ہے حرام حرام حرام ہے وہ ہرگز حکم شرع نہیں۔ شریعت پر افتراء اور زیادت ہے جو آج اسے حکم الٰہی دائم حضرت رسالت پناہی ٹھہرا رہے ہیں مسلمانوں کے سخت دشمن ہیں"[1]

بریلوی حضرات سے سردست ہم صرف یہ سوال کرنا چاہتے ہیں کہ ۱۳۹۷ھ/۱۹۷۷ء میں پاکستان کے اندر چلنے والی تحریک نظامِ مصطفےٰ کو آپ حضرات جہاد قرار دیتے ہیں یا نہیں؟ اگر آپ کی نظروں میں یہ تحریک جہاد کا حکم رکھتی ہے تو کیا مذکورہ بالا شعر ان حالات میں صادق نہ آتا تھا! کیا مسلمان عوام بالکل نہتے اور غیر مسلح اور برسراقتدار فریق ہر قسم کے ہتھیاروں سے مسلح نہ تھا؟ پھر کیا وجہ ہے کہ یہ تحریک نظام مصطفےٰ تو جہاد کہلائے اور متحدہ ہندوستان میں چلنے والی تحریکات آزادی بقول آپکے حرام حرام حرام قرار پائیں؟ اس کی وجہ اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ چونکہ آپکے بعض حضرات بھی

---

[1] طرق الہدیٰ والارشاد الیٰ احکام الامارۃ والجہاد ص۲۱۔

اس تحریک میں دگو برائے نام سہی[1] شامل تھے اس لیے یہ تحریک نظامِ مصطفیٰ جہاد قرار پائی تاکہ اپنے آپ کو مجاہد قرار دے سکیں اور متحدہ ہندوستان میں انگریز کے خلاف آزادی کی تحریکات میں آپ کی شمولیت نہ تھی اس لیے وہ حرام حرام حرام قرار دے دی گئیں۔ اور اگر یہ تحریک نظامِ مصطفیٰ بھی جہاد نہ تھی تو پھر آپ حضرات نے مسلمان عوام کو کیوں حرام موت مروایا (نعوذ باللہ) عبدالحکیم شرف صاحب احمد رضا خاں صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں "نصاریٰ کی حکومت میں جہاد تو ممکن نہیں تھا ہاتھ میں قلم تھا اسی سے شمشیر و سناں کا کام لیا[2]" ایک دوسرے بزرگ موصوف کے بارے میں رقمطراز ہیں: "یہ قوم اعداء اللہ پر جہاد کے لیے پیدا ہوئی ہے۔ اب تلوار نہیں رہی تو خدائے تعالیٰ نے وہی کاٹ چھانٹ ان کے قلم کو عطا فرمادی ہے[3]" آپ حضرات کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ قلمی ولسانی جہاد انگریزی حکومت کے خلاف قطعاً نہ تھا۔ بلکہ یہ قلمی و لسانی جہاد جن لوگوں کے خلاف تھا

---

[1] ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس سلسلہ میں ان کے گھر کی ایک شہادت پیش کردی جائے۔ سید محمود شاہ گجراتی نے جو کہ جمعیت علماء پاکستان کے اول نائب صدر ہیں جمعیت کے مرکزی سیکرٹری جنرل عبدالستار خان نیازی صاحب کے نام ایک مراسلہ بھیجا ہے جس میں جمعیت کی مجلس شوریٰ کا ہنگامی اجلاس طلب کرتے ہوئے نورانی صاحب پر الزام لگایا ہے کہ مولانا شاہ احمد نورانی کی گذشتہ دو برس کی آمرانہ روش سے پارٹی کے وقار کو سخت دھچکا لگا ہے۔ نظامِ مصطفیٰ کے نفاذ کی حمایت میں مولانا نورانی کا گو مگو کا طرزِ عمل اور پاکستان دشمن عناصر کے ساتھ اتحاد کرنا اہلِ سنت کے خلاف سازش تھی اور انھوں نے ایسا اقدام بیرونی طاقتوں اور اہلِ سنت دشمن عناصر کے اشارے پر کیا . . . . انھوں نے خط میں الزام لگایا کہ قومی اتحاد کے اجلاسوں میں میاں نورانی نظامِ مصطفیٰ کے مطالبہ سے گریز کرتے رہے۔ انھوں نے کہا کہ مسٹر رفیق احمد باجوہ اور سید محمود شاہ آف چشتیاں کو ایک سازش کے تحت جمعیت سے الگ کیا گیا اور تقاضوں کے باوجود جماعتی رقوم کا حساب نہیں دیا۔ اس طرح انھوں نے لاکھوں روپے خرد برد کر لیے اور پنجابی اور ہندوستانی میں تفرقہ پیدا کی۔" روزنامہ مشرق ۲۹ ستمبر ۱۹۷۸ء
سچ ہے گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے۔ منہ

[2] رسائل رضویہ جلد اول ص۸

[3] خالص الاعتقاد ص۲۱

ان کی تفصیل احمد رضا خاں صاحب کی زبانی معلوم کیجئے۔ وہ فرماتے ہیں (جہاد) لسانی کر زبان و قلم سے رد۔ وہ ابھی سن چکے کہ ایسوں ہی پر سب سے اہم و آکد۔ بحمداللہ تعالیٰ خادمانِ شرع ہمیشہ سے کر رہے ہیں اور باللہ و رسولہٗ کی مدد شامل ہو تو دمِ آخر تک کریں گے۔ وہابیہ۔ نیاچرہ۔ دیوبندیہ۔ قادیانیہ۔ روافض۔ غیر مقلدین۔ ندویہ۔ آریہ۔ نصاریٰ وغیرہم سے کیا اور اب ان گاندھویہ (مولانا محمد علی جوہر۔ مولانا شوکت علی۔ مولانا عبدالباری فرنگی محلی مولانا عبدالماجد بدایونی وغیرہ) سے بھی بر سر پیکار ہیں[1]۔ اس عبارت سے معلوم ہو گیا کہ قلم و لسان کے ذریعہ جہاد کا دعویٰ بھی صرف کہنے کی باتیں ہیں اور لوگوں کو بے وقوف بنانے کا ایک حربہ ورنہ ان بزرگوں سے پوچھ دیکھئے کہ احمد رضا خاں صاحب اور ان کی ذریتِ معنوی کی طرف سے حکومت برطانیہ کے خلاف کتنے رسائل اور کتابیں تحریر کی گئیں؟ اور قوم میں آزادی کا جوش و ولولہ پیدا کرنے کے لیے کتنا قلمی جہاد کیا گیا؟ حکومت کے خلاف کتنے جلسے کیے گئے؟ اور کتنے جلوس نکالے گئے؟ اور اس سلسلہ میں آنے والے کتنے مصائب و آلام کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا گیا؟ بلکہ احمد رضا خان صاحب نے اپنی اس عبارت سے واضح کر دیا ہے کہ ان کا قلمی جہاد صرف مسلمانوں کو آپس میں لڑانے اور ان میں افتراق و انتشار پیدا کرنے اور عوام کو مجاہدینِ آزادی سے برگشتہ کرنے کے لیے تھا اور لوگوں کو بے وقوف بنانے کے لیے مسلمانوں کو آپس میں لڑانے اور ان کو کافر قرار دینے کا نام رکھ دیا جہاد! احمد رضا خاں صاحب کی اسی روش پر اقبال مرحوم نے فرمایا ؎

دینِ حق از کافری رسواتر است	زانکہ ملا مؤمنِ کافر گر است
کم نگاہ و کور ذوق و ہرزہ گرد	ملت از قال و اقولش فرد فرد

---

[1] المحجۃ المؤتمنہ ص۱۵۔

دینِ کافر فکر و تدبیرِ جہاد   دینِ مُلّا فی سبیل اللہ فساد

یاد رہے کہ احمد رضا خاں صاحب اور ان کی ذریت کے علاوہ کسی اور مکتبِ فکر نے اکابرامت اور ان کے پیروکاروں پر کفر کا فتویٰ قطعاً نہیں لگایا[1] بہرحال اس طرح سے یہ بریلوی پارٹی انگریزکی پالیسی "لڑاؤ اور حکومت کرو" کو عملی جامہ پہنانے میں حکومت برطانیہ کی مکمل طور پر آلۂ کار بنی ہوئی تھی۔ اب ذرا غور فرمائیے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے فتویٰ تنسیخ جہاد اور احمد رضا خاں صاحب اور ان کی ذریت معنویہ کے ہندوستان سے عملاً جہاد کو ختم کر دینے کے فتووں میں کیا فرق ہے؟ چاہیے تو یہ تھا کہ اگر بالفرض قوم میں جہاد کی سکت نہ بھی ہوتی تو بھی اسے حکم دیا جاتا کہ وہ جہاد کے لیے اپنے آپ کو تیار کرے اور قرآن پاک کی یہ آیت "وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ. الآیہ (کفار سے جہاد کے لیے حتی الامکان تیاری کرو) قوم کے سامنے پیش کی جاتی۔ نہ یہ کہ جو لوگ انگریز کے خلاف برسرپیکار رہتے ان کے راستہ میں طرح طرح کی رکاوٹیں کھڑی کی جاتیں اور جہاد کے حرام حرام ہونے کا ڈھنڈورا پیٹا جاتا۔ لیکن جس کا نصب العین ہی قوم میں جمود پیدا کرنا اور روح جہاد کو ختم کرنا ہو وہ اپنے فرائض منصبیہ سے کیسے دست کش ہو سکتا ہے؟ چنانچہ علامہ اقبال مرحوم نے دونوں ہی کے نظریات پر تنقید فرمائی اور عوام کو بروقت دونوں فتنوں سے آگاہ فرما کر ان سے بچنے کی تلقین کی۔ چنانچہ اول الذکر کے بارے میں فرماتے ہیں۔ ؎

وہ نبوت ہے مسلماں کیلئے برگِ حشیش   جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام

اور آخر الذکر کے نظریہ پر یوں تنقید فرمائی۔

[1] بریلویوں کی تکفیر کے کرشمے مکمل طور پر معلوم کرنے کے لیے کتاب "تکفیری افسانے" ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ منہ

؎ فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے   دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر!
ہم پوچھتے ہیں شیخ کلیسا نواز سے   مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر!
حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات   اسلام کا محاسبہ، یورپ سے درگزر!

شیخ کلیسا نواز کے بارے میں ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں ؎

مقصد ہے ان اللہ کے بندوں کا مگر ایک   ہر ایک ہے گو شرح معانی میں یگانہ
بہتر ہے کہ شیروں کو سکھا دیں رمِ آہو   باقی نہ رہے شیر کی شیری کا فسانہ
کرتے ہیں غلاموں کو غلامی پہ رضامند   تاویلِ مسائل کو بناتے ہیں بہانہ

بریلویوں کے استدلال "لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں" کو رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

؎ کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسا   مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

(۴) جب ترکوں کے لیے پورے ہندوستان میں چندہ اکٹھا کیا جانے لگا تو ان حضرات نے اس کی مخالفت بھی عجیب انداز سے کی۔ کیونکہ کھل کر تو ترکوں کے خلاف کچھ کہا جا سکتا تھا اور نہ ہی یہ فتویٰ دیا جا سکتا تھا کہ ترکوں کے لیے چندہ دینا حرام ہے اس لیے یہ شور مچانا شروع کیا کہ جو چندہ ترکوں کے لیے جمع کیا جاتا ہے وہ ترکوں تک نہیں پہنچتا بلکہ اس کا بہت سا حصہ لیڈران کرام خود ہضم کر جاتے ہیں تاکہ عوام الناس کارکنوں اور راہنماؤں سے بدظن ہو کر چندہ دینا ترک کر دیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے "غریب مسلمانوں کی محنت کا لکھوکھا روپیہ سخت بے دردی سے بے محل اور بے جا صرف کیا۔ بہت سے کارکنوں کو اپنا اُلو سیدھا کرنے اور ہاتھ رنگنے کا نادر موقعہ دیا الخ"[1]

[1] تنظیم بحکم قرآن کریم مطبوعہ مع ضیاء القنادیل ص۱۲ شائع کردہ انجمن حزب الاحناف ہند لاہور۔

بریلویوں کے مفتیٔ اعظم ہند اور احمد رضا خان صاحب کے فرزندِ ارجمند محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب تحریر فرماتے ہیں "غریب مسلمانوں نے جو روپیہ نہایت عرق ریزی سخت جانکاہی سے کمایا اور اپنے مظلوم ترک بھائیوں کی امداد کے لیے دیا اس پر اس بیدردی سے چھری چلائیں الخ"[1] خود احمد رضا خان صاحب ارقام فرماتے ہیں "غریب نادار مسلمانوں کی کمائی کا ہزارہا روپیہ ان تبلیغوں میں برباد جا رہا ہے اور جائے گا اور محض بے کار رونا طرد جا رہا ہے اور جائے گا۔ ہاں لیڈروں مبلغوں کی سیر و سیاحت کے سفر خرچ اور جلسہ و اقامت کے پلاؤ قورمے سیدھے ہو گئے اور ہوں گے"[2] اور احمد رضا خاں صاحب کے خلیفۂ اجل اور مظہرِ اعلیٰحضرت مولوی حشمت علی صاحب یوں گوہر افشانی فرماتے ہیں "تنبیہ، تنبیہ، تنبیہ۔ مسلمانو! ترکوں کی حمایت، اماکن مقدسہ کی حفاظت، سلطنتِ اسلامی کی اعانت یہ سب دکھانے کے دانت کہ کسی طرح مسلمانوں میں اشتعال ہو لاکھوں روپیہ کا چندہ ہاتھ آئے"[3] مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ نے اس اہم موقعہ پر احمد رضا خان صاحب کو ایک خط لکھا تھا۔ تفصیل خود انہی کی زبانی ملاحظہ ہو۔ "ہم نے خان صاحب کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا کہ اس وقت اسلام پر جو وقت ہے۔ آیا آپ سے ہو سکتا ہے کہ چند دنوں کے لیے مخالفین اسلام پر یہ ثابت کر دیں کہ مسلمان ایسے وقتوں میں باہمی نزاعات کو چھوڑ کر سب اسلام کی خدمت میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ اور ہم آپ متفق کوشش سے ترک مظلوموں کے لیے چندہ کریں۔ رجسٹری کر کے خط لکھا واپسی کا رڈ بھی منضم۔ جواب ندارد۔ ہمارے ساتھ مل کر چندہ نہ کرتے

---

[1] طرق الہدیٰ والارشاد ص[illegible]　[2] المحجۃ المؤتمنہ ص[illegible]

[3] حاشیہ المحجۃ المؤتمنہ ص[illegible]

خود ہی کچھ کرتے وہ بھی معلوم ہے کہ اپنے مدرسہ کے جیسے جلسہ ہوتا تھا اسی شان سے ہوا۔ بلکہ از تا نجے جب چندہ ترک مجروحوں کے لیے کہا تو جواب یہ ملا کہ "فقیر کو اس سے کیا تعلق ؟"[1] مولانا چاند پوری اس پر تبصرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں "واقعی فقیر کا منصب تو مسلمانوں میں اختلاف ڈلوانا سب پر کفر کا فتوٰی جاری کرنا ہے . . . .

ناظرین! کہاں تو مصنوعی نعل مبارک کی کہ وہ تعظیم کر کے (رکھنے) ہزاروں کا چندہ یار کے گھر کے شامیانے کے لیے ہوا اور یہاں اسلام جاتا ہے مگر کان پر جوں نہیں رینگتی۔ قابلِ توجہ امر یہ ہے کہ کہاں تو تکفیرِ اہلِ اسلام کے لیے سفر عرب ہوا اور کہاں اس مصیبت کے وقت چندہ کی بھی کوشش اور سعی بلیغ نہ ہو۔ ندوے کے خلاف جھوٹے رسالے سو سے زیادہ لکھ کر ہزاروں کی تعداد میں شائع کیے۔ بقول اپنے منہ میاں مٹھو حضراتِ دیوبند کی مخالفت میں، ۲ برس تک رسائل شائع کیے۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ ترک مظلوموں کی امداد میں کتنے سطر لکھ کر مطبع شریف سے رسائل اور اشتہارات شائع ہوئے ؟[2]

بغور ملاحظہ فرمایئے یہ ہیں ان لوگوں کے اصلی خدوخال جو عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بلاشرکتِ غیرے واحد ٹھیکیدار ہونے کے مدعی ہیں اور اپنے ماسوا تمام لوگوں کو گستاخِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اور کافر مرتد واجب القتل قرار دیتے نہیں تھکتے۔ ؎

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد　　جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

---

[1] توضیح البیان ص۳۱　[2] توضیح البیان ص۳۴

(۵) برطانیہ اور ترکوں کی جنگ میں برطانیہ کے خلاف کچھ لکھنا تو درکنار ساری کوشش اسی بات کی رہی کہ کسی نہ کسی طرح ترکوں کو ہی موردِ الزام ٹھہرا دیا جائے اور مسلمان یاس و قنوطیت کا شکار ہو کر بیٹھ رہیں۔ چنانچہ احمد رضا خان صاحب ایک صاحب کے خط کے جواب میں رقمطراز ہیں۔ "ترکوں کی اس تازہ تبدیلِ روش کا ذکر تھا جس نے میرے خیال کی تصدیق کر دی" اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ الآیۃ۔ بیشک اللہ کسی قوم کو گردش میں نہیں ڈالتا جب تک وہ اپنی حالت خود نہ بدل ڈالیں۔ ۔ ۔ یہاں (حدیث میں) اَمْرُ اللّٰہِ وہ وعدۂ صادقہ ہے جس میں سلطانِ اسلام شہید ہوں گے اور روئے زمین پر اسلامی سلطنت کا نام نہ رہے گا تمام دنیا میں نصاریٰ کی سلطنت ہو گی۔ اگر معاذ اللہ وہ وقت آ گیا ہے جب تو کوئی چارۂ کار نہیں۔ شدنی ہو کر رہے گی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مگر فقیر جہاں تک نظر کرتا ہے ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ ۔ ۔ بہرحال بندگی، بیچارگی، دعا کے سوا کیا چارہ ہے؟ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کچھ آگے چل کر فرماتے ہیں "حالانکہ حقیقۃً یہ (دین سے) آزادی ہی سخت ذلت کی قید ہے جس کی زندہ مثال یہ ترکوں کا تازہ واقعہ ہے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم"[1] اور بریلویوں کے صدر الافاضل نعیم الدین مراد آبادی (م، ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء) ترکوں کو مجرم اور غدار قرار دیتے ہوئے رقمطراز ہیں "ترکی کو یہ روزِ بد کیوں دیکھنا پڑا۔ مقدر ایسا ہی تھا مگر عالمِ اسباب میں اس کے لیے اسباب ہیں۔ سب سے بڑا سبب جو اصل ہے اور دنیا بھر میں مسلمانوں کو کہیں کسی معاملہ میں کوئی ناکامی ہو اس سب کی

[1] حیاتِ صدر الافاضل ص۱۵۱ تا ص۱۶۲۔

علت ہے وہ احکامِ اسلام سے علیحدگی ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اگر ترکی سلطنت کی اعانت کرنا ہے تو واقعی اعانت جب ہی ہو سکتی ہے جبکہ یہ اسباب رفع کیے جائیں۔ کیا اس مقصد کے لیے مسلمانوں کا کوئی وفد قسطنطنیہ پہنچا جو ترکوں میں اسلامی ہمدردی پیدا کرنے اور غداری سے تائب ہونے کی کوشش کرتا"[1]۔ ہم پوچھتے ہیں کہ اگر کوئی وفد جناب کے فرضی مقصد کی خاطر قسطنطنیہ نہیں گیا تھا تو پھر جناب کی "جماعتِ مبارکہ رضائے مصطفیٰ" نے کیوں نہ بھیجا؟ یا صرف باتیں ہی بنانا مقصود ہے اور دوسروں کے راستے میں صرف روڑے اٹکانا ہی جناب کا نصب العین ہے؟ اس کے بعد مسلمانوں کو مایوسی اور عالمِ اسباب میں ہر قسم کے چارۂ کار سے ان کو دستبردار کرنے کے لیے ارشاد فرماتے ہیں "حقیقۃ الامر یہ ہے کہ مشیتِ الٰہیہ کے سامنے تمام تدابیر ہیچ ہیں وہ جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ جس کو وہ ذلیل و خوار کرے تمام عالم ایک شمہ اس کی ذلت کم نہیں کر سکتا جس کو وہ غلبہ دے کوئی اس کو مغلوب و مقہور نہیں کر سکتا اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰهِ سلطنتِ ترکی عاجز و کمزور ہو سکتی ہے۔ بادشاہِ اسلام کا اقتدار فنا ہو سکتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ مگر فرمانِ الٰہی کے نفاذ کو کوئی طاقت نہیں روک سکتی"[2]۔ اس کے بعد ان تمام مصائب و آلام کا حل استغفار، دعا، الحاح و زاری اور مناجاتِ سحر وغیرہ کو قرار دیا ہے۔ دعاؤں کی تاثیر کا انکار نہیں مگر عالمِ اسباب میں ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ رہنا اور صرف دعاؤں سے حلِ مشکلات کی توقع رکھنا خود فریبی سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ علامہ اقبال مرحوم نے ان

[1] حیاتِ صدر الافاضل ص۱۰۹　[2] حیاتِ صدر الافاضل ص۱۱۱

بزرگوں کی اسی قسم کی باتوں پر ارشاد فرمایا ؎

کر سکتی ہے بے معرکہ جینے کی تلافی — اے پیر حرم تیری مناجات سحر کیا!
ممکن نہیں تخلیق خودی خانقہوں سے — اس شعلۂ نم خوردہ سے ٹوٹے گا شرر کیا!

نیز بریلویوں کے اس قسم کے نظریات و خیالات پر تنقید کرتے ہوئے ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں ؎

ایسی کوئی دنیا نہیں افلاک کے نیچے — بے معرکہ ہاتھ آئے جہاں تخت جم و کے

(۶) ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء میں جب کانگرس اور خلافت کمیٹی نے ترک موالات کا فیصلہ کیا اور اسی ہفتہ مسلم لیگ نے بھی ناگپور کے اجلاس کے اندر ترک موالات کی قرارداد پاس کر کے کانگرس اور خلافت کمیٹی کی تائید کر دی تھی۔ اسی طرح متفقہ طور پر انگریزوں کا بائیکاٹ شروع ہوا۔ اس وقت بھی احمد رضا خاں صاحب اپنے آقایان ولی نعمت کی امداد کو بر وقت پہنچے چنانچہ بقول مرحوم ؎

کرتے ہیں غلاموں کو غلامی پہ رضامند — تاویل مسائل کو بناتے ہیں بہانہ

اس موقعہ پر یہ بہانہ تراشا کہ شریعت میں کفار سے موالات (دل سے دوستی رکھنا) منع ہے معاملات سے ہرگز منع نہیں ہیں اس لیے شرعی طور پر انگریزوں سے لین دین، خرید و فروخت اور دیگر تمام معاملات بلا روک ٹوک کیے جا سکتے ہیں۔ لہٰذا انگریزوں سے ترک معاملات کا حکم دینے والے لیڈران کرام غلط اقدام کر رہے ہیں۔ چنانچہ صدر الافاضل فرماتے ہیں "یہ بڑی ہمدردی یہ نکالی ہے کہ یورپ کے مال کا بائیکاٹ ہو میں اسے پسند نہیں کرتا ...... پھر اس سے یورپ کو ضرر بھی کتنا؟ اور ہو بھی تو کیا فائدہ؟ کہ وہ سو ترکیبوں سے اس سے دس گنا ضرر پہنچا سکتے ہیں[1]"

؎۱ حیات صدر الافاضل ص۱۵۸۔

اور بریلویوں کے صدر الافاضل نعیم الدین مراد آبادی ارشاد فرماتے ہیں "ترک تعاون کا یہ مطلب ہے کہ اس نظام کو مختل کر کے تمدن خراب کیا جائے[1]" ایک انگریز فرانسس رابنسن احمد رضا خان صاحب کے بارے میں رقمطراز ہے۔ "ان کا معمول کا طریق کار حکومت کی حمایت تھی اور جنگ عظیم اول اور تحریک خلافت میں انھوں نے مسلسل حکومت کی حمایت جاری رکھی اور ۱۹۲۱ء میں بریلی میں ترک موالات کے مخالف علماء کی ایک کانفرنس منعقد کی۔ ان کا عوام پر خاطر خواہ اثر تھا لیکن مسلمانوں کے پڑھے لکھے طبقے کی حمایت حاصل نہ تھی[2]" حالانکہ علامہ اقبال مرحوم تحریک ترک موالات کی عظمت و اہمیت کے بہت زیادہ قائل تھے چنانچہ ڈاکٹر عبدالسلام خورشید لکھتے ہیں "علامہ تحریک ترک موالات کو کتنی اہمیت دیتے تھے؟ اس سلسلہ میں ۱۹۲۲ء کا یہ مکتوب ہماری رہنمائی کرتا ہے۔

"ہندوستان میں بظاہر مہاتما گاندھی کی گرفتاری کے بعد امن و سکون ہے مگر قلوب کا ہیجان حیرت انگیز ہے۔ اتنے عرصہ میں اتنا انقلاب تاریخ امم میں بے نظیر ہے۔ ہم لوگ جو انقلاب سے خود متاثر ہونے والے ہیں اس کی عظمت اور اہمیت کو اس قدر محسوس نہیں کرتے آئندہ نسلیں اس کی تاریخ پڑھ کر حیرت میں ڈوب جائیں گی[3]"

ہندو اور مسلم دونوں طبقوں میں انگریز کے اشارۂ ابرو پر ناچنے والے کچھ لوگ موجود تھے جو دونوں فریقوں میں لڑائی جھگڑا پیدا کر کے انگریز کی حکومت کو دوام ورنہ

؎۱ حیات صدر الافاضل ص۱۶۳ ؎۲ سیپریٹزم امنگ انڈین مسلمز ص۴۲۴ کیمبرج یونیورسٹی پریس ۱۹۷۴ء بحوالہ اقبال کے ممدوح علماء ص۱۸۱ ؎۳ سرگذشت اقبال ص۱۵۱۔

کم از کم طول بخشتے تھے اور اسی قسم کے لوگ برطانیہ کی پالیسی "لڑاؤ اور حکومت کرو" کو عملی جامہ پہنانے میں اس کے آلۂ کار بنے ہوئے تھے۔ چونکہ مسلمانوں میں اس قماش کے لوگوں میں احمد رضا خاں صاحب اور ان کی ذریت معنویہ سب سے پیش پیش تھی اس لیے اس موقع پر ترکِ موالات اور بائیکاٹ کی تحریک کا رُخ انگریزوں کی جانب سے موڑ کر ہندوؤں کی طرف پھیرنے میں ان حضرات نے بڑی کد و کاوش کا مظاہرہ کیا۔ پہلے تو کہا گیا کہ یہی ترکِ موالات و بائیکاٹ ہندوؤں سے بھی ہونا چاہیے کیونکہ وہ بھی زمرۂ کفار میں شامل ہیں۔ اور جب حامیانِ ترکِ موالات نے جواباً سورۂ ممتحنہ کی آیت ۸، ۹ کو پیش کیا جس میں صرف برسرِ پیکار کفار سے بائیکاٹ کا حکم ہے اور دیگر کفار (غیر محارب) سے بر و احسان کی اجازت دی گئی ہے تو احمد رضا خاں صاحب نے ایک کتاب "المحجۃ المؤتمنۃ فی آیۃ الممتحنۃ" تالیف فرمادی اور اس میں لکھا کہ آیت ذمیوں کے بارے میں ہے جبکہ ہندو ذمی نہیں بلکہ حربی ہیں لہٰذا ان کا بھی بائیکاٹ ہونا چاہیے اور یہ یاد نہ رہا کہ اس سے پیشتر وہ خود ہندوستان کے ہندوؤں کے ذمی ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں ان کے فتویٰ کی عبارت ملاحظہ ہو: "اس سے پہلے فقیر ایک مدلل فتویٰ لکھ چکا ہے کہ ہنود زمانہ اہلِ ذمہ ہیں انھیں کافر حربی نہیں کہہ سکتے و تمام تحقیقہ فی فتاوینا الملقبۃ بالعطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ اور ظاہر ہے کہ شرع مطہر نے معاملاتِ دنیویہ میں اہلِ ذمہ کو ہمارے مماثل رکھا ہے"[1]۔ بہرحال اب احمد رضا خاں صاحب کا فتویٰ بدل چکا تھا کیونکہ ترکِ موالات کے وقت کی کانگرس وہ کانگرس نہ تھی جو ۱۸۸۵ء میں ایک انگریز کے ہاتھوں قائم ہوئی تھی اور جس کے اولین اغراض و مقاصد میں انگلستان اور ہندوستان کے درمیان اتحاد و

[1] نصرۃ الابرار ص۲۹

یگانگت پیدا کرنا بھی شامل تھا جبکہ ۱۹۲۰ء کی کانگرس ہندوستان سے انگریز کو بیخ و بُن سمیت اکھاڑ کر پھینک دینا چاہتی تھی اس لیے احمد رضا خاں صاحب کے فتویٰ کے بدل جانے میں کوئی اچنبھے کی بات نہیں ہے۔ نیز یہ بات بھی قابلِ ملاحظہ ہے کہ احمد رضا خاں صاحب نے جدید فتویٰ میں صرف اسی پر اکتفا نہ کیا کہ ہندو بھی حربی اور انگریز بھی حربی بلکہ ہندو کو انگریز سے زیادہ بدتر ثابت کرنے کی کوششیں کی گئیں چنانچہ بریلویوں کے صدر الافاضل نعیم الدین مرادآبادی ارشاد فرماتے ہیں: "ہنود تو شرک و بت پرست ہونے کی وجہ سے بدترین کفار میں سے ہیں.... ہنود نہ تو غیر محارب ہیں نہ ذمی بلکہ وہ اہلِ کتاب (انگریزوں) سے بدرجہا بدتر ہیں ان سے موالات درکنار بر و احسان بھی جائز نہیں"[1]۔ بہرحال مقصد واضح ہے کہ ہندو چونکہ انگریز سے زیادہ بدتر کفار ہیں اس لیے ترکِ موالات کی تحریک اُن کے خلاف چلنی چاہیے۔ خدارا انصاف سے بیان فرمائیے کہ انگریز سے وفاداری اور آڑے وقت میں اس کی امداد و اعانت کی اس سے بڑھ کر اور اس سے زیادہ بہتر صورت اور کیا ہو سکتی ہے؟ یہ بات خاص طور پر یاد رہنی چاہیے کہ ہندو مسلم فسادات کے تمام اہم واقعات ۱۹۲۱ء کے بعد کے ہیں جبکہ ترکِ موالات ۱۹۲۰ء میں شروع کی گئی تھی۔ اس لیے بعد کے واقعات کو آج کل بہانہ بنا کر اپنی انگریز دوستی اور برطانیہ نوازی کو چھپایا نہیں جا سکتا۔ علامہ اقبال مرحوم ایسے ہی لوگوں کے بارے میں فرماتے ہیں ؎

یورپ کی غلامی پہ رضامند ہوا تو ۔۔۔ مجھ کو تو گلہ تجھ سے ہے یورپ سے نہیں ہے

(۷) برٹش حکومت سے مقابلہ اور اس کے مخالفین کی امداد و اعانت کو بھی بریلوی

[1] حیات صدر الافاضل ص۱۵۱۔

پارٹی پسند نہ کرتی تھی۔ اور ایجی ٹیشن کرکے جیلوں میں جانا بھی ان پر انتہائی شاق گذرتا تھا بلکہ اس کو فساد فی الارض (بغاوت) سے تعبیر کرتے تھے۔ حالانکہ ظاہر ہے کہ جہادِ آزادی میں ان تمام مراحل سے گذرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ بریلویوں کے مفتئ اعظم اور احمد رضا خاں صاحب کے صاحبزادے محمد مصطفٰی رضا خان صاحب ارشاد فرماتے ہیں "کیا یہ فتنہ و فساد نہیں کہ مسلمانوں کی عزیز اور قیمتی جانیں مفت ضائع ہوں۔ اس سے بڑھ کر اور فتنہ، اور اس سے زائد فساد فی الارض کیا ہوگا؟"[1] اور بریلویوں کے صدر الافاضل نعیم الدین مراد آبادی تحریر فرماتے ہیں "بے شک سلطانِ اسلام اور سلطنتِ اسلامیہ کی اعانت فرض ہے۔ لیکن یہاں کے مسلمانوں کی عزت و حرمت اور زندگی کو بے فائدہ خطرہ میں ڈالنا بھی جائز نہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ گورنمنٹ بظاہر ہر طرح طاقتور، بیدار اور آئین ملک داری سے خوب واقف ہے اور تم انتہا درجہ کے کمزور۔ کمزور کا زبردست سے تصادم ہو تو جو نتیجہ نکل سکتا ہے وہی ہماری اور گورنمنٹ کی لڑائی کا ہو سکتا ہے۔ ایسی حالت میں گورنمنٹ سے مقابلہ کے لیے تیار ہو جانا عاقبت اندیشی سے دور ہے"[2] یہی بزرگ ایک اور جگہ رقمطراز ہیں "یہ کچھ ترکی کی اعانت نہیں کہ ہم جیل خانوں کو آباد کریں نہ اس سے سلطنتِ اسلامیہ کو کچھ فائدہ پہنچ سکتا ہے"[3] ایک مولوی صاحب قسمت کے مارے ہوئے کہیں گرفتار ہو گئے تو بریلویوں کے صدر الافاضل نے جس طرح ان کی حوصلہ افزائی فرمائی وہ بھی قابلِ داد ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے "اگرچہ میں تسلیم کرتا ہوں کہ مولانا سید محمد فاخر صاحب نے اپنے جذبات کی صداقت ثابت کر دی لیکن میں ان کے اس طرزِ عمل سے متفق نہیں۔

۱؎ طریقِ الہدیٰ والارشاد صفحہ ۳۰ ۲؎ حیاتِ صدر الافاضل صفحہ ۱۰۱ ۳؎ حیاتِ صدر الافاضل صفحہ ۱۰۲

ایک عالم کے جیل میں جانے سے مسلمان اس کے علوم سے محروم ہو گئے اس کے علاوہ اور کیا فائدہ ہوا"[1] انگریزی حکومت کے طاقتور ہونے اور مسلمانوں کے کمزور ہونے کا ڈھنڈورا پیٹ کر مسلمانوں کو بزدل اور ڈرپوک بنانے والے نام نہاد "عاشقانِ رسول" علامہ اقبال مرحوم کے ان اشعار کو بغور دیکھیں اور پھر اپنے گھناؤنے طرزِ عمل کا مشاہدہ کریں۔

افسوس صد افسوس کہ شاہیں نہ بنا تو ‏ ‏ ‏ دیکھے نہ تری آنکھ نے فطرت کے اشارات

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے ‏ ‏ ‏ ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات

ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں

گرما و غلاموں کا لہو سوزِ یقیں سے ‏ ‏ ‏ کنجشکِ فرومایہ کو شاہیں سے لڑا دو

(۸) انگریز کی سیاسی خدمات سرانجام دینا اور اس کے ایجنٹوں کی صفائی بیان کرنا بھی بریلوی بزرگوں کے مقدس مشن میں داخل ہے۔ چنانچہ احمد رضا خان صاحب کے سوانح نگار آپ کے پردادا حافظ کاظم علی خان صاحب کے بارے میں رقمطراز ہیں "مولوی احمد رضا خان کے پردادا حافظ کاظم علی خان بریلوی نے انگریزی حکومت کی پولیٹیکل خدمات انجام دیں"[2] یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ انگریز کی ایجنٹی اور کاسہ لیسی احمد رضا خان صاحب کو اپنے آبا و اجداد سے ورثہ میں ملی ہے۔ اور انگریز سے خفیہ تعلقات کی بنا پر جو کہ اس کی سیاسی خدمات سرانجام دینے کے باعث پیدا ہو گئے تھے اس خاندان کو ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی وغیرہ کے زمانہ میں بھی اپنی جان و مال کا کبھی خطرہ محسوس ہوا اور نہ ہی احمد رضا خاں صاحب کے خاندان کو کسی قسم کے اندیشہ کا سامنا کرنا پڑا چنانچہ ان کے

۱؎ حیاتِ صدر الافاضل صفحہ ۱۰۲ ۲؎ حیاتِ اعلیٰ حضرت مصنفہ ظفر الدین بہاری صفحہ ۳ ۳؎ بحوالہ اقبال کے ممدوح علماء صفحہ ۱۸۱

ایک سوانح نگار رقمطراز ہیں "مسلمانوں کو گرفتار کر کے تختہ دار پر چڑھایا جا رہا تھا مولانا رضا علی خاں صاحب (احمد رضا خان صاحب کے دادا) اس زمانہ میں بریلی کے محلہ ذخیرہ میں قیام فرماتھے، شہر کے بڑے بڑے با اثر لوگوں نے گھروں کو خیر باد کہہ دیا تھا اور دیہاتوں میں جا کر روپوش ہو گئے تھے مولانا صاحب نے باوجود لوگوں کے اصرار کے بریلی نہ چھوڑی[1]" انگریز کی خدمات کے ذیل میں ہی اس کے ایجنٹوں کی صفائی بیان کرنا اور ان کی تعریف میں زمین آسمان ایک کر دینا بھی داخل ہے۔ چنانچہ حجاز مقدس کے گورنر "شریف مکہ" نے انگریزوں سے مل کر ترک حکومت سے جو غداری کی اور ترکوں پر جو بے پناہ مظالم ڈھائے اس کی تفصیلات تاریخ کا حصہ بن چکی ہیں۔ اسی "شریف مکہ" گورنر حجاز کے بارے میں علامہ اقبال مرحوم کا یہ شعر زبان زد خلائق ہے۔

بیچتا ہے ہاشمی ناموسِ دینِ مصطفیٰ   خاک و خوں میں مل رہا ہے ترکمانِ سخت کوش

ایسے غدار ملک و ملت کی صفائی بیان کرنے کے لیے احمد رضا خان صاحب کے صاحبزادے محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب نے ایک کتاب "حجت واہرہ" نامی تالیف فرمائی جس کے سر ورق پر یہ الفاظ درج ہیں "حضرت شریف ابو برکت فی شرفہ پر سے فرقہ گاندھویہ کے تمام جھوٹے الزاموں اور غلیظ طعنوں کا قلع قمع کر دینے والا" اسی کتاب میں شریف کی صفائی بیان کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے "کسی مسلمان کی فسق کی طرف نسبت بے ثبوت صحیح شرعی جائز نہیں۔ بعض کذابوں، گمراہوں، فاسقوں، فاجروں، گاندھی کے پیرو وں لیڈروں کی بے سر و پا خبروں پر اعتماد اور ان کا اعتبار جائز نہیں[2]" چونکہ "شریف مکہ" نسباً سید تھا اس لیے فرماتے ہیں کہ اس کی توہین کرنے سے کافر ہو جاؤ گے۔

---

[1] سوانح اعلیٰحضرت ص۸ بحوالہ دعا کر ص۱۰۱ [2] حجت واہرہ بوجوب الحجۃ الحاضرۃ ص۳

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے "کیا کتب فقہ میں یہ نہیں کہ توہین اشراف (سادات کرام) کفر ہے ...... اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ شریف نے محض بے وجہ ترکوں کو (حجاز مقدس سے) نکالا اور (اپنے آپ حاکم بن بیٹھے اور انگریزوں سے سازو باز) کر لیا تو اس پر یہ کہنا کہ انھوں نے اپنی آخرت کو برباد کر دیا کیسا ستم ہے؟ کیا ترکوں کو نکال دینا کفر ہے؟ اور معاذ اللہ یہ گاندھویہ کے طور پر کفر بھی ہو گیا تو بہ کا دروازہ بھی شریف پر بند ہو گیا[1]" ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے "شریف کی ظلم رانی سخت کذابوں گمراہوں یا نامعتبر مجاہیل کی زبانی ہے[2]" نیز اس غدار ملک و ملت کا نام ان القاب کے ساتھ لیا جاتا ہے "حضرت شریف زِیْدَ مَجْدُہٗ وَدَامَتْ مَعَالِیْہِ وَبُوْرِکَتْ اَیَّامُہٗ وَلَیَالِیْہِ[3]" ترکوں کی خلافت سے تو انکار ہے مگر انگریزوں کے اشاروں پر ناچنے والے ملک و ملت کے غدار کی حکومت کو خلافت قرار دیا جاتا ہے۔ چنانچہ ارقام فرماتے ہیں "اس (اخبار میں شریف مکہ کے خلاف بیان دینے والے) کا اصلی مقصد اس ساری سعی باطل اور کوشش ناحاصل سے یہ ہے کہ شریف کی خلافت کو کوئی قوت نہ پہنچ جائے[4]" یہ ہیں بریلویوں کے مفتی اعظم ہند جنھوں نے انگریز کا حق نمک بخوبی ادا کر دیا۔ جس پارٹی اور جماعت کے "چودھویں صدی کے مجدد" اور صدر الافاضل اور مفتی اعظم وغیرہ ایسے ایسے حضرات ہوں گے ان کی ملی غیرت و حمیت کا کیا پوچھنا؟ ان لوگوں کو تو صرف اپنے خفیہ وظائف و مراعات سے غرض ہے رہا اسلام اور مسلمانوں کا معاملہ میں تو وہ جائے بھاڑ میں۔ کاش کوئی صاحب علامہ اقبال مرحوم کا یہ شعر ان کی خدمت میں پیش کر دیتے ؎

---

[1] حجت واہرہ ص۱۰ [2] حجت واہرہ ص۲۸ [3] حجت واہرہ ص۲۲ [4] حجت واہرہ ص۳۱

اے طائر لاہوتی اُس رزق سے موت اچھی　　　جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

(۹) سلطنتِ برطانیہ کی تعریف "اس کی رعایا پروری، بیدار مغزی اور طاقتور ہونے کی نشر و اشاعت کرنا نیز اس کے عدل و انصاف کے گن گانا اور اس سے اپنی وفاداری کا اظہار بھی اس بریلوی پارٹی کا طغرائے امتیاز رہا ہے۔ چنانچہ احمد رضا خان صاحب ایک مقام پر ارشاد فرماتے ہیں "بیدار مغز حکومت ایسی لغویات کو کب سنتی۔ ہر بار جواب ملا کہ مذہبی امور میں دست اندازی نہ ہوگی"[1] اور بریلویوں کے صدر الافاضل نعیم الدین مراد آبادی رقمطراز ہیں "یہ ظاہر ہے کہ گورنمنٹ بظاہر ہر طرح طاقتور، بیدار اور آئینِ ملک داری سے خوب واقف ہے"[2] بریلویوں کے مفتی اعظم ہند اور احمد رضا خان صاحب کے فرزند ارجمند نصاریٰ (انگریز) کی تعریف میں یوں رطب اللسان ہیں "حجاز میں قحط کی یہ کیفیت تھی کہ لحم میتہ (مردار کا گوشت) بھی باقی نہ رہا تھا اور لوگوں کی تلاش پر دہ بھی دستیاب نہ ہو سکتا تھا۔ نصاریٰ (انگریز) ہندوستان سے اناج کے جہاز بھر کر لے جاتے اور یہاں (فی روپیہ) ۴ سیر بکتا تھا وہاں (فی روپیہ) دس سیر کا فروخت کرتے بلکہ مفت بانٹتے تھے"[3] جلیانوالہ باغ (امرتسر) میں ہندوستانی پر گولی چلا کر ان کے خون سے ہولی کھیلنے والے رسوائے زمانہ ظالم انگریز جنرل اوڈوائر گورنر پنجاب کی خدمت میں پنجاب کے بریلوی پیروں اور سجادہ نشینوں نے ایک سپاسنامہ پیش کیا تھا جس کے چند اقتباسات یہاں درج کیے جاتے ہیں "حضور انور جن کی ذاتِ عالی صفات میں قدرت نے دلجوئی، ذرہ نوازی اور انصاف پسندی کوٹ کوٹ کر بھر دی ہے ہم خاکساران باوفا کے اظہار دل کو توجہ سے سماعت فرما کر ہمارے کلاہ فخر

---

[1] تہر الدیان ص۱　[2] حیات صدر الافاضل ص۱۰۱　[3] حجت واہرہ ص۲

کو چار چاند لگا دیں گے۔ . . . . . جب ہم بے نظیر برطانوی انصاف کو دیکھتے ہیں جس کی حکومت میں شیر اور بکری ایک گھاٹ پر پانی پی رہے ہیں تو پھر ہر طرف احسان ہی احسان دکھائی دے رہا ہے ؎

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد　　　کسے را با کسے کارے نباشد

. . . . . . ہم سچ عرض کرتے ہیں کہ جو برکات ہمیں اس سلطنت کی بدولت حاصل ہوئیں اگر ہمیں عمر خضر بھی نصیب ہو تو ہم ان احسانات کا شکریہ ادا نہیں کر سکتے۔ ہندوستان کے لیے سلطنت برطانیہ ابرِ رحمت کی طرح نازل ہوئی اور ہمارے ایک بزرگ نے جس نے پہلے زمانہ کی خانہ جنگیاں اور بدامنیاں اپنی آنکھوں سے دیکھی تھیں اس سلطنت کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے ؎

ہر ہمہ بد نظمیاں سبب دورِ انگریزی عمل آیا　　　بجا آیا بہ استحقاق آیا بر محل آیا

. . . . . . ہم حضور سے درخواست کرتے ہیں کہ جب حضور وطن کو تشریف لے جائیں تو اس نامور تاجدار ہندوستان کو یقین دلائیں کہ چاہے کیسا ہی انقلاب کیوں نہ ہو ہماری وفاداری میں سر مو فرق نہ آیا ہے اور نہ آسکتا ہے اور ہمیں یقین ہے کہ ہم اور پیروان اور مریدان فوجی وغیرہ جن پر سرکارِ برطانیہ کے بے شمار احسانات ہیں ہمیشہ سرکار کے حلقہ بگوش اور جان نثار رہیں گے۔ . . . . ہماری خوش نصیبی ہے کہ حضور کے جانشین سر ایڈورڈ میکیگن بالقابہم جن کے نام نامی سے پنجاب کا بچہ بچہ واقف ہے جن کا حسنِ اخلاق، رعایا نوازی میں شہرۂ آفاق ہے۔ جو ہمارے لیے حضور کے پورے نعم البدل ہیں ہم ان کا دلی خیر مقدم کرتے ہیں اور ان کی خدمت میں یقین دلاتے ہیں کہ ہم حسبِ سابق اپنی عقیدت و وفاداری کا ثبوت دیتے رہیں گے"[1] اس سپاسنامہ پر

---

[1] تکفیری افسانے ص۱۳۹ تا ص۱۴۵ نیز حیات امیر شریعت ص۹۲

پنجاب کے ۲۰ سے زائد سرکردہ اور چوٹی کے نام نہاد بریلوی پیروں کے دستخط ثبت ہیں۔

یہی وہ سپاسنامہ ہے جسے دیکھ کر جناب امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ (م ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء) بے حد مغموم ہوئے اور پھر تین دن تک ملتان کے باغ لنگے خاں میں اس سپاسنامہ کے خلاف تقریر کرتے رہے۔ آپ نے اپنی تقریر کے دوران پیرانِ عظام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: "اے پیرانِ طریقت! یہ سپاسنامہ فرنگی کے حضور پیش کر کے آپ نے اپنے آباؤ اجداد کی تعلیم، ان کے اصول، ان کی روحانی زندگی پر وہ کالک مل دی ہے کہ قیامت تک یہ داغ نہیں دھویا جاسکتا اور نہ یہ سیاہی مٹ سکتی ہے۔ اگر میں ابن سعود کی حمایت کروں تو کافر اور تم ترکوں کے قتل پر دستخط کرو تو مومن؟ تم فتح بغداد پر چراغاں کرو تو مسلمان اور میں فرنگی سے آزادی کے لیے لڑوں تو مجرم! تمہارے تعویذ، تمہاری دعائیں کافر انگریز کی فتح کی آرزو مند رہیں۔ میں سلطنتِ برطانیہ کی بنیاد اکھاڑنے پر رہا۔ تم نے انسانوں سے زیادہ کتے اور سوروں کی قدر کی اور گناہ کو ثواب کا درجہ دیا۔ تمہاری قبائیں خونِ مسلم سے داغدار ہیں۔ اے دم بریدہ سگانِ برطانیہ! صورِ اسرافیل کا انتظار کرو کہ تمہاری فردِ جرم تمہارے سامنے لائی جائے اور تم اپنے نامۂ اعمال کو ندامت کے آئینہ میں دیکھ سکو۔ تمہاری تسبیح کا ایک ایک دانہ تمہارے فریب کا آئینہ دار ہے تمہاری دستار کے پیچ و خم میں ہزاروں پاپ جنم لیتے ہیں اور تم انہیں دیکھتے ہو مگر تمہاری زبانیں گنگ ہیں کہ ان کی موت پر آنسو تک نہیں بہتے۔ وقت کا انتظار کرو کہ شاید تمہاری پیشانیوں کے محراب کی سیاہی تمہارے چہروں کو مسخ کر دے اور تمہارا زہد و تقویٰ ہی تمہاری رسوائی کا باعث بن جائے۔"

پھر حضرت شاہ جی مرحوم نے باغ لنگے خاں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"اس باغ کے گل بوٹے گواہ رہیں کہ میں نے ۳ دن کی مسلسل تقریروں سے باغیانِ قوم و وطن کے فریب سے بنی نوع انسان کو آگاہ کر دیا۔ باغ کی روشیں میری گفتگو کو اپنے دامن میں محفوظ کر لیں شاید قیامت کے دن میں اپنی نجات کے لیے ان سے طلب کروں۔ اے بادِ بہاری کے خوشگوار جھونکو! شہادت دینا کہ میں نے اہلِ ملتان کے سامنے حق و باطل کے درمیان دیوار کی نشاندہی کر دی ہے۔"[1]

ایسے ہی پنجاب کے نام نہاد پیرزادوں سے خطاب کرتے ہوئے اقبال مرحوم فرماتے ہیں کہ میں حضرتِ مجدد الف ثانیؒ کے مزار پر حاضر ہوا تو وہاں سے یہ آواز آئی ؎

آئی یہ صدا سلسلۂ فقر ہوا بند ہیں اہلِ نظر کشورِ پنجاب سے بیزار
عارف کا ٹھکانا نہیں وہ خطہ کہ جس میں پیدا کلۂ فقر سے ہو طرۂ دستار
باقی کلۂ فقر سے تھا ولولۂ حق طروں نے چڑھایا نشۂ خدمتِ سرکار

بہرحال یہ ہے بریلویوں کے "امام اہلِ سنت و مجدد مائۃ حاضرہ" اور ان کی امت کا درخشاں و تابناک ماضی جس کے بل بوتے پر وہ آج تحریکِ آزادی کا نہ صرف کارکن بلکہ قائد ہونے کے دعویدار ہیں۔ لیکن علامہ اقبال مرحوم کی نظر میں ایسے نام نہاد امام اہلِ سنت کی جو حیثیت ہے وہ ملاحظہ فرمائیں ؎

نقشِ قلب بیضا ہے امامت اس کی جو مسلماں کو سلاطیں کا پرستار کرے

یاد رہے کہ ہندوستان میں احمد رضا خاں صاحب ہی وہ واحد شخص تھے جن کے پیروکار

---

[1] حیات امیرِ شریعت ص۹۵

اُن کے منصبِ امامت پر فائز ہونے کے دعویدار اور ان کی زندگی ہی میں ان کو اس لقب سے یاد کیا جاتا تھا اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ اقبال مرحوم کے اس شعر کا مصداق صرف اور صرف احمد رضا خاں صاحب کی ذات اقدس ہے۔ کیونکہ امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ پر موافق و مخالف کسی نے بھی یہ الزام نہیں لگایا کہ وہ مسلمانوں کو "پرستارِ سلاطین" بناتے تھے۔ اس لیے کہ انگریز دشمنی اور جہادِ آزادی میں ان کا جو عظیم حصہ ہے وہ کسی بھی واقفِ حال سے مخفی نہیں ہے۔

(۱۰) جب خلافتِ اسلامیہ کو ٹکڑے ٹکڑے کیا جا رہا تھا اور مسلمانوں کو اپنے وطنوں سے زبردستی نکالا جا رہا تھا اور مقاماتِ مقدسہ پر انگریز اور اس کے ایجنٹ قبضہ کر رہے تھے اور جزیرۃ العرب پر حکومتِ برطانیہ اپنا تسلط قائم کر رہی تھی، اس وقت ہر وہ مسلمان خون کے آنسو رو رہا تھا جو اپنے قلب میں کچھ بھی ایمانی حرارت اور دینی حمیت و غیرت رکھتا تھا اور اس وقت ہر مسلمان کا یہ ایمان تھا کہ اگر سب کچھ قربان کر کے اسلام کے ان مقاماتِ مقدسہ کی حفاظت و صیانت کا فریضہ سرانجام پا جائے تو یہ سودا گھاٹے کا سودا قطعاً نہ ہو گا نیز وہ یہ بھی یقین رکھتا تھا کہ اگر اس راہ میں اس کی جان بھی چلی جاتی ہے تو بھی بقولِ غالب ؎

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی　　　حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اسلام کے احسانات کا بدلہ نہیں چکایا جا سکتا۔ مسلمانوں کی یہ فداکاری و جانثاری بھی بریلوی پارٹی کو ایک آنکھ نہ بھاتی تھی۔ چنانچہ انھوں نے جانِ مسلم اور کعبۃ اللہ کا تقابل اور موازنہ شروع کر دیا اور مسلمانوں کو یہ سبق پڑھایا کہ ایک مسلمان کی جان کعبۃ اللہ کی بہ نسبت زیادہ قیمتی ہے۔ اس لیے حفاظتِ کعبہ کے لیے جان جیسی عزیز اور قیمتی

متاع کو ہاتھ سے دے دینا قطعاً جائز اور درست نہیں۔ کعبہ شریف اگر غیروں کے قبضہ میں جاتا ہے جانے دو تم اپنی جان جیسی گراں بہا چیز کو اس کی خاطر کیوں داؤ پر لگا رہے ہو چنانچہ احمد رضا خاں صاحب کے فرزندِ ارجمند محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب یوں گوہر افشانی فرماتے ہیں "ایک مسلمان ایک کعبہ نہیں ہزار ہوں ان سے زیادہ افضل و بہتر ہے ؎

دل بدست آور کہ حج اکبر ست　　　از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر ست

غنیۃ المستملی میں ہے علامہ ابراہیم حلبیؒ فرماتے ہیں "حُرْمَةُ الْمُسْلِمِ الْوَاحِدِ أَزْجَرُ مِنْ حُرْمَةِ الْقِبْلَةِ" یعنی ایک جانِ مسلم کا اتلاف کعبہ ڈھانے سے بدتر ہے بلکہ ساری دنیا کا زوال اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مسلمان کے ناحق قتل سے کہیں ہلکا ہے۔"[1]

ہر صاحبِ علم اس استدلال پر انگشت بدنداں ہے اور وہ یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ آیا ان لوگوں کا مبلغِ علم ہی یہ ہے یا اپنے سفید فام آقاؤں کی خوشنودی کی خاطر قوم کو قصداً بے وقوف بنایا جا رہا ہے؟ بہرکیف صورتحال کچھ بھی ہو ہم یہی کہہ سکتے ہیں۔

؎ ان کنت لا تدری فتلک مصیبۃ　　　و ان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم

علامہ اقبال مرحوم ان لوگوں سے بڑے کبیدہ خاطر تھے جو احکامِ قرآنیہ میں من مانی تاویلات کر کے کعبۃ اللہ ایسے مقدس مقام کو بھی غیر قوموں کے حوالہ کرنے پر تیار تھے۔ لیکن چونکہ ہند میں اسلامی حکومت تو تھی نہیں جو ایسے غدار مسلمانوں پہ پابندی عائد کرتی بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ صحیح اور حقیقی اسلام تو پابند تھا اور اس قسم کے نام نہاد غدار مسلمان آزاد تھے۔ اس لیے علامہ مرحوم اس کے سوا اور کیا کر سکتے تھے کہ اپنی قوم کو ایسے لوگوں

[1] طرق الہدیٰ والارشاد صفحہ ۳

سے خبردار کردیں۔ چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں ؎

چاہے تو کرے کعبے کو آتشکدۂ پارس — چاہے تو کرے اس میں فرنگی صنم آباد
قرآن کو بازیچۂ تاویل بنا کر — چاہے تو خود اک تازہ شریعت کرے ایجاد
ہے مملکتِ ہند میں اک طرفہ تماشا — اسلام ہے محبوس مسلمان ہے آزاد

(۱۱) بریلوی جماعت کا کوئی سیاسی پارٹی قائم کرکے جہادِ آزادی میں حصہ لینا تو درکنار کسی اور آزادی پسند جماعت کا بھی ان حضرات نے بالکل ساتھ نہیں دیا۔ بلکہ اس کے برعکس تمام حریت پسند افراد و جماعات پر کفر کا فتویٰ جاری کرنا ان کا محبوب و پسندیدہ مشغلہ رہا ہے خواہ کانگریس ہو یا مسلم لیگ، احرار ہوں یا خاکسار، جمعیتِ علماء ہند ہو یا آل پارٹیز مسلم کانفرنس (جو بعد میں آل انڈیا مسلم کانفرنس کے نام سے مشہور ہوئی) پہلے ہم حریت پسند مسلم جماعتوں کے بارے میں بریلوی حضرات کے ریمارکس پیش کرتے ہیں، بعد ازاں چیدہ چیدہ آزادی چاہنے والے مسلم زعماء سے متعلق فتاویٰ کفر کے اقتباسات پیش کریں گے۔

مسلم لیگ کے اغراض و مقاصد پر تبصرہ کرتے ہوئے بریلویوں کے "حضرت بابرکت مولوی سید العلماء سند الحکماء حافظ قاری حکیم سید آلِ مصطفےٰ صاحب قادری برکاتی قاسمی مارہری" رقمطراز ہیں "یہ سب اغراض و مقاصد صریح محرماتِ شرعیہ پر مشتمل اور حرام قطعی اور منجر باشد وبال و نکال و کفر و ضلال ہیں اور ان کے ہوتے ہوئے لیگ کی شرکت و رکنیت سخت ممنوع و حرام ہے[۱]" اور بریلویوں کے "حضرت عظیم البرکۃ جلیل البرکۃ تاج العلماء سراج العرفاء مولانا حافظ مفتی سید شاہ اولادِ رسول محمد میاں صاحب

[۱] الجوابات السنیہ علی زہاء السوالات اللیگیہ ص۳

قبلہ قادری برکاتی قاسمی دامت برکاتہم القدسیہ مسند نشین سجادۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ سرکار کلاں مارہرۂ مطہرہ" اپنے فتویٰ میں ارشاد فرماتے ہیں "علماء کرام پر فرض ہے کہ پوری قوت کے ساتھ عوام کو اس (مسلم لیگ) کی شرکت و رکنیت سے باز رکھنے کی سعی و کوشش کریں[۱]" اور بریلویوں کے ایک اور بزرگ جو احمد رضا خان صاحب کے خلیفۂ اجل ہونے کے ساتھ ساتھ مظہرِ اعلیحضرت ہونے کا شرف بھی رکھتے ہیں اور بریلوی حضرات انہیں ان القابات سے یاد کرتے ہیں "حضرت امام المناظرین رئیس المتکلمین شیر بیشۂ سنت، تبسم دین و ملت، برقِ خرمن سوز وہابیت و نجدیت، زلزلہ افگن در قلعۂ رفض و خارجیت، عالمِ شریعت و کاملِ طریقت، مولانا مولوی حافظ قاری مفتی شاہ مناظرِ اعظم ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خان صاحب قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی دام بالطف الجلی والخفی" اپنے قاہر از فتویٰ میں ارشاد فرماتے ہیں "لیگ کی مخالفِ شریعت کارروائیوں کا رد لیگ کا نام لے کر ہو ورنہ در پردہ گول گول الفاظ میں بدمذہبوں بے دینوں کا رد کرنے سے عوام لیگ کا رد نہیں سمجھیں گے بالخصوص ایسی حالت میں کہ حامیانِ لیگ انہیں یہ سمجھاتے پھرتے ہیں کہ لیگ میں آکر بدمذہب بدمذہب نہیں رہتے بلکہ مسلمانوں کے معظم و مکرم شہیدِ ملت اور قائدِ اعظم وغیرہ وغیرہ ہو جاتے ہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ[۲]" نیز یہی بزرگ ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں "لیگ کی شرکت خاص مسلمین کے لیے شرکتِ کانگرس سے اشد فتنہ ہے اور ان کے دین و مذہب کے لیے کانگرس سے زیادہ لیگ مہلک اور سم قاتل ہے[۳]" بریلویوں کے ایک اور بزرگ جناب ابو البرکات سید عبد القادر قادری راندیری رقمطراز ہیں "جن وجوہات کو پیش کر کے یہ کہا جاتا ہے کہ کانگرس مسلمانوں کی جان کی

[۱] الجوابات السنیہ ص۳ [۲] احکام نوریہ شرعیہ بر مسلم لیگ ص۲۸ [۳] الجوابات السنیہ ص۲۱ [۴] الجوابات السنیہ ص۱۴

دشمن ہے تو اس سے بڑھ کر لیگ میں وہ وجوہات موجود ہیں جن سے مسلمانوں کے اسلام و ایمان کی دشمنی کا ثبوت ملتا ہے[1]" اور بریلویوں کے سابق مفتی اعظم سید احمد ابوالبرکات شیخ الحدیث دارالعلوم حزب الاحناف لاہور اپنے فتویٰ میں مسلم لیگ کا چندہ بند کرانے کے لیے ارشاد فرماتے ہیں " لیگ کی حمایت کرنا اور اس میں چندے دینا، اس کا ممبر بننا، اس کی اشاعت تبلیغ کرنا سنا نقیض و مرتدین کی جماعت کو فروغ دینا اور دین اسلام کے ساتھ دشمنی کرنا ہے[2]" ایک مقام پر بریلویوں کے ۶ سطری القابات والے شیر بیشۂ سنت دھاڑتے ہوئے لیگی لیڈروں کو چیلنج دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں " اگر لیگی لیڈران سچے ہیں اور مسلمانوں کو دھوکا دینا نہیں چاہتے تو وہ ظفر علی خاں، نواب اسمٰعیل خاں، سر سکندر حیات خاں مسٹر فضل الحق، مولوی عبدالحامد (بدایونی) مولوی قطب الدین، عبدالولی صاحبان وغیرہم نمبردار لیگیوں سے ہمیں اس کی تحریر لے دیں کہ لیگی لیڈران مسٹر جناح کو ایک کافر بیرسٹر سے زیادہ حیثیت نہیں دیتے الخ[3]" اور جناب اولاد رسول محمد میاں صاحب قادری برکاتی مارہری پاکستان کے بارے میں اپنا خبث نکالتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں " اللہ عزوجل ایسی سراپا فساد نام نہاد اسلامی حکومت سے سچے اسلام و مسلمین کو پناہ ہی میں رکھے[4]" آمین مولوی محمد طیب صاحب فاضل مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور لکھتے ہیں " جس طرح بندر کسی شیر غراں کو اپنی طرف آتا دیکھ پاتے ہیں تو اس قدر خوف زدہ اور بدحواس ہو جاتے ہیں کہ بھاگ کر درختوں پر چڑھ جانا بھی یاد نہیں رہتا اور جب شیر اُن میں سے ایک کو اپنی غذا کے لیے پکڑ لے جاتا ہے تو یہ درخت کی شاخوں پر خوں خوں کرتے پھرتے ہیں۔ یہی حال ان بوزینہ وش (بندر جیسے) لیڈروں کا ہے۔ آج ہر وہ لیڈر خواہ ظلم (مسلم) لیگی ہو

[1] الجوابات السنیہ ص۱۰۹ [2] الجوابات السنیہ ص۱۳۱ [3] الحکام نور یہ ص۲۹ [4] مسلم لیگ کی زریں بخیہ دری ص۱۳۱

یا کانگریسی، احراری ہو یا خاکساری، رافضی ہو یا مرزائی، وہابی ہو یا دیوبندی "اس مبارک گروہ علماء اہل سنت کے نام سے کانپ اٹھتا ہے[1]" ایک اور بریلوی بزرگ قاضی سید چراغ دین احمد قادری برکاتی قاسمی جیلانی بہت سی جماعتوں کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکتے ہوئے رقمطراز ہیں:۔

" بیشک مسلم لیگ وہی ندرہ منحوس کا فتنہ ہے جو مختلف زمانوں میں مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتا رہا۔ کبھی خدام کعبہ کی شکل میں ظاہر ہوا، کبھی مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا چولا پہنا، کبھی خلافت کمیٹی کی صورت میں اُبھرا، کبھی خدام الحرمین کے بھیس میں اُچھلا، کبھی اتحادِ ملت کے روپ میں نکلا۔ کبھی سیرت کمیٹی کے نام سے ظاہر ہوا اور اب ہمارے زمانہ میں مسلم لیگ کا برقعہ اوڑھ کر اٹھا، درحقیقت ان سب فتنوں کا مقصد یہی مسلمانوں کو بددین گمراہ بنانا ہے[2]"

بریلویوں کے ناصر سنیت کا سرلا مذہبیت فاضل نوجوان مولانا مولوی ابوالطاہر محمد طیب صاحب صدیقی قادری برکاتی قاسمی دانا پوری آدام المولیٰ فیضہم المعنوی والصوری فاضل مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور" نے ایک بڑی مایۂ ناز کتاب تجانب اہل سنت نامی تصنیف فرمائی ہے جو تکفیر کا ایک بے نظیر و بے عدیل انسائیکلوپیڈیا ہے۔ اور جس پر احمد رضا خان صاحب کے خلیفۂ اجل اور مظہر اعلیٰ حضرت مولوی حشمت علی خان صاحب سمیت بریلویوں کے چار بڑے بڑے معتمد علماء کے تائیدی دستخط ثبت ہیں، اس کتاب میں ایک ہی سانس کے اندر جن جن مسلم جماعتوں کی تکفیر کی گئی ہے ان کی صرف فہرست ہم اس وقت پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔" مسلم ایجوکیشنل کانفرنس

[1] تہراق ودر علی الکفار الالیا ڈر ص۲۵ [2] مسلم لیگ کی زریں بخیہ دری ص۳۰

ندوۃ العلماء[2] - خدام کعبہ[3] - خلافت کمیٹی[4] - جمعیت علماء ہند[5] - خدام الحرمین[6] - اتحاد ملت[7] - مجلس احرار اسلام[8] - مسلم لیگ[9] - اتحاد کانفرنس[10] - مسلم آزاد کانفرنس[11] - نوجوان کانفرنس[12] - نمازی زوج[13] - جمعیت تبلیغ الاسلام انبالہ[14] - سیرت کمیٹی پٹی ضلع لاہور[15] - امارت شرعیہ بہار شریف[16] - آل پارٹیز کانفرنس[17] - مومن کانفرنس[18] - جمعیت المؤمنین[19] - جمعیت المنصور[20] - جمعیت الادریسیہ[21] - جمعیت القریش[22] - جمعیت الراعین[23] - جمعیت الانصار[24] - افغان کانفرنس[25] - میمن کانفرنس[26] - مسلم کھتری کانفرنس[27] - جمعیت آلِ عباس[28] - آل انڈیا کنبوہ کانفرنس[29] - آل انڈیا پنجابی کانفرنس[30]"

اس کے بعد محض اس احتمال کی بناء پر کہ شاید کوئی بد قسمت جماعت اس فہرست میں درج ہونے سے رہ گئی ہو اور ذہن پر پورا زور ڈالنے کے باوجود ذہن میں نہ آئی ہو اس لیے ایسی جماعتوں کو بھی شامل کرنے کے لیے بعد میں "وغیرہ" کا لفظ بڑھا کر رہی سہی کسر پوری کردی گئی ہے ؎

ناوک نے تیرے صید چھوڑا زمانے میں ‌ ‌ ‌ ‌ تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

بریلوی حضرات نے جد وجہد آزادی کے جن سرکردہ اور چوٹی کے مسلم رہنماؤں پر نام لے لے کر کفر کے فتوے لگائے ہیں - اب ان فتاویٰ کے بھی چند اقتباسات ملاحظہ فرماتے چلیں -

مولانا عبد الباری فرنگی محلیؒ چونکہ مولانا مرحوم نے ایک خط میں احمد رضا خان صاحب کو تحریر فرمایا تھا کہ میں علماء دیوبند کی تکفیر نہیں کرتا ہوں کیونکہ

"ہمارے اکابر نے اعیانِ علماءِ دیوبند کی تکفیر نہیں کی اس واسطے جو حقوق اہلِ اسلام کے ہیں ان سے ان کو کبھی محروم نہیں رکھا"[1]

اس لیے احمد رضا خان صاحب نے ان کے خلاف ایک مستقل کتاب "الطاری الداری بھفوات عبد الباری"[2]

---

[1] تجانب اہل سنت ص۱۱۱
[2] الطاری الداری ج۲ ص۳، بحوالہ تکفیری افسانے ص۹۳

نامی تالیف کی اور اس میں ثابت کیا کہ وہ ایک سو تریپن وجوہ سے کافر ہیں" نیز جماعت مبارکہ رضا نے مصطفےٰ بریلی نے ایک کتاب "رتیج دماغ مجنون" نامی ۱۳۴۰ھ میں بریلی سے شائع کی تھی - اس میں ارشاد ہوتا ہے :-

"ابو الکلام (آزاد) و عبد الباری (فرنگی محلی) و محمود حسن دیوبندی (شیخ الہند) کو خدا اور رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ان کی گستاخیوں، دشناموں کے سبب انہیں حضور پُر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ (احمد رضا خان صاحب) نہ صرف حضور پُر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلکہ تمام علماء اہل سنت (بریلوی علماء) نے کافر کہا"[1]

ایک صاحب جو اپنے آپ کو احمد رضا خاں صاحب کا عقیدت مند قرار دیتے تھے ان کی عقیدت کا امتحان لینے کے لیے ارشاد ہوتا ہے :-

"مولوی عبد الباری فرنگی محلی نے تھانوی کو "خیر اللاحقین بالمھرۃ لنا الیقین" لکھا اور تھانوی نے جو بارگاہِ رسالت کی توہین کی اسے توہین نہ جانا اور جب وہی عبارت ان کے اب وجد کے متعلق کہی گئی تو اسے بری تشبیہ اور اپنے باپ دادا کی توہین سمجھا - بوجوہ بالا آپکے نزدیک اشرف علی و عبد الباری کافر ہیں یا نہیں؟ حضور پُر نور امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشرف علی و عبد الباری پر وجوہ بالا سے کفر کا فتویٰ دیا - وہ فتویٰ آپکے نزدیک حق ہے یا معاذ اللہ باطل"[2]

بہر حال یہ بات ثابت ہوگئی کہ مولانا عبد الباری فرنگی محلی کے وجوہِ تکفیر میں سے ایک

---

[1] رتیج دماغ مجنون ص۵
[2] رتیج دماغ مجنون ص۱۲

دجو علماء دیوبند کو نہ صرف مسلمان سمجھا بلکہ علم و فضل، تقویٰ و تدین میں اکابر متقدمین کے مانند ان کو سمجھتا بھی ہے۔ لہٰذا اب جو شخص مولانا عبدالباری جو کہ مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی کے پیر اور شیخ طریقت ہیں، کو مسلمان سمجھے گا وہ خود احمد رضا خاں صاحب کے فتویٰ کی رو سے کافر قرار پا جائے گا[1]۔ مشہور مؤرخ جناب رئیس احمد جعفری نے مولانا مرحوم کی تکفیر کے سلسلہ میں ایک دلچسپ لطیفہ لکھا ہے فرماتے ہیں :-

"مولانا (احمد رضا خان صاحب) بریلوی نے مولانا (عبدالباری) فرنگی محلی کے خلاف ۲۰ وجوہ پر مشتمل کفر کا فتویٰ صادر فرمایا جس میں ایک وجہ یہ تھی کہ ان کا

---

[1] چونکہ بریلوی حضرات بات بات پر ہر شخص کو کافر قرار دینے کے باعث بہت بدنام ہو چکے ہیں۔ اس لیے آج کل بریلوی "ڈوبتے کو تنکے کا سہارا" کے ماتحت چاہتے ہیں کہ کوئی غلط سلط بہانہ ہاتھ آ جائے تاکہ اپنی تکفیر سے رجوع کا اعلان کر سکیں۔ لیکن احمد رضا خان صاحب اور ان کے تلامذہ و خلفاء نے موجودہ دور کے بریلویوں کے لیے کوئی گنجائش ہی نہیں چھوڑی ہے۔ اس لیے شریعت کے اصولوں پر پوری اترنے والی توبہ کے بغیر اپنے اکابر کے کافر قرار دئے ہوئے شخص کو کافر قرار دینے سے ہچکچائیں گے تو خود اپنے ہی اکابر کے فتویٰ کی رو سے کافر و مرتد ہو جائیں گے۔ مولانا عبدالباری مرحوم کے بارے میں آج کل کے بعض بریلویوں کا کہنا ہے کہ انھوں نے تمام کفریات سے توبہ کر لی تھی۔ اور اپنا توبہ نامہ ۲ مئی ۱۹۲۱ء / ۱۲ رمضان ۱۳۳۹ھ کو لکھنؤ کے ایک اخبار "ہمدم" میں شائع کرا دیا تھا۔ لیکن یہ ریت کا گھروندا بریلویوں کے کسی کام نہیں آیا۔ کیوں کہ پہلی تو بات یہ ہے کہ جب احمد رضا خاں صاحب نے ۳ حضرات (مولوی حامد رضا خاں، مولوی امجد علی مصنف بہارِ شریعت اور مولوی نعیم الدین مرادآبادی) کو مولانا مرحوم کی خدمت میں بھیجا تاکہ وہ احمد رضا خاں صاحب کے تیار کردہ توبہ نامہ پر دستخط فرما دیں تو جواباً مولانا مرحوم نے فرمایا کہ میں اپنا توبہ نامہ خود شائع کرا دوں گا جب انھوں نے اپنا توبہ نامہ شائع فرمایا تو وہ توبہ نامہ کفر سے توبہ کرنے کے لیے شرعاً صحیح نہ تھا۔ کیونکہ کفر سے توبہ جبھی درست ہو گی جب کفر کو کفر سمجھتے ہوئے توبہ کی جائے۔ اس کے برعکس اگر کوئی شخص کفر کو کفر ہی

(باقی حاشیہ صفحہ ۴۰ پر)

نام "عبدالباری" ہے لوگ انہیں "باری میاں" کہتے ہیں۔ اگر ان کا نام عبداللہ ہوتا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۹) نہیں سمجھتا تو ایسی توبہ شرعاً ہرگز معتبر نہ ہوگی۔ چنانچہ دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کے مفتی مولوی ابوالبرکات محمد رمضان صاحب اپنے ایک فتویٰ میں ارشاد فرماتے ہیں "اگر کسی کافر و مرتد کا یہ کہنا کہ میں تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں" ایسا کہنے سے کفر کی توبہ متصور نہ ہوگی بلکہ جو کفریہ عقیدہ ہے اس کی تصریح کر کے کہے کہ میں اپنے اس کفریہ عقیدہ یا کسی کا کفریہ عقیدہ ہو تو کہے میں اس عقیدہ کو کفر سمجھتے ہوئے اس سے توبہ کرتا ہوں کیونکہ کفر کو کفر نہ سمجھنا خود کفر ہے" (اس فتویٰ کی اہمیت کے باعث ہم اس کا عکس صفحہ ۹۹ پر درج کر رہے ہیں) اس شرعی اصول کے برعکس مولانا مرحوم اپنے توبہ نامہ میں فرماتے ہیں "میں نے (کچھ) اور قولاً و فعلاً تحریراً و تقریراً بھی کیے ہیں جن کو میں گناہ نہیں سمجھتا ہوں۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب نے ان کو کفر یا ضلال یا معصیت ٹھہرایا ہے" (حیات صدر الافاضل صفحہ ۲۱) اب مذہب رضا خانی کے علماء ہی بیان فرمائیں کہ جب ایک کافر اپنے کفریہ نظریات کو کفر تو درکنار معصیت بھی نہیں سمجھتا تو اس کی کفر سے توبہ کیوں کر متحقق ہوگی ؟ اور جب مولانا مرحوم بدستور کافر و مرتد رہے تو جو بریلوی حضرات آج کل ایک کافر و مرتد کو مسلمان سمجھتے ہیں ان کے بارے میں بریلوی علماء اور رضا خانی مفتیوں کا کیا فتویٰ ہے ؟ ہمارے خیال میں تو بہتر ہوگا اگر یہ حضرات صدق دل سے توبہ کرنے کے بعد تجدید اسلام کر کے اپنے نکاح نئے سرے سے پڑھوائیں ؎

الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

دوسری بات یہ ہے کہ ہم نے مولانا مرحوم کی تکفیر کے متعلق جو حوالے پیش کیے ہیں ان میں "صحیح و ناخ خبروں" کے حوالجات میں توبہ برائے نام تاویل کی بھی کوئی گنجائش نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہ کتاب ۱۱ شوال ۱۳۴۰ھ کے بعد کی طبع شدہ ہے جبکہ توبہ نامہ ۱۲ رمضان ۱۳۳۹ھ کو شائع ہوا تھا۔ گویا توبہ سے ایک سال بعد بھی مولانا مرحوم بریلوی حضرات کے نزدیک بدستور کافر تھے۔ نیز کتاب "سوانح الحمیر المعروف بہ عرف تاریخی "قہر القہار بر گاندھویت" ملقب بلقب تاریخی "ذوالفقار حیدری" جو احمد رضا خان صاحب کے بھتیجے جناب حسنین رضا خان صاحب کے اہتمام سے مطبع حسنی بریلی سے چھپ کر ۱۳۴۲ھ میں شائع ہوئی تھی۔ اس میں بھی مولانا عبدالباری مرحوم کے خلاف بہت زہر اگلا گیا ہے

(حاشیہ باقی صفحہ ۴۱ پر)

تو لوگ انہیں "اللہ میاں" کہتے۔ الہٰذا کافر۔[۱]

مولانا محمد علی جوہر و مولانا شوکت علی:۔ علی برادران بھی بریلویوں کے خنجرِ تکفیر سے نہ بچ سکے چنانچہ مولانا شوکت علی صاحب کو کسی شخص نے حامیانِ اسلام میں سے کہا تو اس پر ارشاد ہوتا ہے "شوکت علی صاحب کو بھی حامیانِ اسلام میں گنتا ہے۔ مگر یہ وہی ہیں جنھوں نے مشرکین کی خوشنودی، خدا کی خوشنودی مانی۔ رام دہائی پکاری۔ خدا کی رسی مضبوط پکڑنے پر دین جاتا رہنا ممکن بتایا۔"[۲] نیز ان دونوں حضرات کے وجوہِ کفر میں سے ایک وجہ یہ بھی لکھی ہے۔

"میرٹھ میں پنڈت ستیارام پریذیڈنٹ جلسہ نے ایک قابلانہ تقریر کی اور شوکت علی کو پنڈت اور محمد علی کو لالہ کے خطاب سے منسوب کیا جس پر ان دونوں نے اظہارِ مسرت کیا۔"[۳]

(حاشیہ صفحہ ۴۷) اور ان کو ایک کافر و مرتد کی حیثیت میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب متعدد اکابرِ امت کے خلاف کئی رضاخانی علماء کی مختلف تحریرات پر مشتمل ہے جن میں بریلویوں کے صدر الشریعۃ محمد امجد علی اور جنابِ حسنین رضا خان اور مولوی حشمت علی خاں اور مدرسینِ مدرسۂ اہلِ سنت و جماعت و اراکین جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی اور مولوی نعیم الدین مرادآبادی بالخصوص احمد رضا خاں صاحب وغیرہ شامل ہیں۔
اب آخر میں ہم ایک اور حوالہ پیش کیے دیتے ہیں جس سے واضح طور پر معلوم ہو جائے گا کہ بریلوی حضرات کے نزدیک مولانا عبد الباری مرحوم کی توبہ کی حیثیت کیا ہے؛ بریلوی حضرات نے خلافت کمیٹی کے ایک سیکرٹری صاحب کو بھی "توبۂ نصوح اور تجدیدِ اسلام و نکاح" کا حکم دیا تھا اس کے ساتھ ہی ارشاد فرمایا "مگر فرنگی محلی صاحب کی سی توبہ نہ ہو کر سے

توبہ سو بار کری پر نہ نباہی توبہ — توبھی کیا توبہ شکن ہے کہ الٰہی توبہ"

صحیح دماغ مجنوں ص۱۲ شائع کردہ "جماعتِ مبارکہ رضائے مصطفیٰ بریلی" نیز دیکھئے الطاری الداری لہفوات عبد الباری۔

[۱] آزادیٔ ہند ص۱۱۲ [۲] دوامع الحمیر ص۲۱ [۳] تحقیقاتِ قادریہ ص۲۲

ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

"جب انھوں (علی برادران) نے مشرک (گاندھی) کو اپنا امام و رہنما مانا تو امام اور پیر ہونا ہی چاہیے اور یہ سب اس کے پیچھے مقتدی ہوں گے لہٰذا یہ تشبیہ دینی ضرور تھی کہ دماغ (گاندھی) اوپر مخدوم اور ہاتھ (علی برادران) نیچے اور دماغ کے خادم ہیں۔"[۱]

چونکہ بریلوی حضرات کے نزدیک یہ دونوں حضرات کافر مرتد تھے اس لیے ان کی وفات کے بعد بریلوی صاحبان غیر مسلموں کے مانند لفظ "آنجہانی" سے ان حضرات کو یاد کرتے رہے ہیں چنانچہ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس والوں کے کفر و ارتداد پر احمد رضا خان صاحب کے فتویٰ "الدلائل القاہرہ علی الکفرۃ النیاشرہ" کو جب ۱۹۴۲ء میں مسلم لیگ پر چسپاں کر کے شائع کیا گیا تو اس میں درج تھا۔

"ستمبر ۱۹۱۰ء کے سالانہ اجلاس مسلم لیگ میں مشہور گاندھوی لیڈر محمد علی آنجہانی اس کے صدر ہوئے۔ مگر جب وہ بوجہ ممانعتِ گورنمنٹ شریک ہو سکے تو کرسیٔ صدارت پر ان کا فوٹو آویزاں کر دیا گیا۔"[۲]

یہ مسلم لیگ کے خلاف وہ فتویٰ ہے جس پر ۸۰ رضاخانی علماء کے دستخط ثبت ہیں۔ لیکن افسوس کتاب لاہور کے ایک بریلوی مکتبہ نے مسلم لیگ کے خلاف مواد خارج کر کے شائع کیا ہے۔ مگر الحمد للہ انجمن ارشاد المسلمین لاہور نے رسالہ مذکورہ کا ۱۹۴۲ء والا ایڈیشن عکسی صورت میں شائع کر دیا ہے۔ مولانا شوکت علی صاحبؒ کے بارے میں بریلویوں کے شیر بیشۂ سنت مولوی حشمت علی صاحب ارشاد فرماتے ہیں۔

---

[۱] تحقیقاتِ قادریہ ص۲۵ [۲] الدلائل القاہرہ طبع بمبئی ۱۹۴۲ء ص۳

"لیگیوں کے ایک بڑے بھاری بھرکم لیڈر آنجہانی بابائے خلافت الخ"[1]

بریلوی حضرات کے فتویٰ کی رو سے اب جو لوگ ان بزرگوں کو کافر قرار نہیں دیں گے وہ خود کافر ہو جائیں گے۔[2]

---

[1] احکام نوریہ شرعیہ بر مسلم لیگ ص۲۵ [2] آج کل کے بعض بریلوی حضرات نے یہ کہنا شروع کر رکھا ہے کہ علی برادران نے بھی اپنے تمام کفریات سے توبہ کر لی تھی جس کی صورت یہ ہوئی تھی کہ بریلویوں کے صدرالافاضل نعیم الدین مرادآبادی دہلی میں مولانا محمد علی جوہر کے مکان پر تشریف لے گئے اور ان کو اسلامی احکام سے روشناس کراتے ہوئے آخرت کے عذاب و خسران سے ڈرایا۔ . . . . وہ ایسا وقت سعید تھا کہ حضرت کی زبان فیض ترجمان سے نکلتے ہوئے ایک ایک حرف نے ان کے دل میں اثر کر لیا۔ چنانچہ انھوں نے ان کے دستِ اقدس پر توبہ کر لی اور مولانا شوکت علی کے بارے میں آج کل کے بریلوی فرماتے ہیں کہ وہ خود بغرض توبہ مرادآباد تشریف لائے اور ان کے صدرالافاضل نعیم الدین مرادآبادی کے دستِ حق پرست پر توبہ کی اور اپنی آخرت سنواری" حیات صدرالافاضل ص۱۰۴ لیکن اپنی تکفیر سے بچنے کے لیے اس سہارے کی حیثیت تارِ عنکبوت سے زیادہ کچھ نہیں ہے کیونکہ اولاً تو صرف کانگرس سے تعلق ہی وجہ کفر نہ تھا بلکہ مولانا عبدالباری فرنگی محلی جو کہ بریلوی فتویٰ کی رو سے کافر مرتد ہیں ان کو نہ صرف مسلمان سمجھنا بلکہ اپنا پیر اور شیخ طریقت ماننا خود ایک مستقل سبب کفر ہے مزید برآں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی کے دستِ مبارک پر انھوں نے بیعتِ جہاد بھی کر رکھی تھی جس سے توبہ نہیں کی گئی ثانیاً کفرِ جہاد کی توبہ کی بھی نشر و اشاعت ضروری ہے۔ اور نشر و اشاعت بھی ایسی جیسی احمد رضا خان صاحب چاہتے ہیں جیسا کہ وہ رقمطراز ہیں۔ "بکثرت اخباروں، اشتہاروں میں صاف صاف بلا تاویل اپنے جرائم کا اعتراف اور اپنی توبہ اور اس رسالہ کا کارروائی کی شناعت کی خوب اشاعت کریں کہ جس طرح عالم کے اعتماد پر عوام میں اس کی خوبی کا ڈنکا ہند کے گوشہ گوشہ میں بجا یوں ہی بچہ بچہ کے کان تک عالم کی توبہ اور اس کی شناعت کا اعلان پہنچے" ابانة المتواری فی مصالحة عبدالباری ص۲۰ یہ کیسی توبہ جو گھر کی چار دیواری کے اندر خفیہ طریقہ سے انجام پا جائے اور اس کا اعلان بکثرت اخباروں اشتہاروں میں تو درکنار کسی ایک اخبار میں بھی شائع نہ ہو؛ رہا علی برادران کا اختلاف کانگرس سے تو تاریخ کا ہر طالب علم بخوبی جانتا ہے کہ نہرو رپورٹ

(حاشیہ باقی ص۱۴۴ پر)

علامہ اقبال مرحوم :-

عبدالمجید سالک رقمطراز ہیں :-

"سلطان ابن سعود کی تطہیرِ حجاز کے غلغلے نے ہندوستان میں مسلمانوں کو دو مذہبی کیمپوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ . . . . . علامہ اقبال سلطان ابن سعود کی حمایت میں بیان دے چکے تھے اور بدعتی علماء ان کے خلاف خار کھائے بیٹھے تھے۔ اتنے میں ایک خوش طبع مسلمان کو دل لگی سوجھی۔ اس نے ایک استفتاء مرتب کر کے مولانا ابو محمد سید دیدار علی شاہ خطیب مسجد وزیر خاں لاہور کو بھیج دیا۔ یہ صاحب اپنے شوقِ تکفیر کے لیے بے حد مشہور تھے، چنانچہ متعدد اکابر مسلمین کو کافر بنا چکے تھے۔ اس خوش طبع مسلمان نے اپنا نام "پیرزادہ محمد صدیق سہارنپوری" تجویز کیا۔"[1]

چنانچہ احمد رضا خاں صاحب کے خلیفہ اور بریلویوں کے "امام المحدثین" مولوی دیدار علی صاحب نے علامہ اقبال مرحوم کو کافر قرار دے دیا اور ساتھ ہی ان کے بائیکاٹ کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں :-

---

(بقیہ حاشیہ ص۱۴۳) کے مسئلہ پر اختلاف اس کا سبب بنا تھا نہ کہ اب ان کو اس بات کا احساس ہوا کہ ہمارا کانگرس سے اتحاد از روئے شریعتِ مطہرہ کفر ہے اس لیے اس سے بچنا ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ ان حضرات نے اپنا نکاح بھی دوبارہ نہیں پڑھوایا جیسا کہ ان کے پیر مولانا عبدالباری مرحوم نے تجدید نکاح نہیں فرمایا تھا۔ درحقیقت یہ توبہ کا فراڈ خود گھڑا گیا ہے تاکہ لوگوں کو بیوقوف بنایا جا سکے اور ان عبارات نے جنھیں علی برادران کو بعد از مرگ بھی "آنجہانی" لکھا گیا ہے اس فراڈ کا بھانڈا چوراہے کے بیچ میں لا کر پھوڑ دیا ہے۔ لہٰذا اب جو بریلوی حضرات علی برادران کو مسلمان قرار دے رہے ہیں وہ اپنے اکابر کے فتوے کی رو سے "تجدید اسلام و نکاح" فرمائیں کیونکہ کافر کو کافر نہ سمجھنا خود کفر ہے۔ عجب مشکل میں ہے اب سینے والا جیب و داماں کا۔ جو یہ ٹانکا تو وہ ادھڑا، جو وہ ٹانکا تو یہ ادھڑا" منہ

[1] ذکر اقبال ص۱۳۷

"جب تک ان کفریات سے تائب اشعار مذکور توبہ نہ کرے اس سے ملنا جلنا تمام مسلمان ترک کریں ورنہ سخت گنہگار ہوں گے"[1]

ڈاکٹر عبدالسلام خورشید اس پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں :۔

"یہ ایک بہت بڑی دھاندلی تھی۔ چنانچہ چاروں طرف شور مچ گیا۔ مولوی دیدار علی صاحب پر طعن و ملامت ہوئی۔ مولانا سید سلیمان ندوی (خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی) نے اس فتوی کو جاہلانہ فتوے قرار دیا"[2]

چونکہ اقبال مرحوم پر کفر کا فتویٰ لگانے والے بریلوی عالم ریاست اُلور کے رہنے والے تھے اس لیے علامہ نے "الور" کے عنوان سے مفتیٔ مذکور کے خلاف درج ذیل چار اشعار سپردِ قلم فرمائے اور اسے انسانیت سے عاری اور اس حرکت کو گدھا پن قرار دیا۔

گر فلک در الور انداز د ترا	اے کہ می داری تمیزِ خوب و زشت
گو بہت در مصرعۂ برجستۂ	آنکہ بر قرطاسِ دل باید نوشت
آدمیت در زمینِ او مجو	آسماں ایں دانہ در الور نہ کشت
کشت اگر ذاتِ ہما خر رستہ است	زانکہ خاکش را خرے آمد سرشت[3]

یہاں سے معلوم ہو گیا کہ ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی نے اپنی کتاب "اقبال اور ملا" میں جو لکھا ہے کہ :۔

"اقبال نے ملا کے خلاف بہت کچھ کہا لیکن اس طبقہ نے تکفیر کا حربہ اس پر نہیں چلایا"[4]

---

[1] ذکرِ اقبال ص۱۲۹، سرگزشتِ اقبال ص۱۹۱ [2] سرگزشتِ اقبال ص۱۹۹

[3] روزگارِ فقیر جلد دوم ص۲۳۲ [4] اقبال اور ملا ص۲۱

قطعاً غلط ہے۔ البتہ ان کا یہ کہنا کہ "اقبال نے ملا کے خلاف بہت کچھ کہا" درست ہے۔ لیکن کاش وہ یہ بتانے کی زحمت گوارا کرتے کہ علماء کے کس طبقہ سے وہ نالاں تھے؟ کیا مولانا سید سلیمان ندوی خلیفہ مجاز حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے وہ نالاں تھے؟ یا پھر شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کے شاگرد رشید مولانا انور شاہ کشمیریؒ شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند سے وہ خفا تھے؟ یا مولانا حبیب الرحمٰن صاحب، مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب اور مفتی عزیز الرحمٰن صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند سے وہ کبیدہ خاطر تھے؟ اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے جیسا کہ "اقبال نامہ" کے خطوط اس پر شاہد ہیں، تو پھر کیا وجہ ہے کہ تمام نہاد علماء کے کافر ساز ٹولے کے خلاف جو کچھ انھوں نے کہا ہے اس کو تمام اہلِ حق علماء پر بھی منطبق کر دیا جاتا ہے؟ بات صرف اتنی سی ہے کہ یہ لوگ جن کی تربیت ہی مادر پدر آزاد ماحول اور ایک ایسے فرنگی نظامِ تعلیم کے ماتحت ہوئی ہے جو دین و مذہب کے خلاف ایک مجسم سازش ہے جیسا کہ اقبال مرحوم فرماتے ہیں ؎

اور یہ اہلِ کلیسا کا نظامِ تعلیم	ایک سازش ہے فقط دین و مروت کے خلاف

چونکہ اپنے مجددانہ نظریات و خیالات کی اسلام کے نام سے تشہیر کرنا چاہتے ہیں اور علماء حق اس راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ بنتے ہیں۔ اس لیے یہ لوگ اقبال مرحوم کی آڑ لے کر تمام علماء پر برستے رہتے ہیں۔ چونکہ علامہ مرحوم ایسے یورپ زدہ لوگوں کے خیالات سے آگاہ تھے اور جانتے تھے کہ یہ لوگ تجدید اور اجتہاد کے جاذبِ نظر عنوانات کے پردے میں فرنگی نظریات و خیالات کی ترویج کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے انھوں نے ایسے لوگوں پر تنقید کرتے ہوئے فرمایا ؎

لیکن مجھے ڈر ہے کہ یہ آوازۂ تجدید	مشرق میں ہے تقلیدِ فرنگی کا بہانہ

بہرحال یہ معلوم کرنے کے لیے کہ اقبال مرحوم کا علماء سے کتنا گہرا تعلق تھا ، اور کس طبقے کے علماء سے تھا ، قاضی افضل حق قرشی کی کتاب "اقبال کے ممدوح علماء" کا مطالعہ اشد ضروری ہے :۔

مولانا ظفر علی خاںؒ

جب بریلوی علماء کی عنایات مولانا ظفر علی خاں مرحوم (م ۱۹۵۶ء) کی طرف متوجہ ہوئیں تو احمد رضا خاں صاحب کے صاحبزادے اور بریلویوں کے مفتی اعظم ہند محمد مصطفٰے رضا خاں صاحب نے ان پر بھی کفر کا فتویٰ لگا دیا ، جسے بعد میں بریلویوں کے سابق مفتی اعظم پاکستان اور شیخ الحدیث دارالعلوم حزب الاحناف لاہور مولوی سید ابوالبرکات صاحب نے پچیس سے زائد دیگر بریلوی علماء سے دستخط کرانے کے بعد کتابی صورت میں شائع کیا اور اس کا نام رکھا "سیف الجبار علی کفر زمیندار" مسمّٰی بنام تاریخی "القسورة علی ادوار الحمر الکفرة" ملقب بلقب تاریخی "ظفر علی رمۃ من کفر" اس فتویٰ پر دستخط کرنے والوں میں بریلویوں کے صدر الشریعۃ مولوی محمد امجد علی صاحب مصنف بہارِ شریعت اور ان کے صدر الافاضل نعیم الدین مراد آبادی اور شاہ احمد نورانی کے تایا جان مولوی مختار احمد صدیقی میرٹھی بھی شامل ہیں ۔ اسی فتوے پر مولانا ظفر علی خاں مرحوم نے فرمایا تھا :۔ ؎

کوئی شک لے گیا اور کوئی ایماں لے گیا کوئی دامن لے گیا ، کوئی گریباں لے گیا
رہ گیا تھا نام باقی اک فقط اسلام کا وہ بھی ہم سے چھین کر حامد رضا خاں لے گیا[1]

قائد اعظم محمد علی جناحؒ :۔ بانی پاکستان محمد علی جناح بھی بریلویوں کے خنجر تکفیر سے نہ بچ سکے ۔ چنانچہ مولوی اولادِ رسول محمد میاں قادری برکاتی ارشاد

[1] نگارستان ص ۹۵

فرماتے ہیں ۔

" ہر مذہب سارے جہاں سے بدتر ہیں ۔ بدمذہب جہنمیوں کے کتے ہیں ۔ کیا کوئی سچا ایمان دار مسلمان کسی کتے اور وہ بھی دوزخیوں کے کتے کو اپنا قائد اعظم سب سے بڑا پیشوا اور سردار بنانا پسند کرے گا حاشا وکلا ہرگز نہیں[1] "

اور بریلویوں کے مفتی اعظم سید ابوالبرکات شیخ الحدیث دارالعلوم مرکزی حزب الاحناف لاہور اپنے فتوے میں یہاں تک لکھ گئے ہیں کہ قائد اعظم کی تعریف کرنے والا مسلمان مرتد ہو جاتا ہے اور اس کا نکاح بھی ٹوٹ جاتا ہے نیز ایسے شخص کا بائیکاٹ کرنا چاہیے ۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے ۔

" اگر رافضی کی تعریف حلال اور مسٹر محمد علی جناح کو اس کا اہل سمجھ کر کرتا ہے تو وہ مرتد ہو گیا ۔ اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی ۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس سے کل مقاطعہ (بائیکاٹ) کریں یہاں تک کہ وہ توبہ کرے[2] "

اور مولوی محمد طیب صاحب فاضل مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور اپنے فتوے میں ارشاد فرماتے ہیں :۔

" بحکم شریعت مسٹر جینا اپنے ان عقائد کفریہ قطعیہ یقینیہ کی بنا پر قطعاً مرتد اور خارج از اسلام ہے ۔ اور جو شخص اس کے ان کفروں پر مطلع ہونے کے بعد اس کو مسلمان جانے یا اسے کافر نہ مانے یا اس کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھے یا اس کو کافر کہنے میں توقف کرے وہ بھی کافر مرتد اور بے توبہ مرا تو مستحق لعنت عزیز علّام "[3]

اس فتویٰ سے یہ بات مزید واضح ہو گئی کہ اول تو ان حضرات نے مسلم جماعتوں اور اکابرین امت

[1] مسلم لیگ کی زریں بخیہ دری ص ۷ [2] الجوابات السنیہ ص ۲۳ [3] تجانب اہل سنت ص ۱۲۲ ۔

کا نام دے کر انہیں کافر مرتد قرار دیا، ان کے نکاح ٹوٹ جانے کے احکامات صادر فرمائے اور ان کے بائیکاٹ کے اعلانات کئے گئے مگر جب اس پر بھی آتشِ شوقِ تکفیر سرد نہ ہوئی تو پھر کافر قرار دادہ جماعتوں اور اکابرینِ امت کے علاوہ عام بھولے بھالے مسلمانوں کو کافر قرار دینے کے لیے یہ حربہ استعمال فرمایا جو آپ اس فتویٰ میں ملاحظہ فرما رہے ہیں یعنی بریلویوں کے کافر قرار دادہ لوگوں اور جماعتوں کو جو شخص مسلمان جانے یا کافر نہ مانے یا ان کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھے یا کافر کہنے میں توقف کرے وہ بھی کافر مرتد اور لعنتی انسان ہے۔

اس طرح کے فتویٰ دے کر ملتِ اسلامیہ میں انتشار پیدا کرنے کے برطانوی حکمتِ عملی۔

بقولِ اقبال مرحوم ؎

تفریقِ ملل حکمتِ افرنگ کا مقصود

گو یہ پارٹی جس حسن و خوبی سے بروئے کار رہی ہے اسے دیکھ کر ہر شخص بآسانی اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ مرزائیت سے کہیں زیادہ بریلویت نے انگریز کے ہاتھ مضبوط کیے اور جہادِ آزادی کو شدید تر نقصان پہنچایا۔ اور آج بھی جبکہ پوری ملتِ اسلامیہ اپنے تمام اختلافات پس پشت ڈال کر اسلامی نظامِ حکومت کی طرف یکجان ہو کر قدم بڑھا رہی ہے۔ یہی پارٹی پھر اپنے قدیمی طرزِ عمل کے مطابق اختلاف، انتشار اور فرقہ واریت کے زہریلے جراثیم پھیلانے میں بڑی سرگرمی سے مصروف ہے۔ اور آئے دن فرقہ واریت پر مبنی رسائل، پمفلٹ اور کتابیں شائع کرنے میں مشغول ہے۔ جن سے امنِ عامہ میں خلل پڑنے کا بھی شدید اندیشہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض رسائل پر حکومت کو پابندی عائد کرنی پڑی۔ چنانچہ درج ذیل خبر ملاحظہ ہو۔

"کتابچہ ضبط کر لیا گیا۔ لاہور ۱۰ اکتوبر (اے پ پ) حکومت پنجاب نے انجمن حنفیہ رضویہ چک نمبر ۲۶۸ ر تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد کی طرف سے جاری کردہ کتابچہ بعنوان

"مناظرہ ہوا" کی تمام کاپیاں ضبط کر لی ہیں۔ یہ کارروائی ویسٹ پاکستان پریس اینڈ پبلیکیشن آرڈی نینس کی دفعہ ۳۶ کے تحت کی گئی۔ کیونکہ اس کتابچہ میں ایسا مواد موجود تھا جس سے پاکستان کے شہریوں کے مختلف طبقات کے درمیان دشمنی، عداوت اور نفرت کے جذبات پیدا ہونے کا اندیشہ تھا۔"[1]

یہ معاملہ لٹریچر اور تحریر ہی تک محدود نہیں ہے بلکہ تقریروں اور اخباری بیانات کے ذریعہ بھی بریلوی پارٹی فرقہ واریت کے شعلے بھڑکانے میں سرگرم عمل ہے۔ چنانچہ گزشتہ دنوں ملتان میں ایک محتاط اندازے کے مطابق ۱۰ لاکھ روپے کے خرچ سے جو سنی کانفرنس کا انعقاد کیا گیا تھا اس کی تمام تر بنیاد بھی فرقہ واریت تھی۔ اس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے بریلویوں کے ایک بڑے معتدل عالم مفتی محمد حسین نعیمی بڑا آگ برساتے رہے چنانچہ مفتی محمود صاحب مدظلہ العالی کو "مفتی شریعت کانگریس" اور صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق صاحب کو ٹل بابا اور ان کے رفقاء کو چاپلوس چور کہنے سے بھی دریغ نہ کیا۔ نیز بریلویوں کو بھڑکانے کے لیے ارشاد فرمایا:۔

"تمہارے حقوق پامال ہوتے رہے تم خاموش رہے اور اب بھی خاموش ہو۔

اس کانفرنس کا انعقاد تمہیں صورتحال کی سنگینی کا احساس دلانے کے لیے کیا گیا ہے۔"[2]

یہی وجہ ہے کہ بریلویوں کے ان مفتی صاحب کے خلاف ملتان پولیس نے مقدمہ درج کر لیا۔ خبر ملاحظہ ہو۔

"ملتان ۱۰ اکتوبر (نمائندہ خصوصی) ملتان پولیس سنی کانفرنس میں قابلِ اعتراض

---

[1] نوائے وقت لاہور ص۱۱ کالم ۱-۲، ۹ اکتوبر ۱۹۷۰ء [2] ہفت روزہ زندگی لاہور ص ۶۰/۶۱، ۲۰ تا ۲۶ اکتوبر ۱۹۷۰ء

تقریر کرنے کے الزام میں مفتی محمد حسین نعیمی کے خلاف تحفظ امن عامہ کی دفعہ ۱۶ کے تحت مقدمہ درج کر لیا ہے۔[1]"

یہ حال تو بریلوی مکتب فکر کے سب سے معتدل عالم کا ہے۔ اسی سے آپ پورے بریلوی مکتب فکر کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ ع

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

لگے ہاتھ جمعیت علماء پاکستان کے سیکرٹری اطلاعات جناب ظہور الحسن بھوپالی کا یہ بیان بھی ملاحظہ فرما لیجیے۔

"جمعیت علماء پاکستان کے تحت دو روزہ نظام مصطفیٰ کانفرنس آئندہ سال ۵، ۶ مارچ سے رائیونڈ میں منعقد ہوگی۔[2]"

سوال یہ ہے کہ دس لاکھ افراد اپنی جماعت میں بھرتی کرنے کے بعد پورے ملک میں بڑے بڑے شہر اور اہم مقامات کو چھوڑ کر رائیونڈ جیسے دیہات میں کانفرنس منعقد کرنے کا آخر مقصد کیا ہے؟ اس سوال کا جواب اس کے علاوہ اور کیا ہے کہ تبلیغی جماعت کے مقابلہ میں اپنی انفرادی طاقت کا مظاہرہ مقصود ہے۔[3] آپ کی یہی ٹکراؤ اور باہمی آویزش سے نظام مصطفیٰ کی منزل دور سے

---

[1] نوائے وقت لاہور ص ۴ کالم ۲، ۲۲ اکتوبر ۱۹۸۰ء بروز اتوار۔ [2] نوائے وقت لاہور ص ۸ کالم ۲، جمعرات ۱۹ اکتوبر ۱۹۸۰ء۔

[3] اس سال رائیونڈ کا تبلیغی اجتماع ایک محتاط اندازے کے مطابق دس لاکھ سے زائد تھا۔ نوائے وقت لاہور ۲۰ اکتوبر ۱۹۸۰ء ص ۸ کالم ۱، اور سنی کانفرنس ملتان کے شرکاء کی تعداد اخبار مذکور کے کالم ۸ میں ایک لاکھ صحیح ہے جبکہ آخر الذکر کی تشہیر اور پبلسٹی پر ایک محتاط اندازے کے مطابق ۵ لاکھ روپیہ خرچ کیا گیا اور اول الذکر کے لیے ایک اشتہار بھی شائع نہیں ہوا۔ اس لیے بریلویوں کو یہ خطرہ لاحق ہے کہ تبلیغی اجتماع کے مقابلہ میں رائیونڈ کی نظام مصطفیٰ کانفرنس کہیں ہمارے لیے باعث شرمندگی نہ بن جائے کیونکہ اس طرح سواد اعظم اور ۹۰ فیصد ہونے کا دعویٰ دھرے کا دھرا رہ جائے گا۔ اس لیے بھوپالی صاحب اپنے مذکورہ بیان میں ارشاد فرماتے ہیں کہ دس لاکھ افراد کو اپنی جماعت کا ممبر بنانے کے بعد رائیونڈ میں نظام مصطفیٰ کانفرنس منعقد کی جائے گی تاکہ ہر ممبر کو کانفرنس میں شرکت کیلئے مجبور کیا جا سکے ۱۲ منہ

دور ہوتی چلی جائے گی (العیاذ باللہ) اور لادینیت و اشتراکیت پسند طبقہ کو مزید تقویت پہنچے گی چنانچہ ایک نامہ نگار لکھتے ہیں:-

"۱۹۷۰ء کا ذکر ہے، سوشلزم کے خلاف فضا تیار ہو چکی تھی۔ قوم کا دین پسند طبقہ اس فتنہ کے خلاف یکسو ہو چکا تھا کہ انتخابات سے چار ماہ قبل ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سُنّی کانفرنس منعقد ہوئی اور پھر وہ جنہیں دینی قوتوں کا حامی و مددگار ہونا چاہیے تھا، اُلٹا دینی قوتوں پر حملہ آور ہو گئے۔ دینی قوتیں باہم برسرپیکار ہوئیں تو تقویت کسے پہنچی؟ فائدہ کس نے اٹھایا؟ ___ اور اب پھر سُنّی کانفرنس علاکن قوتوں کے مقاصد کے لیے فائدہ مند ثابت ہوئی؟ اس وقت قوم میں انتشار و افتراق، بے یقینی، بے اعتمادی اور دینی قوتوں میں سر پھٹول کس کا مقصود ہے اور کون کس کا مقصد پورا کر رہا ہے؟ اہل فرد سب کچھ سمجھ رہے ہیں اہل شعور سب کچھ جان گئے۔[1]"

اس تمام صورتحال کو ذہن میں رکھ کر جمعیت علماء پاکستان کے سینئر نائب صدر سید محمود شاہ گجراتی کا وہ بیان دوبارہ پھر بغور ملاحظہ فرمائیں جسے ہم اپنے مضمون میں ص۴۸ کے حاشیہ پر درج کرائے ہیں جس میں موصوف نے شاہ احمد نورانی صاحب کو غیر ملکی اشاروں پر چلنے والا اور نظام مصطفیٰ کے معاملہ میں غیر مخلص قرار دیا ہے۔

چونکہ مقدمہ ضرورت سے زیادہ طویل ہوتا جا رہا ہے اس لیے اب اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

___ اس مضمون کو تھوڑے سے اضافہ کے ساتھ ہم اپنے رسالہ "تحریک پاکستان اور بریلویوں کا کردار" کے جدید ایڈیشن میں باب اول کے طور پر درج کر چکے۔

---

[1] ہفت روزہ زندگی لاہور ۲۰ تا ۲۶ اکتوبر ۱۹۸۰ء ص۱۷ کالم ۲

اس لیے زیرِ نظر مضمون کے بعض پہلوؤں کی مزید تفصیل کے لیے رسالہ مذکورہ کی طرف رجوع کریں۔

نوٹ: - اس موضوع پر کچھ لکھنے میں سب سے بڑی رکاوٹ بریلوی حضرات کے قدیم لٹریچر کا مہیا نہ ہونا ہے۔ اس لیے گذارش ہے کہ اگر کسی صاحب کے پاس بریلوی حضرات کی قدیم کتب و رسائل بالخصوص بریلی سے طبع ہونے والا لٹریچر ہو تو وہ ہمیں ضرور مطلع فرمائیں۔ نیز رد رضاخانیت کے سلسلہ میں لکھی جانے والی قدیم کتب سے بھی آگاہ فرمائیں۔ بعد از استفادہ بحفاظت تمام واپس کر دی جائیں گی:-

اب ہم زیرِ نظر کتاب "مجموعۂ رسائل چاندپوری جلد اول" کے ان رسائل کے مختصر تعارف کی جانب متوجہ ہوتے ہیں جنہیں اس مجموعہ میں جمع کیا گیا ہے۔

تزکیۃ الخواطر اس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ کسی شخص کی تکفیر کے لیے شرعاً جس احتیاط کی ضرورت ہے بریلویوں کے اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب نے علماء دیوبند کی تکفیر میں نہ صرف یہ کہ اسے نظر انداز کر دیا بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ بڑی بیدردی سے اس کا خون کیا ہے۔ اسی کے ذیل میں مولانا چاندپوری مرحوم نے دلائل عقلیہ قطعیہ کے ذریعہ یہ ظاہر فرما دیا ہے کہ جن عبارات کی بنا پر علماء دیوبند کو کافر قرار دیا گیا ہے ان کا وہ مطلب ہو ہی نہیں سکتا جو احمد رضا خان صاحب نے بیان کیا ہے۔ نیز خان صاحب نے جن مقدمات کو یقینی اور قطعی خیال کیا تھا وہ بالکل وہمی اور محض خان صاحب کے گھڑے ہوئے ہیں۔ اس کے مطالعہ کے بعد آپ پر یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائے گی کہ احمد رضا خان صاحب نے تکفیر کے بارے میں اپنی احتیاط کا جو ڈھنڈورا پیٹا ہے وہ اس مشہور مثل کا پورا پورا مصداق ہے "ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور"[1]

[1] اس سلسلے میں بریلویوں کی ایک قابلِ احترام شخصیت کی عبارت ذیل میں ملاحظہ فرمائیں تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ یہ رائے صرف علماء دیوبند کی ہی نہیں ہے بلکہ ہر منصف مزاج آدمی احمد رضا خان صاحب کے بارے میں یہی رائے قائم کرنے پر مجبور ہے۔ قاضی عبد النبی کوکب (م ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۲ء) لکھتے ہیں: "زیادہ سے زیادہ بات مولانا (حاشیہ باقی ص ۵۲ پر)

توضیح البیان فی حفظ الایمان: - احمد رضا خان صاحب نے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کو "حفظ الایمان" کی ایک عبارت کی بنا پر کافر قرار دیا ہے۔ حضرت مولانا چاندپوری مرحوم نے اپنی اس کتاب میں حضرت تھانوی کی متنازعہ فیہا عبارت کی مفصل اور مدلل تشریح فرما کر ثابت فرما دیا ہے کہ اس عبارت میں کسی کفریہ مضمون کی بو تک نہیں پائی جاتی ہے۔ اس کتاب کو پڑھ کر آپ اس نتیجہ پر بآسانی پہنچ جائیں گے کہ یقیناً کسی بہت بڑی سازش کے ماتحت کفریہ مضامین علماء دیوبند کے سر زبردستی تھوپے جا رہے ہیں یا پھر ایسے شخص کا دماغ مالیخولیائی اثرات سے متاثر ہے جسے سیدھی سادھی عبارات میں بھی کفر ہی کفر نظر آتا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور احمد رضا خان صاحب میں جہاں اور بہت سے امور مشترک ہیں وہاں اس کا بھی امکان ہے کہ مرزا صاحب کی طرح خان صاحب کو بھی "مالیخولیا" سے کچھ حصہ ملا ہو[1]۔

احدی التسعۃ والتسعین: - اس رسالہ میں حضرت مولانا اسمٰعیل شہیدؒ اور علماء دیوبند کا ایمان

(بقیہ حاشیہ ص ۵۳) (احمد رضا خان صاحب) کے خلاف یہ کہی جا سکتی ہے کہ انہوں نے علماء دیوبند سے اظہارِ اختلاف کے لیے نہایت سخت اور تلخ لہجہ اختیار کیا تھا۔ انہوں نے مدرسہ دیوبند کے جید اساطینِ علم کی بعض عبارات کو کفریہ قرار دیا اور اس فتویٰ میں انہوں نے شرعی احتیاط و مراعات کو قطعاً ملحوظ نہ رکھا جو ایسے نازک موقع پر ملحوظ رکھنی ناگزیر ہوتی ہے۔" مقدمہ مقالات یوم رضا، مطبوعہ دار المصنفین لاہور بحوالہ عبارات اکابر ص ۳۹

[1] حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے عام لوگوں کو بریلویوں کے غلط پروپیگنڈے کا شکار ہونے سے بچانے کے لیے اپنی عبارت کو باوجود ہر طرح سے صحیح ہونے کے تبدیل کر دیا تھا۔ اور تبدیل شدہ عبارت کے ساتھ ہندوستان میں ان کی زندگی کے اندر ہی حفظ الایمان کا ایک ایڈیشن چھپ گیا تھا۔ لیکن افسوس ہے کہ ہمارے ناشرین بعد میں اسی عبارت متنازعہ فیہا کے ساتھ "حفظ الایمان" شائع کرتے رہے۔ جسے بریلوی حضرات جاہل اور ان پڑھ عوام کے سامنے پیش کر کے ان کو علماء دیوبند سے متنفر کرتے رہتے ہیں۔ اس صورتحال کے پیشِ نظر انجمن ارشاد المسلمین جلد ہی حضرت تھانوی مرحوم کی ترمیم کے مطابق "حفظ الایمان" شائع کر رہی ہے ۱۲ منہ

اور خود مولوی احمد رضا خان صاحب کا کفر احمد رضا خان صاحب کی ہی عبارات سے اس طرح ثابت فرمایا گیا ہے کہ انکار کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی۔ اور عجیب لطف یہ ہے کہ "الکوکبۃ الشہابیۃ" اور "صمصام اہل سنت" اور "سل السیوف الہندیہ" جن پر خان صاحب اور ان کے تلامذہ کو ناز تھا اور بار بار جواب کا تقاضا فرماتے تھے ان کا چند سطروں میں خان صاحب ہی کے مسلمات سے ایسا جواب دیا ہے جو قابل دید ہونے کے ساتھ لاجواب بھی ہے۔ آخر میں احمد رضا خان صاحب سے پندرہ سوالات کیے گئے ہیں۔ ان سوالات میں خان صاحب ہی کے مسلمات سے ان پر اور ان کے متبعین پر قطعی کفر ثابت کیا ہے جس کا جواب یہ حضرات قیامت نہیں دے سکتے۔

انتصاف البری:- اس کتاب میں مولانا چاندپوری مرحوم نے احمد رضا خان صاحب اور ان کے جملہ متبعین کو عام اعلان دیا ہے کہ بلا تخصیص جس کا جی چاہے میدانِ مناظرہ میں آئے اور جن امور کی صراحت کا دعویٰ کر کے مولانا چاندپوری اور دیگر علماء دیوبند کی تکفیر کی ہے ان مضامین کو "تحذیر الناس" "براہینِ قاطعہ" "حفظ الایمان" اور "اسکات المعتدی" میں صراحت کے ساتھ دکھائے۔ مگر یہ تمام جماعت بریلویہ سے ہرگز نہ ہو سکے گا اور اگر وہ عبارات جن کی صراحت کا دعویٰ کیا ہے مذکورہ کتابوں میں نہ دکھا سکیں تو اس مضمون کفری کو دوسری عبارات صریحہ میں دکھا دیں۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو ان مضامین کو بطریق لزوم ہی ثابت کر دیں گو لزوم مثبتِ کفر نہیں جو خان صاحب کا دعویٰ ہے۔ لیکن کسی بریلوی بزرگ میں یہ ہمت نہ ہوئی کہ وہ ان کفریہ مضامین کو علماء دیوبند کی کتابوں میں صراحت کے ساتھ دکھائے جس میں کوئی دوسرا احتمال نہ ہو اور انشاء اللہ قیامت تک مولانا مرحوم کے اس چیلنج کا جواب نہیں ہو سکتا۔ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَن تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ۔ الآیۃ ترجمہ:- "اگر تم نہ کر سکو اور یقیناً نہ کر سکو گے تو پھر اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔"

الختم علی لسان الخصم:- اس رسالہ میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ علماء دیوبند سچے پکے حنفی اہل سنت والجماعت ہیں اور بریلویوں کا شور و غوغا بالکل بے جا اور لغو ہے۔ سارے بریلوی حضرات مل کر بھی کوئی ایک بات ایسی نہیں بتا سکتے جس میں حضرات علماء دیوبند اصولاً یا فروعاً کتب و روایات معتبرہ حنفیہ کے خلاف ہوں۔

الکوکب الیمانی:- اس رسالہ میں بریلویوں کے اعلیٰحضرت احمد رضا خان صاحب کے فتوے سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مولوی احمد رضا خان صاحب اور ان کے جملہ معتقدین (جو انھیں مسلمان سمجھتے ہیں) مردوں عورتوں کا نکاح دنیا میں کسی سے صحیح نہیں ہے باطل محض اور زنائے خالص ہے جس کی بنا پر اولاد کا بھی حرامی اور وراثت سے محروم ہونا ثابت ہوتا ہے اور خوبی یہ ہے کہ مولانا چاندپوری مرحوم نے اپنی طرف سے کوئی بات نہیں فرمائی۔ جو کچھ ہے خانصاحب کے فتوے ہی کا حاصل ہے۔

اسکات المعتدی:- حضرت مولانا چاندپوری مرحوم نے ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۰۸ء میں احمد رضا خانصاحب سے ایک فیصلہ کن مناظرہ کرنے کا ارادہ فرمایا تھا۔ اس لیے احمد رضا خانصاحب سے مختلف فیہ مسائل کے بارے میں تمہیدی طور پر تقریباً ڈیڑھ صد سوالات ایک خط کے ذریعہ کیے تھے اسی خط میں تحریر فرمایا تھا کہ "لکھنؤ یا کسی اور مقام پر اگر خود آپ کوئی جگہ تجویز ہو مطلع فرمائیے۔ حتی الوسع تمام ہندوستان کی کرچہ میں اس گفتگو مناظرہ کی خبر شائع کرنا بندہ کا کام ہے تاکہ تمام مسلمانوں کو حق و باطل روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائے۔" لیکن احمد رضا خانصاحب مناظرہ کیلئے تیار نہیں ہوئے کیونکہ انہیں پورا یقین تھا کہ جھوٹ کا پلندہ اور ریت کا گھروندا جو بڑی مشکل سے تیار کیا ہے آمنے سامنے مناظرہ کرنے کی صورت میں پلک جھپکتے کے اندر پیوندِ خاک ہو جائے گا یہی وجہ ہے کہ مدینہ منورہ میں احمد رضا خان صاحب حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی سے مناظرہ کیلئے تیار نہ ہوئے اور بلند شہر میں حضرت تھانوی مرحوم اور دیگر اکابر دیوبند کے ساتھ مناظرہ کیلئے آمادہ نہ ہوئے بہرحال اس کتاب میں مولانا چاندپوری کے ساتھ مناظرہ کرنے سے احمد رضا خانصاحب کے فرار و گریز کی مکمل روداد موجود ہے۔

شکوۂ الحاد ملقب بہ الزام علی اللئام
المسمّٰی بہ کفر و ایمان کی کسوٹی

اس کتاب میں ثابت کیا گیا ہے کہ جو شخص کسی ضروری دین کا منکر ہو یا کسی ضروری دین کے منکر کو کافر نہ کہے وہ قطعاً کافر ہے۔ احمد رضا خان صاحب فرماتے ہیں کہ اگر زید مدعی اسلام تقریباً کل ضروریاتِ دین کا منکر اور خداوند عالم جل مجدہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صریح گالیاں دینے والا ہے تو اس کو بھی کافر نہ کہا جائے۔ جس سے لازم آتا ہے کہ زید کے عقائد باطلہ ان کے نزدیک موجبِ تکفیر نہیں ہیں۔ گو احمد رضا خان صاحب نے عقائد باطلہ کا اقرار صراحۃً نہیں کیا مگر زید کو باوجود عقائد باطلہ کفریہ کے کافر نہ کہنا اس کو مستلزم ہے کہ وہ عقائد باطلہ ان کے نزدیک اسلام سے خارج نہیں۔ اب جو شخص احمد رضا خان صاحب کو مسلمان کہے یا ان کے کفر و ارتداد میں تامل کرے وہ ویسا ہی ہوگا جیسے خود خان صاحب ہیں اور یہ فتویٰ حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن مرحوم کا نہیں ہے بلکہ خود احمد رضا خان صاحب کا ہے جس کا مفصل بیان اس رسالہ میں ہے۔

انوار احمد

ناظم اعلیٰ انجمن ارشاد المسلمین : لاہور

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں۔

(۱) کیا کسی شخص کو کافر مرتد جانتے ہوئے "مولانا" کے لفظ سے خطاب کرنا جائز ہے یا مکروہ یا حرام یا کفر؟

(۲) لفظ "مولانا" کا ترجمہ جانتے ہوئے جو شخص اس لفظ کو کسی کافر مرتد کے لیے استعمال کرے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۳) کسی شخص کو کافر مرتد جانتے ہوئے "مولوی، عالم، علامہ، جناب... صاحب" القاب سے یاد کرنے کا شرعاً کیا حکم ہے؟ جبکہ صرف انسانی آداب مدِنظر ہوں۔

(۴) کسی کافر مرتد کے مرنے کے بعد اس کے لیے لفظ "مرحوم" یا "رحمۃ اللہ علیہ" جیسے دعائیہ کلمات کہنا شرعاً کیسا ہے؟

(۵) کسی کافر مرتد کے مرنے کے بعد جبکہ اس کا کفر یقینی ہو محض اس احتمال کی بناء پر اسے کافر نہ سمجھنا کہ شاید اس نے مرنے سے پہلے توبہ کر لی ہو حالانکہ یہ صرف اس کے ذہن کا گھڑا ہوا ایک احتمال ہے واقعیت سے اس کا ادنیٰ سا بھی تعلق نہیں ہے یا اپنے عقائد کفریہ سے رجوع کر لینے کی بے ثبوت افواہ کی بناء پر کسی یقینی کافر مرتد کو کافر نہ سمجھنا کیسا ہے؟ اور شرعاً ایسے شخص کا حکم کیا ہے؟

(۶) کسی کافر مرتد سے توبہ کر کے اسلام لانے کا حکم دینے کی بناء پر اس کا کہنا کہ میں تم پر اعتماد کرتے ہوئے توبہ کرتا ہوں اگرچہ میں تمہارے کفر قرار دیئے ہوئے امور کو کفر تو کجا گناہ بھی نہیں سمجھتا۔ حالانکہ علماء امت ان عقائد کو کفریہ قرار دے چکے ہیں۔ کیا شرعاً ایسے شخص کی توبہ قبول ہوگی؟ اور اُسے مسلمان سمجھا جائے گا یا نہیں؟

براہ مہربانی مذکورہ ۶ سوالات کے شافی اور مفصل جواب سے جلد سرفراز فرمائیں۔

بندہ۔ نعیم الدین۔ ۱۳۰۱ احمد پارک موہنی روڈ۔ لاہور۔ ۵ ربیع الاول ۱۳۹۸ھ

الجواب وھو الموفق للصواب

(۱) کسی شخص کو کافر و مرتد جانتے ہوئے اس کو مولانا لکھنا جائز نہیں۔ کیونکہ یہ ادب کا لفظ ہے اس لئے ایسے شخص پر مولانا کا لفظ بولنا حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ منافق کو سید (سردار) مت کہو اس سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے

(۲) تو جو شخص مولانا کا ترجمہ جانتے ہوئے اس لفظ کو کسی کافر و مرتد کیلئے استعمال کرے اس کو آئندہ کیلئے توبہ کرنی چاہئے۔ اور اگر وہ شخص توبہ نہ کرے تو اس کا سوشل بائیکاٹ کیا جائے۔

(۳) کسی شخص کو کافر و مرتد جانتے ہوئے مولوی، علامہ، عالم، جناب یا صاحب سے یاد کرنا مکروہ و حرام ہے اگرچہ صرف انسانی آداب مد نظر ہوں۔

(۴) کسی کافر و مرتد کے مرنے کے بعد اس کو رحمۃ اللہ علیہ کہنا حرام ہے۔ اور اگر اس کو صحیح مسلمان اور اس کے عقائد کفریہ کو صحیح سمجھ کر رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے تو کافر ہے کیونکہ کفر کو اسلام جاننا اور کفر کو اسلام جاننا خالص کفر ہے۔ اگر صرف رسم کے طور پر کہتا ہے تو گناہ ہے

(۵) جبکہ کسی کا کفر مشہور ہو گیا ہو تو توبہ بھی مشہور کرنا لازم ہے۔ حسب قاعدہ ہے کہ توبۃ السر بالسر والعلانیۃ بالعلانیۃ (پوشیدہ کفر کی توبہ بھی پوشیدہ کرنا صحیح ہے اور ظاہری کفر کی توبہ کرنا بھی ظاہر ہے) جبکہ اس کی توبہ سے متعلق بالکل پتہ نہ ہو تو اس کو مسلمان سمجھنا کہ شاید مرنے سے پہلے توبہ کر لی ہو یہ احتمال ناقابل ہے ایسے احتمال قابل التفات نہیں یہ احتمال تو ابوجہل و ابولہب کے بارے میں ہو سکتا ہے۔ اس لئے جس شخص کا کفر مشہور ہو اور اس کی توبہ مشہور نہ ہو اس کو مسلمان سمجھنا کفر ہے لہذا شخص مذکور کو توبہ و تجدید اسلام کرنا لازم ہے کیونکہ کافر کو کافر نہ سمجھنا گویا کفر کو اسلام ماننا ہے۔ لہذا تجدید اسلام کے بعد تجدید نکاح بھی ضروری ہے۔

(۶) کسی کافر و مرتد کا بیک وقت نام لینا ہو تو یہ نہ کرنا ہو ... بلکہ جو کفریہ عقیدہ ہے اس کو کفر کہہ کر ... اگر کفریہ عقیدہ یا کسی کا کفریہ عقیدہ ہو تو اس کو کفر نہ سمجھنا کفر ہے۔

کیونکہ کفر کو اسلام ماننا اور اسلام کو کفر ماننا خود کفر ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہے کہ اگر ایک مسلمان نے دوسرے کو کافر کہا تو اگر واقعی کافر تھا تو ٹھیک ورنہ کفر کہنے والے پر لوٹ آتا ہے ... کفر موجود نہیں تھی تو کہنے والا کافر ہو گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احقر العباد مولوی ابو الحسن ... نائب مفتی
دار العلوم ...
۱۶ فروری ۱۹۸۴ء

دار الافتاء

حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ

خلیفہ مجاز حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ

مولانا سید مرتضیٰ حسنؒ صاحب کے والد حکیم سید ضیاء علی قصبہ چاندپور ضلع بجنور کے مشہور اور حاذق طبیب تھے۔ آپ کے اجداد میں عارف باللہ شیخ طریقت اور صاحب کرامات جناب سید عارف علی شاہ صاحب تھے۔ جن کا سلسلہ نسب حضرت شاہ عبدالقادر جیلانیؒ سے جا ملتا ہے۔ مولانا مرتضیٰ صاحبؒ کی تاریخ پیدائش ۱۲۸۵ھ کے لگ بھگ ہے۔ آپ درس نظامی کی تکمیل کے لیے ۱۲۹۵ھ میں دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے۔ آپ ہمیشہ اپنی جماعت میں اعلیٰ و امتیازی نمبر حاصل کر کے تفوق امتیاز حاصل کرتے رہے۔

آپ کے جلیل القدر اور ممتاز اساتذہ میں حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ، حضرت مولانا محمد محمودؒ، حضرت شیخ الہندؒ، حضرت مولانا ذوالفقار علیؒ، اور حضرت مولانا منفعت علی صاحبؒ شامل تھے۔ دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی خدمت میں ایک عرصہ تک رہ کر دورہ حدیث پڑھا اور فیض صحبت حاصل کیا۔ چونکہ آپ کو فن معقولات سے خاص دلچسپی تھی، اس لیے اس فن میں تحصیل کمال کی غرض سے معقولات کے نامور اور ماہر استاد مولانا احمد حسن صاحبؒ کی خدمت میں کانپور حاضر ہوئے اور معقولات کی اعلیٰ کتب پڑھ کر اس فن میں کمال و مہارت تامہ حاصل کی۔

تحصیل علم سے فراغت کے بعد آپ اپنے وطن چاندپور واپس آ گئے اور اپنے والد کے مطب میں مشغول ہو کر تشخیص امراض و تجویز نسخہ جات و فن دواسازی میں بدرجہ کمال عبور

حاصل کیا۔ اب آپ عالم ہونے کے ساتھ ساتھ ماہر و حاذق طبیب بھی تھے۔ اسی زمانہ میں مولانا منور علی صاحب خلیفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ نے دربھنگہ کے قریب مدرسہ امدادیہ قائم کیا اور حضرت تھانوی رحؒ سے ایک اعلیٰ و قابل مدرس کی فرمائش کی۔ تب حضرت تھانویؒ کی فرمائش پر آپ طبی شغل چھوڑ کر دربھنگہ تشریف لے گئے اور وہاں علمی درس میں مصروف ہو گئے اور ایک زمانے تک وہیں مدرس رہے پھر کچھ عرصہ مدرسہ امدادیہ مرادآباد میں صدر مدرس رہے۔ اس دوران میں آپ نے آریہ سماج کے رد میں متعدد رسائل تحریر فرمائے اور بابو رام چندر سے مشہور تاریخی مناظرہ کیا۔ ۱۹۲۰ء میں حضرت شیخ الہند نے مالٹا سے واپسی پر پھر دارالعلوم دیوبند میں واپس آنے کا حکم دیا اور حضرت حافظ محمد احمد صاحبؒ اور مولانا حبیب الرحمٰن صاحبؒ نے غیر معمولی اصرار فرمایا چنانچہ آپ دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے جہاں آپ کو ناظم تعلیمات مقرر کر دیا گیا۔ ساتھ ہی سلسلۂ تدریس بھی جاری رہا۔ اس دور میں آپ نے قادیانیت کے رد میں بکثرت رسائل تحریر فرمائے جو خصوصیت کے ساتھ پنجاب و صوبہ سرحد میں بہت مقبول اور پسندیدہ ہوئے۔ چونکہ عوارضات ضعف پیری عیاں ہو چکے تھے۔ اس لیے تقریباً نصف صدی سے زاید اپنے وطن چاندپور سے باہر رہ کر واپس آ گئے اور یہاں صرف ذکر و عبادت اور اوراد میں تا حیات مصروف رہے آپ کے علمی شغف کا یہ حال تھا کہ آپ کی ساری عمر کا ذخیرہ تقریباً آٹھ دس ہزار کتب منتخبہ کی صورت میں موجود ہے۔

تبلیغ و مواعظ

مولانا چاندپوری بھی حضرت تھانوی رحؒ کی طرح اس دور کے مشہور و مقبول مقرر تھے ملک کے اطراف و اکناف کا کوئی بھی حصہ ایسا نہ ہوگا جو آپ کے مواعظ حسنہ سے مستفید نہ ہوا ہو۔ آپ

کو فن تقریر میں ملکۂ تامہ حاصل تھا۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ وعظ سے قبل دل میں کوئی مضمون نہیں ہوتا ہے۔ خطبہ پڑھنے کے بعد جو بھی مضمون اس وقت میں ذہن میں آتا ہے اسی پر بعونہٖ تعالیٰ تقریر شروع کر دیتا ہوں۔" آپ کی تقریر پند و نصائح کے ساتھ لطائف علمیہ و نکات حکمیہ معرفت عبادات قصص و حکایات سے مملو ہوتی تھیں۔ آپ کو فن مناظرہ میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ ابتداء میں مولانا بریلوی کی تردید میں بکثرت رسائل تصنیف کئے۔ آپ کے زمانہ قیام مرادآباد میں آریہ سماج مرادآباد کی جانب سے بنام اہل مرادآباد متعدد سوالات شائع کئے گئے تھے۔ مولانا نے ان کے بے مثال جوابی رسائل تحریر فرمائے۔ اسی زمانہ میں آریہ سماج کے مشہور و معروف مقرر پنڈت رام چندر سے امروہہ میں مناظرہ ہوا اور پنڈت کو لاجواب ہو کر دہلی واپس جانا پڑا۔

فراغت علم کے بعد جب آپ اپنے والد کے پاس طبی مشغلہ میں مصروف تھے۔ اسی زمانہ میں حکیم بنیاد علی صاحب اپنے دونوں صاحبزادوں کو ہمراہ لے کر حج کے لیے روانہ ہو گئے۔ اس وقت حضرت حاجی صاحب مہاجر مکی بقید حیات تھے۔ حکیم صاحب کو حضرت حاجی صاحب سے بے حد عقیدت تھی۔ اور حضرت حاجی صاحب کو بھی ان سے خصوصی تعلق تھا۔ حکیم صاحب نے مع مولانا چاندپوری حج کی سعادت حاصل کی، اور ساتھ ہی حضرت حاجی صاحب کی صحبت سے بھی فیضیاب ہوتے رہے، بعد فراغت حج حکیم صاحب کا مدینہ منورہ ہی میں انتقال ہو گیا۔ صاحبزادگان کو حکیم صاحب کی جدائی کا بے حد صدمہ ہوا۔ حضرت حاجی صاحب مہاجر مکی نے دونوں کی سرپرستی فرمائی اور ان کو تسلی و تشفی دیتے رہے۔ دوسری مرتبہ جب مولانا چاندپوری حج کے لیے مکہ معظمہ تشریف لے گئے تو وہاں سے کتب علمیہ کا کافی ذخیرہ خرید کر لائے تھے۔ تیسری مرتبہ آپ نے حضرت شیخ الہند کی رفاقت میں حج کیا۔ اس سفر میں صرف مخصوص رفقاء شامل تھے۔ جب فریضۂ حج کی ادائیگی کے بعد سب لوگ مدینہ منورہ پہنچے تو کچھ عرصہ قیام کے بعد مولانا مرتضیٰ حسن صاحبؒ اور

دیگر رفقاء کو حضرت شیخ الہند نے واپس وطن کا حکم دیا چنانچہ آپ ہندوستان تشریف لائے۔

آپ تعلیم سے فراغت کے بعد حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب خلیفہ حضرت شاہ عبدالغنی سے بیعت ہوئے اور حضرت شاہ صاحب کی صحبت میں رہ کر تعلیم و تربیت سے مستفیض ہوئے اور زمانہ قیام مکہ معظمہ حضرت حاجی صاحب مہاجر مکی کی خدمت میں رہ کر استفادہ فرمایا۔ حضرت شاہ رفیع الدینؒ کے انتقال کے بعد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے بیعت کی اور مکرر حدیث پڑھی اور تعلیم و تربیت و ارشاد سے ایک مدت تک مستفیض ہوتے رہے۔

زمانہ قیام کانپور اکثر مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی کی خدمت میں برابر حاضر ہوتے رہے حضرت گنگوہی کے انتقال کے بعد آپ نے حضرت شیخ الہند کی طرف رجوع کیا۔ پھر حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری کی سرپرستی میں زندگی بسر کرنے لگے۔ ان کے انتقال کے بعد حضرت مولانا محمد علی مونگیری صاحب کو سرپرست و مربی بنایا۔

حضرت مونگیری کے انتقال کے بعد آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ سب ہی بزرگ اور سرپرست اللہ کو پیارے ہوگئے۔ بڑا بد نصیب ہے وہ شخص جس کا کوئی بزرگ اور سرپرست نہیں۔ بھائی اب تو میں نے اپنا بزرگ و سرپرست حضرت تھانویؒ کو بنا لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا کے فیوض جاری سے مجھ کو بھی مستفید فرمائے۔ باوجودیکہ حضرت تھانویؒ آپ کے ہمعصر تھے اور دونوں حضرات نے ایک ہی اساتذہ سے استفادہ کیا تھا لیکن اس کے باوجود حضرت تھانویؒ سے آپ کو تعلق و عقیدت ایسی ہی تھی جیسے اکابر و اسلاف سے تھی۔ اور حضرت تھانویؒ کو بھی نسبت بیعت سے بہت قبل آپ سے خصوصیت رہی، چنانچہ جب کبھی آپ تھانہ بھون تشریف لے گئے حضرت تھانویؒ نے آپ کو اپنا مہمان خصوصی بنایا اور بعد ظہر مجلس ارشاد میں حضرت نے آپ کے لیے اپنے قریب مخصوص جگہ مقرر فرما دی تھی، اسی خاص جگہ پر نشست فرماتے تھے مجلس ارشاد میں

کسی کو بولنے کی جرأت نہ تھی صرف مولانا چاند پوری اس سے مستثنیٰ رہے اور آپ اکثر علمی سوالات کیا کرتے۔ ایک مرتبہ زمانہ قیام تھانہ بھون میں آپ کے دو صاحبزادوں اور قریبی عزیزوں کو مولانا تھانوی نے مدعو کیا، مولانا چاند پوری نے حضرت تھانویؒ سے درخواست کی کہ آپ ان چاروں کو بیعت فرما لیں۔ حضرت تھانویؒ نے درخواست منظور فرماتے ہوئے کہا کہ آپ کے ساتھ یہ خصوصیت ہے اور اسی خصوصیت کی بنا پر آپ کے صرف ایک مرتبہ کہنے پر ان چار لڑکوں کو بیعت کرتا ہوں۔

مولانا اکثر ہدایت فرمایا کرتے تھے کہ حضرت تھانویؒ کے ملفوظات و مواعظ کا مطالعہ کرتے رہو کہ یہ علم و تقویٰ میں ترقی کا باعث ہوں گے۔

۱۹۵۱ء دسمبر میں آپ کو عشاء کے وضو کے بعد غیر معمولی سردی معلوم ہوئی۔ کچھ دیر بعد حرارت ہوگئی۔ آپ نے نماز عشاء ادا فرمائی۔ اس کے بعد پھر وہی سردی کی کیفیت طاری ہوگئی اور حالت غشی پیدا ہوگئی۔ اس حالت میں بھی زبان متحرک اور مصروف ذکر رہی۔ کچھ ہوش آنے پر ذکر میں آواز بلند ہو جاتی تھی۔ تقریباً ایک ہفتہ تک یہی حالت رہی۔ ذکر کے سوا زبان سے کچھ نہیں نکلتا تھا۔ اس عرصہ میں تو جہراً اللہ کے ساتھ ذکر کرتے رہے۔ ۳۱ر دسمبر ۱۹۵۱ء با آواز بلند کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے انتقال فرمایا۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر!

سلہ یہ تمام حالات پروفیسر احمد سعید صاحب کی کتاب بزم اشرف کے چراغ سے بلفظہ نقل کیے گئے ہیں۔ ناشر

تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

یہ ان کے من گھڑت خیالات ہیں کہدیجیے اپنی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو۔

تزکیۃُ الخواطر

عما

القی فی امنیۃ الاکابر

تصنیف لطیف

رئیس المناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسنؒ چاندپوریؒ ناظم تعلیمات
وشعبۂ تبلیغ دار العلوم دیوبند وخلیفۂ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

ناشر

انجمن ارشاد المسلمین لاہور

۶- بی شاداب کالونی، حمید نظامی روڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدانا لھٰذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ لقد جاءت رسل ربنا بالحق من اتبع سبلھم نجی ونودوا ان تلکم الجنۃ التی اورثتموھا بما کنتم تعملون۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ ونور عرشہ سید السادات وافضل الموجودات سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ ما دام اھل السنۃ فائزین واھل البدع ہالکین۔

اما بعد ۔ اہلِ اسلام کی خدماتِ عالیہ میں بکمال ادب عرض ہے کہ ان سطور کو حسبۃً للہ بغور ملاحظہ فرمائیں۔ نہ اس میں کسی مسلمان کی توہین ہے نہ کسی کے مقتدا یا پیشوا کو سب وشتم سے یاد کیا ہے نہ محض نفسانیت سے دل کے پھپھولے پھوڑنا منظور ہے نہ کسی شخص پر بے جا الزام لگا کر فتویٔ تکفیر حاصل کیا ہے۔

مقصد رسالہ

اس رسالہ کا مقصد صرف اس قدر ہے کہ بعض علماء ربانیین پر جو بعض عبارات کی وجہ سے مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے کفر کا فتویٰ دیا اور دلایا ہے اُن عبارات کا صحیح وصاف مطلب اہلِ اسلام کی خدمت میں بیان کیا جائے تاکہ یہ امر ظاہر ہو جائے کہ اُن عبارات سے وہ مطالب کفریہ جن کی بنا پر مولوی احمد رضا خان

صاحب نے تکفیر کی اور کرائی ہے صراحۃً تو درکنار جو بنائے تکفیر ہے اشارۃً و کنایۃً بھی نہیں نکل سکتی۔ اہلِ اسلام میں جو خان صاحب کی وجہ سے عام بے چینی پھیلی ہوئی ہے وہ رفع ہو جائے۔ علمار ربانیین کی طرف سے جو بعض حضرات کو بوجہ ناواقفیت کے اور بعض کو بوجہ فتوی اہل حرمین زادہما اللہ شرفًا وتکریمًا کے اشتباہ واقع ہوا ہے دفع ہو جائے۔ اور جن پاک قلبوں میں عناد کی آتش روشن ہے اُن کی اصلاح تو مقلب القلوب ہی کے قبضۂ قدرت میں ہے بظاہر کوئی تدبیر ہم سے اُن کی نہیں ہو سکتی۔

ایک شبہ کا جواب

ہماری اس عرض کے بعد لامحالہ یہ شبہ ضرور واقع ہو گا کہ جب وہ عبارات ایسی صاف وصریح ہیں کہ معانی کفریہ صراحۃً تو درکنار اشارۃً وکنایۃً بھی اُن سے سمجھ میں نہیں آ سکتے تو پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ مولوی احمد رضا خان صاحب جیسے فاضل نے اُن عبارات کا وہ مطلب سمجھا اور تکفیر کی اور کرائی۔ حالانکہ خان صاحب موصوف تکفیر میں بڑے ہی محتاط معلوم ہوتے ہیں جو اُن کی عبارات ذیل سے صاف ظاہر ہے۔

(۱) بلکہ فقہائے کرام نے یہ فرمایا ہے کہ جس مسلمان سے کوئی لفظ ایسا صادر ہو جس میں ننانوے پہلو نکل سکیں اُن میں ۹۹ پہلو کفر کی طرف جاتے ہوں اور ایک اسلام کی طرف تو جب تک ثابت نہ ہو جائے کہ اُس نے خاص پہلو کفر کا مراد رکھا ہے ہم اُسے کافر نہ کہیں گے کہ آخر ایک پہلو اسلام کا بھی تو ہے کیا معلوم شاید اُس نے یہی پہلو مراد رکھا ہو۔ اور ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ اگر واقع میں اُس کی مراد کوئی پہلو کفر ہے

تو ہماری تاویل سے فائدہ نہ ہوگا وہ عنداللہ کافر ہی ہوگا۔ (تمہید ایمان صفحہ ۳۳)

(۲) یہ احتمال خالص اسلام ہے تو محققین فقہا اُس قائل کو کافر نہ کہیں گے اگرچہ اُس کی بات کے اکیس۲۱ پہلوؤں میں بیس۲۰ کفر ہیں۔ مگر ایک اسلام کا بھی ہے احتیاط و تحسین ظن کے سبب اُس کا کلام اسی پہلو پر حمل کریں گے جب تک ثابت نہ ہو کہ اُس نے کوئی پہلو کفر ہی مراد لیا۔ (تمہید ص۳۵)

(۳) شرح فقہ اکبر میں ہے۔ قد ذکروا ان المسألۃ المتعلقۃ بالکفر اذا کان لھا تسع و تسعون احتمالا للکفر واحتمال واحد فی نفیہ فالاولی للمفتی والقاضی ان یعمل بالاحتمال النافی فتاویٰ خلاصہ وجامع الفصولین ومحیط و فتاویٰ عالمگیریہ وغیرہا میں ہے۔ اذا کانت فی المسألۃ وجوہ توجب التکفیر ووجہ واحد یمنع التکفیر فعلی المفتی والقاضی ان یمیل الی ذالک الوجہ ولا یفتی بکفرہ تحسینا للظن بالمسلم ثم ان کانت نیۃ القائل الوجہ الذی یمنع التکفیر فھو مسلم وان لم یکن لا ینفعہ حمل المفتی کلامہ علی وجہ لا یوجب التکفیر۔ اسی طرح فتاویٰ بزازیہ و بحر الرائق و مجمع الانہر و حدیقہ ندیہ وغیرہ میں ہے۔ (تمہید صفحہ ۳۵ و ۳۶)

(۴) تاتارخانیہ و بحر و سل الحسام و تنبیہ الولاۃ وغیرہا میں ہے۔ لا یکفر بالمحتمل لان الکفر نہایۃ فی العقوبۃ فیستدعی نہایۃ فی الجنایۃ ومع الاحتمال لا نہایۃ تمہید ص۳۶

(۵) بحر الرائق و تنویر الابصار و حدیقہ ندیہ و تنبیہ الولاۃ و سل الحسام وغیرہا میں ہے۔ والذی تحرر انہ لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل

حسن الخ (تمہید ص۳٦)

(٦) ضروری تنبیہ احتمال وہ معتبر ہے جس کی گنجائش ہو صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ رہے تمہید ص۳۷ شفا شریف میں ہے ادعاء التاویل فی لفظ صراح لا یقبل صریح لفظ میں تاویل کا دعویٰ نہیں سُنا جاتا۔ شرح شفائے قاری میں ہے۔ ھو مردود عند القواعد الشریعۃ۔ ایسا دعویٰ شریعۃ میں مردود ہے۔ (تمہید ص۳۷)

(۷) اولاً سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح۔ دیکھئے کہ بار اوّل ۱۳۰۹ھ میں لکھنؤ مطبع انوار محمدی میں چھپا جس میں بدلائل قاہرہ دہلوی مذکور اور اُس کے اتباع پر پچھتر وجہ سے لزوم کفر ثابت کرکے صفحہ نوّے۹۰ پر حکم اخیر یہی لکھا کہ علماء محتاطین انہیں کافر نہ کہیں یہی صواب ہے وھو الجواب وبہ یفتی وعلیہ الفتویٰ وھو المذھب وعلیہ الاعتماد وفیہ السلامۃ وفیہ السداد یہی جواب ہے اور اسی پر فتویٰ ہوا اور اسی پر فتویٰ ہے اور یہی ہمارا مذہب اور اسی پر اعتماد اور اسی میں سلامت اور اسی میں استقامت۔ (تمہید ص۴۲)

(۸) ثانیاً الکوکبۃ الشہابیہ فی کفریات ابی الوہابیہ۔ دیکھئے جو خاص (مولانا مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) اور اُن کے متبعین ہی کے رد میں تصنیف ہوا اور بار اوّل شعبان ۱۳۱٦ھ میں عظیم آباد مطبع تحفہ حنفیہ میں چھپا جس میں نصوص جلیلہ قرآن مجید و احادیث صحیحہ و تصریحات ائمہ سے بحوالہ صفحات کتب معتمدہ اُس پر ستّر وجہ بلکہ زائد سے لزوم کفر ثابت کیا اور بالآخر یہی لکھا صفحہ ٦۲ ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار یعنی کافر کہنے سے کف لسان یعنی زبان روکنا ماخوذ و مختار و

مناسب واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم (تمہید ص ۴۲)

(۹) ثامنا سل السیوف الہندیہ علی کفریات باباالنجدیہ۔ دیکھئے کہ صفر ۱۳۱۶ھ میں عظیم آباد میں چھپا اُس میں بھی (حضرت مولانا مولوی) اسمٰعیل دہلوی (رحمۃ اللہ علیہ) اور اُن کے تبعین پر بوجوہ قاہرہ لزوم کفر کا ثبوت دے کر صفحہ ۲۱، ۲۲ پر لکھا یہ حکم فقہی متعلق بکلمات سفہی تھا مگر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں بیحد برکتیں ہمارے علمائے کرام پر کہ یہ کچھ دیکھتے اس طائفہ کے پیر سے بات بات پر سچے مسلمانوں کی نسبت حکم کفر و شرک سنتے ہیں۔ باایں ہمہ نہ شدت غضب دامن احتیاط اُن کے ہاتھ سے چھڑاتی ہے نہ قوت انتقام حرکت میں آتی ہے وہ اب تک یہی تحقیق فرما رہے ہیں کہ لزوم والتزام میں فرق ہے اقوال کا کلمۂ کفر ہونا اور بات اور قائل کو کافر مان لینا اور بات ہم احتیاط برتیں گے سکوت کریں گے جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا حکم کفر جاری کرتے ڈریں گے انتہیٰ مختصراً (تمہید ص ۴۲، ۴۳)

(۱۰) رابعًا ازالۃ العار بحجر الکرائم عن کلاب النار۔ دیکھئے کہ بار اول ۱۳۱۷ھ میں عظیم آباد چھپا اُس میں صفحہ ۱۰ پر لکھا ہم اس باب میں قول متکلمین اختیار کرتے ہیں اُن میں جو کسی ضروری دین کا منکر نہیں نہ ضروری دین کے کسی منکر کو مسلمان کہتا ہے اُسے کافر نہیں کہتے۔ (تمہید ص ۴۳)

(۱۱) سبحٰن السبوح میں بالآخر صفحہ ۸۰ طبع اوّل پر یہی لکھا۔ کہ حاشا للہ حاشا للہ ہزار ہزار بار حاشا للہ میں ہرگز اُن کی تکفیر پسند نہیں کرتا ان مقتدیوں یعنی مدعیان جدید کو تو ابھی تک مسلمان ہی جانتا ہوں اگرچہ اُن کی بدعت و ضلالت میں شک نہیں اور امام الطائفہ (مولانا مولوی) اسمٰعیل دہلوی (رحمۃ اللہ) کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں

ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل لا الٰہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے۔ اور حکم اسلام کے لیے اصلًا کوئی ضعیف سا ضعیف محل بھی باقی نہ رہے۔ فان الاسلام یعلو ولا یعلی۔ (تمہید ص ۴۳)

(۱۲) اور ان دشنامیوں کی تکفیر تو اب چھ سال یعنی ۱۳۲۰ھ ہجری سے ہوئی ہے۔ (تمہید ص ۴۴)

(۱۳) بلکہ صراحۃً صاف صاف شہادت دے رہے ہیں کہ ایسے عظیم احتیاط والے نے ہرگز ان دشنامیوں کو کافر نہ کہا جب تک یقینی قطعی واضح روشن جلی طور سے اُن کا صریح کفر آفتاب سے زیادہ ظاہر نہ ہو لیا جس میں اصلًا اصلًا ہرگز ہرگز کوئی گنجائش کوئی تاویل نہ نکل سکے۔ (تمہید ص ۴۴)

(۱۴) جب صاف صریح انکار ضروریات دین و دشنام وہی رب العالمین و سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین آنکھ سے دیکھی تو اب بے تکفیر چارہ نہ تھا۔ (تمہید ص ۴۴)

(۱۵) ثامنًا سب جانتے ہیں کہ دوسرے سے یہ ناپاک ادعا ہی کہ بندگان خدا محبوبان خدا کو قادر مستقل جان کر استعانت کرتے ہیں ایک سخت بات ہے جس کی شناعت پر اطلاع پاؤ تو مدتوں تمہیں توبہ کرنی پڑے۔ اہل لا الٰہ الا اللہ پر بدگمانی حرام اور اُن کے کلام کو جس کے صحیح معنے بے تکلف درست ہوں خواہی نخواہی معاذ اللہ معنی کفر کی طرف ڈھال لے جانا قطعًا گناہ کبیرہ۔

اللہ سبحانہٗ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یاایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرًا من الظن ان بعض الظن اثم۔ یعنی اے ایمان والو بہت گمانوں کے پاس نہ جاؤ بیشک کچھ

گمان گناہ ہیں اور فرماتا ہے ولا تقف مالیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسئولا۔ یعنی "پیچھے نہ پڑ اُس بات کے جو تجھے تحقیق نہیں بیشک کان آنکھ دل سب سے سوال ہوتا ہے۔ اور فرماتا ہے لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَیْرًا۔ کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے اسے سُنا تو مسلمان مردوں عورتوں نے اپنی جانوں" یعنی اپنے بھائی مسلمانوں پر نیک گمان کیا ہوتا۔ اور فرماتا ہے۔ یعظکم اللہ ان تعودوا لمثلہ ابدا۔ ان کنتم مؤمنین۔ "اللہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ اب ایسا نہ کرنا اگر ایمان رکھتے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں"۔ ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث۔ "گمان سے بچو کہ گمان سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے۔" رواہ مالک والبخاری والمسلم وابوداؤد والترمذی اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افلا شققت عن قلبہ۔ تو نے اُس کا دل چیر کر کیوں نہ دیکھا رواہ مسلم وغیرہ۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کلمہ گو کے کلام میں اگر ۹۹ معنی کفر کے نکلیں اور ایک تاویل اسلام کی پیدا ہو واجب ہے کہ اُسی تاویل کو اختیار کریں۔ اور اُسے مسلمان ہی ٹھہرا دیں کہ حدیث میں آیا الاسلام یعلو ولا یعلی۔ اسلام غالب رہتا ہے اور مغلوب نہیں کیا جاتا۔ رواہ الرازیانی والدارقطنی والبیہقی والضیاء الخلیل عن عائذ بن عمرو المذنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ کہ بلا وجہ محض منہ زوری سے صاف ظاہر واضح معلوم معروف معنی کا انکار کرکے اپنی طرف سے ایک ملعون مردود ممنوع مطرود احتمال گھڑے اور اپنے لیے علم غیب واطلاع حال قلب کا دعویٰ کرکے زبردستی وہی ناپاک مراد مسلمانوں کے

سر باندھے۔ (برکات الامداد صفحہ ۲۶، ۲۸)

یہ پندرہ عبارتیں ایسی صاف اور صریح ہیں کہ جن میں کوئی منصف بھی تامل اور تردد نہیں کر سکتا کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب سے بڑھ کر دنیا میں کوئی بھی تکفیر اہل اسلام کے بارہ میں احتیاط نہیں کر سکتا۔ اور فقط احتیاط ہی نہیں بلکہ عبارات مذکورہ سے اور بھی چند امور ثابت ہوتے ہیں جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔

(۱) امر اوّل۔ یہ کہ فقہائے کرام کے نزدیک جب تک کسی مسلمان کے کلام میں کوئی احتمال بھی اسلام کا ہوگا اُس کو اُسی معنے پر حمل کریں گے جو اسلام کے موافق ہوگا اگرچہ اُس کے مخالف ۹۹ احتمال کیوں نہ ہوں اور ۹۹ کی قید بھی اتفاقی ہے اصل مطلب تو یہ ہے کہ جب تک ایک احتمال بھی اسلام کا ہے تو اُسی کو ترجیح ہوگی اگرچہ اُس کے مخالف ہزار کیوں نہ ہوں۔ الاسلام یعلو ولا یعلی۔

(۲) امر دوم۔ اُس کلام کو معنی اسلامی پر حمل کرنا واجب ہے اور اُسی تاویل کو اختیار کرنا ضروری جس میں وہ مسلمان رہے۔

(۳) امر سوم۔ مسلمان کے کلام کو ایسے معنی پر حمل کرنا کہ جو مستلزم کفر ہو باوجودیکہ اُس کے صحیح معنی بے تکلف درست ہوں یہ قطعاً گناہ کبیرہ اور حرام ہے۔

(۴) امر چہارم۔ یہ کہ معنی اسلامی جن سے قائل مسلمان رہے اگرچہ وہ ضعیف ہی کیوں نہ ہوں اور معنی کفریہ اگرچہ قوی ہی کیوں نہ ہوں اگرچہ معنی اسلامی میں تکلف ہی کرنا پڑے اور معنی کفریہ نہایت قوی بلا تکلف مفہوم عبارت ہوں مگر جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ قائل کی مراد معنی کفریہ ہیں۔ اُس کلام کو معنی اسلامی ہی پر حمل کریں گے اور قائل کو مسلمان ہی کہیں گے کیونکہ جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال بھی اسلام

کا ہوگا تو اُسے مسلمان ہی کہیں گے اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ جب یہ احتمال ضعیف سے ضعیف ہے تو اُس کا مقابل قوی سے قوی ہوگا۔

(۵) امرِ پنجم۔ مفتی اور قاضی کو مسلمان پر حُسنِ ظن واجب ہے۔ عند اللہ کسی کا مسلم و کافر ہونا اس کی تحقیق قاضی و مفتی کے متعلق نہیں کلام سے جب تک ضعیف احتمال بھی اسلام کا مؤید ہوگا مفتی کا فتویٰ اور قاضی کا حکم اُس کے اسلام ہی کا ہوگا اگرچہ فیما بینہ و بین اللہ اُس کے ارادہ کے موافق معاملہ ہوگا قاضی اور مفتی کا فتویٰ واقعیت کو نہیں بتاتا بلکہ مفادِ کلام ظاہر کرنا اُس کا کام ہے۔

(۶) امرِ ششم۔ کسی کلام کے معنے اگر احتمال کفریہ رکھتے ہوں اور معنی کفری محتمل ہوں صریح نہ ہوں تو اس سے قائل کا کفر ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ کفر عقوبت میں نہایت ہے۔ تو اُس کی جنایتہ بھی انتہا ہی درجہ کی ہونی چاہیے اور جب معنی کفری محتمل ہیں تو یہ انتہا درجہ کی جنائیتہ نہیں یعنی انتہا درجہ کی جنائیتہ جب ہوگی کہ جب معنی کفری ایسے صریح ہوں کہ اُس کے سوا دوسرے معنے کا ضعیف سے ضعیف بھی احتمال باقی نہ رہے۔

(۷) امرِ ہفتم۔ کسی کو کافر کہنا نہایت عقوبتہ فی القول ہے۔ کسی کو عند الشرع کوئی اس سے زیادہ لسانی تکلیف نہیں دے سکتا اور اس قول سے زیادہ بُرا نہیں کہہ سکتا کہ اُسے کافر کہے تو چونکہ یہ نہایت عقوبتہ لسانی ہے تو اس بناء پر اس کا قول بھی نہایت جنائیتہ فی القول ہوا اور وہ یہ ہے کہ صراحتہ کلمۂ کفر کہے اگر کفر اُس کے کلام سے بطریق احتمال مفہوم ہوگا تو یہ جنائیتہ کلامیہ نہایتہ کو نہیں پہنچی اس وجہ سے اس کو کافر بھی نہیں کہا جاوے گا۔

(۸) امرِ ہشتم۔ احتمال نافع اور دافع کفر وہ ہوگا جو عبارت سے نکلنا ممکن ہو اور جو عبارت سے نکلنا ممکن ہی نہ ہو اور بانواع دلالت کلام کا مدلول بن ہی نہ سکے وہ احتمال مفید

ہو سکتا۔ غرض عبارت مثبتہ کفر وہ ہوگی جس میں بانواع دلالت و طرق ادا سے کوئی طریقہ بھی مخالف معنی کفری نہ ہو سکے۔ ورنہ کسی طرح بھی قاعدہ میں آکر اُس کا محمل حسن بن سکے گا تو وہ شخص کافر نہ ہوگا اور اگر کلام بجز معنے کفری کے کسی معنی کو بھی محتمل نہ ہوگا تو ایسے معنی جن کو الفاظ کسی طرح بھی محتمل نہ ہوں اور ان معنی کی کسی طرح بھی کلام میں گنجائش نہ ہو قابل قبول اور دافع کفر نہ سمجھے جاویں گے۔

(۹) امرِ نہم۔ امور مذکورۂ بالا جناب مولوی احمد رضا خان صاحب کے بھی مسلمات سے ہیں اور انھیں پہ جناب خانصاحب کا عملدرآمد ہے۔

(۱۰) امرِ دہم۔ خان صاحب نے جن حضرات کی تکفیر سنہ ۱۳۲۰ھ ہجری میں فرمائی ہے اُس سے پہلے اُن کو مسلمان جانتے تھے اُن کے کافر کہنے سے ہزار ہزار بار تحاشی فرماتے تھے اور اسی کو اپنا مذہب اور فتوے اور راہ استقامت و مختار و مرضی قرار دیتے تھے۔ مگر جب اُن کا کفر صریح یقینی قطعی واضح روشن جلی طور اور آفتاب سے زیادہ ظاہر ہو گیا جس میں اصلاً اصلاً ہرگز ہرگز کوئی گنجائش کوئی تاویل نہ نکل سکی کسی دوسرے معنی پر اس کا محمل کرنا محال ہو گیا تب آخر مجبور ہو کر اُن کے کفر کا فتویٰ دیا جب صاف صریح دشنام دہی رب العالمین و سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیہم اجمعین آنکھ سے دیکھی تب بدون تکفیر چارہ ہی کیا تھا۔ گو عبارات مذکورہ کے افادات تو بہت زیادہ ہیں مگر تلک عشرۃ کاملہ ہی پر ختم کر کے اصل مبحث کی طرف رجوع کیا جاتا ہے کہ جن عبارات میں معانی کفریہ کوسوں بھی نہیں اُن کی بناء پر مولوی احمد رضا خان صاحب جیسے فاضل اور محتاط کیسے تکفیر فرما سکتے ہیں دفع تکفیر کے واسطے تو ادنیٰ سے ادنیٰ اور ضعیف سے ضعیف تر احتمال بھی کافی ہے پھر جب صریح معانی موافق اسلام ہوں

اور معانی کفریہ بطریق من طرق الدلالۃ بھی مفہوم کلام نہ ہوں تو جناب خاں صاحب سے تکفیر اور تکفیر بھی ایسی تکفیر کہ جو اُن کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر سمجھ میں نہیں آتا اس معنے کو کھونا چاہیے تاکہ رفع اشتباہ اور حق واضح ہو جائے۔

اس شبہ کا جواب ہمارے نزدیک تو ایسا دشوار ہے کہ حل ہی نہیں ہو سکتا سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے اُن عبارات سے صراحۃً کفر بھی مفہوم نہ ہو ادھر جناب خان صاحب محتاط بھی بنے رہیں قائلین کی تکفیر بھی ہو جائے عقل سے باہر بات ہے۔ ہاں دفع تعارض کی صورت ہماری رائے ناقص میں یا تو وہی ہے۔ جو مدرس العرب والعجم العالم الجلیل والفاضل النبیل فخر الاماثل مجدد الافاضل فارس میدان التحریر والتقریر المحدث المفسر الفقیہہ البحر النحریر جناب مولانا مولوی سید حسین احمد صاحب مہاجر مدنی عمت فیوضہم نے اپنے رسالۃ الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب[1] میں بتفصیل تمام بیان فرمائی ہے جس کا جی چاہے رسالہ موصوف کو ملاحظہ فرما کر تشفی کرے اُس میں خان صاحب کے حالات قدرے تفصیل سے مذکور ہیں۔

ع بدوزد طمع دیدۂ ہوشمند۔ جناب عالی کسی کا قول ہے ع چوں غرض آمد ہنر پوشیدہ شد جب آدمی پر خواہشات نفسانیہ کا غلبہ ہوتا ہے تو اُس کو کچھ خبر نہیں رہتی کہ میں نے پہلے کیا لکھا تھا اور اب کیا لکھتا ہوں خان صاحب نے دنیا کی تکفیر کرتے وقت جب اپنی بھی تکفیر فرما دی اور خبر نہ ہوئی تو اُس کی کیا پرواہ ہے کہ پہلے کیا لکھا تھا اور اب کیا عمل ہو رہا ہے بلکہ اسی بنا پر تو اپنی مع جملہ اتباع کی بھی تکفیر فرمائی اگر یہ دیدہ و دوزی نہ ہوتی تو کم از کم اپنی تو تکفیر نہ فرماتے۔ جس کو ردّ التکفیر علی الفحاش التنکفیر[2] میں مفصل بیان کیا گیا

[1] اس کے بعد اعدی التسعۃ والتسعین علی الواحد من الثلاثین اور الکواکب الیمانی ... اور ... الفرقانی میں لکھا گیا ہے ۱۲ منہ

ہے اور اسے فتویٰ حسام الحرمین اور جناب خان صاحب ہی کے اقوال سے ثابت کر دیا ہے کہ جناب خاں صاحب جیسے اپنے مخالفین کی تکفیر فرماتے ہیں اپنے اور اپنے تبعین پر بھی یہی حکم نافذ فرماتے ہیں۔ یعنی جو شخص مولوی احمد رضا خان صاحب اور اُن کے اتباع کو کافر نہ کہے اُن کے کفر میں کسی طرح کسی حال میں شک و شبہ کرے وہ کافر قطعی ہے واقعی انصاف اسی کا نام ہے اور حق پرستی اسی کو کہتے ہیں۔

حدیث ۔ لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ او کما قال پر خان صاحب نے پورا عمل فرمایا ہے۔ پہلے خان صاحب تکفیر میں احتیاط فرماتے تھے تو سب کے واسطے یہی حکم تھا اور جب باب تکفیر اس قدر وسیع ہوا کہ خود ذات شریف بھی مرکز دائرہ کفر قرار پائے تو اور کسی کی کیا پرواہ ہے یا حافظ کا نقصان یا نباشد کا مصداق ہے آخر آپ صوفی بھی تو ہیں اور ابن الوقت کے ایک یہ بھی معنے ہیں کہ جو مصلحت وقت ہو اُس پر عمل کیا جاوے جس کو آج کل مہذب الفاظ میں پالیسی سے تعبیر کیا جاتا ہے اُس وقت یہی مصلحت وقت تھی کہ ستر وجہ سے کفر لازم کر کے دکھایا جائے علماء کرام کے فتوے نقل فرمائے جائیں تاکہ تمام لوگ اُن کو کافر سمجھیں کافر کہیں آخر میں چپکے سے دبی زبان سے یہ بھی کہہ دیا کہ ہمارے نزدیک تکفیر مختار اور مرضی و پسندیدہ نہیں ہے اگر کسی نے اعتراض کیا کہ تکفیر کیسے کی تو آخری فقرہ سپر ہو ہی جائے گا ورنہ تمام رسالہ میں تو کھلم کھلا کفر کفر کی صدائیں بلند ہی ہیں خلقت اُن تصریحات کے بناء پر مخالفین خان صاحب کو کافر ضرور سمجھے گی حقیقۃ الامر کوئی کیا جانے سہ

اب تو آرام سے گذرتی ہے　　آخرت کی خبر خدا جانے

کسی پنڈت سے سوال کیا تھا کہ اس سال بارش کیسی ہو گی جواب دیا کہ ٹھیکرا یا تھ

میں پیلے پھر وگے اگر بارش ہوگی تو یہ مطلب کہ اتنی بارش ہوگی کہ گھر ہیں سے پانی پہنچنے کو ٹھیکرا ہاتھ میں لوگے اور نہ ہوئی تو یہ مطلب کہ قحط سالی کی وجہ سے بھیک مانگتے پھروگے۔

یہ وقت جرنیلی کا تھا کہ جو خان صاحب کے تکفیر کردہ اہل اسلام کو کافر نہ کہے وہ بھی قطعی کافر۔ یہ کیا خبر تھی کہ ایک سیّدزادہ مظلوم کو رسائل کہیں سے دستیاب ہو جائیں گے اور وہ ردّ التکفیر وغیرہ بھی طبع کرا ہی دے گا۔ اس کا تو پہلے ہی کامل بندوبست کر دیا تھا کہ رسائل مخالفین کو نہ ملیں مگر نہ معلوم یہ بلائے آسمانی کیسے نازل ہو گئی الغرض ہم نہیں کہہ سکتے کہ خان صاحب نے یہ صریح تعارض کیوں کیا ہے اور اس میں اُن کی اصلی غرض اور مصلحت کیا ہے کہ پہلے رسائل میں تو تکفیر کے بارہ میں وہ حکم درج فرمائے جو علمائے محتاطین کا مذہب ہے اور ۱۳۲۰ ہجری سے آج تک وہ جرنیلی حکم صادر فرمایا کہ جو سامنے آئے پنج کر ہی نہ جائے وہ خود اور اُن کے تبعین ہی کیوں نہ ہوں مگر چونکہ رسالہ "انتصاف البری من الکذاب المفتری" (جس میں ہم نے خان صاحب کے جملہ تبعین کو عام اعلان دیا ہے کہ بلا تخصیص احدے جس کا جی چاہے مرد میدان بنے اور جن امور کی صراحت کا دعویٰ کر کے علماء ربانیین اور اس ناچیز کی تکفیر کی ہے اُن مضامین کو تحذیر الناس و براہین قاطعہ و حفظ الایمان و اسکات المعتدی میں دکھا دے مگر یہ تمام جماعت سے ہرگز نہ ہو سکے گا اور اگر وہ عبارات جن کی صراحت کا دعویٰ کیا ہے نہ دکھا سکیں تو اُس مضمون ہی کو دوسری عبارات صریحہ میں دکھا دیں یہ بھی نہ ہو سکے تو اُن مضامین کو بطریق لزوم ہی ثابت کر دیں گو لزوم مثبت تکفیر نہیں جو خان صاحب کا دعویٰ ہے اور بفضلہ تعالیٰ اس رسالہ کا اور رسالہ ردّ التکفیر کا لاجواب ہونا بھی بہت ہی جلد ثابت ہو گیا جس کو ہم نے اپنے رسالہ الطین اللازب علی الاسود الکاذب میں مفصل بیان کیا ہے)

ہم نے وعدہ کیا تھا کہ جن عبارات کو خان صاحب خواص و عوام میں پیش کر کے غلط مطلب بیان فرماتے ہیں اُن کا صحیح مطلب خدا چاہے مستقل رسالہ میں لکھیں گے۔ اور یہ وہی رسالہ موعودہ ہے لہٰذا ہم اس بحث کو نہایت محققانہ طور سے عرض کرتے ہیں تاکہ مطلب کے سمجھنے میں کچھ خفا باقی نہ رہے اور حق انشاء اللہ تعالیٰ روز روشن کی طرح واضح ہو جائے اس مقدمہ میں ہم مظلوم ہو کر مدعی ہوتے ہیں اور خان صاحب مدعا علیہ اور دادرسی انصاف اہل اسلام و اہل حق سے کرتے ہیں اور انقطاعی فیصلہ کی درخواست اُس احکم الحاکمین سے کرتے ہیں جو عالم السر و العلانیہ ہے وہ ہمارے بیان میں صدق کی روح پھونک دے اور اس میں راستی کا اثر پیدا فرمائے جس سے ہمارے بھائی تشدد اور ناانصافی کے طریقہ کو چھوڑ کر دوستی اور محبت کی راہ اختیار فرمائیں جن کے قلوب طلب حق کے لیے بے چین ہیں یہ مختصر بیان پراگندہ تقریر باعث اطمینان و موجب جمعیۃ خاطر ہو جائے۔ آمین ثم آمین۔

ہماری عرض یہ ہے کہ جناب مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے بلاوجہ بلاسبب محض ہوائے نفس و نفسانیہ و حب جاہ کی وجہ سے جعل و دستاویز مصنوعی کا غیر مفید مدعٰی ناکافی ثبوت کی بناء پر ہماری تکفیر کی اور کرائی اور اس درجہ شدید حکم جاری کیا ہے کہ جو اُن کے مخالفین کو کسی حال کسی طرح کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔ یہ امر خان صاحب کی حق پرستی و عبارات خان صاحب منقولہ سابقہ و تحقیق قدیم و دیانت و اخوت اسلامی سب سے بعید ہے۔

چونکہ ہم کو تحقیق منظور ہے لہٰذا جناب خان صاحب کی جانب سے جو واقعی عذرات کوئی اُن کا بڑا خیر خواہ پیش کر سکتا ہے وہ اپنی عقل کے موافق پیش کر کے

اُن کا بھی جواب عرض کریں گے تاکہ اس مضمون پر پھر کسی صاحب کو قلم اٹھانے کی تکلیف ہی نہ کرنی پڑے نہ پیش قاضی روی راضی آئی کا مضمون نہ ہو گا جس کو اہل انصاف خدا چاہے خود ملاحظہ فرمائیں گے لہٰذا بندہ اپنے دعوے کو مفصل اور مشرح عرض کرتا ہے اُس سے جواب شبہ مذکورہ بھی واضح ہو جائے گا۔

ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ مولوی احمد رضا خان صاحب نے یہ دعویٰ کر کے کہ تحذیر الناس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی آخر الزمان ہونے سے انکار کیا ہے۔ حضرت خاتم المحققین فخر ارباب تحقیق قدوۃ اصحاب تدقیق یادگار سلف حجت الخلف آیۃ من آیات اللہ قاسم العلوم والخیرات مصدر العلوم والبرکات محی السنۃ والاسلام والمسلمین حجۃ اللہ فی العالمین امام الشریعۃ والطریقۃ حضرت مولانا الحافظ الحاج مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس اللہ اسرارہم چونکہ مشاہیر علمائے ربانیین اور علوم عقلیہ و نقلیہ کے ماہر ظاہر اور باطن میں مقتدا امراض روحانی کے طبیب ہندوستان کے ہر گوشہ میں اُن کے تقدس و علم و فضل کی دھوم ایسا اونچا بلند پرواز شاہین وقت خان صاحب کو کونسا شکار ملتا اس وجہ سے حضرت مولانا موصوف کی تکفیر کی اور کرائی اور یہ انکار ختم زمانی مولانا موصوف کے ذمہ کذب خالص و بہتان محض ہے۔

اسی طرح خاتم المحدثین والمفسرین مؤید مذہب النعمان ابو حنیفہ دوران قطب الارشاد و رشید الحق والملۃ والدین مرجع الکل فی الکل شیخ الوقت و مصدر الہدایت والتلقین حامی السنۃ السنیہ ماحی البدعۃ القبیحہ لایخاف فی اللہ لومۃ لائم حضرت مولانا الحافظ الحاج مولوی رشید احمد صاحب قدس اللہ اسرارہم پر یہ افترا فرمایا کہ وہ خدا کے کذب بالفعل کو جائز رکھتے ہیں اور جو اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کو بالفعل جھوٹا مانے اور تصریح کرے معاذ اللہ کہ اللہ تعالےٰ

نے جھوٹ بولا اور یہ بڑا عیب اُس سے صادر ہو چکا تو اسے کفر بالائے طاق گمراہی درکنار فاسق بھی نہ کہو۔ ایسے عالم ربانی تو درکنار عالم دنیا بلکہ طالب علم بلکہ عام مسلمان بھی یہ گندے الفاظ نہیں نکال سکتے اس کذب و افترا کی وجہ بھی وہی امر اول ہے اس کے ثبوت میں جناب خان صاحب ایک جعلی مصنوعی فتویٰ پیش فرماتے ہیں جو شرعاً عقلاً نقلاً قانوناً قابل حجت نہیں۔

مؤلف براہین قاطعہ عمدۃ المتکلمین زبدۃ المحدثین عالم با عمل صوفی صافی متقی حنفی چشتی صاحب العلم والحلم مہبط انوار الرب الجلیل جناب مولانا الحافظ الحاج خلیل احمد صاحب دامت برکاتہم و عمت انوارہم کے ذمہ ایک یہ بہتان عظیم الشان تصنیف فرمایا کہ براہین قاطعہ میں تصریح کی کہ ابلیس کا علم نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا براہین کی عبارت منقولہ تو درکنار براہین قاطعہ کیا مولانا موصوف کی جملہ تصنیفات بلکہ ہمارے جملہ اکابر کی جملہ تصانیف میں بھی اس نجس گندے خبیث کفری مضمون کی تصریح تو درکنار اشارہ دراشارہ بھی نہیں نکل سکتا۔ اور انہیں حضرات کی کیا تخصیص کوئی مسلمان بھی ایسا مضمون اپنے قلب میں نہیں لا سکتا۔ دوسرے یہ کہ ابلیس لعین کو خدا کا شریک ماننا ضرور ماننا کہ جو بات مخلوق میں ایک کے لیے ثابت کرنا شرک ہو گی وہ جس کسی کے لیے ثابت کی جائے قطعاً شرک ہی رہے گی کہ خدا کا شریک کوئی نہیں ہو سکتا بھلا متبعین سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم سے شرک ہو سکتا ہے ایسا عقیدہ اگر کسی بدعتی کا ہو تو احتمال بھی ہو سکتا ہے ان حضرات پر اگر نرا جھوٹ نہیں ہے تو اور کیا ہے چونکہ حضرت حافظ الحق والملۃ والدین محبوب المسلمین عمدۃ المبتدعین حضرت مولانا الحافظ الحاج رشید احمد صاحب برد اللہ تعالےٰ مضجعہ و اسکنہ فی اعلیٰ علیین نے

براہین قاطعہ پر تقریظ لکھی ہے اس وجہ سے اُن کو بھی اس جرم میں شریک فرما کر ذوالنورین وقت کا مصداق فرمایا اور دوہری تکفیر کا حکم نافذ کیا گیا عمدۃ الناصحین زبدۃ الواعظین جن کی صورت دیکھنے سے خدا یاد آئے تاج المفسرین زینۃ المحدثین حلیم سلیم فاضل علوم عقلیہ و نقلیہ جناب مولانا الحافظ الحاج اشرف علی صاحب تھانوی لازالت شمس فیوضھم بازغۃ و نجوم برکاتھم للعالمین پر الزام خالص یہ برپا کیا کہ حفظ الایمان میں یہ تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر بچہ اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چارپایہ کو حاصل ہے اور حفظ الایمان کی عبارت نقل فرما کر تمہید صٓ" پر فرماتے ہیں کیا اُس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو صریح گالی نہ دی کیا نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو اتنا ہی علم غیب دیا گیا تھا جتنا ہر پاگل اور ہر چوپایہ کو حاصل ہے۔ یہ بھی مثل دیگر اتہامات کے بالکل بے اصل و دروغ ہے۔ جس کی گنجائش آسمان و زمین میں تو ہو نہیں سکتی اگر ہو سکتی ہے اور ہے تو جناب خان صاحب کے قلم کی زبان میں اور ان کی سچی تحریرات میں صلائے مناظرہ میں بجوالاسکات المعتدی بندہ پر بھی یہ ہی الزام اور بہتان لگایا گیا ہے کہ خدا کو صاف صاف جھوٹا کہہ دیا نعوذ باللہ من ذالک۔

یہ وہ بے جا الزام لگائے گئے ہیں کہ فرضی ملزموں اور مدعیوں کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں ہے تکفیر تو ان امور کی تصریح اور صراحۃ پر موقوف ہے اور صراحۃ بھی کیسی جس میں جانب مخالف کا ضعیف سا ضعیف احتمال بھی نہ ہو حالانکہ جن عبارات کو کتب مذکورہ سے خان صاحب نے نقل فرمایا ہے اُن عبارات میں ان معانی کا ضعیف سے ضعیف بھی احتمال نہیں اور اگر مصنفین کے حالات اور سیاق و سباق کلام کے مقدم اور مؤخر کو دیکھا جائے تو ان معانی کفریہ کی بو بھی نہیں بلکہ خلاف کی تصریح پھر یہ تکفیر بیجا اور گناہ کبیرہ جہل و نادانی تعنت

ہوائے نفس حب جاہ عداوت اسلام وغیرہ وغیرہ نہیں تو اور کیا ہے۔

جناب خان صاحب کی جانب سے کسی ان کے سچے معتقد اور خیر خواہ کے دل میں یہ خیال آئے تو بعید نہیں کہ جناب مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب وہ شخص ہیں کہ اُن کو مجدد زمانہ حاضرہ کہا جاتا ہے اُن کے علم و فضل زہد و تقویٰ کا غل سے لے کر عرب تک ہے جن امور کی صراحۃ کا دعوی کر کے خان صاحب نے تکفیر کی اور کرائی ہے وہ امور تحذیر الناس وغیرہ میں ضرور صراحۃً ہی مذکور رہوں گے ورنہ یہ ممکن نہیں کہ خان صاحب جھوٹی تہمت رکھ کر بلا وجہ ایک بے شمار جماعت مسلمین کو دائرہ اسلام سے خارج فرما دیں۔ وہ تو تکفیر اہل اسلام کے بارہ میں اس قدر محتاط ہیں کہ دنیا میں اس سے زیادہ متصور ہی نہیں جیسا کہ عبارات سابقہ مع فوائد عشرہ سے ظاہر ہے۔ لہٰذا غایت توضیح کی بناء پر وہ امور جن پر اس مسئلہ کی تشریح اور تشخیص موقوف ہے اُن کو عرض کیا جاتا ہے تاکہ مسئلہ صاف اور منقح ہو کر ہر ذی رائے کو رائے اور فیصلہ دینے کا موقع ملے۔

امور تنقیح طلب یہ ہیں

(۱) مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے جن مضامین کفریہ کی وجہ سے تکفیر کی اور کرائی ہے آیا وہ مضامین عبارات منقولہ تحذیر الناس وغیرہ میں ہیں یا نہیں۔

(۲) اگر مضامین کفریہ عبارات مذکورہ میں ہیں تو صراحۃً ہیں اور صراحۃً بھی ایسے جس میں کسی دوسرے مفہوم صحیح کا احتمال نہ ہو اور عبارت میں سوائے مضامین کفریہ کے کسی صحیح معنے کی گنجائش ہی نہ ہو۔ یا دوسرے کسی معنی صحیح کا بھی احتمال ہے اول صورت میں حق بجانب خان صاحب ہے یا نہیں۔

(۳) مضامین کفریہ عبارات منقولہ تحذیرالناس وغیرہ بالکل ہی ہوں یا صراحۃً نہ ہوں بلکہ بطریق احتمال یا لزدم مفہوم ہوتے ہوں تو جب تک قائل کی مراد وہ مضامین کفریہ متعین نہ ہو جائیں آیا قائل کی تکفیر ہو سکتی ہے یا نہیں ۔

(۴) جب مضامین کفریہ عبارات منقولہ مذکورہ میں بالکل ہی نہ ہوں یا صراحۃً نہ ہوں تو پھر خان صاحب کی تکفیر فرمائی نیک نیتی اور خان صاحب کی عدم واقفیت اور عدم سلیقہ فہم عبارات اُردو پر محمول ہو گی یا بدنیتی اور بالقصد تضلیل اُمّۃ و عداوت اسلام واہل اسلام پر اگر ثانی صورت ثابت ہو جائے تو خان صاحب کی اعلیٰ درجہ کی بد دیانتی خیانت تخریب اسلام اور بدترین مخالفین دین ہونا اہل حرمین زادہما اللہ شرفاً و تکریماً کو دھوکہ دے کر اتہام رکھ کر تکفیر کرانا فتنہ عظیم برپا کرنا ۔ خان صاحب کا بالقصد مرتکب گناہ کبیرہ ہونا ۔ خان صاحب کی جملہ منقولات کا غیر معتبر ہونا ۔ اور اوّل صورت میں جاہل ہونا فتویٰ دینے کے لائق نہ ہونا ثابت ہو گا یا نہیں ۔ ان امور کی تنقیح کے بعد مسئلہ روشن مبحث ظاہر مقدمہ صاف حکم لگانا رائے قائم کرنا بالکل آسان اور سہل ہو جائے گا زیادہ جدوجہد کی ضرورت نہیں ۔

ہمارے ذمّہ اِن امور کا ثابت کرنا ہو گا

(۱) عبارات منقولہ تحذیرالناس وغیرہ میں مضامین کفریہ بالکل نہیں ۔

(۲) یا اگر مضامین کفریہ صراحۃً تو نہ ہوں مگر احتمال اور لزوم کے طور پر ہوں تب ۔

(الف) ایسی صورت میں قاضی و مفتی کو تکفیر حرام و ناجائز ہے جب تک کہ قائل کی مراد معلوم نہ ہو جائے کہ اُس نے معنی کفریہ ہی مراد لیے ہیں اور اُس وقت تک مفتی و قاضی پر واجب ہے

کہ اُس کو مسلمان ہی کہے جب تک کہ روز روشن کی طرح آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے کہ اُس نے معنے کفریہ کو اختیار کیا ہے اور حکم اسلام کیلیے اصلاً کوئی ضعیف سے ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے ۔ فان الاسلام یعلو ولا یعلی ۔

(ب) مصنفین تحذیرالناس وغیرہ نے معانی کفریہ مراد نہیں لیے یا کم سے کم معانی کفریہ کا مراد لینا ثابت نہیں ۔

(ج) درصورت عدم ثبوت مراد معانی کفریہ و در صورت مراد معانی صحیحہ اوّل صورت میں بوجہ حُسن ظن کے اور ثانی صورت میں بوجہ مراد ہونے معانی صحیحہ کے تکفیر حرام ہے ۔

(۳) اگر عبارات تحذیرالناس وغیرہ میں مضامین کفریہ بالکل کسی طرح نہ پائے جائیں یا صراحۃً نہ ہوں اور اُن کا مراد لینا بھی ثابت نہ ہو یا معنے صحیح کا مراد لینا ثابت ہو تو مولوی احمد رضا خان صاحب کی تکفیر کرنی اور کرانی کس محمل پر محمول کی جائے گی ۔

(الف) آیا مولوی احمد رضا خان صاحب کو اُردو عبارت کے سمجھنے کا سلیقہ نہیں اور وہ اس تکفیر میں معذور ہیں ۔ کیونکہ اُن سے غلطی ہوئی اور اُن کا فعل نیک نیتی پر مبنی ہے مگر ہاں وہ عالم نہیں اور اُن کو فتویٰ دینا اور اہلِ اسلام کو اُن سے فتویٰ لینا جائز نہیں ورنہ مطابق حدیث فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا وکما قال کے مصداق ہوں گے ۔

(ب) یا مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے دیدہ و دانستہ عبارات صاف و صریحہ کا غلط مطلب بتایا یا بوجہ احتمال صحت اور متکلم کی مراد بھی معنے صحیح ہونے کے اور اس وجہ سے کہ متکلم کے صحیح معنے مراد لینے کا علم ہے یا اگر متکلم کی مراد معلوم نہیں تو بوجہ متکلم کی مراد کے علم نہ ہونے کے ہر دو صورت میں اُس کلام کو صحیح معنے ہی پر حمل کرنا ضرور تھا ۔

مگر خان صاحب بدنیتی بغض و حسد و حب جاہ شہرت ناموری تضلیل اہل اسلام عداوت

مسلمین کی وجہ سے بالقصد مرتکب گناہ کبیرہ کے ہوئے اور اُن عبارات کو ہیر پھیر کے معانی کفریہ پر حمل کیا اور اس پر اصرار بھی کیا اس وجہ سے بھی فاسق ہو کر اس قابل نہ رہے کہ اہل اسلام اُن سے فتویٰ لیں اور اُن کی جملہ منقولات بھی غیر معتبر ہوئیں اور جب اُنھوں نے علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تکریماً سے اہلِ اسلام کی بے شمار جماعت کیا معنے جملہ ہندوستان جس میں وہ خود بھی مع اتباع کے بلکہ تمام مسلمان روئے زمین کے داخل ہو گئے سب کی تکفیر کرا دی اور وہ بھی دھوکہ دے کر اور جھوٹ اور افترا کر کے اور وہ بھی علمائے ربانیین کے اُوپر اور وہ بھی کس دلیری سے کہ رسائل اُردو کے مضامین عام فہم پھر رسائل مطبوعہ۔ اور جھوٹ اور الحاد بھی کہاں کیا عجم میں پھر عرب میں اور عرب میں بھی حرمین شریفین اور وہاں بھی خاص مسجد حرام ایام حج میں۔

تو ایسا شخص عامۂ اہل اسلام کو اور امور دین میں دھوکہ دینے سے کیا خوف کر سکتا ہے اس وجہ سے اہلِ اسلام نہ اُن سے فتویٰ لیں نہ اُن کے فتاوے قابلِ عمل ہیں۔

وہ امور جن کا ثابت کرنا خان صاحب کے ذمہ ہے یہ ہیں

(١) جن امور کفریہ کی صراحۃً کا دعویٰ خان صاحب نے کیا ہے وہ امور صراحۃً عبارات منقولہ تحذیر الناس وغیرہ میں دکھائے جائیں۔

(٢) اگر وہ امور صراحۃً تحذیر الناس وغیرہ کی اُن عبارات میں نہ پائے جائیں جن کو مولوی احمد رضا خان صاحب نے نقل فرمایا ہے تو وہ امور عبارات منقولہ کتب مذکورہ میں لزوماً اور بطور احتمال ہی کے موجود ہوں۔

(٣) اگر وہ امور کفریہ بطور احتمال عبارات منقولہ تحذیر الناس وغیرہ میں ہوں تو انہیں معانی کفریہ

کے مراد متکلم ہونے پر دلیل مفید یقین کیا ہے در صورت نہ ہونے دلیل کے فقط معنی کفریہ کے محتمل ہونے سے قبل اس کے کہ مراد متکلم بھی وہی ثابت ہو تکفیر ہو سکتی ہے۔

(٤) اگر وہ امور کفریہ صراحۃً ہیں نہ دلالۃً تو پھر تکفیر کی کیا وجہ اور ہم نے جو الزامات مولوی احمد رضا خان صاحب کے ذمہ لگائے ہیں لازم اور ثابت کیوں نہ ہوں گے۔

(٥) اگر معانی کفریہ عبارات منقولہ تحذیر الناس وغیرہ سے صراحۃً ثابت نہ ہوں اور در صورت احتمال معانی کفریہ کے متکلم کی مراد ہونا ثابت نہ ہو اور اس صورت میں تکفیر ناجائز اور حرام ہو تو ایک تو دعویٰ صراحۃً دوسرے حکم تکفیریہ دو جھوٹ مولوی احمد رضا خان صاحب کے ثابت ہو کر ہمارے تمام الزامات خان صاحب پر کیوں نہ ثابت ہوں گے۔ جناب مولوی احمد رضا خان صاحب کی جانب سے کوئی اُن کے خیر خواہ میری رائے ناقص میں نہایت درجہ کی تائیدیں کر سکتے ہیں کہ جناب خان صاحب ایسے متدین اور متقی اور متبحر اور بے لوث عالم ہیں کہ اس دعوے کا خود ہی ثبوت دے چکے ہیں۔ اور تمام امور کو خود بہ نفس نفیس ہی طے فرما دیا ہے مجھ کو تو فقط حوالہ ہی دینے کی ضرورت ہے یہ مقدمہ اعلیٰ حضرت پر آج دائر نہیں ہوا ہے یہ شور و غل تو ایک مدت سے مچایا جاتا ہے۔ مدعیوں سے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ امور کفریہ سے توبہ کریں یا مناظرہ کریں لوگوں کو مشتعل کرنے کی غرض سے یہ شور مچایا جاتا ہے کہ جناب خان صاحب کی مشین میں کفر اور تکفیر ہی ڈھلتی ہے فلاں کو کافر کہہ دیا فلاں کی تکفیر کر دی حالانکہ یہ الزام اعلیٰ حضرت خان صاحب پر بالکل بے اصل اور لغو ہے ملاحظہ ہو تمہید ایمان صفحہ ۲۵ پانچویں کڑی میں ارشاد فرماتے ہیں۔

(٦) ناچار عوام مسلمین کو بھڑکانے اور دن دہاڑے اُن پر اندھیری ڈالنے کو یہ چال چلتے ہیں کہ علمائے اہلِ سنت کے فتوے تکفیر کا کیا اعتبار یہ لوگ ذرا ذرا سی بات پر کافر کہہ دیتے ہیں ان کی مشین میں ہمیشہ کفر ہی کے فتوے چھپا کرتے ہیں مولانا مولوی اسمٰعیل دہلوی کو کافر کہہ دیا۔ مولوی اسحٰق

صاحب کو کہہ دیا۔ مولوی عبدالحی صاحب کو کہہ دیا۔ پھر حن کی حیا اور بڑھی ہوئی ہے وہ اتنا اور ملاتے ہیں کہ معاذاللہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کو کافر کہہ دیا۔ شاہ ولی اللہ صاحب کو کہہ دیا۔ حاجی امداد اللہ صاحب کو کہہ دیا۔ مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب کو کہہ دیا۔ الخ یہ الزامات بیان فرما کر فرماتے ہیں۔

(۷) کہ ان کے پاس اس کا کیا ثبوت ہے۔ ان اللہ لایھدی کید الخائنین ۔ قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین ۔ اس سے زیادہ کی ہمیں حاجت نہ تھی مگر بفضلہٖ تعالےٰ ہم اُن کی کذابی کا وہ روشن ثبوت دیں گے کہ ہر مسلمان پر اُن کا مفتری ہونا آفتاب سے زیادہ ظاہر ہو جائے اس کے بعد اعلیحضرت جناب خان صاحب نے وہی عبارات دربارہ احتیاط تکفیر نقل فرمائی ہیں جو اُوپر تمہید ایمان سے نقل ہو چکی ہیں ملاحظہ فرمایا جائے اُن عبارات منقولہ کے بعد ص۲۳ میں فرماتے ہیں۔

(۸) کہ جس بندہ خدا کی دربارۂ تکفیر یہ شدید احتیاط یہ جلیل تصریحات اُس کو تجویز تکفیر کا افترا کتنی بے حیائی اور کیسا ظلم کتنی گھنونی ناپاک بات پھر ص۲۴ میں فرماتے ہیں۔

(۹) ان دشنامیوں کی تکفیر تو اب چھ سال یعنی ۱۳۲۰ھ ہجری سے ہوئی ہے جب سے المعتمد المستند چھپی ان عبارات کو بغور نظر فرماؤ۔ اور اللہ اور رسول کے خوف کو سامنے رکھ کر انصاف کرو یہ عبارتیں فقط اُن مفتریوں کا افترا ہی رد نہیں کرتیں بلکہ صراحۃً صاف صاف شہادت دے رہی ہیں کہ ایسی عظیم احتیاط والے نے ہرگز ان دشنامیوں کو کافر نہ کہا جب تک یقینی قطعی واضح روشن جلی طور سے اُن کا صریح کفر آفتاب سے زیادہ ظاہر نہ ہولیا جس میں اصلاً اصلاً ہرگز ہرگز کوئی گنجائش کوئی تاویل نہ نکل سکی کہ آخر یہ بندۂ خدا وہی تو ہے جو اُن کے اکابر پر ستر ستر وجہ سے لزوم کفر کا ثبوت دے کر یہی کہتا ہے کہ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل لا الٰہ الا اللہ کی تکفیر سے منع

فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لیے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے یہ بندۂ خدا وہی تو ہے جو خود ان دشنامیوں کی نسبت جب تک اُن کی دشناموں پر اطلاع یقینی نہ ہوئی تھی بحکم فقہائے کرام لزوم کفر کا ثبوت دے کر یہی لکھ چکا تھا کہ ہزار ہزار بار حاشاللہ میں ہرگز اُن کی تکفیر پسند نہیں کرتا۔ جب کیا کوئی ان سے ملاپ تھا اب رنجش ہو گئی جب اُن سے جائداد کی شرکت نہ تھی اب پیدا ہو گئی۔ حاشاللہ مسلمانوں کا علاقہ محبت و عداوت صرف محبت و عداوت خدا اور رسول ہے جب تک اُن دشنام دہوں سے دشنام صادر نہ ہوئے یا اللہ و رسول کی جناب میں اُن کی دشنام نہ دیکھی نہ سنی تھی اُس وقت تک کلمہ گوئی کا پاس لازم تھا غایت احتیاط سے کام لیا حتی کہ فقہائے کرام کے حکم سے طرح طرح اُن پر کفر لازم تھا مگر احتیاطاً اُن کا ساتھ نہ دیا متکلمین عظام کا مسلک اختیار کیا۔ جب صاف صریح انکار ضروریات دین و دشنام دہی رب العالمین و سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیہم اجمعین آنکھ سے دیکھی تو اب بے تکفیر چارہ نہ تھا کہ اکابر ائمہ دین کی تصریحیں سن چکے ہیں کہ من شک فی عذابہ وکفرہ فقد کفر۔ تمہید ص۲۴ ؛

وہ امر جس سے مصنفین تحذیر الناس وغیرہ کا صریح کفر یقینی قطعی واضح روشن جلی طور سے آفتاب سے زیادہ ظاہر ہو گیا جس میں اصلاً اصلاً ہرگز ہرگز کوئی گنجائش کوئی تاویل نہ نکل سکے اور حکم اسلام کے لیے اصلاً کوئی ضعیف سے ضعیف محمل بھی باقی نہ رہا وہ ہے کہ جس کو اعلیٰ حضرت خان صاحب نے تمہید ص۳۸ و ص۳۹ و حاشیہ ص۲۴ پر بیان فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے۔

(۲۰) وہ کتابیں جن میں یہ کلمات کفریہ ہیں مدتوں سے اُنھوں نے خود اپنی زندگی میں چھاپ کر شائع کیں اور اُن میں بعض دو دو بار بھی چھپیں مدتہا مدت سے علمائے اہل سنت نے اُن کے رد چھاپے مؤاخذے کیے ص۳۸۔

وہ فتوے جس میں اللہ تعالےٰ کو صاف صاف کاذب جھوٹا مانا ہے اُس کا اٹھارہ برس ہوئے متعدد دفعات رد شائع ہوا۔ آخر زید رہ برس بعد مفتی صاحب کا انتقال ہوا مگر مرتے وقت تک ساکت رہے۔ انتہی ملخصا ص۳۸ و ص۳۹ تمہید۔

(۲۱) نہ یہ کہا کہ وہ فتوے میرا نہیں حالانکہ خود چھاپی ہوئی کتابوں سے فتوے کا انکار سہل تھا۔ نہ یہی بتایا کہ مطلب وہ نہیں جو علمائے اہل سنت بتا رہے ہیں بلکہ میرا مطلب یہ ہے نہ کفر صریح کی نسبت کوئی سہل بات تھی جس پر التفات نہ کیے زید سے اُس کا ایک مہری فتویٰ اُس کی زندگی تندرستی میں علانیہ نقل کیا جائے اور وہ قطعاً یقیناً صریح کفر ہو اور سالہا سال اُس کی اشاعت ہوتی رہے لوگ اُس کا رد چھاپا کریں زید کو اُس کی بناء پر کافر بتایا کریں زید اُس کے بعد پندرہ برس جیتا اور یہ سب کچھ دیکھے سنے اور اُس فتوے کی اپنی طرف نسبت سے انکار اصلاً شائع نہ کرے بلکہ دم سادھے یہاں تک کہ دم نکل جائے کیا کوئی عاقل گمان کر سکتا ہے کہ اس نسبت سے اسے انکار تھا یا اُس کا مطلب کچھ اور تھا۔ تمہید ص۳۹۔

(۲۲) اور اُن میں کے جو زندہ ہیں آج کے دم تک ساکت ہیں نہ اپنی چھاپی کتابوں سے منکر ہو سکتے ہیں۔ نہ اپنی دشناموں کا اور مطلب گھڑ سکتے ہیں تمہید ص۳۹۔

ان عبارات سے دو امر ثابت ہوئے اول تو یہ کہ اُن کتابوں میں یعنی براہین قاطعہ و حفظ الایمان و تحذیر الناس و فتوے منسوب میں وہ کفریات صراحۃً ہیں۔ دوسرے اُن کے مصنفین کی مراد بھی وہ معانی کفریہ ہی ہیں ورنہ بعد اطلاع تکفیر اُن عبارات کا مطلب صحیح ضرور شائع کرتے ورنہ ہر عاقل یہی یقین کرے گا کہ مصنفین کی مراد وہی مضامین کفریہ ہیں اور ان ہی دو امر کا ثابت کرنا جناب مولوی احمد رضا خان صاحب کے ذمہ تھا جو بنائے تکفیر تھے پانچ امور مندرجہ تنقیح سے دو ہی پر خانصاحب کے مدعیٰ کا مدار تھا۔ سو وہ ثابت ہو گئے دیگر امور کے

بیان کرنے کی جب حاجت ہو کہ ان دو امروں میں سے ایک بھی ثابت نہ ہو۔

اقول بحول اللہ تعالےٰ وقوتہ الذی جعل الاسلام عالیا لا یعلوہ شئ۔ آپ نے ابھی اُسی طرف کی تقریر سنی ہے میری گذارش معروض ہو گی تو خدا چاہے بحث کا رنگ ہی بدل جائے گا جیسے اب عالم کفر و تکفیر کی اندھیری گھٹا سے تاریک ہو رہا ہے خدا چاہے کوئی دم میں نور اسلام سے عالم منور ہو جائے گا۔ اور فرضی اور زبردستی نادرشاہی حکم تکفیر کے سند یافتہ بے گناہ مسلمان ہی مسلمان نظر آئیں گے وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِكَ۔

ابھی تک یہ جملہ تحریرات جناب مولوی احمد رضا خان صاحب ہی کی طرف کی تو پیش ہوئی ہیں جن سے تکفیر میں احتیاط وغیرہ وغیرہ سبز باغ نظر آ رہا ہے۔ صاحبو ہاتھی کے کھانے کے دانت اور ہوتے ہیں اور دکھانے کے اور۔ ایک شکاری جس کو مرکا عارضہ تھا یعنی اُس کی آنکھوں سے پانی بہت جایا کرتا تھا کہ ناواقف آدمی دیکھے تو خیال کرے کہ یہ شخص رو رہا ہے ایک دفعہ اس شکاری نے جال پھیلایا اور بہت سے غریب بے گناہ پرندے پھنس گئے شکاری اُن کو جال میں سے نکال کر کسی دوسرے ظرف میں رکھتا تھا۔ اور آنکھوں سے پانی جو جاری تھا اُس کو پونچھتا جاتا تھا ایک پرندے نے اُس کی آنکھوں کے پانی کو دیکھ کر یہ سمجھا کہ یہ ہمارے پھنس جانے پر روتا ہے دوسرے پرندے سے کہا کہ یہ شکاری بہت ہی بڑا رحمدل ہے کہ ہمارے پھنس جانے پر روتا ہے دوسرے نے جواب دیا کہ اُس کی آنکھوں کو مت دیکھ بلکہ ہاتھوں کی طرف خیال کر۔

جناب خان صاحب کی ان دوازدہ سالہ عبارات کو خیال نہ فرمانا چاہیے ان پر تمادی عمل ختم ہو گئی اُن کو خان صاحب نے جدید قانون سے عملاً منسوخ فرما دیا ہے۔ اور اسی وجہ سے خان صاحب اور ان کے جملہ اتباع جو اُن کو کسی حال کسی طرح بھی کافر کہنے میں تامل و شک و احتیاط کرے بحکم فتاویٰ

جناب خان صاحب قطعاً کافر ہیں جس کی تفصیل رد التکفیر علی الفحاش التنظیر وغیرہ میں موجود ہے اب جناب خان صاحب وہ خان صاحب نہیں ہیں جو ۱۳۲۰ھ سے قبل تھے یہ تمام عبارات ۱۳۲۰ھ سے قبل کی ہیں۔

ہم تمام امور جن کا ثابت کرنا ہمارے ذمہ ہے اُن پر انشاء اللہ تعالیٰ مفصل بحث کریں گے اور خان صاحب کی ان عبارات پیش کردہ ہی سے اپنا مدعیٰ ثابت کر کے فتح و نصرت کا فیصلہ خدا چاہے حاصل کریں گے اسی وجہ سے ہر امر میں خان صاحب ہی کی عبارت پیش کی ہے کہ جناب خان صاحب اور اُن کے اتباع کو آئندہ کسی گفتگو کی مجال ہی نہ رہے اور فیصلہ قطعی اور مسلم فریقین ہو۔ مگر تفصیل سے قبل اس قدر عرض ہے کہ جیسے جناب خان صاحب کی اس عبارت سے تائید کی گئی ہے لطف کی بات یہ ہے کہ ہم بھی اپنا مدعیٰ اسی آخری عبارت سے ثابت کر دیں تاکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ جناب خان صاحب کی عبارت انہیں کے مخالف ہے بغور ملاحظہ ہو۔

جناب خان صاحب عبارت نمبری ۱۹ تمہید ص۴۲ میں فرماتے ہیں کہ ہرگز کافر نہ کہا جب تک یقینی قطعی واضح روشن جلی طور سے اُن کا صریح کفر آفتاب سے زیادہ ظاہر نہ ہو لیا جس میں اصلاً اصلاً ہرگز ہرگز کوئی گنجائش کوئی تاویل نہ نکل سکے اور اسی عبارت کے ذیل میں یہ بھی فرماتے ہیں کہ ہمیں ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل لا الٰہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لیے اصلاً کوئی ضعیف سے ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے اجمال میں ان ہی دو عبارتوں پر کفایت کر کے عرض کرتا ہوں کہ ملاحظہ ہوں عبارات مذکورہ تمہید ص۳۰، ۳۹ ص۲۰، ۲۱ وجہ تکفیر یہ بیان فرمائی جاتی ہے۔ **مقدمہ اولیٰ** کہ تحذیر الناس و فتویٰ وغیرہ میں کفریات صراحۃً ہیں۔ مقدمہ ثانیہ اُن کتابوں اور فتوے کی نسبت مصنفین اور مفتی کی طرف اور ان عبارات کی مراد معانی کفریہ ہونی یہ مصنفین اور مفتی کو مسلم نتیجہ مصنفین اور مفتی کے کفر صریح اور تکفیر میں کیا حجۃ۔ مقدمہ اولیٰ کی دلیل اعلیٰ حضرت یوں ہی فرماتے ہیں وہ خلاف کیسے ہو سکتا ہے کیا غلط تصور ہی فرمایا ہو گا کیا اردو عبارات

کا مطلب اتنے بڑے علامہ کی سمجھ میں نہ آیا ہو گا یا قصداً جھوٹ بولا ہو گا۔ (مقدمہ ثانیہ کا) فتوے کی نسبت کیا ثبوت دیجئے۔ (۱) زید کا مہری فتوے جو قطعاً صریح کفر ہو۔ (۲) سالہا سال تک اُس کا رد ہو کر اشاعت ہو (۳) اُس کی بنا پر لوگ اُس کو کافر بنایا کریں (۴) زید مدت دراز تک زندہ ہے۔ (۵) یہ سب کچھ دیکھے سنے اپنی طرف نسبت سے انکار اصلاً شائع نہ کرے اور یہ نہ کہے کہ یہ فتوے میرا نہیں ہے حالانکہ فتوے سے انکار سہل ہے (۶) نہ یہی بتایا کہ مطلب وہ نہیں جو مکفرین بتاتے ہیں بلکہ میرا مطلب یہ ہے۔ (۷) کفر صریح کی نسبت کوئی سہل بات تھی جس پر التفات نہ کیا۔ (نتیجہ) ان تمام واقعات کے بعد کیا کوئی عاقل گمان کر سکتا ہے کہ اس نسبت سے اُسے انکار تھا یا اُس کا مطلب کچھ اور تھا اب مقدمات پر جرح ملاحظہ ہوں (مقدمہ اولیٰ) فتوے کی نسبت بے شک مسلم کہ اُس کا اگر وہی مضمون ہو جو مذکور رہا تو صریح کفر ہے جس کے وہ معنی مراد ہوں وہ کافر مگر (اولاً) گفتگو اس میں ہے کہ جو مضمون خان صاحب نے نقل فرمایا ہے آیا وہ مضمون واقع میں اُس فتوے کا ہے بھی یا نہیں (ثانیاً) وہ مضمون ایک جگہ پر مسلسل ہے یا خان صاحب کا انتخاب ہے اس واسطے کہ جب مطبوعہ اور مسلمہ کتب کی طرف خان صاحب نے وہ مضامین منسوب فرما دیئے کہ جن کی مصنفین کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں۔ تو ایک ایسا فتویٰ جس کی آج تک ہم زیارت سے بھی مشرف نہیں اس کی نسبت کیا کہہ سکتے ہیں کہ وہ مضامین اُس میں ہیں یا نہیں۔ مقدمہ ثانیہ کا مقدمہ اولیٰ بعینہٖ یہی ہے (مقدمہ) یہ بھی مسلم نہیں کہ سالہا سال تک طبع ہو کر اشاعت ہوئی ہو آپ نے طبع کرا کر اپنے گھر رکھ لیا ہو اپنے دو چار معتقدین کو دے دیا ہو یا پہلے طبع ہی نہ ہوا ہو۔ ابھی طبع ہوا اور سنہ پہلے ڈلوا دیئے ہوں پھر اگر نفس اشاعت مقصود ہے تو بعد تسلیم مفید نہیں اور اگر مراد اشاعت عامہ ہے جس میں موافق مخالف سب کو شائع کیا گیا ہو تو گو یہ من وجہ مفید ہے مگر غیر ثابت مجھ کو آج تک اس فتوے اور رد کے دیکھنے کا بھی اتفاق نہیں ہوا حالانکہ بہت کوشش کی یہ ہے سالہا سال کی اشاعت نہ گنگوہ

وہ فتویٰ گیا نہ دیوبند آج تک آیا ہے۔ سالہا سال تک کی اشاعت یہ ہوگی کہ مکان کے اندر کی جانب چہار دیواری پر اشتہار چسپاں کر دیا اور لکھ دیا کہ سالہا سال سے شائع ہے۔ ہم کو تعجب آتا ہے کہ جناب خانصاحب کی طرف سے سیف النقی کا یہ جواب دیا جاتا ہے۔ کہ جن عبارات کتب کا حوالہ دیا ہے درحقیقت وہ کتابیں ہی نہیں بلکہ اپنی جانب سے گھڑلی ہیں کیوں جناب جب آپکے پیر بھائی ایسے ہیں تو دوسرا شخص آپکو یہ نہیں کہہ سکتا کہ آپ جو فرماتے ہیں یہ بھی گھڑنت ہی گھڑنت ہے نہ فتوے ہے نہ اس کا رد۔ یہ سب کچھ حضور کے مطبع کے کارکنوں کی جانفشانی اور آپکے زور قلم کا اثر ہے جو جا بالکھ دیا۔

(مقدمہ ۳) یہ بھی مسلّم نہیں اگر مراد عام مسلمان ہیں اور اگر جناب خان صاحب اور اُن کے گھر کی دایا ماما ئیں مراد ہیں تو مسلّم مگر مفید نہیں۔ کل حزب بما لدیہم فرحون آپ اور آپکے معتقدین گھر میں بیٹھ کر کسی کو کافر بنایا کریں تو اُس سے کیا ہوتا ہے جیسے کسی نے مرغ چرا کر کوٹھے پر چڑھ کر زور سے کہا کسی کا اور بہت آہستہ سے کہہ دیا کہ مرغ کھویا گیا ہو تو لے جانا۔ اسی طرح تین آوازیں دے کر کھالیا۔ لقطہ کی جو تشہیر تھی وہ کردی خان صاحب بھی اپنے گھر میں یا اُن کے ہم مشربوں نے کافر کہہ دیا ہوگا ایسے لوگ اگر کسی کو کافر بنایا کریں تو بنا ؤان کے کافر بنانے سے کوئی کافر نہیں ہو سکتا پھر اگر کوئی اپنا نامۂ اعمال سیاہ کرے تو کرے کسی کا کیا حرج۔

(مقدمہ ۴) زید مدت دراز تک زندہ رہے۔ جی ہاں زندہ رہے مگر آپ کو کیا مفید آپ کو یہ ثابت کرنا چاہیے کہ زید فتوے کی اشاعت کے بعد مدت دراز تک زندہ رہا۔ (ثانیاً) وہ درحقیقت فتویٰ دینے والا بھی تھا (ثالثاً) اگر فتوے دینے والا نہ تھا تو اُس کو اس بات کی بھی خبر تھی کہ کوئی کفری فتویٰ میری طرف سے شائع کیا گیا ہے (رابعاً) بعد خبر اُس پر رد۔ اور انکار بھی ضروری تھا (خامساً) وہ رد آپ کے روبرو ہو یا اُس کی آپ کو خبر ہونی ضروری ہے اگر اُس نے بعد علم رد و انکار کیا۔

اور آپ کو خبر نہ ہوئی تو وہ سب بیکار (سادساً) اگر رد۔ و انکار ضروری بھی تھا اور نہ کیا تو اس سے تو زید کا اقرار قطعی کرنا کہ یہ میرا فتوے ہے یہ بھی لازم نہیں آتا چہ جائیکہ اُس پر صریح کفر بھی ثابت ہو اور وہ بھی بطریق التزام نہ لزوم جناب خان صاحب ہنوز دلّی دور ہے ان مقدمات ناکافیہ سے کیا شدنی ہے ابھی تو منزل مقصود کوسوں دور ہے (مقدمہ ۵) واقعی یہ مقدمہ تمام مقدمات سے عجیب تر ہے جس کا کوئی جز بھی صحیح نہیں یہ سب کچھ دیکھے سُنے امور مذکورہ میں سے (اوّلاً) بعض ہی کا دیکھنا سننا ثابت کر دیجئے چہ جائیکہ سب آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ زید نے سب کچھ دیکھا سُنا (ثانیاً) اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ سب کچھ سُنا مگر اُس کو اس بات کا یقین ہی نہیں ہوا کہ مسلمان ایسی بے اصل بات کیسے ناکردہ گناہ کی طرف نسبت کرے گا (ثالثاً) دیکھا سُنا یقین بھی ہوا اگر انکار نہیں کیا اس کی کیا دلیل انکار کیا ہو مگر آپ کو علم نہ ہو۔ (رابعاً) آپ کو علم ہوا مگر بالقصد آپنے اسباب یقین کو حاصل نہ کیا ہو تا کہ کسی وقت حجت ہو کر تکفیر غلط نہ ہو جائے۔

غالباً ہماری پانچ رجسٹریوں کے واپس کرنے کی یہ ہی وجہ ہو کہ وقت پر قسم کھانے کی گنجائش نکل آئے کہ ہمارے پاس رسائل ہی نہیں گئے ہم نے دیکھے ہی نہیں جواب کیسے دیتے (خامساً) انکار کا آپ کو بھی علم ہو مگر آپ قصداً چھپاتے ہوں۔ بلکہ یہی احتمال غالب ہے جس کی تائید ابھی آجائے گی (سادساً) آپ کو انکار کا علم نہ ہو مگر آپ کو علم ہونا یا علم کرانا ضروری کیا ہے۔ آپ کو شریعت کے حاکم نے تمام اہل اسلام نے یا اہل علم نے مفتی بنایا ہے۔ یا قاضی مقرر کیا ہے۔

آپ اگر کسی پر کفر کا فتوے نافذ فرما دیں یا کوئی تہام لگا دیں اور وہ اُس سے انکار نہ کرے آپ کو قابل خطاب سمجھے یا اس وجہ سے کہ آپکے کہنے سے کیا کوئی کافر ہوا جاتا ہے۔ انکار نہ کرے

تو کسی نص قرآنی یا حدیث محبوب ربانی جس کا کوئی نظیر نہ ثانی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الیٰ آخر الایام واللیالی یا دلیل عقلی یا قواعد نقلی یا قانون سلطانی سے یہ ثابت ہے کہ وہ خان صاحب کی تکفیر کے بعد انکار نہ کرنے سے واقع میں عند اللہ یا عند الناس کافر سمجھا جانے گا آپ کون ہیں فرماویں تو سہی۔ آپ ہزار دفعہ کافر کہیں اور اس کہنے کا علم بھی ہو۔ مگر اس وجہ سے کہ آپ غلط فرماتے ہیں ثانیاً فتوے کے لائق نہیں ہیں۔ ثالثاً آپ سے غلطی ہوئی ہے اور زید کا جو فتویٰ ہے اس کا مضمون نہ سمجھنا۔ رابعاً زید نے وہ فتوے ہی نہ دیا تھا۔ خامساً وہ شخص اس اتہام اور عقیدہ کفر یہ سے بری ہے۔ سادساً عالم اس کی اس براءت کو جانتا ہے آپ کا لکھنا اس کے "تقدس تدین علم و عمل کے مقابلہ میں کچھ بھی اثر نہیں رکھتا جو آپ کی تحریر کو دیکھے گا غلط کہے گا آپ کو متعصب یا غلطی میں مبتلا تصور کرے گا۔ سابعاً۔ اس وجہ سے کہ آج ان کے اشتہار کا رد کر دو کل کو یہی یا ان کا کوئی بھائی ایک اور نیا اتہام تراش کر کفر کا فتویٰ جڑ دے گا تو ہم تو اس شغل براءت کے ہی ہو رہے۔ ثامناً۔ اگر براءت بھی کی اور شائع بھی کی مگر یہ کیا معلوم ہے کہ آپ نے کہاں کہاں کس کس سے کہا ہے۔

اگر ان لوگوں کے پاس براءت نہ پہنچی تو فائدہ کیا وہ تو خان صاحب کے کہنے کی وجہ سے کافر ہی سمجھے جائیں گے اور یہ انکار اور اشتہار ان کے حق میں بیکار رہا اور جن کے پاس انکار پہنچا وہ پہلے بھی مسلمان جانتے تھے اور اب بھی۔ وعلیٰ ھٰذا القیاس۔

خان صاحب عدم تکفیر کے لیے ایک ہی احتمال کو کافی فرماتے تھے یہاں تو ۹۹ اسلام کی طرف اور ایک احتمال خان صاحب کا فرضی تراشیدہ کفر کی طرف داعی ہے پھر خان صاحب کفر کی کیوں اجابت فرماتے ہیں۔

علاوہ ازیں تاسعاً خان صاحب نے ان تمام امور کی زید کو خود اطلاع دی تھی۔ عاشراً اگر

اطلاع دی تھی تو وہ طریقہ قطعی تھا۔ یا ظنی اگر طریقہ قطعی تھا تو اطلاع کی اطلاع بھی خان صاحب کو ہوئی یا نہیں۔ اگر ہوئی تو بطریق قطع یا ظن۔ ظن کی نسبت تو خود ہی عبارات مذکورہ میں کس زور سے ممانعت فرما چکے ہیں اگر قطعی ہے تو اسباب بیان فرما کر پھر وجہ سکوت پر بحث فرمائیں۔ اس قدر احتمالات سے آنکھ بند فرما کر تکفیر قطعی جزمی جلی واضح روشن وغیرہ وغیرہ تجویز فرمائیں۔

کیا حافظہ نے اس قدر جواب سُننے دیا ہے۔ اگر نسیان غالب ہے تو تحریر فتاویٰ کی تکلیف کیوں گوارا فرماتے ہیں۔ اگر خان صاحب کی نسبت بعض احتمالات جاری نہ ہوں تو نہ ہوں مگر دوسرا شخص تو خان صاحب کے قول پر جب تک عمل نہیں کر سکتا کہ کل احتمالات مخالف مرتفع نہ ہو جائیں اور خان صاحب کے لیے بھی جزم قطع یقین اس وقت تک حاصل ہونا محال ہے جب تک ہٹائے کل احتمالات مذکورہ کو نہ اٹھا دیں پھر خان صاحب نے تکفیر کس قاعدہ سے فرمائی۔

پھر فرماتے ہیں اور یہ نہ کہے کہ یہ فتوے میرا نہیں ہے۔ اجی کیوں ہے اس کی جوتی کو غرض ہے وہ عالم الغیب تو ہے ہی نہیں کہ اس کو دنیا اور اہل دنیا کے حالات کی خبر ہو اسے کیا خبر ہے کہ دشمن کیا کہتے اور بے پر کی اڑاتے ہیں۔ خان صاحب صبر فرمائیے اس فضیلت مآب تقدس جناب نے فرمایا ہے کہ یہ فتویٰ میرا نہیں ہے مگر یہ دریافت فرمائیے کہ کس سے حضور والا اس سے جنہوں نے دریافت کیا کہ اگر آپ بھی دریافت فرماتے تو یہی جواب پاتے مگر اس کو آپ کب دریافت فرماتے۔ حضرت دنیائے اسلام میں جس کے ذریعے کفر و اسلام کا دار و مدار ہے وہ تو مسئلہ علت غراب ہے جس کے متعلق قاعدہ الاہم فالاہم پر عمل فرما کر رجسٹری بھیجی تھی کیسی مقتدائے اہل الاسلام پر تکفیر کرنا یہ کوئی اہم مسئلہ تھوڑا ہی تھا جو آپ دریافت فرما کر تحریر فرماتے۔ یہ تو ایک معمولی بات روز مرہ کا کام تھا اٹھایا لکھ دیا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل لا الٰہ الا اللہ کی تکفیر سے تو اسی دن کے واسطے روکا تھا جس پر آپ نے یہ عمل کیا۔

اعلیٰ حضرت آپ نے مطبوعہ فتاویٰ رشیدیہ نہیں دیکھا جس کے صفحہ ۸۰ پر ایسے شخص کی تکفیر کی

ہے جو خدا کو جھوٹا کہے اگر آپ فرمائیں کہ فتوے پہلے چھپا ہوا نہیں تھا تو بہت اچھا چھپنے کے
بعد آپنے کیا کیا اپنی غلطی پر مطلع ہو کر اپنی پہلی تحریر کا رد شائع کیا تکفیر سے توبہ کی اپنی عدم احتیاط
کا اعلان دیا آپکے تو وہی دم خم ہیں اگر یہ فرمایا جاوے کہ ہمارے پاس کسی نے وہ فتویٰ بھیجا
تھوڑا ہی تھا ہمارے پاس نہیں پہنچا اور پہنچنا ضروری ہی کیا تھا یا پہنچا مگر ہم نے نہیں دیکھا۔ اور
دیکھنا ضروری اور لازمی ہی کیوں تھا۔ یا دیکھا مگر ہم کو اپنی تحریر کا رد شائع کرنا لازمی ہی کیوں تھا۔

اہل اسلام خود دیکھ لیں گے اور سمجھ لیں گے کہ وہ انتساب فتوے کا غلط تھا۔ زید پکا اور سچا
مسلمان ہے تو حضرت خان صاحب ہی احتمالات دوسرے کے واسطے بھی پیدا کرتے تکفیر سے
باز رہے ہوتے یہ تو انصاف سے بعید ہے۔ آنچہ بر خود نپسندی بر دیگراں مپسند۔

پھر فرماتے ہیں حالانکہ فتوے سے انکار سہل تھا۔ بڑوں کا قول الکذوب قد یصدق۔
آدمی کیسا ہی جھوٹا کیوں نہ ہو کبھی نہ کبھی سچ بول ہی دیتا ہے بے شک فتوے سے انکار سہل تھا
کیونکہ اولاً زید کے اعتقاد کے خلاف ثانیاً اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا نہیں ایک جعلی مصنوعی فتویٰ
پھر اُس سے بھی انکار سہل نہ ہو تو کس سے مگر قبلہ تکفیر کا انکار تو جب کرے کہ خبر بھی تو ہو غریب
زید کے تو فرشتوں کو بھی خبر نہ ہوئی۔

بندہ کو سنہ ۱۳۲۳ ہجری میں عبد الرحمن پوکھریروی کے ایک رسالہ کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ
یہ افترا اور بہتان ہوا ہے اُسی وقت گنگوہ عریضہ لکھ کر دریافت کیا کہ حضرت یہ کیا معاملہ ہے۔
جواب یہی آیا کہ اس واقعہ کی مجھ کو خبر نہیں یہ انتساب میری طرف کہ میں نے ایسا فتویٰ دیا ہے کہ معاذ اللہ
خدا جھوٹا ہے الخ۔ غلط ہے معاذ اللہ میں ایسا کہہ سکتا ہوں۔ حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
کو سنہ ۱۳۲۳ تک فتوے کی بھی خبر نہیں تھی خان صاحب نے ترتیب مقدمات دے کر نتیجہ بھی نکال ڈالا
قربان ہونا چاہیے اس قیاس صحیح مگر یقینی اور قطعی پر۔

(مقدمہ ششم) نہیں بتایا کہ مطلب وہ نہیں جو مکفرین بتاتے ہیں بلکہ میرا مطلب یہ ہے واقعی
بڑا قصور کیا مگر اُس کی وجہ ابھی مقدمہ پنجم میں مذکور ہو چکی ہے۔ اعادہ کی ضرورت نہیں مطلب تب جب
بتائے جب اُس کو خبر ہو اُس نے کہا ہو۔

لیکن اس مقدمہ نے بنے بنائے گھر ہی کو ڈھا دیا کیونکہ اس سے معلوم ہوا کہ اگر زید اس مطلب
کفریہ سے انکار کر کے دوسرا مطلب بتا دیتا تو تکفیر نہ ہوتی اور عبارت کسی دوسرے معنے کو بھی
محتمل ہے کیونکہ اگر کسی دوسرے معنی کو محتمل ہی نہ ہوتی تو پھر صریح عبارات غیر محتمل التاویل میں
انکار اور تاویل کیا مفید تھی جس کے نہ کرنے کو دلیل تکفیر بنائی جاتی ہے اور معانی کفریہ کے مراد
ہونے پر وہ قرینہ بیان کیا جاتا ہے۔

اب فتویٰ مذکورہ سے جناب خان صاحب کے انداز پر تو تکفیر ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ معلوم
ہوتا ہے کہ اصل فتوے کی عبارت صریح کفر نہیں تھی کفر صریح جناب خان صاحب کا ایجاد ہے۔
(مقدمہ ہفتم) تو کفر صریح کی نسبت کوئی سہل بات تھی جس پر التفات نہ کیا۔ علاوہ اس کے
تو حسب منشا (مقدمہ) کفر صریح ہی کہاں ہے جس کی نسبت کوئی سہل امر ہو۔ دوسرے کفر
کی نسبت بھی تو ہو نسبت کرنے والا کوئی مستند بھی تو ہو۔ تیسرے نسبت کفر صریح کی اگر
ہوئی تو نسبت کا علم بھی تو ہو یعنی یہ بات کہ زید کی طرف ایسا کفری فتوے نسبت کیا گیا ہے کہ زید
نے یہ فتویٰ دیا ہے زید کو علم کیسے ہوا۔ چوتھے ہوا بھی ہو تو پھر اُس پر کیا لازم تھا کہ وہ التفات ہی
کرتا۔ پانچویں۔ التفات لازم بھی تھا مگر نہ کیا تو اُس پر کفر صریح ثابت ہو جانے یہ کیسے ثابت ہوا اس
سے تو سکوت ثابت ہوتا ہے نہ اقرار کفر۔

ردّ التکفیر میں خان صاحب اور اُن کی جماعت مریدین معتقدین سب کا کفر ثابت کر دیا اور
اُس کی اطلاع بھی پہنچی مگر آج تک نہ جواب ہے نہ انتساب سے انکار ہے تو کیا سب کے سب کافر ہی ہو گئے

پھٹے۔ اگر یہ بھی مان لیا جائے تو یہ کیسے معلوم ہو کہ زید نے اتفاقاً دیکھا یا بعد علم التفات کیا گو آپ کو علم نہ ہوا ہو یا ہوا مگر قصداً تکفیر کی غرض سے اخفا کیا گیا ہو۔

ان تمام امور کے بعد یہ عرض ہے کہ بفرض محال سب کچھ تسلیم کر لیا مگر قابل گذارش یہ امر ہے کہ جناب خان صاحب نے ان تمام امور کو اہل حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تکریماً کے روبرو یہ بھی بیان فرمایا تھا کہ مجھ کو علم جزئی قطعی یقینی آفتاب سے زیادہ روشن حاصل ہونے کا یہ طریقہ تھا یا نہیں۔ دونوں صورتوں میں اہل حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تکریماً کو ذرا بھی طریقہ وصول علم جزئی قطعی کا جس میں اصلاً اصلاً جانب مخالف کا ضعیف سے ضعیف احتمال بھی باقی نہ رہے نہیں ہے کیوں کہ اول صورت میں فقط خان صاحب کی خبر ہے جو کسی صورت میں بھی مفید علم نہیں ثانی صورت یعنی جب خان صاحب نے اپنے علم کے اسباب بیان نہیں فرمائے تو کوئی وجہ بھی حصول علم جزئی قطعی کی نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ جو احتیاط تکفیر اہل اسلام میں خان صاحب نے بیان فرمائی ہے علمائے حرمین تو اس کے خان صاحب کی نسبت زیادہ ہی احتیاط فرمانے کے مستحق ہیں پھر وہ حضرات یا دوسرا کوئی عالم کس وجہ سے تکفیر کر سکتا ہے۔ بجز اس کے کہ خان صاحب نے علمائے حرمین کو دھوکہ دیا اور یہ فتوے تکفیر حاصل کیا اور کوئی وجہ نہیں ہے۔

مقدمات کی قطعیت اور وضاحت تو معلوم ہو چکی اب نتیجہ کی چستی اور برجستگی ملاحظہ ہو۔

نتیجہ ان تمام واقعات کے بعد یہ ہے۔ کیا کوئی عاقل گمان کر سکتا ہے کہ اس نسبت سے اُسے انکار نہ تھا یا اُس کا مطلب اور نہ تھا ترتیب مقدمات اور مقدمات کی صحت جیسی تھی وہ تو ابھی معلوم ہو چکی اب نتیجہ کا حسب مراد ہونا اور ملاحظہ ہو یعنی ان تمام واقعات کے بعد کوئی عاقل یہ گمان نہیں کر سکتا بلکہ ہر عاقل یہ گمان کر سکتا ہے کہ قائل کو نسبت سے یعنی اس امر کے تسلیم سے کہ یہ فتویٰ میرا ہے انکار نہ تھا اور مطلب بھی یہی تھا۔ ماشاءاللہ کیا تقریب ہے۔

سبحان اللہ تمام عرق ریزی کا نتیجہ گمان نکلا جس کا حاصل ان الظن لا یغنی من الحق شیئا۔ اور ان بعض الظن اثم ہے اب تکفیر کہاں گئی اور کس طرح ہوئی اور اگر مراد حصول یقین ہے تو ظاہر ہے کہ اس قدر احتمالات کی صورت میں حصول یقین محال ہے پھر بھی تکفیر قطعی محال قطعی ہوئی۔ ہاں خان صاحب اس قدر فرما سکتے ہیں کہ جناب خان صاحب نے تکفیر جب فرمائی کہ جب اُس فتوی کی اصل مہری دستخطی دیکھ لی جس کے فوٹو بھی موجود ہیں۔ تمہید ص ۳۹ و حاشیہ ص ۲۴۔

مگر یاد رہے کہ یہ بات اور مقدمات ضعیفہ سے بھی ضعیف تر ہے کیونکہ الخط یشبہ الخط شریعت میں کسی کے خط اور مہر کا کب اعتبار رہے اس کو خان صاحب ہی فرمائیں۔ جناب دستخطی فتوی اور مہری کاغذ سے تو قیامت تک بھی یقین نہیں حاصل ہو سکتا۔ بالخصوص اطراف بریلی میں سنا گیا ہے وہاں تو اس فن کے ایسے اُستاد کامل ہوتے ہیں کہ اصل مصنف اور کاتب بھی اگر اقرار کرلے

ل یعنی اگر خان صاحب کی مراد یہ ہے کہ ان تمام واقعات کے بعد ہر عاقل یہی گمان کرے گا کہ قائل کو فتوی کا انکار نہ تھا یقینی نہیں مگر اقرار بھی ثابت نہیں ہوتا بلکہ سکوت قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے تو خان صاحب کا یہ نتیجہ بھی غلط و باطل ہے کیونکہ اس قدر احتمالات مذکورہ کے بعد یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ قائل نے سکوت ضرور ہی کیا تھا کیونکہ ممکن ہے کہ قائل کو علم ہی نہ ہوا ہو یا علم ہوا ہو اور انکار بھی کیا ہو مگر وہ دوسروں کو معلوم نہ ہوا یا علم ہوا مگر خاص خان صاحب کو معلوم نہ ہوا الی الاحتمالات المذکورۃ۔ چنانچہ بیان سابق سے ظاہر ہو گیا کہ حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ العزیز نے بعد علم کے انکار فرمایا اور سکوت نہیں فرمایا تو خان صاحب کے مقدمات ذہنیہ سے حضرت مولانا مرحوم کا سکوت فرمانا بھی ثابت نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ اقرار فرمانا جو خان صاحب کا اصل مدعی اور مدار تکفیر ہے۔ کیونکہ سکوت اگر قطعاً بھی ثابت ہو جائے تب بھی تکفیر قطعی نہیں ہو سکتی ورنہ رد التکفیر واحدی التسعۃ والتسعین اور الکوکب الیمانی کے بعد خان صاحب اور اُن کے اتباع کا قطعی سکوت اور انکار نہ کرنا ان کے قطعی کفر کا موجب ہو گا جس کو خان صاحب شاید قیامت تک بھی تسلیم نہ کریں گے کیا عجب تماشا ہے کہ خان صاحب کا مدعا یہ تھا کہ قائل نے اپنے مفتی ہونے کا اقرار قطعی یقینی جزئی کیا۔ اور یہاں قائل کا سکوت بھی قطعی طور پر کیا ظنی طرح بھی ثابت نہیں ہوتا۔ ناظرین ملاحظہ فرمائیں یہ ہے خان صاحب کی منطق ۱۲ منہ

کر یہ میرا لکھا ہوا ہے تو بھی قابل قبول نہ ہونا چاہیے جب تک دو عادل شاہد گواہی نہ دیں کریگا خذ فلاں شخص نے ہمارے سامنے لکھا ہے اور فوٹو تو اصل کی نقل ہے، جب اصل کا یہ حال ہے تو نقل تو نقل ہی ہے۔

یہی ہیں وہ دلائل قطعیہ عقلیہ و نقلیہ جن سے کفر روشن ہو گیا مراد متکلم ظاہر ہو گئی معانی میں کا احتمال ہی نہیں رہا۔ جس فتوے مصنوعی جعلی پر حضرت قطب عالم رشید الحق والملۃ والدین کی تکفیر فرمائی گئی ہے اُس کی حقیقت معلوم ہو گئی کہ تار عنکبوت سے بھی زیادہ ضعیف ثابت ہوا بس آئندہ مقصود کہ جو تحذیر الناس وغیرہ کے متعلق ہے اسی پر قیاس کر و بلکہ اس سے بھی زیادہ ضعیف ہے۔ جو انشاء اللہ تعالیٰ ابھی واضح ہوا جاتا ہے مسلمانو انصاف سے ملاحظہ فرماؤ یہ وہی خان صاحب بندۂ خدا ہیں کہ اُن سے زیادہ تکفیر اہل اسلام میں کوئی بھی محتاط نہ تھا یہی تمہید ص۴۳ پر تحریر فرماتے ہیں۔

یعنی کتب فتاویٰ میں جتنے الفاظ پر حکم کفر کا جزم کیا ہے اُن سے مراد وہ صورت ہے کہ قائل نے ان سے پہلوئے کفر مراد لیا ہو ورنہ ہرگز کفر نہیں یہ وہی بندۂ خدا چشم تروائے شکاری ہیں جو تمہید ص۴۲ پر فرماتے ہیں۔

ایسے عظیم احتیاط والے (یعنی ذات شریف جناب مولوی احمد رضا خان صاحب) نے ہرگز ان دشنامیوں کو کافر نہ کہا جب تک یعنی قطعی واضح روشن جلی طور سے اُن کا صریح کفر آفتاب سے زیادہ ظاہر نہ ہو لیا۔ جس میں اصلاً اصلاً ہرگز ہرگز کوئی گنجائش کوئی تاویل نہ نکل سکے وہ یقینی واضح روشن جلی آفتاب سے زیادہ ظاہر جس میں اصلا اصلا ہرگز کوئی گنجائش کوئی تاویل نہ نکل سکے کیا امر ہے ایک کا خذ دستخطی مُہری کا دیکھا جس کا شریعت میں بدون شاہدین عادلین اعتبار نہیں وہ بھی اطراف بریلی اور بدایوں میں پھر نہ معلوم وہ اصل اور فوٹو واقع میں موجود تھے یا نہیں۔ دوسرے فتویٰ مصنوعی جعلی کا بار بار مع رد کے سالہا سال تک شائع ہونا اُس سے انکار نہ کرنا وغیرہ مقدمات

مذکورہ جن میں ہر ایک مجروح جس میں احتمالات کثیرہ واقعیہ موجود پھر نتیجہ بخلاف مقصود بندۂ خدا نے یہ احتیاط کی جس کو آپ حضرات نے ملاحظہ فرمالیا۔ آپ نے فرمانے کے مطابق ایک بات بھی تو نہ کر کے دکھلائی بلکہ مراد کے خلاف کیا۔

مسلمانو مسلمانو یہ خان صاحب وہی بندۂ خدا ہے کہ مخالفین کے اکابر پر ننانوے وجہ سے لزوم کفر کا ثبوت دے کر یہی کہتا ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لیے اصلاً ضعیف سے ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے۔ تمہید ص۴۲۔

دیکھا ہاتھی کے دانت کھانے کے اور ہوتے ہیں اور دکھانے کے اور آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ وجہ اسلام آفتاب سے زیادہ روشن ہو گئی اور حکم کفر کے لیے اصلاً کوئی ضعیف سے ضعیف محمل بھی باقی نہ رہا۔ مگر خان صاحب پھر بھی کافر ہی کافر فرمائے جاتے ہیں یہی تو فرماتے تھے کہ اگر تکفیر کی ۹۹ وجہ ہوں اور اسلام کی ایک تو وہی غالب رہے گی لیکن کہاں اسلام کی ۹۹ وجہ بلکہ سو اور کفر کی ایک بھی نہیں مگر خان صاحب وجہ کفر ہی کو غالب بتا کر تکفیر فرماتے ہیں۔ اب میں یاد دلاتا ہوں کہ عبارات نمبر ایک سے نمبر ۱۲ تک دوبارہ احتیاط تکفیر ملاحظہ ہوں۔ اور فوائد عشرہ بھی مد نظر رکھے جائیں۔ پھر انصاف سے فیصلہ دیا جائے کہ خان صاحب نے اہل علم کا کام کیا یا بے علموں کی راہ اختیار فرمائی مسلمانوں کی خیر خواہی ہمدردی نصیحت یا۔ خواہی یہ افعال نیک نیتی پر محمول ہوں گے یا بد نیتی پر وغیرہ وغیرہ یہ تو حالت فتوے کے متعلق تھی اب تحذیر الناس وغیرہ کی نسبت بیان سامی سن کر اور بھی زیادہ محظوظ ہوں گے کہ دعویٰ اور دلیل میں تناقض ہے یا تضاد دلیل کو دعوے سے دشمنی دعویٰ دلیل کا مخالف پھر اس پر احتیاط کا دعوٰے۔

انشاء اللہ تعالیٰ ہم اجمال ہی میں دکھادیں گے کہ خان صاحب اور اُن کے اتباع نے بہت

مخدوش اور ضعیف اور دھوکہ دہی کا راستہ اختیار فرمایا ہے جو ایک قدم بھی نہیں چل سکتا وہ شور و غل عبارت کی شوخی جب ہی تک تھی جس وقت تک کسی نے قدم نہ اٹھایا تھا اس کے بعد بفضلہٖ تعالیٰ سوائے خاک سیاہ کے اور کچھ بھی نہ ملے گا۔ وللہ الحمد علی ایضاح الحق وازھاق الباطل وعلی رسولہ الصلوٰۃ والتسلیم وآلہ وصحبہ فی العاجل والاجل۔ کتابوں کی نسبت حضرت خان صاحب تمہید ص۳۰ پر فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ان کتابوں میں یعنی تحذیر الناس وغیرہ میں کلمات کفریہ ہیں اور جو اُن کے مصنفین میں سے آج تک زندہ ہیں نہ تو وہ ان کتابوں سے انکار کر سکتے نہ اپنی دشناموں کا اور مطلب گھڑ سکتے ہیں۔ حالانکہ مدت سے اُن کے مخالفین اُن کا رد کرتے ہیں اگر اُن کی وہ کتابیں نہ ہوتیں تو اُن سے انکار کرتے (مقدمہ اولی) یا اُن کلمات کفریہ کا جو اُن میں ہیں کچھ اور مطلب بیان کرتے۔

مقدمہ ثانیہ۔ مگر اُن دشنامیوں کا اور مطلب بھی نہیں بیان کر سکتے معلوم ہوا کہ اُن کا مطلب بھی وہی دشنام ہے جن سے تکفیر ہوئی (مقدمہ ثالثہ) (مقدمہ اولیٰ) اُن کتابوں سے انکار نہیں کر سکتے بالکل حق اور مسلم (مقدمہ ثانیہ) اُن کتابوں میں کلمات کفریہ صریحہ ہیں بالکل غیر مُسلم ہے۔ قیامت بھی آجائے گی تو بھی خان صاحب اور اُن کے اتباع ثابت نہیں کر سکتے اگر ثابت کرتے تو انصاف ابری پر بریلی میں مناظرہ کیوں نہ کرتے جو عبارات اُن میں ہیں وہ کفر صراحۃً تو درکنار اشارۃً وکنایۃً بھی نہیں اور جو کلمات کفریہ ہیں وہ اُن میں پائے نہیں جاتے جس کی تفصیل تفصیل میں انشاء اللہ تعالیٰ آئے گی۔ اجمالاً اس قدر کافی ہے کہ یہ تو خان صاحب کے نزدیک بھی عبارات منقولہ تمہید وغیرہ سے مُسلّم ہے کہ تکفیر بے تصریح کے نہیں ہو سکتی جب تک ایک ضعیف سا ضعیف احتمال بھی اسلام کا باقی رہے گا تو تکفیر نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ ہم نے انتصاف ابری اور نو ہزاری اشتہار میں عام اعلان دے کر خان صاحب اور جملہ اتباع سے یہی طلب کیا ہے کہ جن مطالب

کی تصریح کی بنا پر دعوئے تکفیر کیا ہے وہ عبارات صریحہ یا اُن کا مضمون صریحی صراحۃً بعبارت دیگر جو پہلے الفاظ کے ہم معنی ہو اُن کتابوں میں ہم کو بتا دو۔ مگر بفضلہٖ تعالیٰ اس ادنیٰ اور ضعیف سی بات کے کرنے سے بھی عاجز ہیں تو اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ اُن کتابوں میں مضامین کفریہ صراحۃً نہیں ہیں جس سے تکفیر ہو سکتی ہے اور نہ درصورت عدم صراحۃ محتمل ہیں یا اگر محتمل ہیں تو اُن کا مراد ہونا ثابت نہیں اور یہ نہیں فرما سکتے کہ رسالہ انتصاف ابری کی اُن کو خبر نہیں ہوئی بریلی میں ہزارہا آدمی شاہد ہیں کہ اُن تک رسالہ پہنچ گیا۔ جس کا مفصل حال الطین اللازب میں مذکور ہے چونکہ یہ اجمال ہی یہاں اسی قدر کافی ہے۔

علاوہ ازیں یہ دعویٰ خان صاحب کا ہے اس مقدمہ کو ثابت کرنا اُن کے ذمہ ہے رہا (مقدمہ ثالثہ) کہ اُن عبارات کا اور کوئی دوسرا مطلب سوائے دشناموں کے نہیں ہو سکتا۔ یہ خان صاحب کا دعویٰ ہے اس کو وہ ثابت فرما دیں ہم یہ کہتے ہیں کہ ان عبارات کا مطلب دشنام ہو ہی نہیں سکتا اہل انصاف تو یہیں سے سمجھ گئے ہوں گے کہ ہم کو زیادہ گفتگو کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ فتویٰ اور تحذیر الناس وغیرہ کے بارہ میں ہماری بفضلہ تعالیٰ کامل فتح ہو چکی اور خان صاحب کا بیان خلاف واقع ثابت ہو چکا ہے مگر چونکہ ہم وعدہ کر چکے ہیں اور اہل اسلام کو پورے طور سے صاف صاف مطلب بھی اُن عبارات کا بتانا ہے اور فیصلہ قطعی منظور ہے اس وجہ سے جدا چاہیے دوسرے حصہ میں مفصل بحث کریں گے واللہ تعالیٰ ھو الموفق ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہم نے تزکیۃ الخواطر کے دو حصہ کیے ہیں ایک مجمل دوسرا مفصل۔ یہ پہلا حصہ مجمل ہے۔ یعنی خان صاحب نے جو اتہام بے جا لگا کر تکفیر ناحق فرمائی ہے اور عبارات اکابر کی نسبت یہ ظاہر کیا ہے کہ اُن میں مضامین کفریہ صراحۃً موجود ہیں جن میں اصلاً اصلاً ہرگز ہرگز کوئی

ضعیف سا ضعیف احتمال بھی اسلام کا نہ نکل سکا اور کفر روز روشن کی طرح آفتاب سے زیادہ ظاہر و جلی ہو گیا اور بدون تکفیر کے کوئی چارہ ہی نہیں رہا تب مجبور ہو کر تکفیر فرمائی۔ ورنہ خان صاحب تو تکفیر کے بارہ میں اس قدر محتاط ہیں کہ باوجود مقلد ہونے کے حکم فقہا کو چھوڑ دیا اور مذہب متکلمین اختیار فرمایا اگرچہ ترک تقلید کی وجہ سے خان صاحب وہابی غیر مقلد ہو گئے کیونکہ جب ہمارے فقہا کا مذہب اور فتوے موجود ہے تو ایک مقلد کو کب جائز ہے کہ خود اپنی رائے سے خلاف حکم ہمارے فقہا فتوے دے اگر کوئی شخص رفع یدین یا آمین بالجہر کرے تو وہابی غیر مقلد ناری دوزخی گمراہ نہ جانے کیا کیا ہو جائے مگر خان صاحب چونکہ مقلد ہونے کے ساتھ ستر علوم کے مجدد بھی ہیں۔ (تو کیا اب تک مجتہد بھی نہ ہوئے ہوں گے۔) اُن کو ترک تقلید اور وہابیت جائز ہو گی بہرحال جو کچھ بھی ہو مگر خان صاحب نے مذہب فقہا کو چھوڑ کر مذہب متکلمین دربارۂ احتیاط تکفیر اختیار فرمایا مگر کیا کیا جائے کہ تحذیر الناس و براہین قاطعہ وغیرہ کی عبارتیں مضامین کفریہ میں ایسی صریح نصوص قطعیہ یقینیہ کہ جانب مخالف یعنی اسلام کا اُن میں کوئی ضعیف سے ضعیف بھی احتمال باقی نہ رہا تب خان صاحب اگر کفر کا فتوے نہ دیتے تو حسب تصریح اکابر دین خود کافر ہو جاتے علیٰ ہذا القیاس خان صاحب نے جن کو کافر کہہ دیا اب اگر کوئی شخص اُن کے کفر و عذاب میں شک تردد تامل کرے وہ کیسے قطعی کافر نہ ہو گا۔

خان صاحب کو اختیار تھا کہ جس کو چاہے کافر کہتے جس کو چاہے مسلمان ہر شخص کو اختیار ہے کہ جو چاہے اصطلاح مقرر کرے مگر یہاں تو مسلمانوں کو یہ دقت پیش آئی کہ اگر وہابی کو رشتہ کفر کے سند یافتہ لوگوں کو کافر نہ کہیں خود کافر مرتد محروم الارث وغیرہ وغیرہ ہوتے ہیں۔ اس سے زیادہ دشوار یہ امر ہے کہ اگر خان صاحب ہی تنہا ہوتے تب بھی گنجائش تھی کیونکہ خان صاحب تشدد و تعصب اور اہل حق خادمان سنت نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کا مخالف ہونا

ایک حد تک مسلم ہو چکا ہے) یہاں تو خان صاحب کے ساتھ علمائے حرمین شریفین کی بھی بڑی بڑی مہریں لگی ہوئی ہیں اور ہر کوشک آرہ کا فر گردہ کی صدا عجم سے عرب تک گونج رہی ہے۔

یہ امر عوام کو جس قدر پریشان کرتا بجا تھا کیونکہ خواص پر تو بفضلہ تعالیٰ ایسی لاکھ تدابیر بھی اثر نہیں کر سکتیں۔ لیکن چونکہ علمائے اسلام پر خواص سے زیادہ عوام کی نگرانی ضروری ہے۔ اس وجہ سے ضرور ہوا کہ خان صاحب کے اس طلسم ہوشربا کو دو طرح سے کھولا جائے۔ مجمل تو اس طرح کہ دلائل قاطعہ جن سے ہر منصف کی تسلی ہو جائے پیش کر دی جائیں کہ خان صاحب کا دعویٰ سراپا غلط ہے۔ نہ خان صاحب تکفیر کے بارہ میں اصلا احتیاط کرتے ہیں نہ اُن عبارات کا مطلب اور مضمون کفری ہے۔ اور مفصل اس طرح سے کہ اُن عبارات کو دکھا دیا جائے کہ وہ عبارات بلا غبار یہ ہیں۔ یہ عبارات عین اسلام ہیں اُن کو کفر کہنے کا یہ مطلب ہے کہ دنیا میں کوئی مسلمان ہی نہ رہے۔ اور ہر صحیح سے صحیح مضمون کو کھینچ تان کر کفر بنا دیا جائے۔

توضیح کی غرض سے مثال عرض ہے ایک شخص دعویٰ کرتا ہے کہ فلاں مکان میں سلطان وقت جلوہ افروز ہے جو اس میں شک تردد تامل کرے باغی اور قابل قتل ہے دوسرا کہتا ہے کہ یہ مکان بالکل شکستہ ہے نہ اُس کے آس پاس فوج و لشکر نہ کوئی ساز و سامان شاہی نظر آتا ہے نہ کسی آدمی کی آواز آتی ہے نہ دن میں صفائی نہ رات میں چراغ بتی عقل سلیم کے نزدیک سلطان وقت کا اس مکان میں رونق افروز ہونا محال ہے۔ یہاں دلیل سے مجملاً یہ ثابت کیا گیا کہ مدعی اپنے دعوے میں باطل ہے اور مدعی کا دعویٰ عقلاً غلط اور نامعقول ہے۔ مگر یہ طریقہ منصف کے لیے مفید ہو سکتا ہے اور جس شخص کو فقط شور ہی مچانا ہے حق ناحق سے بحث نہیں اُس کو یہ طریقہ مفید نہیں اُس کے واسطے طریقہ تفصیل یعنی مشاہدہ کا ہے کہ ہاتھ پکڑ کر مکان کی ایک ایک کوٹھڑی دکھلا دے کہ دیکھو تمام مکان خالی پڑا ہے تیا بادشاہ کس اینٹ پتھر کا نام رکھا ہے بادشاہ وقت تو درکنار یہاں

تو برائے نام آدمی بھی نہیں۔ اسی طرح ہم نے بھی اس حصہ میں دلائل سے عقلاً یہ ظاہر کر دیا ہے کہ جس احتیاط کا دعویٰ خان صاحب نے فرمایا تھا وہ دکانداری کے الفاظ تھے جو فروشی اور گندم نمائی کے سوا کچھ بھی نہ تھا خان صاحب نے تو امت مرحومہ پر نہایت بیدردی سے سیف قلم کے ہاتھ صاف فرمائے ہیں۔ جس احتیاط احتیاط کا شور تھا اُس کا نام بھی نہیں۔

کہاں تو وہ لانبے چوڑے دعوے جو عبارات منقولہ خان صاحب سے ظاہر ہیں اُن سے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ اگر کوئی شخص خان صاحب کے سامنے آکر بھی کفر کا اقرار کرے گا تو دنیا جو چاہے کہے مگر خان صاحب تو شاید اُس کو بھی کافر نہ کہیں گے۔ اور کہیں بھی تو مثل مشہور ہے کہ دودھ کا جلا چھاچھ کو پھونک مار مار کر پیتا ہے۔ انہایت تدقیق اور تحقیق کے بعد لعلک قبلت لمست ابک جنون وغیرہ تمام ہی مراحل طے کریں گے اور یہاں مسلمانوں کی یہ بدقسمتی کہ ایک ہی آنچ میں خان صاحب کا وہ سنہرا رنگ بالکل پھیکا پڑ گیا۔ اور تجربہ نے یہ ثابت کر دیا کہ وہ فقط گفتار گفتار ہی تھی کردار سے یہ ثابت ہو گیا کہ ہر مسلمان کے لیے دار تیار ہے۔

بیان سابق سے یہ بخوبی ثابت ہو گیا کہ جن مقدمات پر خان صاحب کے دعوے کی قطعیت کا مدار ہے وہ ہر مقدمہ نہایت مجروح اور ضعیف قطعی کیا ظنی بلکہ وہمی بھی نہیں محض فرضی امور ہیں جن کو خان صاحب کی قوت متصرفہ نے ترکیب دے دیا ہے۔ ان مقدمات واہیہ سے تو یہی مدعیٰ بھی ثابت نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ قطعی جزمی یقینی وہ بھی اہل اسلام بلکہ فخر الاسلام والمسلمین حضرات کی تکفیر کے متعلق۔ کیا انھیں مقدمات پر خان صاحب فرماتے ہیں کہ ہرگز ان دشنامیوں کو کافر نہ کہا جب تک یقینی قطعی۔ واضح۔ روشن۔ جلی طور سے اُن کا صریح کفر آفتاب سے زیادہ ظاہر نہ ہو لیا جس میں اصلا اصلا ہرگز ہرگز کوئی گنجائش کوئی تاویل نہ نکل سکی۔ تمہید صفحہ ۴۴

مسلمانو۔ مسلمانو۔ انصاف انصاف انصاف لللہ انصاف۔ خان صاحب کے یہ

پُرزور الفاظ تو ملاحظہ فرماؤ بھلا کوئی غریب سچا مسلمان کہاں تک بدگمانی کر سکتا ہے۔ ہمارے آپ کے سامنے تو بے معنی الفاظ لکھے جاتے ہیں خیال تو فرماؤ کہ اہل حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و کرماً کے سامنے کس قدر روئے پیٹے ہوں گے۔ اُن سے کس قدر زور شور کی عرض معروض کی ہو گی۔ یہاں تو یہ بھی خیال شاید آ گیا ہو کہ کہیں کوئی سر نہ ہو جاوے۔ وہاں تو اس کا بھی وہم نہ ہو گا۔ پھر ان حضرات سے کیا کیا کہا ہو گا۔ یہ تو وہ الفاظ ہیں کہ ادنیٰ مسلمان کا بھی دل ہل جائے چہ جائیکہ علمائے حرمین شریفین۔ اس کے بعد خان صاحب جسے کافر کہیں اُسے کون مسلمان کہہ سکتا ہے۔

کسی شاعر نے کوئی شعر کہا تھا اُس سے اُس کے معنے دریافت کیے تو جواب یہ دیا کہ ابھی فقط الفاظ ہی ہیں ان میں معنے نہیں ڈالے جب معنی ڈالوں گا تب بیان کروں گا اگر گستاخی نہ ہو یا ہو تو معاف فرمائیے

ہم بھی خان صاحب سے یہی عرض کرتے ہیں کہ ان الفاظ کے کچھ معنی بھی ہیں یا ابھی تک معنے ڈالے ہی نہیں۔

مبالغہ تو سنا تھا مگر یہاں تو الفاظ مباہلہ کرنے کو تیار ہیں کہ خان صاحب نے ہمارے اندر کوئی صحیح معنے دیے ہی نہیں۔ خان صاحب نے الفاظ مذکورہ تحریر فرما دیئے جو کمال احتیاط پر دال ہیں مگر معاملہ سے معلوم ہو گیا کہ احتیاط کیا معنے واجبی رعایت بھی نہیں فرمائی بلکہ دیدہ و دانستہ حق کا خون کیا گیا ہے۔ بلکہ جس کلام میں اصلا اصلا ہرگز ہرگز معنے کفری کا وہم بھی نہ تھا نہ قائل کے فرشتوں کو خبر زبردستی آفتاب روشن پر خاک ڈال گئی اور یہی کہا گیا کہ قائل ضرور کافر جو اسے کافر نہ کہے وہ کافر۔ لیکن اس سے زیادہ افسوس کی یہ بات ہے کہ جس مدعیٰ کو ثابت کرنا چاہا تھا وہ ثابت نہ ہو سکا۔ دلیل کے مقدمات ایسے کمزور اور بے ربط ہیں کہ اعادہ کی حاجت نہیں پہلے مفصل عرض ہو چکا ہے احتیاط کی تو بتی نہ کرتے وعدہ خلافی ہوتی مگر یہ الزام تو نہ آتا۔

جس طرح سے خان صاحب کی دلیل کے مقدمات واہیہ ہیں کہ مدعیٰ اُن سے کوسوں دور ہے۔

اسی طرح یہ بات بھی اہل فہم پر روشن ہے کہ جن عبارات کو خان صاحب نے تحذیر الناس وغیرہ سے نقل فرمایا ہے اگر اُن میں مضامین کفریہ صراحۃً ہوتے تو ممکن نہ تھا کہ خان صاحب یا اُن کے ہوا خواہوں میں سے کوئی بھی اس کے ثابت کرنے کے لیے تیار نہ ہوتے۔ اس کے کیا معنے کہ بغرض تکفیر سفر عرب کریں ہزار ہا روپے صرف کریں اور جن مضامین پر تکفیر کی اور کرائی ہے اُن کو کتابوں میں دکھا نہ سکیں جس پر مخالف اقرار کرتا ہے کہ اگر وہ مضامین کفریہ دکھا دو گے تو ہم توبہ کر لیں گے جس سے تمام جھگڑا قصہ ہی طے ہوتا ہے۔ انتصاف البری من الکذاب المفتری کو شائع ہوئے زمانہ ہو گیا اُس میں یہی استدعا ہے اور خاص خان صاحب ہی سے نہیں بلکہ جو کوئی صاحب بھی خان صاحب کے ہوا خواہ ہوں اس ادنیٰ سے کام کے لیے مستعد ہو جائیں مگر برسوں گذر گئے کوئی صاحب اس کے لیے مستعد نہ ہوئے۔ یہ بات ایک دانشمند کے لیے بالکل کافی دلیل ہے کہ اُن عبارات میں مضامین کفریہ نہ صراحۃً ہیں نہ اشارۃً۔ اور اگر بفرض محال کسی طرح اُن میں سے مضامین کفریہ پیدا ہو بھی سکتے ہیں تو قائل کی مراد ہونا ہرگز کوئی ثابت نہیں کر سکتا ورنہ اس کا کیا مطلب کہ خان صاحب خود اور اپنے معتقدوں کے نام سے رسائل اشتہارات شائع کریں اور اس ادنیٰ بات کے لیے کسی کو مستعد نہ فرمائیں۔

یہ اجمالی دلیل تھی جس کو یہاں بیان کرنا منظور تھا اگرچہ خان صاحب اور اُن کے ہوا خواہوں سے اُمید نہیں ہے کہ وہ اعلان فرما دیں کہ ہاں حق واضح ہو گیا۔ اس وجہ سے دوسرے حصہ میں انشاء اللہ مفصل بحث کر کے گویا یہ دکھا دیں گے کہ وہ عبارات یہ ہیں اور اُن کا مطلب یہ ہے اور خان صاحب جس مطلب کو ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ اُن سے قیامت تک بھی نہیں نکل سکتا۔ پھر تکفیر کیسے ہو سکتی ہے۔ جس میں انشاء اللہ تعالیٰ کسی کو بھی انکار کی گنجائش نہ ہو گی۔

الحاصل خان صاحب کے ذمہ یہ ثابت کرنا تھا کہ یا تو اُن عبارات میں وہ مضامین کفریہ صراحۃً

موجود ہوں ورنہ اگر صراحۃً موجود نہ ہوں بلکہ اشارۃً نکلتے ہیں تو قائل کی مراد وہی معنے ہیں۔ مگر الحمد للہ تعالیٰ کہ خان صاحب کی جانب سے ان دونوں باتوں میں سے ایک بھی ثابت نہیں ہو سکتی بس اب فیصلہ اہل انصاف کے ہاتھ ہے کہ جب خان صاحب مضامین کفریہ کو صراحۃً ثابت کر سکے نہ اشارۃً ہونے کی صورت میں متکلم کی مراد ہونا بیان کر سکے تو اب خان صاحب کی تکفیر دیانت پر مبنی ہے یا بددیانتی وغیرہ امور مذکورہ تنقیح میں اہل انصاف خود ہی انصاف فرما لیں۔ ہاں کوئی صاحب یہ فرما سکتے ہیں کہ یہ تقریر تو آپ کی ہے۔ **ولیکن قلم در کف دشمن است** کا مضمون ہے یہ بات تو جب ثابت ہو کہ خان صاحب یا اُن کا کوئی ہوا خواہ رسالہ لکھے اور ثابت نہ کر سکے اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک صحیح ہے مگر ہم نے انصافاً بفضلہ تعالیٰ خان صاحب کی جانب سے وہ تقریر کی ہے کہ خان صاحب بھی اُس سے زیادہ نہیں کر سکتے اور اگر ہمت اور حوصلہ ہے تو خان صاحب یا اُن کے کوئی ہوا خواہ لکھیں پھر انشاء اللہ تعالیٰ ہم عرض کر کے بتا دیں گے یہاں تو خان صاحب کی جانب سے اجمالی دلیل بیان کی گئی ہے کہ فلاں فلاں وجہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قائل کی مراد ضرور معنی کفری ہیں اُس کا جواب دیا گیا کہ جس قدر امور مذکور ہیں اُن میں سے کوئی بھی مثبت مدعیٰ نہیں اب اگر خان صاحب یا کوئی صاحب تہذیب یا بدتہذیبی ہی سے اصل بات کا جواب عنایت فرما دیں گے تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ اور زیادہ عرض کرنے کو حاضر ہیں۔

حضرات اہل اسلام آپ بالکل مطمئن رہیں کہ ہماری جانب سے انشاء اللہ تعالیٰ بدتہذیبی نہ ہو گی چونکہ خان صاحب نے بلاوجہ ہمارے اکابر اہل اسلام کو نہایت بیدردی اور بدتہذیبی سے وہ گالیاں دیں کہ کوئی شخص کسی مسلمان کو اُن سے زیادہ بُرا نہیں کہہ سکتا اور یہ اُس وقت کا معاملہ ہے کہ ہماری جانب سے خان صاحب کے ساتھ اصلاً کسی قسم کا تخاطب ہی نہ تھا چنانچہ خان صاحب کا خود اقرار اور خان صاحب کے رسالے مطبوعہ گالیوں سے بھرے ہوئے موجود ہیں۔ اس پر البتہ ہم نے اب کچھ بعض رسائل میں تیز کلامی کی ہے۔

جس پر خان صاحب کے تمام ہوا خواہوں میں غلغلہ مچ گیا۔ لیکن انشاء اللہ تعالٰی اب ہم اس قدر بھی تیز کلامی نہ کریں گے بشرطیکہ وہ بھی باز آجائیں ورنہ پھر اس طرف سے بھی چپ رہنا مشکل ہے۔

ہاں یہ وعدہ ہے کہ رسائل علیہ اس سے بالکل خالی ہوں گے۔ جیسے سبیل السداد فی مسئلۃ الاستمداد استعانت بالغیر کے بارہ میں نہایت مفصل قابل دید اور مہذب رسالہ مولوی احمد رضا خان صاحب اور مولوی ریاست علی خان صاحب شاہجہانپوری اور مولوی کرامت اللہ خان صاحب دہلوی کا جواب ہے علیٰ ہذا القیاس۔ السحاب المدرار فی توضیح اقوال الاخیار جس میں تحذیر الناس براہین قاطعہ حفظ الایمان کی عبارات کے مطالب کی توضیح کی ہے اور یہ ثابت کر دیا ہے کہ ان کے مطالب بالکل پاک و صاف ہیں جس میں انشاءاللہ تعالٰی کسی منصف کو انکار کی گنجائش نہیں۔ مسلمان اس رسالہ کو ضرور ہی ملاحظہ فرماویں بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ تزکیۃ الخواطر کے حصہ دوم کا یہ رسالہ قائمقام ہے تو بالکل بجا ہے۔ حصہ دوم تزکیۃ الخواطر میں بھی یہی مضامین ہوں گے، مگر اس سے زیادہ مفصل لیکن یہ المختصر بھی انشاءاللہ تعالٰی بجائے خود مفصل ہے۔ اب اس حصہ کو ہم یہیں ختم کرکے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالٰی اس کے دوسرے حصّہ کو بھی پورا فرماوے اور ہم کو اخلاص اور اہل اسلام کو نفع پہنچائے اور یہ فضول اور بے جا جھگڑے اہل اسلام سے جاتے رہیں۔ آمین ثم آمین۔ وصلی اللہ تعالٰی علیٰ خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وآلہٖ وصحبہٖ اجمعین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

کتبہٗ بندہ محمد مرتضیٰ حسن عفی عنہ چاندپوری خادم الطلبہ دار العلوم نبوی دیوبند

(کتابت: محمد نواز عابد گیلانی ۲ شیش محل روڈ لاہور)

أُولٰئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ

یہ لوگ بری ہیں ان باتوں سے جو یہ لگاتے ہیں ان کیلیے مغفرت اور عزت کی روزی ہے

توضیح البیان

فی

حفظ الایمان

تصنیف لطیف

رئیس المناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری ناظم تعلیمات وشعبۂ تبلیغ دار العلوم دیوبند وخلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی

ناشر

انجمن ارشاد المسلمین لاہور

۶- بی شاداب کالونی، حمید نظامی روڈ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ بِھِدَایَتِکَ اِیَّانَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ
اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَ
ھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ کُلُّ الْحَمْدِ مِنْکَ وَاِلَیْکَ وَفِیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ
عَلٰی نَفْسِکَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ نَجَّانَا مِنَ الْغَوَایَۃِ وَالْغَبَاوَۃِ وَالشَّقَاوَۃِ وَالْقَسَاوَۃِ وَالْغَفْلَۃِ وَالْغِیْلَۃِ
وَالذِّلَّۃِ فِیْ سُلُوْکِ طُرُقِ حِفَاظَۃِ الْاِیْمَانِ وَثَبَّتَنَا عَلٰی طَرِیْقِ الْحَقِّ فِیْ تَوْضِیْحِ الْبَیَانِ لِحِفْظِ
الْاِیْمَانِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ الْاَتَمَّانِ الْاَکْمَلَانِ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ
مُّفَرِّقِ فِرَقِ الْکُفْرِ وَالطُّغْیَانِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ مَا تَعَاقَبَ
الْمَلَوَانِ وَغَلَبَتِ السُّنَّۃُ النَّبَوِیَّۃُ عَلٰی صَاحِبِھَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَ
التَّحِیَّۃُ عَلَی الْبِدْعَۃِ الْقَبِیْحَۃِ وَتَضَادِّ
الْکُفْرِ وَالْاِیْمَانِ ۞

امابعد السحاب المدرار فی توضیح اقوال الاخیار میں بفضلہ تعالیٰ تحذیر الناس براہین
قاطعہ اور فتوے لاحبل کی نسبت نہایت پوری اور کافی طور سے بحث کی گئی ہے جس کے
بعد انشاء اللہ تعالیٰ کسی صاحبِ حق کو کوئی خفا باقی ہی نہیں رہ سکتا۔ لیکن حفظ الایمان
کی عبارت کے متعلق فقط بسط البنان ہی پر اکتفا کیا گیا تھا اور یہ خیال تھا کہ بسط البنان
کے بعد نہ مزید توضیح کی ضرورت نہ حاجت۔ مگر چونکہ بعض حضرات کو رسالہ موصوفہ سے
تسلی نہ ہوئی۔ اس وجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ حفظ الایمان کی عبارت کے متعلق بھی
کچھ عرض کر دیا جائے۔ جو صاحب بھی ان دونوں رسالوں کو بغور ملاحظہ فرما دیں گے
ان کو بخوبی روشن ہو جائے گا کہ خاں صاحب نے جو کچھ بھی ان عبارتوں کے متعلق

خامہ فرسائی فرمائی ہے علم و دیانت و ایمانداری سے بالکل دور ہے۔ اور تحذیر الناس
براہین قاطعہ، حفظ الایمان کی عبارات بالکل پاک وصاف و بے غبار ہیں۔

واللہ تعالیٰ ھو المستعان و باسمہ تعالیٰ حامدًا و مصلیًا اقول وبحولہ اجول
خان صاحب اور ان کے جملہ اذناب بغور مطالعہ فرمالیں اور اگر ہمت ہو تو جواب لکھیں
ورنہ حق کے قبول کرنے میں عار نہ چاہیے۔ واللہ تعالیٰ ھو الموفق۔

قابل لحاظ یہ امر ہے کہ رسالہ حفظ الایمان کے متعلق دو امر ہیں۔ ایک تو یہ ہے
کہ جس امر کو حفظ الایمان میں ثابت کیا ہے وہ دعویٰ اس دلیل سے ثابت ہوتا ہے
یا نہیں اور جو سوال کا جواب دیا ہے وہ صحیح ہے یا نہیں یعنی حضرت محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم پر اطلاق عالم الغیب کا درست ہے یا نہیں جس طرح آپ کو نبی
رسول، شفیع المذنبین اول شافع اول مشفع سید الاولین والآخرین خاتم النبیین قائد
الغر المحجلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وغیرہ اسماء و القاب سے موسوم اور صفاتِ حسنہ سے موصوف
پاکر ان صفات کا اطلاق کرتے ہیں اسی طرح آپ کو عالم الغیب کے اسم سے بھی موسوم
اور اس لقب سے ملقب کر سکتے ہیں یا نہیں۔

یہ وہ مقصد ہے کہ اس وقت ہم کو اس سے بالکل بحث نہیں یہ مسئلہ ہمارے
موضوع سے بالکل علیحدہ ہے سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے علم غیب ثابت
ہے اور کس قدر ہے اور کب اور کن امور کا ہوا اس کے لیے دلیل ہے یا نہیں اور
ہے تو قطعی ہے یا ظنی نیز اس کا معتقد مسلمان ہے یا نہیں۔ سنی ہے یا اہل سنت
والجماعت سے خارج ذاتِ اقدس پر اطلاق لفظ عالم الغیب کا صحیح ہے یا نہیں
حفظ الایمان کی دلیل سے یہ مدعیٰ ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔ یہ جملہ امور ہمارے بحث سے

اس وقت بالکل خارج ہیں۔ اس قسم کے سوال و جواب سے ہم تھوڑی دیر کے لیے بالکل علیحدہ رہنا چاہتے ہیں اس کا وقت ابھی نہیں ہے۔

دوسرے یہ امر کہ جو عبارت حفظ الایمان کی زیر بحث ہے اس میں تنقیص شان سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صراحتہً ہے جو تاویل کو قبول ہی نہ کر سکے یا تاویل اس میں مسموع نہ ہو یا گو تنقیص صراحتہً تو نہ ہوا شارۃً یا کنایتہً و مجازاً ہی ہو مگر چونکہ قائل کی مراد وہی ہے اس وجہ سے قائل کی تکفیر ضروری ہے حتیٰ کہ جو قائل کی تکفیر میں تردد شک کرے وہ بھی قطعی کافر ہو جائے دھکو جتا ۔ یا اس کلام کا مطلب صاف و صریح و صحیح و درست ہے اس میں تنقیص شان والا کا نام بھی نہیں نہ مصنف کی یقیناً مراد جس کی بنا پر مصنف بالکل حنفی سنی مسلمان ہیں ان کی جانب تکفیر کی نسبت محض غلط اور لغو اور بے جا ہی نہیں بلکہ گناہ کبیرہ اور سخت بے حیائی اور بہتان اور خیانت بھی ہے۔ چہ جائیکہ تکفیر قطعی۔

یہی امر آخر ہمارا مقصود ہے اور اسی کو ہم بیان کرنا چاہتے ہیں جس کو حضرات منصفین انشاء اللہ تعالیٰ قبول فرمالیں گے کہ حفظ الایمان کی عبارت بیشک آئینہ کی طرح صاف و بے غبار ہے۔ مخالفین کو اپنے دلوں کا غبار اور عداوت اور بدگمانی نظر آتی ہے ورنہ وہاں لب کشائی کی گنجائش ہی نہیں۔

یہ ظاہر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم جو کچھ بھی عرض کریں گے بسط البنان ہی کی توضیح ہوگی کوئی جدید بات نہ ہوگی ہاں عنوان کے بدلنے سے ان شکوک کا رفع ہو جانا ممکن ہے جو غلطی کی بنا پر ہیں اور جو اعتراض تعنت اور حسد کی وجہ سے جان بوجھ کر کئے گئے ہیں ان کا دفع کرنا کسی تقریر اور بیان سے ناممکن ہے وہ محض مقلب القلوب کے حوالے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ھو الموفق۔

حفظ الایمان میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو علم غیب باعطائے الٰہی حاصل ہے چنانچہ اس عبارت سے کہ نبوت کے لیے جو علوم لازم اور ضروری ہیں وہ آپ کو تمام حاصل ہو گئے تھے الخ ظاہر ہے لیکن تسلیم کے بعد پھر بھی آپ کو عالم الغیب کہنے کے لیے منع کیا گیا ہے جو عبارات ذیل سے ظاہر ہے اور[1] جو علم بواسطہ ہو اس پر غیب کا اطلاق محتاج قرینہ ہے تو بلا قرینہ مخلوق پر غیب کا اطلاق موہم شرک ہونے کی وجہ سے ممنوع اور ناجائز ہوگا اور اگر کسی تاویل سے ان الفاظ کا اطلاق جائز ہو تو خالق اور رازق وغیرہما بتاویل اسناد الی السبب کے بھی اطلاق کرنا جائز ہوگا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایجاد اور بقائے عالم کے سبب ہیں بلکہ خدا بمعنی مالک اور معبود بمعنی مطاع کہنا بھی درست ہوگا اور جس طرح آپ پر عالم الغیب کا اطلاق اس تاویل خاص سے جائز ہوگا اسی طرح دوسری تاویل سے اس صفت کی نفی حق جل وعلا شانہ سے بھی جائز ہوگی یعنی علم غیب بالمعنی الثانی بواسطہ اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت نہیں پس اگر اپنے ذہن میں معنی ثانی کو حاضر کر کے کوئی شخص یوں کہتا پھرے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں اور حق تعالیٰ شانہٗ عالم الغیب نہیں نعوذ باللہ منہ تو کیا اس کلام کو منہ سے نکالنے کی کوئی عاقل متدین اجازت دینا گوارا کر سکتا ہے۔ کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے۔ انتہی ملخصاً۔

عبارات مذکورہ بالا سے روشن ہے کہ باوجودیکہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ مسلم ہے کہ آپ کو جو علوم لازم و ضروری نبوت کے لیے تھے وہ سب حاصل تھے

[1] یہ عبارت پہلی عبارت سے دو سطر بعد ہے ۱۲ منہ

مگر پھر بھی آپ کو صلی اللہ علیہ وسلم بلا قرینہ عالم الغیب کہنا جائز نہیں۔

اس دعویٰ پر ایک دلیل تو عبارت بالا میں مذکور ہو چکی، دوسری دلیل عبارت ذیل میں بیان کی گئی ہے جو متنازع فیہا ہے۔ پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ[1] پر علم غیب کا حکم کیا جانا یہ نہیں فرمایا کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ کے لیے نفس الامر میں علم غیب ثابت ہونا کیونکہ اس سے بحث ہی نہیں وہ تو ثابت اور محقق امر ہے گفتگو تو اس میں ہے کہ بعد ثبوت علوم بعض مغیبات کے آپ کو جو عالم الغیب کہا جاتا ہے یہ حکم اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے یعنی وہ غیب جو لفظ عالم الغیب میں داخل ہے جس کا اطلاق ذاتِ مقدسہ پر کیا جاتا ہے اس کے اندر جو غیب کا لفظ ہے اس میں گفتگو ہے اور جس غیب کا علم ذاتِ مقدسہ کے لیے نفس الامر اور واقع میں ثابت ہے اس سے تو یہاں بحث ہی نہیں وہ تو مسلم ہے کہ وہ امور لازم اور متعلق نبوت کے تو ضروری ہیں بلکہ اگر بالفرض محال جن امور کا علم غیب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو نفس الامر اور واقع میں حاصل ہے غیر متناہیہ بالفعل بھی ہوں جب بھی ان سے بحث نہیں گفتگو فقط اس میں کہ غیب جو لفظ عالم الغیب میں واقع ہے اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ کل کے مقابلہ میں جب لفظ بعض آیا تو اس سے مراد مطلق ہے جو ایک کم کل کو بھی شامل ہے اور فقط ایک کو بھی اور یہاں تو اگلی ہی سطر میں موجود ہے (کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے۔)

عربی طریقہ پر حاصل یہ نکلے گا کہ عالم الغیب یا علم الغیب میں جو لفظ غیب کا معرف

[1] جس عبارت پر خط کھچا ہوا ہے وہ حفظ الایمان کی ہے ۱۲ منہ

باللام ہے اس سے مراد الف لام استغراقی ہے جو مفید احاطہ افراد کو ہے جس سے ایک فرد بھی نہ نکلے یعنی ہر ہر غیب کے عالم یا ہر ہر غیب کا علم جو خاصہ خداوندی اور باتفاق امت اس کا اطلاق سوائے خدائے وحدہ لاشریک کے کسی پر جائز نہیں۔

یا مراد الف لام سے جنس ہے۔ جو ایک کو بھی شامل ہے کیونکہ عہد خارجی بوجہ عدم تعین کے مراد نہیں ہو سکتا علاوہ ازیں گفتگو اس صورت میں ہو رہی ہے جہاں اطلاق لفظ کا بلا قرینہ صارفہ ہو اور اگر کوئی فردِ خاص درمیان متکلم اور مخاطب کے متعین ہو جاوے اور عالم الغیب سے کسی خاص شے کا علم مراد لیا جائے جو دونوں میں متعین ہے تو پھر اطلاق جائز ہو جائے گا اور چونکہ آج تک مسلمانوں میں یہ اطلاق سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم پر نہ شائع ہوا نہ ثابت ہوا ہے اس لیے بعض افرادِ معین مراد ہو ہی نہیں سکتے۔

تَدَبَّرْ فَاِنَّ فِیْہِ اِشَارَۃٌ لَطِیْفَۃٌ اِلٰی بُطْلَانِ الشِّقِّ الثَّالِثِ۔ کیونکہ یہ امر تو مسلم ہے کہ اب تک یہ اطلاق ثابت نہیں ہوا نہ سلف نے اس لفظ کو بلا قرینہ آپ پر اطلاق کیا تا کہ غیب امور معتدہ بہا یا سب مخلوقات سے زیادہ غیب کی طرف اشارہ کیا جائے تو بس متعین ہو گیا کہ الف لام سے مراد یا استغراقی ہے جو کل افراد کو شامل ہے یا جنسی جو ایک کو بھی شامل ہے۔ اور اگر عہدِ ذہنی لیا جائے تو وہ بھی حکم میں جنسی ہی کے ہوگا جس کا حاصل مطلق افراد ہوتا ہے لا علی التعیین جو کم سے کم ایک فرد کو بھی شامل ہے۔

اور یہ تحقیق الف لام ہی کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ اضافت کا بھی یہی حال ہے ملاحظہ ہو مختصر المعانی، مطول، ان کے حواشی و رضی تو چاہے عالم الغیب معرف ہو یا عالم غیب یا علم غیب باضافت ہو حاصل ایک ہے۔

تو زید جو سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہتا ہے اس لفظ غیب سے جو اس

میں واقع ہے اس کی مراد اگر بعض علوم غیبیہ ہیں تو اس میں پہلے بھی اس کا لفظ آیا ہے اور یہاں پھر وہی لفظ اس آیا ہے ان دونوں کا اشارہ ایک ہی طرف ہے یعنی جو غیب کہ لفظ علم غیب اور عالم الغیب اسم کے اندر ہے وہی مراد ہے وہ غیب ہرگز مراد نہیں جو نفس الامر اور واقع میں ذات مقدسہ کے لیئے ثابت ہے کیونکہ گنگوہی اطلاق لفظ عالم الغیب میں ہو رہی ہے اور جو واقع میں سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے لیئے علم ثابت ہے اس سے یہاں گفتگو ہی نہیں وہ تو مسلم امر ہے۔

مطلب یہ ہوا کہ علم غیب جو علم غیب یا عالم الغیب میں ہے اور اس لفظ کے اطلاق کی علت ہے اگر اس سے مراد بعض علوم غیبیہ ہیں جو کم سے کم ایک کو بھی شامل ہے تو اس بعض میں حضور کی کیا تخصیص اگرچہ سینۂ فیض گنجینہ میں لاکھوں کروڑوں غیب کے علوم ہیں بلکہ جا ہے غیر متناہی غیوب کے علوم بالفعل ولو کان محالا فرض کرو مگر وہ علم غیب جو علت اطلاق لفظ عالم الغیب کی ہوا ہے وہ اس تقدیر پر زید کے نزدیک مطلق بعض ہے جو ایک فرد علم غیب کو بھی شامل ہے اگرچہ اس کا تحقق واقع اور نفس الامر میں لاکھوں کروڑوں بلکہ غیر متناہی کے ضمن میں ہوا ہے مگر اس تقدیر پر کہ جب علت اطلاق لفظ علم غیب کی ایک فرد ہوا ہے تو جیسے یہ ایک جو لاکھوں کروڑوں بلکہ غیر متناہی کے ساتھ متحقق ہو کر علت جواز لفظ عالم الغیب کی ہوا ہے اسی طرح فرض کرو کہ معاذ اللہ تعالے اگر واقع میں یہ تنہا ہوتا اور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک ہی غیب کا علم ہوتا جب بھی آپ کو عالم الغیب کہنا صحیح ہوتا کیونکہ اس تقدیر پر زید کے نزدیک عالم الغیب کے یہ معنی ہوئے جو کم سے کم ایک غیب کو بھی جانے تو یہ بعض غیب جو ایک کو بھی شامل ہے اور لاکھ کو بھی اور پھر وہ چاہے لاکھوں کے ساتھ متحقق ہو یا تن تنہا ہر صورت میں اپنے عالم کو عالم الغیب کہلاوے گا۔

تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے۔ کیونکہ جس قدر علم غیب کو عالم الغیب کہلانے کی علت زید نے اس تقدیر پر فرض کیا ہے وہ سب میں موجود ہے پھر وہ سب عالم الغیب کیوں نہ کہلائیں گے زید کے نزدیک عالم الغیب کے یہ معنی ہیں کہ کم سے کم ایک غیب کی چیز کو بھی جانے تو جب زید و عمرو وغیرہ سب ہی کم سے کم ایک غیب کی چیز کو جانتے ہیں تو زید کے نزدیک عالم الغیب کہلانے کے کیوں نہ مستحق ہوں گے ورنہ افتراق معلول کا علت سے لازم آتا ہے۔

واضح ہو کہ ایسا کا لفظ فقط مانند اور مثل ہی کے معنی میں مستعمل نہیں ہوتا بلکہ اس کے معنی اس قدر اور اتنے کے بھی آتے ہیں جو اس جگہ متعین ہیں۔ نہ معلوم اس قدر صاف اور سیدھے مطلب کو کس غرض سے الٹا کیا جاتا ہے۔ یعنی زید اگر عالم الغیب کے اطلاق کی وجہ مطلق بعض کو قرار دیتا ہے گو وہ ایک ہی کیوں نہ ہو تو اس بعض میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا اور اس قدر علم جو ابھی مذکور ہوا اور جو ایک کو بھی شامل ہے چاہے وہ لاکھوں اور کروڑوں کے ضمن میں متحقق ہو یا غیر متناہی کی آغوش میں تربیت پائے یا فقط تن تنہا بذات خود موجود ہو یہ بعض سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص نہیں بلکہ جملہ افراد انسانی میں متحقق ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی غائب چیز کا علم تو ہوتا ہی ہے جو دوسروں سے مخفی ہوتی ہے تو چاہیئے کہ زید اپنے مقولہ کی بنا پر سب کو عالم الغیب کہے اور یہ باطل ہے کیونکہ اس صورت میں عالم الغیب ہونا صفت کمال نہ رہا۔ اور یہ بالکل خلاف مدعی ہے۔

غرض گنگوہی اس مطلق بعض میں ہو رہی ہے جس کو زید نے اطلاق لفظ عالم الغیب

کی علت قرار دیا ہے اور وہ مفہوم کا مرتبہ سب جگہ موجود ہے یہ کس ملعون نے کہا ہے کہ جس
قدر غیب حضور اقدس کی ذات مقدسہ کے لیے واقع میں ثابت ہیں اسی قدر غیب زید و عمرو
بکر وغیرہ سب کے لیے حاصل ہیں سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو جو بعض علوم غیبیہ حاصل
ہیں اس سے تو یہاں بحث ہی نہیں بحث تو اس بعض سے ہے جو عالم الغیب کہلانے
کی علت اور وجہ واقع ہوا ہے۔ جو بعض علوم غیبیہ کہ واقع میں سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے
لیے ثابت ہیں اس سے تو یہاں نہ گفتگو ہے نہ اس کو کوئی عاقل مراد لے سکتا ہے نہ کوئی
عاقل یہ کہہ سکتا ہے نہ اس کا وہم ہو سکتا ہے۔

خان صاحب کی ذہانت اور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت جو خان صاحب
کو ہے اس کا اثر ہے کہ سیدھے معنے کو چھوڑ کر وہی معنی مراد لیے جاتے ہیں جن میں آپ کی
صلے اللہ علیہ وسلم توہین نکلے۔ گو مصنف کے فرشتوں کو بھی خبر نہ ہو چہ جائیکہ مراد ہوں۔ لفظوں
سے نکلیں یا نہ نکلیں، سیاق سباق موید ہو یا نہ ہو۔ مگر کریں کیا خان صاحب دل سے مجبور
ہیں سوائے ایک مضمون کے کسی عبارات کا اور مطلب ہی سمجھ میں نہیں آتا۔ کفر کی عینک
سے تمام عالم کو دیکھتے ہیں۔ نعوذ باللہ العظیم۔

توضیح کی غرض سے مثال عرض ہے۔ ایک بادشاہ ہے جس نے اپنے ملک میں مختلف
قسم کے سکے رائج کئے ہیں جو عام رعایا کو بوجہ رفع حوائج یومیہ خزانہ شاہی سے تقسیم ہوتے ہیں
لیکن جواہرات عام لوگوں کو تقسیم نہیں ہوتے ہاں نہایت کم قیمت جواہر عوام کو بھی ملتے ہیں۔
اور جو خاص مقربین ہیں ان کو حسبِ حیثیت جواہر غالیہ دیئے جاتے ہیں اس کے ملک
میں مالک الدراہم والدنانیر تو سب رعایا کہلاتی ہے مگر مالک الجواہرات بجز بادشاہ کے
کوئی نہیں کہلایا جاتا سلطان وقت نے اپنے وزیر اعظم کو اس قدر جواہرات عالیہ غالیہ

بیش بہا دیئے کہ اس قدر کسی کو نہ دیئے نہ آئندہ دے گا اگر تمام ملک کی رعایا کیا خواص
مقربین کے بھی تمام جواہرات کو ملایا جاوے تو اس کے ایک جوہر آبدار کے برابر بھی نہ ہوں
چونکہ سرکار شاہی سے اس کو سب سے زیادہ جواہرات عطا ہوئے ہیں تو کوئی شخص مالک
الجواہرات اس کو بھی کہنے لگے۔ اب دوسرا شخص اس سے یہ کہے کہ بھائی چونکہ یہ لقب
بجز بادشاہ کے اور کسی کے واسطے نہیں بولا جاتا۔ تو چونکہ اس میں شرکت شاہی کا وہم
ہے اس وجہ سے گو وزیر اعظم واقع میں جواہرات کا مالک اور جس قدر جواہرات عہدۂ وزارت
کے لیے لازم اور ضروری تھے وہ بادشاہ نے اس کو دے دیئے مگر یہ لقب نہیں دیا اس
میں وہم شرکتِ عظمتِ شاہی ہے لہذا یہ لقب ممنوع ہے پھر یہ کہ اُس پر مالک الجواہرات کا حکم جو
کیا جاتا ہے اس سے کل جواہرات کا مالک ہونا مراد ہے یا بعض کا اگر بعض جواہرات کا
مالک ہونا مراد ہے تو اس میں وزیر کی کیا تخصیص ہے ایسا مالک ہونا تو زید و عمرو بکر بلکہ جملہ رعایا
پر صادق آتا ہے اور اگر کل جواہرات شاہی کا مالک ہونا مراد ہے تو یہ تمہارے نزدیک بھی
ثابت نہیں۔ حضرات مصنفین کیا اس کلام میں وزیر اعظم کی توہین ہوئی یا اس کا مطلب یہ ہوا
کہ جس قدر جواہرات وزیر اعظم کے پاس ہیں اسی قدر رعایا کے ہر فرد کے پاس ہیں۔ جب
قائل تسلیم کرتا ہے کہ وزیر اعظم فقط ایک ہی ہے اس کو بادشاہ نے جواہرات اس قدر
دیئے ہیں جو اس کے مرتبہ تقرب کے لازم و مناسب تھے اور کسی کے پاس اس قدر جواہرات
کیا ان کا عشر عشیر بھی نہیں۔ مگر ہاں ان لاکھوں میں ایک بھی ضرور ہے اور ایک ادنیٰ چپراسی
کے پاس بھی ضرور ہے گو یہ مسلم کہ چپراسی کے پاس فقط ایک ہے اور وزیر اعظم کے پاس ایسے ایسے
لاکھ ہیں۔ اور پھر اس کا ایک اس کے ایسے ایسے لاکھ سے بھی زیادہ بیش بہا مگر جب زید
مالک الجواہرات کا لقب ایک ہی جوہر کے مالک ہونے سے جائز رکھتا ہے گو وہ ایک کتنا

ہما ہے تدر ہو تو زید پر لازم ہے کہ اس کا التزام کرے اور قائل ہو کر سب کو مالک الجواہرات کہے اس میں عمرو نے وزیر اعظم کی کیا توہین کی۔

خان صاحب کے اجلاس میں عمر کو تو ضرور پھانسی کا حکم ہو گا کیونکہ عمر کچھ کہے مگر خان صاحب کے یہاں اس کلام کے یہ معنی ہیں کہ جس قدر جواہرات وزیر اعظم کے یہاں ہیں اسی قدر ہر ادنیٰ سے ادنیٰ رعایا کے پاس بھی ہیں۔ عمر نے وزیر اعظم کی نسبت توہین کی سخت سے سخت گالی دی لہذا ضرور واجب القتل ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

الغرض اہل انصاف سے انصاف کی امید ہے ادنیٰ عقل مند بھی اس کو مثال پر منطبق کرے گا۔ زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں۔ حاصل یہ ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو علم مغیبات اس قدر دیا گیا تھا کہ دنیا کے تمام علوم بھی اگر ملائے جائیں تو آپ کے ایک علم کی برابر نہ ہوں مگر چونکہ اطلاق عالم الغیب کا موہم شرک ہے لہذا یہ اطلاق صحیح نہیں اس میں نہ معلوم کیا گالی ہے اور کیا توہین ہے۔

کہاں تو خان صاحب کی تکفیر کے بارہ میں وہ احتیاط تھی جو ہم نے تذکرۃ الخواطر کے حصہ اول میں خان صاحب کی عبارتیں نقل کی ہیں۔ اور کہاں یہ غضب کہ صاف اور سیدھی عبارت کے مطلب کو غلط بنایا جاتا ہے۔ پھر افسوس یہ ہے کہ ایک تو وہ مطلب جس کی عبارت فی الجملہ متحمل ہو۔ اور ایک وہ کہ چاہے الفاظ کے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دو مگر وہ ان معانی باطلہ کا تحمل ہی نہ کر سکیں۔ مگر خان صاحب ہیں کہ انہی معنی کو متکلم کے سر رکھ کر تکفیر قطعی فرماتے ہیں قیامت ہے کہ خان صاحب کے اذناب فرماتے ہیں کہ تاویل کر کے حفظ الایمان کی عبارت بنائی بھی تو اصل عبارت موہم کفر ہی رہی۔ اب ہم ناظرین کی خدمت میں وہ عبارتیں پیش کرتے ہیں جن میں خان صاحب نے حفظ الایمان کی عبارت مذکورہ کا مطلب بیان کیا ہے۔ اس میں

(یعنی حفظ الایمان میں) تصریح کی ہے کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر بچہ اور ہر پاگل اور ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے۔ حسام الحرمین صلا۔

دوسری جگہ عبارت مذکورہ نقل کر کے فرماتے ہیں، کیا اس نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو صریح گالی نہ دی کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اتنا ہی علم غیب دیا گیا تھا جتنا ہر پاگل اور ہر چوپایہ کو حاصل ہے۔ تمہید الایمان صلا

خان صاحب کے اذناب کچھ تو شرمائیں کہ ہم نے جو معنی نقل کیے ہیں وہ تاویل ہے یا خان صاحب نے مسخ کر کے تو ایجاد معنی جو بیان کیے ہیں وہ تاویل بلکہ مسخ ہے۔ ذرا خان صاحب کے معنی کی تشریح تو ملاحظہ فرمائیے۔ ایک شخص کا دعویٰ یہ ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو باوجود علم غیب حاصل ہونے کے عالم الغیب کہنا جائز نہیں کیونکہ اگر بقول زید صحیح ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے یعنی جو علم غیب آپ صلے اللہ علیہ وسلم کو واقع میں حاصل ہے اس سے آپ کی بعض غیب مراد ہیں یا کل۔ مطلب تو مطلب ہے الفاظ ہی پر بے ساختہ قربان ہونے کو دل چاہتا ہے جب آپ کا ہی علم غیب مراد ہے تو آپکا علم غیب۔ اس کا کیا مطلب پھر اگر آپ کا بعض علم غیب مراد ہے تو اس میں ان کی کیا تخصیص اس سے زیادہ عجیب ہے جب آپ کا بعض علم غیب مراد ہے تو وہ آپ کے ساتھ خاص نہ ہو گا پھر جیسا علم آپ کو حاصل ہے زید عمرو وغیرہ کو حاصل ہونے کے کیا معنی۔

صاحب حفظ الایمان کا مدعی تو یہ ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو باوجود علم غیب عطائی ہونے کے عالم الغیب کہنا جائز نہیں اور وجہ یہ ہے کہ ایک صورت میں زید و عمرو بکر صبی و مجانین بلکہ حیوانات پر بھی اطلاق عالم الغیب کا لازم آتا ہے۔ اور دوسری

صورت میں عالم الغیب کا مفہوم ہی متحقق نہیں۔ جس پر عقل ونقل دونوں کو شاہد قرار دیا گیا ہے۔ اب اگر مراد علم غیب کا مفہوم نہ ہو بلکہ وہ علم مراد ہو جو واقع اور نفس الامر میں سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے متحقق اور ثابت ہے۔ تو حاصل کلام یہ ہوگا کہ اطلاق عالم الغیب کا ذات مقدسہ پر صحیح ہے۔ تو دریافت طلب یہ ہے کہ اس غیب سے یا تو وہ بعض غیب مراد ہے کہ جو آپ کے لیے ثابت ہیں۔ وہ زید وعمرو وبکر وغیرہ میں کیا آپ کے سوا کہیں بھی متحقق نہیں ہو سکتا۔ تو اس صورت میں علت اطلاق علم غیب کی آپ ہی کے ساتھ مخصوص ہو گی۔ اور اگر آپ کے کل علوم غیبیہ مراد ہوں جن سے آپ کے علم کا ایک فرد بھی نہ چھوٹے تو وہ بھی آپ ہی میں متحقق اور ثابت ہیں پھر ان کا بطلان کس دلیل عقلی ونقلی سے ثابت ہو سکتا ہے۔ بطلان کیا اس صورت میں تو متحقق اور واقع ہو گیا۔ غرض جو معنی خان صاحب نے حفظ الایمان کی عبارت کے بیان فرمائے ہیں وہ معنی ہو ہی نہیں سکتے۔ محال ہیں ورنہ کلام بالکل بے محل اور لغو وبیہودہ ہو جائے گا۔ کیونکہ مقصود قائل یہ ہے کہ ایک صورت میں علت اطلاق علم غیب کی متعدد جگہ متحقق ہے اور دوسری صورت میں علت بالکل معدوم ہے۔ اور خان صاحب کی تجویز کے مطابق اول صورت میں جو علت ہے وہ آپ ہی کے ذات مقدسہ کے ساتھ خاص ہے تعدد اور اشتراک کیسا تاکہ تخلف حکم علت سے لازم آوے اور ثانی صورت میں علت تمامہا متحقق ہے پھر بطلان کیسا۔ اب علم سے مراد علوم لیجئے مگر تکفیر پھر محال ہے۔ فتفکر فانہ دقیق اور اگر وجہ تکفیر کی تشبیہ علم نبوی بعلم زید وعمرو وبکر ہے تو یہ اس پر موقوف ہے کہ لفظ ایسا تشبیہ کے لیے ہو حالانکہ یہ یہاں غلط ہے اور علاوہ غلط ہونے کے محتاج ہے حذف کلام بلکہ مسخ کلام کا۔ ایسے دلائل خان صاحب ہی کے کلام میں ہوتے ہوں گے۔ دنیا کا اور عالم تو انشاء اللہ تعالیٰ ایسا بے معنی کلام لکھ نہیں

سکتا۔ تو ثابت ہو گیا کہ مراد مفہوم علم غیب ہے جو ایک کلی ہے۔ اس کا ایک فرد ذات مقدسہ کیلئے بھی متحقق ہو سکتا ہے اور غیر کے لیے بھی اور اسی کا دوسرا فرد وہ ہے جو نہ آپ کے لیے ثابت ہو سکے نہ آپ کے غیر کے لیے وہ مخصوص بذات باری عز اسمہ ہے۔

بیان بالا سے یہ ثابت ہو گیا کہ سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو علم غیب حاصل ہے نہ اس میں گفتگو ہے نہ یہاں ہو سکتی ہے نہ کوئی عاقل مراد لے سکتا ہے نہ اس کے مراد لینے سے قائل کا مدعی ثابت ہو سکتا ہے یہاں گفتگو علم غیب کے مفہوم میں ہو رہی ہے۔ جو سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پر بھی صادق آتا ہے اور غیر کے علم غیب پر بھی اور وہ ایک نہایت ادنیٰ درجہ ہے جو اعلیٰ درجہ میں ضرور متحقق ہوگا اس کا تحقق اعلیٰ درجہ کے تحقق کو مانع نہیں بلکہ اگر وہ درجہ متحقق نہ ہو تو اعلیٰ درجہ متحقق ہی نہیں ہو سکتا۔ جب ایک ہی نہ ہوگا تو دو اور لاکھ کیسے متحقق ہو سکتے ہیں۔ اور دوسرا فرد اس مفہوم کا وہ ہے جو کسی مخلوق میں بھی متحقق نہیں ہو سکتا جس کے امتناع پر دلیل عقلی وشرعی قائم ہے وہ مختص بذات پاک خالق المخلوقات ہے۔

خان صاحب کا تراشیدہ مطلب حفظ الایمان کی عبارت کا صریحی مطلب تو کیا بہزار وسائط بھی بفضلہ تعالیٰ نہیں ہو سکتا جس کی عقل سلیم میں اب بھی مطلب نہ آئے اور پھر بھی یہی کہے کہ نہیں اس عبارت میں سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو صریح گالی ہے یا کم سے کم یہ عبارت تنقیص شان والا کو موہم ہے تو چاہیئے کہ وہ اپنی خوش قسمتی پر روئے کلام کا قصور نہیں اس کی عقل کی خوبی ہے فللہ الحمد علی وضوح الحق۔

گستاخی معاف خان صاحب کا مطلب کوئی بریلی کے پاگل خانے کا پاگل کہدے تو کہدے اور تو کوئی ادنیٰ طالب علم بھی نہیں کہہ سکتا چہ جائیکہ ایک علامہ زمان۔ ایسی صاف عبارتوں

کے مطلب لکھنے میں ہمارا وقت عزیز برباد ہو کاش اگر یہ وقت آریوں کے مقابلہ میں صرف ہوتا تو کیسا اچھا ہوتا مگر خان صاحب کو خدا دارین میں اس کا بدلہ عنایت فرمائے کہ دیدہ و دانستہ اپنا وقت تو کھوتے ہی ہیں اور دوسروں کا وقت بھی تباہ کرتے ہیں کاش وہ اس کا جواب میری زندگی میں دیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ناک سے پانی نہ پلوادوں تو ابن شیر خدا نہیں۔ اگر خان صاحب نے قلم اٹھایا تو خدا چاہے تزکیۃ الخواطر حصہ دوم میں مزا آوے گا۔ انشاء اللہ العزیز ثم انشاء اللہ العزیز ساری علمیت کی وہ قلعی کھلے گی جو ان کی قابلیت دنیا اور اچھی طرح دیکھ لے گی مباحث علمیہ کو اس حصہ کے لیے انتظار کھا ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ خان صاحب علمیت کی بات آنے ہی نہیں دیتے جھگڑا بازی ہی سے کام لیتے ہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اگر زید لفظ عالم الغیب کے اطلاق کی علت فقط بعض علم غیب کو قرار دیتا ہے چاہے وہ بعض ایک ہی کیوں نہ ہو تو اس قدر علم غیب جس کو اطلاق لفظ عالم الغیب کی زید نے علت قرار دیا ہے زید و عمرو بکر وغیرہ وغیرہ کو بھی حاصل ہے اگر سب کو عالم الغیب کہے تو پھر اس میں کیا تعریف ہوئی اور کیا کمال ہوا اور یہ علم منجملہ کمالات نبوت نہ ہوا اور اگر سب کو عالم الغیب نہ کہے تو وجہ فرق بیان کرنا ضروری کہ جب اس کے نزدیک عالم الغیب کہنے کی علت دونوں جگہ متحقق ہے تو پھر ایک جگہ اطلاق عالم الغیب جائز رکھے اور دوسری جگہ ناجائز وجہ فرق کیا ہے حفظ الایمان کی عبارت یہ ہے۔

"پھر اگر زید اس کا التزام کرے کہ ہاں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر علم غیب کو منجملہ کمالات نبوت شمار کیوں کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبوت سے کب ہو سکتا ہے اور اگر التزام نہ کیا جائے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضروری ہے انتہی"

اس صاف صریح سیدھے مطلب کے لانے کے لیے خان صاحب اس عبارت کے بعد گوہر افشانی فرماتے ہیں۔

"کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور جانوروں پاگلوں میں فرق نہ جاننے والا حضور کو گالی نہیں دیتا تمہید صـ۲۲ دیکھو اس شخص نے کیسا قرآن عظیم کو چھوڑا اور ایمان کو رخصت کیا اور یہ پوچھنے بیٹھا کہ نبی اور جانوروں میں کیا فرق ہے ایسے ہی اللہ مہر لگا دیتا ہے ہر مغرور جبر سے دغا باز کے دل پر حسام الحرمین صـ۲۳"

حضور والا جو ملعون مردود ایسا ہو وہ کافر مرتد بے ایمان۔ یہ تو فرمایا جائے کہ وہ دشمن بے ایمان نام کا مسلمان ہے کہاں؟ آپ غور سے تلاش فرمائیں سوائے بریلی کے پاگل خانے کے اور کہیں تو شاید کیا یقینی کوئی کافر بھی نہیں مل سکتا۔ یہ شہرت علم و دیانت اس پر یہ حالت کہاں ہیں خان صاحب کے اذناب؟ ان کو عالم متدین خیال کرنے والے۔ زیادہ تو سہی یہی رہبر دین ہیں اگر سید یا مالک[1] کے حوالے نہ کریں تو ہم سے کہنا کیا حفظ الایمان کی عبارت کالا کھ برس تک بھی یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ سرور عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور خاک بدہن قائل بلکہ نار جہنم، جانوروں اور پاگلوں میں فرق نہیں یا یہ مطلب ہے کہ جب علت اطلاق لفظ عالم الغیب دونوں جگہ پائی جاتی ہے تو نبی کو عالم الغیب کہا جائے اور غیر نبی کو عالم الغیب ہے۔ کیونکہ علت اطلاق بعض علوم الغیب دونوں جگہ پائی جاتی ہے اس صورت میں نبی کی نبوت اطلاق لفظ عالم الغیب کی علت تھوڑا ہی ہے کہ نبی کو بوجہ نبوت عالم الغیب کہا جائے۔ اور غیر کو نہ کہا جائے۔ ــــ ــــ ــــ کوئی شخص سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو اس وجہ سے عربی کہے کہ آپ عرب کے باشندے ہیں۔ اور دوسرے عرب کے باشندوں کو عربی نہ کہے اس پر کوئی شخص وجہ فرق دریافت کرنے لگے کہ نبی اور غیر نبی میں وجہ

[1] داروغہ جہنم کا نام مالک ہے ۱۲ ناشر

فرق بیان کرنا ضرور ہے۔ تو یہ فرما دیجئے کہ جو آپ میں صلے اللہ علیہ وسلم اور دوسرے عربوں
میں وجہ فرق دریافت کرے کیا اس نے نبی کو گالی نہیں دی۔ کوئی نبی کی پرستش کو دین ایمان
کہے اور بتوں کی عبادت کو شرک اس پر کوئی مسلمان کہے نبی اور بت میں وجہ فرق بیان کرنا
ضرور ہے تو کافر کہہ دیجئے کہ نبی اور بت میں فرق پوچھنے بیٹھا۔ یہی علم و دیانت ہے اور
عوام کو دھوکہ دہی خدا سمجھے۔ اس پر اذناب کا اعلیٰ حضرت اعلیٰحضرت کہتے ہوئے منہ
خشک ہوتا ہے۔ اگر کسی میں دیانت ہے تو اعلیٰ حضرت کی دیانت کی اب تجربے دیانت
کے نام سے کام نہیں چلتا۔ عوام بیچارے کیا کریں رونا توان کا ہے جو عالم بھی کہلاتے
ہیں اور پھر بھی ان خیانتوں پر مطلع نہیں ہوتے یا باوجود اطلاع دیدہ و دانستہ ایمان کو رخصت
کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مطلب وہی ہے جو اعلیٰحضرت فرماتے ہیں اگر ان میں کچھ ہمت ہے
تو خان صاحب کو مستعد فرماویں اور اپنے دین و دیانت ایمان کی خبر لیں۔

اس صاف اور سیدھے مطلب پر خان صاحب نے یہ شور و غل مچایا ہے کہ خدا کی
پناہ اب ناظرین تزکیۃ الخواطر حصہ اول کو ضرور ملاحظہ فرمائیں تب معلوم ہوگا کہ خان صاحب
کے کھانے کے دانت کون سے ہیں اور دکھانے کے کون سے۔ بصیرۃ پر کفر کی عینک لگا
رکھی ہے ؎

کہ بچشمان دل مبین جز دوست الخ

کے مظہر ہو گئے ہیں۔

لفظ ایسا کی تحقیق عبارت ذیل سے معلوم ہو جائے گی بعض بعض خان صاحب کے
معتقدین فرماتے ہیں کہ لفظ ایسا تو تشبیہ ہی کے لیے آتا ہے سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم
کے علم کو حفظ الایمان میں علم زید و عمرو و بکر صبی و مجانین و بہائم سے تشبیہ دی اور یہ بڑی

گستاخی ہے۔ ان حضرات کو امیر مینائی کی یہ عبارت سمجھا دیجئے اور اگر جناب لغت میں
بھی مجدد ہوں اور کسی کی نہ مانیں تو پھر آپ کا کلام بھی موجود ہے گو قابل حجت نہ ہو امیر اللغات
میں لفظ ایسا کی تحقیق میں لکھتے ہیں۔

۱۔ اس قسم کا اس شکل کا۔ فقرہ ایسا عقلمند ان ہر ایک سے ملنا دشوار ہے۔ آتش ؎

محبوب نہیں باغ جہاں میں کوئی تجھ سا ۔۔۔ پور کھتا ہے گل اپنی نہ لذت ثمر ایسی

۲۔ اس قدر اتنا۔ فقرہ۔ ایسا مارا کہ ادھموا کر دیا۔ برق ؎

اس بادہ کش کا جسم ہے ایسا لطیف و صاف
زنار پر گمان ہے موج شراب کا

۳۔ مماثل اور مانند۔ فقرے تم ایسے بہتیرے مل جائیں گے۔ ہم ایسوں سے تو وہ بات
بھی نہیں کرتے۔

۴۔ اس طرح یوں۔ فقرے میں نے ایسا سنا ہے کہ آج دونوں بھائیوں میں چل گئی۔ تم
ان سے صاف صاف کہہ دینا کہ میر صاحب ایسا کہتے ہیں۔ نوٹ کبھی اچھائی برائی
کی جگہ بطور مبالغہ بھی استعمال کرتے ہیں فقرے ایسا وقت قسمتوں سے ملتا ہے۔ کوئی
ایسی بات منہ سے نکالتا ہے۔ امیر اللغات صہ ۳۰۳ جلد دوم۔ پانچ معنی لفظ ایسا کے
لکھے ہیں۔ پھر بھی یہ فرمانا کہ لفظ ایسا تشبیہ ہی کے لیے آتا ہے کس قدر انصاف ہے۔
عبارت متنازعہ فیہا میں لفظ ایسا بمعنی اس قدر و اتنا ہے۔ پھر تشبیہ کیسی۔ تو حاصل یہ ہوا
کہ جس قدر اور جتنے علم کو علت اطلاق عالم الغیب کی فرض کی تھی وہ زید و عمرو و بکر میں بھی متحقق
ہے نہ اس میں تشبیہ ہے نہ توہین۔

اگر خان صاحب کی طرف سے یہ اعتراض کیا جاوے بلکہ کیا گیا ہے کہ حفظ الایمان میں

فقط دو ہی احتمال کیوں بیان کیے گئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک علم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں صرف دو ہی احتمال تھے یا علم کل مغیبات کا یا بعض کا ولو کان واحدا ایک یہ بھی احتمال ہے کہ آپ کو علم مغیبات معتدہ بہا یا جملہ مخلوقات کے مغیبات سے زائد کا ہو اور اسی کو اطلاق عالم الغیب کی علت قرار دی جائے اور یہی احتمال قوی بھی ہے۔ چنانچہ اس مضمون کو یوں فرماتے ہیں۔

"پھر خیال کرو اس نے کیونکر مطلق علم اور علم مطلق میں حصر کر دیا اور ایک دو حرف جاننے اور ان علموں میں جن کے لیے حد ہے نہ شمار کچھ فرق نہ جانا تو اس کے نزدیک افضلیت اس میں منحصر ہو گئی کہ پورا احاطہ ہو اور فضیلت کا سلب واجب ہوا اس کمال سے جس میں کچھ بھی باقی رہ جائے۔ حسام ص۲۳"

خان صاحب بغور ملاحظہ فرمایئے۔ حضرت مولینا اشرف علی صاحب مدت فیوضہم نے ایسا نہیں کیا۔ حضور کی فہم و دانش کی خوبی ہے۔ اس اعتراض کا جواب بسط البنان میں بخوبی مذکور ہے۔

حضرت مولینا موصوف فرماتے ہیں کہ:

"علم بلا واسطہ اور علم محیط جمیع اشیاء کا کہ جس سے کوئی چیز بھی باقی نہ رہے یہ باری تعالیٰ شانہ کے ساتھ خاص اور جو علوم لازم اور ضروری مقام نبوت کے لیے ہیں وہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہیں اس میں آپ کا کوئی شریک نہیں کیونکہ جس درجہ کی آپ کی نبوت ہے اسی درجہ کا آپ کا علم تو جو علوم آپ کو مرحمت ہوئے ہیں ان میں آپ کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا لانہ سید الانبیاء والمرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم اور تیسرا

درجہ علم الغیب کا وہ ہے جو زید و عمرو بکر صبی مجانین جملہ حیوانات کو حاصل ہے اس میں کوئی کمال نہیں ان مراتب ثلاثہ کا ذکر حفظ الایمان میں بھی موجود ہے۔ پھر یہ اعتراض کہ مطلق علم اور علم مطلق ہی میں حصر کر دیا جناب ہی کے شایان شان ہے۔"

خان صاحب عقل کی ہر جگہ ضرورت ہے نفس الامر میں ان مراتب ثلاثہ کا ہونا اور بات ہے اور وجہ تسمیہ میں ذکر نہ کرنا اور بات ہے۔ بلکہ ذکر بھی ایک طرح کا نہیں کسی کا ذکر صراحۃً ہوتا ہے اور کسی کا ضمناً و کنایۃً۔ اور دوسرا جواب اس شبہ کا وہ ہے جو بندہ نے اشارۃً ذکر کیا ہے۔ یعنی چونکہ ذات سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم پر سلف سے خلف تک بلا قرینہ صارفہ کے اطلاق عالم الغیب کا متعارف نہیں اور گفتگو بھی اسی صورت میں ہے کہ اطلاق بلا قرینہ ہو۔ اس وجہ سے یہ علوم مغیبات معتدہ یا جملہ مخلوقات سے زائدہ درمیان مخاطب اور متکلم کے متعین ہی نہیں لہذا لفظ الغیب سے یہ مراد ہی نہیں ہو سکتا۔ اس جواب میں اور حضرت مولانا موصوف کے جواب مذکور میں فرق کو بغور ملاحظہ فرمایئے دونوں جواب ایک نہیں ہیں اور اگر عالم الغیب معرف باللام نہ ہو بلکہ عالم الغیب باضافۃ ہو تو اضافۃ کا بھی وہی حال ہے جو معرف باللام کا چنانچہ پہلے عرض کیا گیا یہ مضامین تزکیۃ الخواطر حصہ دوم میں ملاحظہ فرمایئے بشرطیکہ آپ جواب دیں ورنہ ناظرین کی تسکین کے لیے یہی کافی ہے ہاں اگر علمیت کا دعویٰ ہے تو قلم ہاتھ میں پکڑیئے پھر انشاء اللہ تعالےٰ ہم بھی عرض کر دیں گے۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ خان صاحب تو یہی فرماتے ہیں کہ علوم مغیبات معتدہ بہا یا زائد من علوم المخلوقات کو ذکر نہیں کیا حالانکہ یہ احتمال صحیح موجود ہے میں عرض کرتا ہوں ایک نہیں سو احتمال ایک کو بھی ذکر نہیں کیا مگر یہ تو فرمایا جائے کہ احتمالات واقعیہ کے ذکر نہ کرنے سے جو

عبارت مذکور ہوئی وہ صریح گالی کیوں ہو جائے گی جو آپ کا دعوے ہے ذرا غور سے کام لیجئے فرق لطیف ہے۔

چوتھا جواب یہ ہے کہ ذکر نہ کرنے سے یہ کیسے لازم آیا ہے کہ وہ شخص واقع اور نفس الامر میں بھی اس احتمال کا قائل نہیں۔ عدم ذکر اور ذکر عدم میں فرق تو ایسا نہیں جس کو آپ خیال نہ فرما سکیں اور یہاں تو عدم ذکر بھی نہیں بلکہ صراحتہً ذکر ہے لیکن دیکھنے کو چشم بینا چاہیئے۔

اس پر خان صاحب شاید یوں فرمائیں کہ اگر یہ ہمارا اعتراض صحیح نہیں اور عبارت مذکورہ میں توہین سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نہیں تو اس کو اپنے اکابر کی شان میں کہدو چنانچہ فرماتے ہیں۔ مگر ہاں اس سے دریافت کرو کہ آپ کی یہ تقریر آپ اور آپ کے اساتذہ میں چلتی ہے یا نہیں۔ نہیں تو کیوں اور اگر ہے تو کیا جواب الخ پھر جناب خان صاحب نے اس تقریر کو اول سے آخر تک جاری فرمایا ہے۔ اور یہ بھی منجملہ ان اعتراضات کے ہے جو بڑے قوی شمار کیے جاتے ہیں جن پر خان صاحب کو ناز ہے۔

پہلے خان صاحب اور ان کے اذناب یہ فرماتے تھے کہ اگر واقعی حضرات دیوبند کے یہ عقائد نہیں جو ہم ان کی طرف منسوب کرتے ہیں تو صاف کیوں نہیں لکھ دیتے کہ ہمارے عقائد ایسے نہیں جھگڑا طے قصہ ختم ہو۔ مگر جاننے والے جانتے تھے کہ یہ فقط زبانی جمع خرچ ہے اس کے بعد بھی وہی حالت رہے گی۔ جواب ہے کیونکہ یہ تکفیر لوجہہ تعالیٰ نہیں ہے بلکہ محض بغض و عناد اور عداوت اسلام پر مبنی ہے جب تک ان کے مخالف مسلمان رہیں گے اور سنت کے فریفتہ خان صاحب کا بغض ان سے جا ہی نہیں سکتا۔ ہاں آپ پڑوس مجھ سے ہو۔ اگر وہ بھی خان صاحب ہی جیسے ہو جاویں تو پھر خان صاحب کا کوئی جھگڑا نہیں۔

لیکن جن حضرات کو خان صاحب کی اصل غرض معلوم نہیں تھی ان کو البتہ خلجان ہوتا تھا کہ واقعی حضرات دیوبند ایسا کیوں نہیں کرتے ادنیٰ بات میں جھگڑا طے ہوتا ہے قطع الوتین کو چھپے ہوئے مدت ہوئی جس میں صاف ظاہر کیا گیا ہے کہ جن امور کی نسبت خان صاحب تکفیر فرماتے ہیں۔ ان عقائد کو ہم بھی کفریہ کہتے ہیں اور ان کے قائل کی تکفیر کرتے ہیں۔ اور یہ مجرد قول ہی قول نہ تھا بلکہ بعض حضرات جو اس عالم سے تشریف لے گئے یعنی حضرت مولینا محمد قاسم صاحب نانوتوی حجۃ اللہ تعالےٰ فی الارض و حضرت مولوی رشید احمد صاحب رشید الاسلام والمسلمین قدس سرہما ان کے رسائل مطبوعہ کی عبارات لکھیں اور جو حضرات اس عالم میں رونق افروز ہیں ان کے دستخط بقلم خاص ہیں مگر خان صاحب ہیں کہ ان کے وہی دم خم ہیں اور وہی لن ترانیاں بگھارتے ہیں۔

اسی طرح اب بھی کہا جاتا ہے کہ اگر یہ عبارت توہین اور گالی کی نہیں تو آپ اپنے اساتذہ کی شان میں جاری فرمائیں بہت اچھا سنئے اگر کوئی ہمارے اکابر کو عالم فاضل اس بنا پر کہتا ہے کہ وہ عالم جمیع اشیاء کی ہیں تو قطعًا عقلاً نقلاً باطل ہے۔ اور اگر اس بنا پر عالم کہتا ہے کہ ان کو بعض اشیاء کا علم ہے تو اس میں ان کی کیا تخصیص بعض اشیاء کا علم تو زید عمرو بکر و صبی و مجانین بلکہ جملہ حیوانات کو ہے اس بنا پر عالم فاضل کہنا کوئی کمال کی بات نہیں۔ تو اگر قائل التزام نہ کرے تو وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔ مگر یاد رہے کہ ہمارے اکابر و اساتذہ اور دنیا کے علماء کو عالم فاضل اس وجہ سے کہنے والا دنیا میں کوئی بھی نہیں نکلے گا۔ ہاں اگر کوئی ہو تو بریلی کے پاگل خانہ میں نکلے۔ کیونکہ یہ تقریر یہاں جاری نہیں ہو سکتی۔ وجہ ملاحظہ ہو۔ یہاں عالم فاضل مولوی صوفی ان حضرات کو کہا جاتا ہے اور یہ عرف عام ہے۔ اور جب سے یہ اطلاق جاری ہے اس وقت سے نہ یہ مراد ہے

کہ وہ کل علوم کے عالم ہیں نہ یہ کہ ان کو بعض اشیاء کا علم ہے ولو کان واحدا جس میں صبی و مجانین و جملہ حیوانات شریک ہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ علوم معتد بہا کے عالم ہیں۔ بخلاف عالم الغیب کے کہ اس کا اطلاق ثابت ہی نہیں تاکہ یوں کہا جاوے کہ یہاں بھی امور معتدہ کا علم غیب مراد ہے۔ فافہم۔

لیجئے اب تو ہم نے یہ تقریر کر دی اب تو اشتہار دیجئے سمجھئے کہ ہاں ہماری ہی غلطی تھی واقعی اس عبارت میں توہین نہیں ہے مگر یہ تمام باتیں علم و دیانت انصاف پر مبنی ہیں اللہ تعالےٰ توفیق عنایت فرمائے ہم کو تو امید نہیں ہے ہاں اللہ تعالیٰ بےشک قادر ہے۔

اس کے بعد جناب خان صاحب نے بہت زور و شور سے اسی تقریر کو انبیاء علیہم السلام میں جاری فرمایا۔ یعنی جیسے اس تقریر سے سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب نہیں کہہ سکتے چاہیئے کہ عالم بھی نہ کہہ سکیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

"اور علم غیب میں جاری ہونے سے مطلق علم میں اس کی تقریر خبیث کا جاری ہونا زیادہ ظاہر ہے ص۲۳ حسام الحرمین اب زید کی جگہ اللہ عزوجل کا نام لیجئے اور علم غیب کی جگہ مطلق علم الخ تمہید ایمان ص۱۲"

اس کا جواب وہی ہے جو مذکور ہوا کہ جب آپ کے صلے اللہ علیہ وسلم ادنیٰ امتیوں پر عالم کا اطلاق باعتبار علوم معتدہ بہا کے متعارف اور شائع ہے تو پھر ذات مقدسہ پر عالم کے اطلاق میں کیا تامل ہے۔ اور یہ تقریر وہاں چل ہی نہیں سکتی۔ فافہم۔ جن شبہات پر خان صاحب کو ناز ہے ان کا یہ حال ہے۔

اور اس سے زیادہ عجیب تر یہ ہے جو اس کے بعد جناب خان صاحب

تحریر فرماتے ہیں اس لیے کہ یہ:

"یہ گندی تقریر اگر علم اللہ عزوجل میں جاری نہ ہو تو وہ قدرت الٰہی میں بعینہ بغیر کسی تکلف کے جاری ہے جیسے کوئی بے دین جو اللہ سبحانہ کی قدرت عامہ کا منکر ہو اس منکر سے کہ علم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار رکھتا ہے سیکھ کر یوں کہے کہ اللہ عزوجل کی ذات مقدسہ پر قدرت کا حکم کیا جانا اگر بقول مسلمانان صحیح ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس قدرت سے مراد بعض اشیاء پر قدرت ہے یا کل اشیاء پر اگر بعض پر قدرت ہونا مراد ہے تو اس میں اللہ عزوجل کی کیا تخصیص ہے ایسی قدرت تو زید عمرو بکر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ اور اگر کل اشیاء پر قدرت مراد ہے اس طرح کہ اس کا ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل عقل و نقل سے ثابت ہے کہ اشیاء میں خود ذات باری بھی ہے اور اسے خود اپنی ذات پر قدرت نہیں الخ ص۲۳،۲۵ حسام الحرمین"

خان صاحب تو یہی فرماتے تھے کہ جو سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرے وہ کافر ہے اور ہم یہ کہتے ہیں کہ جو اولیاء کرام اور علمائے عظام اور صلحائے امت کے ساتھ بھی گستاخ ہو اس کے بھی سلب ایمان کا خوف ہے اور عقل کے مسخ ہونے کا اندیشہ ہے۔

خان صاحب کے ہوا خواہان کہاں ہیں ان کو عالم فاضل مجدد مائۃ حاضرہ ستر علوم کا مجدد ماننے والے کس طرف ہیں۔ اعلیٰحضرت اعلیٰحضرت کہتے کہتے منہ خشک ہوتا ہے ان کے تدین اور تصوف کی وجہ سے مرید اور معتقد ہوئے ہیں۔

اے مسکینو! اپنی حالتوں پر رحم فرماؤ کچھ تو آنکھ کھول کر دیکھو کہ پیر صاحب کون ہیں کس زور کی تقریر فرمائی ہے اور حضرت مولینا تھانوی مدت فیوضہم العالیہ کو کس قدر سخت و سُست کہا اور گالیاں دی ہیں مگر ایسے منہ کے بل گرے کہ جان ہی نکل گئی اگر کوئی اس شبہ کا جواب دے دے بلکہ سب مل کر بھی جواب دے لیں تو جاؤ ہم بھی خان صاحب کی ذہانت کے معتقد ہو جائیں گے ورنہ آپ سب صاحب توبہ فرمالیں کہیں تو آخرت کا خوف چاہیئے۔

جس تقریر کو خان صاحب نے اس قدر غور و فکر سے لکھا ہے اس پر مخالف کو اس قدر سخت کہا ہے جو مناسب نہ تھا پھر خود اس قدر لغویات کی جو بن ہی نہیں سکتی اور تماشا یہ ہے کہ اسی غلطی پر فخر فرماکر صحیح کہنے والے کو گالیاں دیتے ہیں۔ بس کیا عرض کروں اسی جماعت کا کام ہے ؎

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

جو بے دین قدرت عامہ باری تعالےٰ کا منکر ہو اور حفظ الایمان کی تقریر جاری کرے تو اُسے آپ یہ جواب دیں کہ بریلی کے پاگل خانہ سے کب نکلے ہو۔ ہم خداوند تعالیٰ کو قادر بقدرت عامہ شاملہ باعتبار جمیع ممکنات کے کہتے ہیں۔ ایک کو بھی استثناء نہیں کرتے اور یہ باعتبار مطلق قدرت کے ہے اور ہم اس کو قادر بالذات کہتے ہیں۔ اس کی قدرت ذاتیہ ہے اور زید و عمرو صبی و مجانین جملہ حیوانات کو قدرت عرضیہ ہے۔ اس بنا پر اگر بفرض محال زید و بکر کی قدرت جملہ ممکنات پر بھی تسلیم کر لیں تب بھی باعتبار قدرت ذاتیہ کے ان کو قادر نہیں کہہ سکتے۔ نَتَفَكَّرُ فِيْهِ فَاِنَّ هٰهُنَا جَوَابًا اٰخَرَ بِاِعْتِبَارِ مُطْلَقِ الْقُدْرَةِ لَا نَذْكُرُهُ الْاٰنَ علاوہ ازیں یہاں قدرت کا اطلاق ثابت ہے۔ بخلاف

علم غیب کے کہ یہاں اطلاق ثابت نہیں۔ فافترقا۔

اگر ہم خان صاحب کا طرز اختیار کریں اور ان کے کلام کا لازم مطلب بیان کریں تو یوں کہیں گے کہ خان صاحب آپ تو اپنے قول کے موافق بڑے پکے ہوئے کافر نکلے۔ آپ اور آپ کی اذناب مل کر اس جدید کفر کو اٹھائیں آپ اس تقریر مذکور کو قدرت باری میں بلا تکلف جاری بتلاتے ہیں۔ حالانکہ اس تقریر کا جریان بہر صورت آپ کے کفر کو مستلزم ہے اگر آپ قدرت سے ذاتیہ مراد لیتے ہیں تو زید و عمرو صبی و مجانین بلکہ جملہ حیوانات کے لیے آپ نے قدرت ذاتیہ ثابت فرمائی حالانکہ یہ قطعی کفر ہے جس کو آپ بھی تسلیم فرماتے ہیں۔ اور اگر قدرت سے مراد قدرت عرضیہ ہے جو مشکل لہٗ کے مطابق ہے تو پھر کیا کوئی پاگل بے دین مرتد خدا کے لیے بھی قدرت عرضیہ ثابت ہے جس کو آپ خدا کے لیے ثابت کرکے مسلمانوں کے ذمہ دھرتے ہیں۔ جناب عالی بجز آپ کے کوئی ایسا مسلمان نہیں ہے جو خداوند عالم کے لیے قدرت عرضیہ ثابت کرے وہ بھی ایک جگہ نہیں قدرت عامہ شاملہ۔

خداوند عالم کے لیے اگر کوئی ایک امر کی بھی قدرت عرضیہ ثابت کرے تو وہ قطعی کافر ہے چہ جائیکہ غیر متناہی امور کی قدرت عرضیہ غیر متناہی طریقہ سے۔

فرمایئے غیر متناہی وجہ سے کافر ہوئے یا نہیں اس کے بعد بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ قدرت باری میں تقریر مذکور بلا تکلف جاری ہو سکتی ہے۔ تماشا یہ کہ ہم نہیں کہتے آپ ہی کے کلام سے آپ پر کفر لازم آتا ہے جو طین لازب ہے۔

بلا تکلف تو کیا آپ بہزار تکلف ہی اس تقریر کو جاری فرما دیجئے۔ ہاں بلا تکلف اگر آپ اپنے کفر کا اقرار فرمالیں تب تو تقریر بالا کو آپ قدرت باری میں بلا تکلف

جاری فرما سکتے ہیں اور اگر آپ ایسا کریں تو پھر جواب مذکور کو ملاحظہ فرمالیجئے حفظ الایمانؒ پر کوئی شبہ نہیں۔

خان صاحب تعلی نہیں کرتے خدا کا فضل بیان کرتے ہیں مناظرہ اسے کہتے ہیں آپ کو رسائل لکھنے کی کیا حاجت تھی۔ تبعین سنت سے عداوت ذاتی ہے اس کو صاف صاف کہہ دیا کیجئے دلیل وغیرہ لکھنے کی ضرورت نہیں ایک اشتہار دے دیجئے کہ جو ہم کو ایسا ایسا لکھے اس کو ہم کافر کہیں گے قرآن و حدیث پر فضول مشق کی جاتی ہے فقط یہ کہہ دیجئے کہ جو سچے پکے حنفی ہیں وہ سب کافر ہیں۔

اگر خان صاحب اپنے اذناب میں ہاتھ پیر ہلا کر یہ جواب دیں کہ یہ تقریر میری نہیں یہ تو ایک بے دین کی طرف سے تقریر کی ہے تو جواب یہ ہے کہ آپ اس تقریر کے جاری کرنے کو بلا تکلف تسلیم کرتے ہیں۔ کفر تقریر کی وجہ سے آپ پر لازم نہیں کیا گیا چونکہ اس تقریر کے جاری کرنے کو آپ بلا تکلف تسلیم فرماتے ہیں اور تقریر کا جاری کرنا اس پر موقوف ہے کہ یا تو خدا کے لیے قدرت عرضیہ ثابت کی جائے یا ممکنات کے لیے قدرت ذاتیہ اور دونوں کفر صریح کی صورتیں ہیں لہٰذا یہ کفر اُٹھ ہی نہیں سکتا۔

لو پھر کیا یاد رکھو گے چلتے ہاتھ ایک کفر اور بھی نذر ہے۔ وہ یہ کہ آپ فرماتے ہیں کوئی بے دین اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی قدرت عامہ کا منکر ہو۔ اور اس کی مثال میں یہ فرماتے ہو کہ ذات باری قدرت باری سے خارج ہے تو چونکہ ذات باری تعالیٰ قدرت باری تعالیٰ کے تحت میں داخل نہ ہوئی تو قدرت عامہ نہ رہی تو گویا ذاتِ خدا کو مقدوریت سے خارج ماننا قدرت عامہ کا انکار ہے اور یہی وجہ بے دینی کی ہے تو معلوم ہوا کہ آپ خداوند عالم کو قادر مطلق اس معنی کر جانتے ہیں کہ ذات باری تعالیٰ کو بھی قدرت کے تحت میں داخل مانتے ہیں۔

اور یہ کفر صریح ہے ورنہ پھر اس غریب کی بے دینی کی وجہ کیا ہے۔ یہ دوسرا کفر ہے بغور جواب دیجئے کیا بلا تکلف تقریر جاری فرمائی کہ آپ کا لازماً کافر ہونا دو وجہ سے ثابت ہوگیا۔

حفظ الایمان کے متعلق جو کچھ بھی خان صاحب نے حسام الحرمین میں تمہید ایمان میں بیان فرمایا تھا ان تمام باتوں کا بفضلہ کافی اور وافی جواب ہوگیا وہ کریم اور حکیم قبول فرما کر اہل اسلام کو اس سے نفع پہنچائے آمین ثم آمین۔

اب خان صاحب کا کوئی شبہ ایسا نہیں رہا جس کا آپ نے ذکر کیا ہو اور اس کا جواب ذکر نہ ہوا ہو۔ لیکن ابھی ایک اور بہت بڑا شبہ باقی ہے اس کا ذکر اور جواب بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔

ناظرین کو شاید تعجب ہوگا کہ اب کون سی بات باقی رہ گئی ہے۔ یہاں تو مطلع صاف ہے خان صاحب اب کیا اعتراض فرمادیں گے ان کو حفظ الایمان پر بے جا جرح و قدح کرنے کا ہاتھوں ہاتھ بدلہ مل گیا۔ دو وجہ سے کفر لازم آگیا ایک یہ کہ اتنے بڑے علامہ سے یہ تو بہت ہی مستبعد ہے کہ وہ یہ نہ سمجھے ہوں کہ علم غیب کی تقریر قدرت باری میں نہیں چل سکتی۔ اب دو ہی احتمال ہیں۔ ایک تو یہ کہ خان صاحب نے سمجھ بوجھ کر جھوٹ بولا تو وہ بڑے خائن بددیانت ہوں۔ دوسرے یہ کہ ایسے جاہل ہوں کہ برسوں تک غور و فکر کیا مگر یہ نہ سمجھے کہ یہ تقریر قدرت میں چل سکتی ہے یا نہیں لیکن ان دونوں احتمالوں کو خان صاحب کے اذناب تسلیم نہ کریں گے کیونکہ خلاف شان خان ہے ہاں ایک یہ احتمال ہے کہ خان صاحب کا عقیدہ ہی یہ ہے کہ یا تو معاذ اللہ خداوند عالم کو قدرت عرضیہ ہے یا مخلوقات میں قدرت ذاتیہ بغیر اعطائے الٰہی ہے اور دونوں صورتیں

خان صاحب جہاں گئے ظاہر ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ ان کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ذات باری تعالیٰ کو بھی داخل قدرت مانتے ہیں اور یہ بھی مسلم کفر ہے۔

ناظرین کا خیال صحیح ہے مگر خان صاحب یہ فرما سکتے ہیں کہ میرے نزدیک تو حفظ الایمان کی عبارت بہر صورت کفر صریح اور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو گالی دینا ہی ہے اور گو حفظ الایمان میں یہ مذکور ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو جو علوم لازم نبوت اور ضروری تھے وہ سب عطا ہو گئے تھے مگر وجہ تسمیہ کے اندر اس کو ذکر نہیں کیا یہ بھی آپ کے علم غیب کا انکار ہے اور آپ کی توہین ہی ہے۔ اور اگر کوئی دریافت کرے کہ آخر اس شبہ کا منشا کیا ہے یہ کہاں سے پیدا ہوا تو یہی فرمائیں گے کہ اس کا منشا ہٹ دھرمی کے سوا اور... کچھ نہیں اس شبہ کا جواب دو تب تو مانیں گے ورنہ نہیں۔ اور گو اس تقریر کو اپنے اساتذہ میں بھی جاری کر دیا گیا ہے مگر پھر بھی توہین اور سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ کو گالی ضرور ہے۔

تو جواب یہ ہے کہ ہم اس شبہ کا جواب دیں گے مگر آپ سے پھر بھی یہ امید نہیں کہ آپ تسلیم فرما لیں کیونکہ ہٹ دھرمی کا جواب ہی کیا ہے۔ اور اس کا جواب بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ اسی قسم کی عبارت ہم ان اکابر کی پیش کر دیں جن کو آپ اور آپ کے بزرگوار کیا صدیوں سے جملہ علمائے امت مستند اور عالم متدین تسلیم فرما چکے ہیں اور ان کے عالم و دینی ہونے پر اجماع ہو گیا ہے اگر آپ ان کی نسبت کچھ بھی فرمائیں تو پھر دیکھئے کہ اذناب بھی پیچھے سے آگے آ جائیں۔

ناظرین نہایت عجیب بات اور سننے کے قابل ہے کہ ۱۳۲۶ھ ہجری میں جلسہ

مدرسہ مصباح التہذیب بریلی میں بندہ گیا اور جب یقین ہو گیا کہ خان صاحب مناظرہ نہیں کریں گے تب بندہ نے شرح مواقف کی عبارت اپنے بیان میں پیش کی کہ دیکھو میر سید شریف اور قاضی عضد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم یہ فرماتے ہیں۔ گویا حفظ الایمان اسی عبارت کا ترجمہ ہے تو کیا خان صاحب ان حضرات کو بھی کافر کہہ دیں گے اور گو یہ تو آپ سے مشکل نہیں ہے مگر آٹھ سو برس کے جس قدر مسلمان السید السند اور قاضی عضد رحمہما اللہ تعالےٰ کو مسلمان ہی نہیں مسلمانوں کے پیشوا جانتے چلے آتے ہیں ان سب کو کافر کہیں گے۔ مگر اللہ رے دل گردے کہ جب خان صاحب کو شرح مواقف کی یہ عبارت پہنچی تو ہوش و حواس باختہ ہو گئے اور سنا ہے کہ پہلا کلمہ یہی تھا کہ وہ بھی متاخرین میں سے ہیں کافر ہیں کیوں نہ ہو آخر داروغہ جہنم کو اس کا پیٹ بھی تو بھرنا ضرور ہے۔

اب ناظرین شرح مواقف کا مطلب توجہ سے سنیں تب معلوم ہو جائے گا کہ ہٹ دھرمی سے بھی حفظ الایمان کو نہ ماننا ممکن نہیں ہے اس میں ان کے اذناب سے بھی امید ہے کہ ساتھ نہ دیں گے اور سوائے مفتونین مہری لوگوں کے سب کے دلوں کی صفائی ہو جائے گی۔ کیونکہ میر سید شریف اور قاضی عضد رحمہما اللہ تعالےٰ نہ وہابی تھے نہ غیر مقلد نہ مدرسہ دیوبند کے فارغ التحصیل پھر صدہا سال سے کیسے کیسے علماء اولیاء کرام نے ان عبارتوں کو دیکھا مگر کسی نے اعتراض تک بھی نہ کیا اور خان صاحب کے نزدیک اسی کی مثل عبارت صریح کفر اور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین اور گالی۔ تو خان صاحب کے مذاق کے موافق معاذ اللہ تعالیٰ شارح ماتن اور اس وقت سے لے کر اس وقت تک کے تمام مسلمان قطعی کافر ہو گئے۔ امید ہے کہ خان صاحب

کے اذناب بھی اس تمدران کے پیچھے نہ پھریں گے اور خان صاحب کی اتباع میں
تمام سلف و خلف کو کافر نہ کہیں گے۔

وَاَمَّا الْفَلَاسِفَةُ فَقَالُوْا هُوَ اَیِ النَّبِیُّ مَنِ اجْتَمَعَ فِیْهِ خَوَاصُّ ثَلٰثٌ یَمْتَازُ بِهَا عَنْ غَیْرِهٖ
اَحَدُهَا اَیْ اَحَدُ الْاُمُوْرِ الْمُخْتَصَّةِ بِهٖ اَنْ یَّکُوْنَ لَهٗ اِطِّلَاعٌ عَلَی الْمُغَیَّبَاتِ الْکَائِنَةِ وَالْمَاضِیَةِ
وَالْاٰتِیَةِ الخ ترجمہ بہر حال فلاسفہ پس وہ کہتے ہیں کہ نبی وہ ہے جس میں تین باتیں پائی جائیں
جن کی وجہ سے غیر نبی سے ممتاز اور متمیز ہو جائے ایک ان امور میں سے یہ ہے کہ نبی کو
اطلاع مغیبات پر چاہیئے جو امور ہوتے ہیں یا ہو چکے یا آئندہ ہونے کو ہیں وہ نبی پر
منکشف ہوں پھر اس کی دلیل بیان کی ہے کہ یہ بات مستبعد نہیں ہے فلاں وجہ سے
پھر فرماتے ہیں کہ وَکَیْفَ یُسْتَنْکَرُ ذٰلِكَ الْاِطِّلَاعُ فِیْ مَنْ قَلَّتْ شَوَاغِلُهٗ لِرِیَاضَةٍ اَوْ لِ
الْمُجَاهَدَاتِ اَوْ مَرَضٍ صَارِفٍ لِلنَّفْسِ عَنِ الْاِشْتِغَالِ بِالْبَدَنِ وَاسْتِعْمَالِ الْاٰلَةِ
اَوْ نَوْمٍ یَنْقَطِعُ بِهٖ اِحْسَاسَاتُهُ الظَّاهِرَةُ فَاِنَّ هٰؤُلَاءِ قَدْ یَطَّلِعُوْنَ عَلٰی مُغَیَّبَاتٍ
وَیُخْبِرُوْنَ عَنْهَا کَمَا یَشْهَدُ بِهِ التَّسَامُعُ وَالتَّجَارِبُ بِحَیْثُ لَا یَبْقٰی فِیْهِ شُبْهَةٌ لِلْمُنْصِفِیْنَ

ترجمہ یعنی نبی کا امور غائبہ پر مطلع ہونا کس طرح مستبعد ہو سکتا ہے حالانکہ اطلاع
علی المغیبات ان لوگوں میں بھی پائی جاتی ہے جن کے شواغل کم ہوں یا تو بوجہ مجاہدات کے
اور ریاضتوں کے یا کسی مرض کی وجہ سے جو نفس کو اشتغال بالبدن اور استعمال آلات
سے روک دے یا قلت شواغل بوجہ نیند اور سونے کے جس سے احساسات ظاہرہ
منقطع ہو جائیں کیونکہ یہ لوگ جن کے شواغل نفسانی بوجہ مجاہدات اور ریاضتوں کے کم
ہو جائیں یا بوجہ مرض کے توجہ جسم اور آلات جسمانیہ کی طرف کم ہو جائے یا بوجہ سونے
کے حواس ظاہرہ منقطع ہو جائیں تو ایسے لوگ بھی مغیبات پر مطلع ہو جاتے ہیں جیساکہ

تجارب اور اخبار اس کے شاہد ہیں کہ منصفین کو اس میں شبہ باقی نہیں رہتا۔

اور یہ بھی واضح رہے کہ ریاضت کرنے والوں میں مسلمانوں ہی کی تخصیص نہیں چاہیے
کافر ہی کیوں نہ ہو علی ہذا القیاس خواب میں بھی کسی نیک و بد فاسق فاجر کافر و مسلم کی تخصیص
نہیں اور جس مریض کو لکھا ہے[1] کہ بوجہ قلت اشتغال بالبدن کے اس کو بھی اطلاع علی المغیبات
ہو جاتی ہے وہ مرض مالیخولیا ہے جس کی ایک قسم جنون بھی ہے چنانچہ شرح اسباب
کی عبارت سے واضح ہے اور جنون میں قلت اشتغال بالبدن بہت زیادہ ہے تو حاصل
یہ ہوا کہ جب اطلاع علی المغیبات ان ادنیٰ لوگوں کو یعنی مجاہدہ کرنے والوں کو چاہے
کافر اور مشرک ہی کیوں نہ ہو اور مالیخولیا اور جنون والوں کو چاہے کوئی ہو اور خواب کی حالت
میں ہر فاسق فاجر نیک و بد کو اطلاع علی المغیبات ہوتی ہے تو نبی کو جو انسان کا فرد کامل ہے
ان کو اطلاع علی المغیبات ہو جانی کیا مستبعد ہے تو ہر نبی کے لیے لازم ہے کہ اطلاع
علی المغیبات ہو۔

یہاں تک تو فلاسفہ کے کلام کا حاصل تھا اب اہل سنت والجماعت ان کو جواب
دیتے ہیں کہ یہ بات ضرور نہیں کہ نبی کو اطلاع المغیبات ہو جس کی وجہ سے نبی غیر نبی میں
امتیاز ہو۔ قُلْنَا مَا ذَکَرْتُمْ مَرْدُوْدٌ بِوُجُوْهٍ اِذِ الْاِطِّلَاعُ عَلٰی جَمِیْعِ الْمُغَیَّبَاتِ لَا یَجِبُ
لِلنَّبِیِّ اِتِّفَاقًا مِّنَّا وَمِنْکُمْ وَلِهٰذَا قَالَ سَیِّدُ الْاَنْبِیَاءِ لَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَکْثَرْتُ
مِنَ الْخَیْرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْءُ وَالْبَعْضُ اَیِ الْاِطِّلَاعُ عَلَی الْبَعْضِ لَا یَخْتَصُّ بِهٖ اَیْ بِالنَّبِیِّ
کَمَا اَقْرَرْتُمْ بِهٖ حَیْثُ جَوَّزْتُمُوْهُ لِلْمُرْتَاضِیْنَ وَالْمَرْضٰی وَالنَّائِمِیْنَ فَلَا یَتَمَیَّزُ النَّبِیُّ بِهٖ عَنْ
مِنْ غَیْرِ النَّبِیِّ الموقف السادس فی النبوۃ ص ۱۵۰ جلد ثامن مع مطالع الانظار شرح طوالع

[1] وقد یبلغ الفساد الی حد یظن انہ یعلم الغیب وکثیرا ما یخبر بما سیکون قبل کونہ الخ۔ شرح اسباب ص ۶۹

ترجمہ: ہم کہتے ہیں جو جو تم نے بیان کی ہے چند وجوہ سے مردود ہے اس لئے کہ تم جو نبی کیلئے اطلاع مغیبات کو لازم کہتے ہو اس سے کیا مراد ہے کل مغیبات پر اطلاع ضروری کہتے ہو یا بعض پر اگر کل مراد ہے تو یہ غلط ہے کیونکہ اطلاع تو تمہارے ہمارے نزدیک باتفاق ضروری نہیں اور اسی وجہ سے سید الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ اگر میں غیب داں ہوتا تو بہت خیر جمع کر لیتا اور مجھ کو تکلیف نہ پہنچتی۔ اور اگر اطلاع بعض مغیبات پر مراد ہے تو اطلاع بعض مغیبات پر نبی کے ساتھ مخصوص نہیں جیسا کہ تم خود اقرار کرتے ہو اس واسطے کہ مرتاضین اور مریضوں اور نائمین کے لیے بھی اطلاع بعض مغیبات پر جائز رکھتے ہو پس نبی غیر نبی سے متمیز نہ ہوگا انتہی۔

ناظرین انصاف فرمائیں کہ اس عبارت اور حفظ الایمان کی عبارت میں کیا فرق ہے، اب اگر کوئی خان صاحب کا بڑا بھائی قاضی عضد اور میر السید السند سے وہی کہنے لگے جو آپ نے حفظ الایمان کی نسبت حسام کے صفحہ ۱۲ پر کہا ہے کہ قاضی صاحب اور میر صاحب نے مواقف اور اس کی شرح میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم انبیاء علیہم السلام کو ضرور ہے ایسا تو ہر مرتاض اور نائم اور مالیخولیا والے مراقی کو ہو سکتا ہے (چاہے وہ فاسق کیا کافر ہی کیوں نہ ہو) اور اس کی ملعون عبارت یہ ہے اس واسطے کہ اطلاع کل مغیبات پر نبی کے لیے باتفاق ضروری نہیں اور اسی وجہ سے سید الانبیاء نے فرمایا ہے کہ اگر میں غیب داں ہوتا تو خیر کثیر حاصل کر لیتا اور مجھ کو برائی نہ چھوتی اور اطلاع بعض مغیبات پر نبی کے ساتھ مخصوص نہیں جیسا کہ تم نے اقرار کیا کہ مرتاضین اور مرضیٰ اور نائمین کے لیے بھی جائز ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کی مہر کا اثر دیکھو کہ قاضی صاحب اور سید صاحب کیسی برابری کرتے ہیں انبیاء علیہم السلام اور جنیں اور جناں میں اور کیونکر اتنی بات ان کی سمجھ میں نہ آئی کہ مرتاض اور مالیخولیا والا مریض اور سوتا ہوا اور اس شیخی بگھارنے والے کے یہ بڑے جن کا انہوں نے

نام لیا انہیں غیب کی بات معلوم ہوگی بھی تو محض بطور ظن حاصل ہوگی امور غیب پر علم یقینی تو اصالۃً خاص انبیاء علیہم السلام کو ملتا ہے اور غیر انبیاء کو جن امور پر یقین ہوتا ہے وہ انبیاء کے بتانے سے ملتا ہے علیہم السلام نہ اور کسی کے الخ ص۱۲ حسام الحرمین۔

تو خان صاحب سید صاحب اور قاضی عضد صاحب رحمہما اللہ تعالےٰ اور جملہ اہل اسلام کی طرف سے جو جواب دیں گے وہی ہم حضرت مولٰینا تھانوی کی طرف سے جواب دیں گے۔

اب آئیں وہ جاہل کہتے تھے کہ نہیں نہیں حفظ الایمان کی عبارت میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرور توہین اور گالی ہے رخاک بدہنش اگر یہ مقولہ ان کا صحیح ہے تو پھر مواقف اور شرح مواقف کی نسبت بھی کیا یہی حکم صادر ہوگا یا اس کا کوئی مطلب صحیح ہے اور قصور فہم شریف کا ہے۔

خان صاحب یہ جواب نہیں دے سکتے کہ یہاں تو جواب فلاسفہ کو بطریق الزام دیا ہے کہ تم نے بعض مغیبات پر اطلاع غیر نبی کو جائز رکھی ہے مسلمانوں کا اعتقاد تھوڑا ہی بیان فرمایا ہے چنانچہ کما اقررتم کے لفظ سے ظاہر ہے کیونکہ یہ بیان واقعی ہے ورنہ یہ مطلب نہیں کہ فلاسفہ تو بعض مغیبات کا علم غیر نبی کے لیے جائز رکھتے ہیں اور اہل اسلام جائز نہیں رکھتے اس واسطے کہ اگر ایسا ہو تو فلاسفہ کا مدعیٰ ثابت ہو جائے گا کہ اطلاع بعض مغیبات پر خاصہ نبی کا نفس الامر اور واقع میں ہو سکتا ہے اور تمیز غیر نبی کا نبی سے ہو سکتا ہے اور یہ شارح اور ماتن دونوں کے خلاف مقصود ہے۔

علاوہ ازیں یہ لفظ شرح مواقف کی عبارت میں ہے آگے جو مطالع الانظار کی عبارت آتی ہے اس میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے وہاں یہ جواب غلط بھی ذکر نہیں ہو سکتا اس سے

قطع نظر فلاسفہ کی اصل دلیل جو اتصال بالمبادی العالیہ ہے وہاں بھی اس کی گنجائش نہیں۔

علاوہ ازیں یہ امر تو مشاہد ہے اس کا منکر کون ہو سکتا ہے کہ اطلاع علی البعض مختص بالنبی نہیں کسی نہ کسی غیب کا علم تو غیر نبی کو بھی ضرور ہوتا ہے لہذا حفظ الایمان اور شرح مواقف کی عبارت میں کوئی فرق نہیں۔

پھر وہی خان صاحب کا چھوٹا بھائی فلاسفہ کی طرف سے خان صاحب سے سیکھ کر میر سید شریف اور قاضی عضد رحمہا اللہ تعالےٰ کو مخاطب کر کے اپنے استاذ کی عبارت حسام الحرمین تبغیر مناسب پیش کرے تو کیا جواب ہوگا۔

"دیکھو میر سید شریف اور قاضی عضد رحمہا اللہ تعالےٰ نے کیا قرآن شریف کو چھوڑا اور ایمان کو رخصت کیا اور یہ پوچھنے بیٹھے کہ نبی اور مرتاضوں اور سونیوالوں اور مالیخولیا والوں میں کیا فرق ہے ایسے ہی اللہ تعالےٰ مہر لگا دیتا ہے ہر مغرور بڑے دغاباز کے دل پر پھر خیال کرو کہ اس نے کیوں کر مطلق علم اور علم مطلق میں حصر کر دیا اور ایک دو حرف جاننے اور ان علموں میں جن کے لیے حد نہ شمار کچھ فرق نہ جانا تو اس کی فضیلت اس میں منحصر ہو گئی کہ پورا احاطہ ہو اور فضیلت کا سلب واجب ہوا ہر اس کمال سے جس میں کچھ بھی باقی رہ جائے تو غیب اور شہادت کی کچھ تخصیص نہ رہی مطلق علم کی فضیلت کا سلب انبیا علیہم السلام سے واجب اور علم غیب میں جاری ہونے سے مطلق علم میں ان کی تقریر خبیث کا جاری ہونا زیادہ ظاہر ہے کہ ہر آدمی و جانور و مرتاض و مالیخولیا والے اور نائم کے لیے بعض اشیاء کا مطلق علم حاصل ہونا انہیں علم غیب ہونے سے زیادہ روشن ہے پھر میں کہتا ہوں تو نہ دیکھے گا کہ کوئی شخص انبیاء علیہم السلام کی شان گھٹائے اور وہ ان کے رب جل و علا کی تعظیم کرتا ہو حاشا خدا کی قسم ان کی شان وہی گھٹائے گا جو ان کے رب

تبارک و تعالیٰ کی شان گھٹاتا ہو جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا کہ ظالموں نے قرار واقعی خدا ہی کی قدر نہ پہچانی اس لیے کہ یہ گندی تقریر اگر علم اللہ عزوجل میں جاری نہ ہو تو وہ قدرت الٰہی میں بعینہ بغیر کسی تکلف کے جاری ہے جیسے کوئی بے دین جو اللہ سبحانہ تعالیٰ کی قدرت عامہ کا منکر ہو اس منکر سے کہ علم غیب انبیاء کے لیے ضروری نہ جانے سیکھ کر یوں کہے کہ اللہ عزوجل کی ذات مقدسہ پر قدرت کا حکم کیا جانا یا اللہ تعالےٰ کے لیے قدرت عامہ کا ضروری ہونا یا قدرت عامہ کا خواص باری تعالیٰ سے ہونا اگر بقول مسلمانان صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے الخ ما قال تو بدکاری کو دیکھو کیسے ایک دوسرے کی طرف کھینچ لے جاتی ہے انتہی

حسام الحرمین صـ ۲۳ ۲۵ تبغیر یسیر خان صاحب بے شک بدکاری ایسی ہی نجس ہے کہ ایک دوسری کی طرف کھینچ لے جاتی ہے آپ نے ایک مقبول بندہ کی عداوت بوجہ اتباع سنت کے کی اور صحیح اور بلا غبار عبارت کا مطلب غلط قرار دیا دیکھو اس کی نوبت کہاں تک پہنچی کہ وہ تقریر قاضی عضد اور میر سید شریف رحمہا اللہ تعالےٰ کے کلام میں بعینہ چل گئی جس کا نتیجہ ایسا بد اور خبیث ہے کہ آپ کے قول کے موافق موجودہ مسلمان ہی نہیں بلکہ صدہا برس کے مردے علماء و صلحاء اولیاء سب کی تکفیر لازم آتی ہے معاذ اللہ تعالیٰ من الحسد والقساوة والغباوة وملاك الخبائث كلها البدعة واتباعها والميل اليها اعاذنا الله تعالیٰ منه وسائر المسلمين آمين۔

آپ نے حفظ الایمان کی تقریر قدرت عامہ الٰہیہ میں چلائی تھی نتیجہ یہ ہوا کہ دو وجہ سے کفر لازم ہوا خان صاحب؟ ؎ کار بوزینہ نیست نجاری۔ ہم نے آپ کی تمام تقریر کو شرح مواقف میں جاری کر دیا ہے آپ میں اگر علمیت ہے تو اس میں اعتراض کر کے وجہ فرق بیان فرمادیں۔ اور آپ تو کیا آپ کے تمام اذناب تمام جماعت تو مل کر اس کام کو انجام

دے لے۔

یہ تو حسام الحرمین کی غلاظت کا بیان تھا اب تمہید ایمان کی ایلاوس کو بھی جاری کر کے ملاحظہ فرما لیجئے۔ پھر وہی آپ کا چیلہ فلاسفر کی جانب سے آپ کی تمہید ایمان میں دیکھ کر قاضی عضد اور میر سید شریف رحمہما اللہ تعالےٰ سے یہ آپ کی عبارت تبغیر لیسر کرے تو کیا جواب ہے۔

"مسلمانو! کیا خدا و انبیاء کی توہین کرنے والا کافر نہیں۔ ضرور ہے کیا جس (قاضی عضد اور میر سید شریف رحمہما اللہ تعالیٰ) نے کہا کہ بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں انبیا علیہم السلام کی کیا تخصیص، ایسا علم تو ہر تا مرض و کافر فاسق مجنون مالیخولیا والے اور سونے والے کو بلکہ ہر شخص کو حاصل ہو سکتا ہے کیا اس نے انبیاء علیہم السلام کو صریح گالی نہ دی کیا انبیاء علیہم السلام کو ۲ ہے جتنا ہر پاگل اور ہر شخص کو حاصل ہے یا حاصل ہو سکتا ہے مسلمان مسلمان لے انبیاء کے امتی تجھے اپنے دین و ایمان کا واسطہ کیا اس ناپاک ملعون کے صریح گالی ہونے میں تجھے کچھ شبہ گذر سکتا ہے معاذ اللہ کہ انبیاء علیہم السلام کی عظمت تیرے دل میں سے ایسی نکل گئی ہو کہ اس شدید گالی میں بھی ان کی توہین نہ جانے تمہید ایمان ص۱۱، ۱۲"

خان صاحب آپ نے اپنا اختلال حواس ملاحظہ فرمایا اس صاف و پاک کلام جس کو ہزار ہا علماء اور اولیاء امت نے دیکھا ہی نہیں پڑھا پڑھایا ہے حواشی اور شروح لکھے ہیں ان کو آپ کس قدر صریح اور شدید گالی سے تعبیر فرماتے ہیں کیا یہ صدیوں سے مسلمان آپ کے نزدیک کافر تھے یا ایسے بد عقل تھے کہ ایسی صاف و صریح اور شدید گالی کو گالی نہ سمجھا۔ معاذ اللہ من ہذہ الخرافات ؎

سخن شناس نٔی دلبرا خطا اینجاست

حق یہ ہے کہ بدعت پر خدا کی لعنت آدمی کے دین ہی کو نہیں عقل کو بھی مسخ کر دیتی ہے خان صاحب کے اذناب ہوا خواہ اعلیٰحضرت اعلیٰحضرت کہنے والے کہاں ہیں۔ حفظ الایمان کی عبارت کو دیکھا کیسا اسم با مسمی ہے ہاں جس کے پاس پہلے ہی سے ایمان نہ ہو تو اس کو ایمان کی کیا قدر اور کیا حفاظت اب سب بھی مل کر جواب دے دو تو حقیقت معلوم ہو جائے گی۔

خان صاحب آپکا وہی بھائی شرح مواقف کی یہ عبارت فلا تمیز بہ النبی عن غیرہ پر اگر آپ کی یہ عبارت تبغیر لیسر پیش کرے تو کیا جواب ہوگا کیا انبیاء اور مرتاضوں اور سونے والوں اور پاگلوں اور ہر شخص میں فرق نہ جاننے والا انبیاء علیہم السلام کو گالی نہیں دیتا کیا اس نے اللہ عزوجل کے کلام کو صراحتہً رد و ابطال نہ کر دیا۔ تمہید ص۱۲

خان صاحب اگر آپ کی یہی الٹی عقل ہے تو دنیا میں چاہے کوئی رہے یا نہ رہے مگر مسلمانوں کو تو آپ ضرور ہی نہ رہنے دیں گے۔ مولانا تھانوی کے حسد نے آپ کو اندھا کر رکھا ہے دین و دنیا میر سید شریف قاضی عضد وغیرہ وغیرہ جملہ علماء و صلحا کچھ بھی نظر نہیں آتے۔

یہ تو عبارت شرح مواقف کی تھی اب ایک اور عبارت بھی پیش ہوتی ہے جو مطالع الانظار شرح طوالع الانوار بیضاوی کی ہے اور ممکن ہے کہ حفظ الایمان پر اعتراض کا ماخذ یہی ہو کیونکہ اس میں شق ثالث بطریق اعتراض مذکور ہے لیکن اگر اس کو ظاہر فرما دیتے اور کچھ جدت نہ ہوتی تو پھر آپ کا کمال اور مجددیت کی شان کیا ہوتی اگر شرح مواقف اور مطالع الانظار پر آپ کفر کا فتویٰ لگاتے تو خود اذناب ہی سر کی کھنیاں اڑا دیتے اس وجہ سے حضرت مولانا تھانوی مدظلہم کی عبارت جو گویا ان عبارات کا ترجمہ یا مفاد تھا اس پر کفر کی مشق

کی جب لوگ اس مضمون کو سمجھ جائیں گے تو جہاں کہیں یہ مضمون ہوگا سب کو کافر کہدیں گے گو آپ کو اس قدر عقل دینیات میں نہیں مگر تکفیر میں اگر معلم[1] نے سمجھا دیا ہو تو بعید نہیں کیونکہ وہ جس کو بھی بتاتا ہے آدھی ہی بات بتاتا ہے پوری نہیں بتاتا۔ خیر جو کچھ بھی ہو اللہ تعالیٰ اعلم ہے۔ عبارت ملاحظہ ہو۔

ذہب الحکماء الی ان النبی من کان مختصاً بخواص ثلثۃ الاولیٰ ان یکون مطلعاً علی الغیب بصفاء جوھر نفسہ وشدۃ اتصالہ بالمبادی العالیۃ من غیر سابقیۃ کسب و تعلم و تعلیم پھر فرماتے ہیں وقد اورد علی ھذا انھم ان ارادوا بالاطلاع الاطلاع علی جمیع الغائبات فھو لیس بشرط فی کون الشخص نبیا بالاتفاق وان ارادوا بالاطلاع علی بعضھا فلا یکون ذلک خاصۃً للنبی اذ ما من احد الا و یجوز ان یطلع علی بعض الغائبات من دون سابقیۃ تعلم و تعلیم و ایضاً النفوس البشریۃ کلھا متحدۃ بالنوع فلا یختلف حقیقتھا بالصفاء والکدر فما جاز لبعض جاز ان یکون لبعض اخر فلا یکون الاطلاع خاصۃ للنبی ۔

مطالع الانظار برحاشیہ شرح مواقف۔ جلد اوّل ص۵۳۶ و ص۵۳۷ ۔

ترجمہ:۔ حکماء اس کی طرف گئے ہیں کہ نبی وہ ہے جو تین خواص کے ساتھ مختص ہو پہلا یہ کہ غیب پر مطلع ہو بوجہ صفائی جوہر نفس اور مبادی عالیہ سے زیادہ اتصال کے اور اطلاع غیب پر بے تعلم اور تعلیم کے ہو اور اس پر یہ شبہ پیش کیا گیا ہے کہ اگر ان کی مراد اطلاع علی الغیب سے جمیع غیوب پر اطلاع ہے تو یہ نبی کے نبی ہونے میں بالاتفاق شرط نہیں۔ اور اگر مراد بعض ہے تو یہ نبی کے ساتھ خاص نہیں اس واسطے کہ کوئی بھی ایسا نہیں جس کو بعض مغیبات پر اطلاع بدون تعلم و تعلیم کے نہ ہو سکے اور نیز چونکہ تمام نفوس

[1] معلم سے مراد اس مقام پر ابلیس لعین ہے ۱۲ ناشر

بشریہ حقیقت میں باعتبار صفائی اور کدورت کے ایک سے ہیں تو جو ایک کے لیے جائز ہے دوسرے کے لیے بھی جائز۔ تو اب اطلاع مغیبات پر خاصہ نبی کا نہیں ہو سکتا۔

یہ عبارت بعینہ ویسی ہی ہے جیسی پہلے شرح مواقف کی مذکور ہو چکی بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے کہ اس میں تو اطلاع بعض مغیبات مرتاض اور مریض اور نائم ہی کو لکھا تھا اور یہاں تو کسی کی بھی تخصیص نہیں بلکہ تمام افراد انسانی کو شریک کر دیا کہ جس میں پاگل مجنون۔ صبی زید و عمرو بکر مسلمان کافر سب ہی شریک ہو گئے۔

اب خان صاحب فرمائیں کہ شارح اصبہانی کو اور تمام امت جو اس کتاب کے مصنف کو مسلمان سمجھتی ہے ان کی نسبت کیا فرماتے ہیں۔ اب جو حسام الحرمین اور تمہید کی عبارت تبغیر یسیر بندہ نے پہلے نقل کی ہے ناظرین اس کو بغور یہاں بھی خیال فرمالیں اور خان صاحب کی علمیت و دیانت کی داد دیں۔

ناظرین کے لیے جواب تک لکھا گیا ہے کافی سے بھی بہت زیادہ ہے اور زیادہ عرض کرنے کی ضرورت نہیں مگر ہاں اس عبارت کے بعد جو عبارت ہے اس کے ذکر کرنے سے خان صاحب کی ہٹ دھرمی بھی خاک میں مل جاتی ہے اس کو ذکر کرنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے فلاسفہ کے مقابلہ میں جو اہل سنت نے جواب دیا تھا کہ اگر کل غیوب مراد ہیں تو باتفاق ضروری نہیں اور اگر بعض مراد ہیں تو اس میں انبیاء کی کیا تخصیص بلکہ ہر انسان کو حاصل ہو سکتے ہیں اس تقریر پر شارح اعتراض پیش کرتا ہے وَفِیْ ھٰذِہِ الْاِیْرَادَاتِ نَظَرٌ اَلْاَوَّلُ فَلِاَنَّھُمْ اَرَادُوْا بِالْاِطِّلَاعِ الْاِطِّلَاعَ عَلٰی بَعْضِ مَالَمْ یَجْرِ الْعَادَۃُ بِہٖ مِنْ غَیْرِ سَابِقِیَّۃِ تَعْلِیْمٍ وَّ تَعَلُّمٍ وَّمِنْ غَیْرِ عَارِضٍ وَلَا شَکَّ اَنَّ مِثْلَ ھٰذَا الْبَعْضِ لَا یَکُوْنُ لِغَیْرِ النَّبِیِّ الخ ۔ یعنی فلاسفہ نے جو نبی کا خاصہ قرار دیا ہے وہ مطلق بعض اشیاء کا غیب نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ جو غیب عادی نہ ہو اور وہ بھی بدون

تعلیم و تعلم کے اور بدون کسی عارض کے ہو اور بیشک ایسا بعض غیر نبی کے لیے حاصل نہیں
ہوتا غرض یہ ہے کہ نہ مطلق بعض ہوں نہ کل اشیاء ہوں بلکہ وہ بعض مراد ہوں کہ جن کا علم
لوگوں کو عادۃً بغیر تعلیم و تعلم کے حاصل نہ ہوتا ہو اور نبی کو وہ غیر عادی علم بغیر تعلیم و تعلم کے حاصل
ہو خاصہ نبی کا بن سکتا ہے۔

اس عبارت نے خان صاحب کے تمام خیالات پر پانی پھیر دیا کیونکہ بیان سابق
میں فقط یہ نقصان بتایا کہ ایک احتمال باقی رہ گیا ہے جس کو خلاصہ کہہ سکتے ہیں کہ اہل سنت
کے بیان میں ایک شق باقی رہ گئی مگر اس شق کے بیان نہ کرنے کی وجہ سے مسلمانوں کو نہ کافر
کہا نہ یہ کہا کہ مسلمانوں نے انبیاء علیہم السلام کو گالی دی اور صریح گالی دی لہذا یہ قطعی کافر ہیں جو
ان کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے اور نہ یہ کہا کہ چونکہ یہاں شق ثالث بیان نہیں کی تو ان کے
نزدیک علم فقط علم مطلق اور مطلق علم میں منحصر ہو گیا جو خان صاحب نے بیہودہ اعتراض حسام
میں کیا ہے۔

نہ یہ شبہ کیا کہ موقع بیان میں چونکہ بیان نہیں کیا تو دلیل اس امر کی ہے کہ ان کے نزدیک
فقط دو ہی احتمال ہیں مطلق علم یا علم مطلق حالانکہ صحیح احتمال یہی ہے۔

اور بفضلہ تعالیٰ حفظ الایمان کی عبارت میں تو یہ بھی نہیں کہ کوئی احتمال بالکل متروک ہو
چنانچہ اس کی تفصیل پہلے مذکور ہو چکی اس قسم کے اعتراض وہی لوگ کرتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ
نے علم سے بے نصیب کیا ہے وہ نہیں جانتے کہ علماء دلائل کس طرح بیان کیا کرتے ہیں اور ان
پر اعتراض کرنے کا کیا طریقہ ہے۔

اور اگر خان صاحب اب بھی نہ مانیں تو ہم راضی ہیں یا تو حفظ الایمان کی عبارت میں اور
شرح مواقف اور مطالع الانظار کی عبارت میں فرق بتلادیں ورنہ جو ان حضرات کو کہتے

ہیں وہی حضرت مولانا تھانوی مدظلہ کو بھی کہیں، جو ان کو کہیں وہی ان کو بھی کہیں غرض فرق کوئی
نہیں ہے دونوں عبارتیں ایک ہی طرح کی ہیں گویا ایک دوسرے کا ترجمہ ہے۔

خان صاحب ہماری اس بات کا بھی انشاء اللہ تعالیٰ کچھ جواب نہیں دے سکتے۔ ہاں
اپنے اذناب کو گمراہ کرنے کے لیے ایک بات کہیں گے ہم اس کو بھی لکھ کر جواب لکھے
دیتے ہیں۔

وہ یہ ہے کہ ان عبارتوں میں اس علم کا ذکر نہیں جو انبیاء علیہم السلام کو نفس الامر اور واقع
میں ہے بلکہ اس علم کا ذکر ہے جس کو نبوت کے لیے لازم اور ضروری کہا جاتا ہے اور حفظ الایمان
میں اس کا ذکر ہے جو واقع میں سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہیں پس فرق واضح ہو گیا۔

تو جواب یہ ہے کہ حفظ الایمان میں بھی اس علم کا ذکر نہیں جو نفس الامر و واقع میں
سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے بلکہ گفتگو اس علم میں ہے جس کو عالم الغیب کہنے
کی زید علت قرار دے رہا ہے چنانچہ مفصل مذکور ہوا بس پھر دونوں عبارتوں کا حاصل
ایک ہو گیا۔ فتدبر فیہ ولا تغتر بالغباوۃ

اس شبہ اور جواب کو ہم نے نہایت مجمل بیان کیا ہے کہ اہل فہم کے لیے کافی ہے
ورنہ اگر خان صاحب نے یا ان کے کسی اذناب نے حرکت کی اور کچھ لکھا تو ہم انشاء اللہ
تعالیٰ ایسا لکھ کر ان کی جہالت اور غباوۃ کو ثابت کریں گے جس کو دنیا دیکھے گی کسی ان میں
ہمت تو ہو تکفیر آسان نباشد لینے کے دینے تو اب پڑے ہیں۔

غرض یہ ہے کہ ممکن سے ممکن عذر جو خان صاحب کی جانب سے ہو سکتا ہے
اس کو بھی ہم نے ذکر کر کے جواب دے دیا ہے تاکہ خان صاحب یا ان کے اذناب
کو جواب لکھنے کی ہمت ہی نہ رہے اور جواب نہ لکھنا محض عجز ہی کی دلیل ہو اور ہر عاقل

منصف سمجھے کہ کلام اپنے جمیع جوانب کو محیط ہے اب اس میں قلم اٹھانے کی گنجائش ہی نہیں۔

ناظرین انصاف فرمائیں کہ حفظ الایمان کی یہ صاف اور بے غبار عبارت ہے جس پر خان صاحب نے اس قدر شور و غل مچایا کہ عرب سے عجم تک کی تکفیر فرما دی حالانکہ جو مطلب خان صاحب بیان فرماتے ہیں وہ کسی طرح ہو ہی نہیں سکتا چنانچہ تحریر بالا سے ظاہر ہے اور نہایت صاف بیان میں یہ امر دکھلا دیا گیا ہے کہ جو مطلب خان صاحب بیان فرماتے ہیں وہ عقلاً حفظ الایمان کی عبارت کا ہو ہی نہیں سکتا۔

لیکن اگر ہم تنزل اور فرض محال کے طور پر یہ بھی تسلیم کرلیں کہ ہم نے جو حفظ الایمان کا مطلب بیان کیا ہے یہی مطلب متعین نہیں اور کوئی دوسرے معنی بھی محال نہیں ہیں بلکہ دوسرے معنی بھی عبارت کے ہو سکتے ہیں گو وہ نہایت ہی ضعیف ہوں یا محال ور محال یہ فرض کرلیں گو نفس الامر اور واقع کے بالکل ہی خلاف ہے کہ ہم نے جو معنی بیان کیے ہیں وہ تو ضعیف احتمال ہے اور خان صاحب نے جو معنی بیان کیے ہیں وہ قوی ہیں مگر قابل گذارش یہ امر ہے کہ جب تکفیر میں اس قدر احتیاط ہے کہ اگر کسی مسلمان کے کلام میں ۹۹ نہیں بلکہ ۹۹۹ وجہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ اسلام کی ہو تو مسلمان پر فرض ہے کہ اس کلام کے وہی معنی کہے جس سے قائل مسلمان رہے جب تک معنی کفر ہی کا مراد رکھنا آفتاب کی طرح روشن نہ ہو جائے۔ فان الاسلام یعلو ولا یعلیٰ تو پھر خان صاحب نے بلا تردد قائل کی تکفیر قطعی کیسے کردی حتی کہ جو قائل کی تکفیر میں تامل کرے تردد کرے کسی وجہ سے شک کرے وہ بھی قطعی کافر ہے خان صاحب خود ہی تمہید ایمان میں فرماتے ہیں فقہائے کرام نے یہ فرمایا ہے کہ جس مسلمان سے کوئی ایسا لفظ صادر ہو جس میں سو پہلو نکل سکیں ان میں ۹۹ پہلو کفر کی طرف جاتے ہوں

اور ایک اسلام کی طرف تو جب تک ثابت نہ ہو جائے کہ اس نے خاص پہلو کفر کا مراد رکھا ہے ہم اسے کافر نہ کہیں گے کہ آخر ایک پہلو اسلام کا بھی تو ہے کیا معلوم شاید اس نے یہی پہلو مراد رکھا ہو ص۳۲ لَا یُکَفَّرُ بِالْمُحْتَمَلِ لِاَنَّ الْکُفْرَ نِھَایَۃٌ فِی الْعُقُوْبَۃِ فَیَسْتَدْعِیْ نِھَایَۃً فِی الْجِنَایَۃِ وَمَعَ الْاِحْتِمَالِ لَا نِھَایَۃَ۔ بحر الرائق وتنویر الابصار وحدیقہ ندیہ تنبیہ الولاۃ وسل الحسام وغیرہ میں ہے وَالَّذِیْ تَحَرَّرَ اَنَّہٗ لَا یُفْتٰی بِکُفْرِ مُسْلِمٍ اَمْکَنَ حَمْلُ کَلَامِہٖ عَلٰی مَحْمَلٍ حَسَنٍ۔ ص۳۲ یعنی کتب فتاویٰ میں جتنے الفاظ پر حکم کفر کا جزم کیا ہے ان سے مراد وہ صورت ہے کہ قائل نے ان سے پہلوئے کفر مراد لیا ہو ورنہ ہرگز کفر نہیں ص۳۷ علی ہذا القیاس ص۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۴ کی عبارتیں ملاحظہ فرمائی جائیں کہ خود خان صاحب تکفیر کے باب میں کس قدر احتیاط ظاہر فرماتے ہیں۔

اگر خان صاحب کے ان اقوال میں کچھ بھی صداقت اور راستبازی کی روح ہوتی یا خدا سے شرم نہ ہوتی دنیا ہی کی لاج ہوتی تو آج حفظ الایمان علی ہذا القیاس براہین قاطعہ و تحذیر الناس کی عبارت پر ایسی آنکھیں بند کرکے تکفیر نہ کرتے مگر نہ معلوم کہ خان صاحب کی یہ دیدہ دوزی کس طمع نے کردی جو کچھ بھی خیال نہ فرمایا اور ایسی بلا کھٹکے تکفیر فرما دی۔

یا تو ۹۹ احتمال چھوڑ کر ایک ضعیف سے ضعیف ادنیٰ سے ادنیٰ احتمال کی وجہ سے تکفیر حرام اور گناہ کبیرہ ہونے کا حکم فرماتے تھے ملاحظہ ہوں عبارات منقولہ ترکیۃ الخواطر حصہ اول یا آج ۹۹۹ احتمال صحیح مطلب صاف و صریح جس کے سوا دوسرا مطلب عبارت کا ہونا عقلاً محال مگر اس باطل معنی کو عبارت کے سر مڑھ کر قائل کی تکفیر قطعی کی جاتی ہے وہ بھی ایسی کہ جو قائل کی تکفیر نہ کرے وہ بھی قطعی کافر دھلم جرا اس معنہ کا مطلب

کوئی صاحب حل فرمائیں۔ خان صاحب کو اسلام اور اہل اسلام سے ایسی کیوں عداوت ہے بار بار اپنی تصنیفات میں یہودیوں کا ذکر فرماتے ہیں بیشک یہود کو اسلام سے ایسی ہی عداوت ہے۔ اس دعویٰ محبت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایک عجیب تماشا یہ ہے کہ موجودہ جنگ ترک و بلقان کے وقت جو اہل اسلام کی بیتابی ہے وہ ظاہر ہے کہ ہر طبقہ بے چین ہے ہم نے خان صاحب کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا کہ اس وقت جو اسلام پر وقت ہے آیا آپ سے ہوسکتا ہے کہ چند دنوں کے لیے مخالفین اسلام پر یہ ثابت کردیں کہ مسلمان ایسے وقتوں میں باہمی نزاعات کو چھوڑ کر سب اسلام کی خدمت میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ اور ہم آپ متفقہ کوشش سے ترک مظلوموں کے لیے چندہ کریں۔ رجسٹری کر کے خط لکھا واپسی کارڈ بھی ہضم جواب ندارد۔ ہمارے ساتھ مل کر چندہ نہ کرتے خود ہی کچھ کرتے وہ بھی معلوم ہے کہ اپنے مدرسہ کے لیے جیسے جلسہ ہوتا تھا اسی شان سے ہوا بلکہ اذناب نے جب چندۂ ترک مجروحوں کے لیے کہا تو جواب یہ ملا کہ فقیر کو اس سے کیا تعلق۔

واقعی فقیر کا منصب تو مسلمانوں میں اختلاف ڈلوانا سب پر کفر کا فتویٰ جاری کرنا ہے یہ وقت تو بڑی مدت میں دیکھنا نصیب ہوا ہے کہ روزانہ ہزارہا مستورات بیوہ اور بچے یتیم ہوں مسلمانوں کی اس بلا میں تو وہی شریک ہو جس کے قلب میں اسلام کی محبت ہو اور جو اسلام کی عداوت کا تخم قلب میں لیے ہو اور ہر وقت اور نہ ہوسکے تو قلم ہی سے مسلمانوں کے فنا کرنے میں مصروف ہو آج وہ مسلمانوں کو تہ تیغ بے دریغ دیکھ کر کیسے خوش نہ ہوگا۔ مگر جب اس پر اذناب بگڑنے لگے تو بعد اختتام جلسہ ایک روز چندۂ ترک مجروحوں کے لیے بھی مقرر کیا جس میں پچاس روپے خود بھی دیئے اور کے سو کا چندہ ہوا نہ معلوم وہ بھی روانہ ہوا یا نہیں۔

ناظرین! کہاں تو مصنوعی نعل مبارک کی وہ تعظیم کہ کئی ہزاروں کا چندہ یار کے گھر کے شامیانہ کے لیے ہو اور یہاں اسلام جاتا ہے مگر کان پر جوں نہیں رینگتی۔ قابل توجہ یہ امر ہے کہ کہاں تو تکفیر اہل اسلام کے لیے سفر عرب ہو اور کہاں اس مصیبت کے وقت چندہ کی بھی کوشش اور سعی بلیغ نہ ہو۔ ندوے کے خلاف میں جھوٹے رسالے سو سے زیادہ لکھ کر ہزاروں کی تعداد شائع کی بقول اپنے منہ میاں مٹھو حضرات دیوبند کی مخالفت میں ۳۰ برس تک رسائل شائع کیے۔

دریافت طلب یہ امر ہے کہ ترک مظلوموں کی امداد میں کس قدر مطبع شریف سے رسائل اور اشتہارات شائع ہوئے خان صاحب دعویٰ محبت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم تو بیاد معاملہ یہ اگر میرا خیال غلط ہے تو خدا معاف فرمادے میں تو یہ کہتا ہوں کہ یہ سب جال ہے۔ اگر محبت نبوی کا دعویٰ نہ ہوتا تو عام مسلمان کیسے پھنستے آپؐ کی عداوت بہت زیادہ مضر ہے۔

تمام اہل انصاف اور اہل اسلام کی خدمت میں بکمال ادب عرض ہے کہ خدا کے لیے خان بریلوی کے معاملہ میں غور سے کام لیں ہمارا کوئی ذاتی نقصان نہیں۔ نہ ان کے کہنے سے ہم کافر ہوسکتے ہیں نہ ان کے داروغہ جہنم ہونے سے ہم جہنم میں جاسکتے ہیں۔ اگر وہ جنت کے داروغہ ہوتے تو اندیشہ بھی تھا اب اگر کچھ فکر ہوگا تو ان کے معتقدین ہی کو ہونا چاہیئے ہم فقط نصیحتہً للمسلمین عرض کرتے ہیں کہ خان صاحب کی چال اور جال سے خبردار ہو جائیں جہاں تک ہمارا علم ہے وہ دیدہ و دانستہ اسلام کے شیرازہ کو منتشر کرنا چاہتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ حافظ و ناصر ہے اسلام کے مخالف ظاہر و خفیہ ہمیشہ رہے سب کو اللہ تعالےٰ نے ذلیل فرمایا اور الحمد للہ تعالےٰ کہ خان صاحب کے شر سے بھی اللہ تعالےٰ نے اسلام کو

نجات دی، اور ایک نہایت ضعیف حقیر سید زادہ سے ان کا قافیہ تنگ کرادیا۔ اب حق واضح ہوگیا ہے وللہ الحمد۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ ونور عرشہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

۱۱ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ

دعائے خیر کا طالب

بندہ

محمد مرتضیٰ حسن عفی عنہ چاندپوری خادم طلبہ دارالعلوم دیوبند
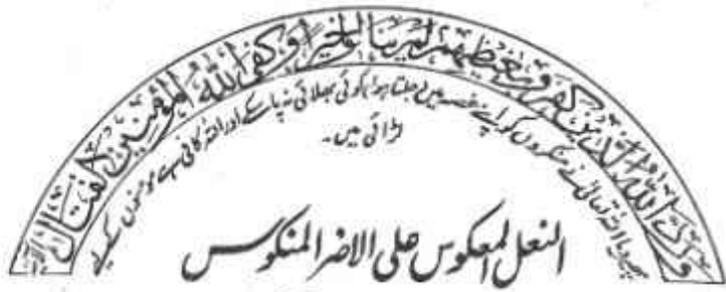
تصنیف لطیف

رئیس المناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری ناظم تعلیمات وشعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند وخلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی

ناشر

انجمن ارشاد المسلمین لاہور

۶- بی شاداب کالونی حمید نظامی روڈ

مولوی احمد رضا خاں صاحب کا کفر اور علمائے دیوبند کا ایمان

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

باسمہٖ تعالیٰ حامداً و مصلیاً و مسلماً

خود مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی

اور علمائے حرمین شریفین نے مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی مصنف حسام الحرمین پر بحکم حسام الحرمین کفر کا فتوےٰ دے دیا، جو بریلوی کے کفر میں کسی طرح کسی حال میں شک و شبہ کرے وہ کافر!

اجی جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب! حق یہ ہے کہ آپ بھی عجیب چیز ہیں۔ ابلیس کو جس قدر بھی آپ کے وجود پر ناز ہو بجا ہے۔ ڈوم ڈھاڑی شیخ سید وغیرہ وغیرہ۔ سب کی آپ میں کھپت ہے۔ یہ تو فرمایئے کہ آپ لا بشرط شے ہیں یا لا بشرط شے آخر آپ کا عنوان کیا ہے۔ بعد مدت المشتہر محمد عبد الغنی صاحب کے خاص لباس میں آپ جلوہ افروز ہوئے ہیں! اجی جناب اشتہار کا جواب تو میاں عرفان علی کے سر منڈھا۔ آپ نئے رنگ میں کیوں ظاہر ہوتے کیا اب نو ہزار کی خواہش نہیں رہی؟ خواہش تو کیوں نہیں مگر یہ محقق ہو گیا کہ اس کے لیے بہت عقل کی ضرورت ہے جو آپ کے بڑوں کو بھی نصیب نہیں ہوئی۔ غنیمت ہے اعلیٰ حضرت سے تو آپ

ہی اچھے رہے۔ بشرطیکہ آپ کوئی اور ہیں ورنہ فقط عنوان ہی کا فرق ہے تو کیا
حاصل۔

خیر ہر کہ باشد۔ اب ذرا گوش ہوش سے سنیے۔ جب رد التکفیر کا کفر جو
خاں صاحب اور اُن کے اتباع پر اسی حسام الحرمین کے حکم سے عائد ہوا جس کو
مخالفین کے لیے عرب سے صیقل کرا کر لائے تھے تب سارے مجمع کو یہ فکر ہوئی کہ
یہ کفر تو اپنا مسلم اور اپنی مسلمات سے ہے۔ یہ تو اٹھنا محال ہے۔ اب کوئی تدبیر
ایسی ہونی چاہیے جس سے جان بچے۔ اس کی تدبیر یہ نکالی کہ مولانا اسمٰعیل صاحب
شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تکفیر کا مسئلہ چھیڑ دیا جائے تاکہ کچھ تو نجات ملے مگر آپ کو
معلوم نہیں کہ یہ تدبیر کچھ مفید نہیں دنیا اگر کافر ہو یا علی رغم الانف مسلمان مولوی
احمد رضا خاں صاحب آپ کو اور آپ کے اتباع کو کیا مفید۔ جب تک آپ
اپنا اور اپنے اتباع کا کفر نہ اٹھا دیں اور اسلام نہ ثابت کر دیں مگر بات یہ ہے کہ
آپ کو اپنے اسلام کی کیا پرواہ ایمان تھا کب جس کے جانے کا افسوس یا ملال
ہو ورنہ کیا معنی اپنا ایمان جا رہا ہے اس کی تو کوئی فکر نہ ہو۔ فکر ہو تو دوسروں
کے اسلام کی دُنیا میں کوئی مسلمان کیوں رہے۔ آپ کی آنکھ میں تو کفر کی عینک
لگی ہوئی ہے۔ آپ کو کسی کا ایمان کیونکر نظر آسکتا ہے۔ آپ دیوبندی مولویوں
کے ایمان کفر میں کیوں سرگرداں ہیں، جس کو اپنا ایمان بھی نظر نہ آئے وُہ دوسرے کا
ایمان کس آنکھ سے دیکھے۔ بریلوی گروہ کا ایمان آپ کو ہم بتلاتے ہیں۔

آپ نے "ایضاح الحق" کی عبارت نقل فرما کر اس پر فتوائے کفر علماء دیوبند و
گنگوہ و مراد آباد نقل کیا ہے۔ اوّل تو یہ معلوم نہیں کہ یہ فتاوی واقعیہ ہیں یا فرضی۔

دوسرے اگر مان بھی لیا جائے کہ یہ عبارت مضمون کفر ہی پر مشتمل ہے تو آپ
کا یہ نتیجہ کہ علمائے دیوبند وغیرہم نے مولوی اسماعیل صاحب پر کفر کا فتویٰ دے
دیا بالکل لغو اور بے جا ہے۔ اس میں اور کسی کی عبارت کیا نقل کروں بہتر ہے
کہ آپ کے مجدد ہی کا کلام پیش کروں۔ جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب
اس عبارت پر بھی مولوی اسماعیل صاحب کی تکفیر نہیں فرماتے۔ ان کلمات کو
کلمہ کفر مانتے ہیں مگر قائل کو کافر نہیں فرماتے۔ آپ جس قدر بھی بحث رلانے
کی باتیں کریں گے ہم ہر مسئلہ میں خدا چاہے خاں صاحب کے مسلمات سے ان کا کفر ثابت
کر دیں گے۔

ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سُنے

خاں صاحب کو اہلِ اسلام کی تکفیر کا جو شوق ہے اس کو عالم جانتا ہے
حرمین شریفین کا سفر بھی اسی غرض سے کیا، اس نوٹس تکفیر کا کام جو حرمین شریفین
سے حاصل کر کے لائے ہیں حسام الحرمین شریف نام رکھا۔ بالخصوص جناب
مولانا مولوی اسماعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ تو خاں صاحب کے لیے
لاحول بلکہ عداوت ذاتی میں بمنزلہ آدم علیہ السلام کے ہیں۔ اُن پر تو بہت ہی
دانت پیستے ہیں اور یہ بھی نہیں کہ خاں صاحب کو یہ عبارت ایضاح الحق
کی معلوم نہیں۔ یہ عبارت اور نیز دیگر عبارات مولانا شہید کی الکوکبۃ الشہابیہ
میں جمع فرمائی ہیں۔ پھر بھی قبلۂ تکفیر جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب
تمہید ایمان صہ ۴۲، ۴۳ پر مولانا اسماعیل صاحب کی نسبت یہ حکم فرماتے ہیں:
اولاً سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح دیکھیے بار اول سنہ ۱۳۰۹ھ

میں لکھنؤ مطبع انوارِ محمدی میں چھپا۔ جس میں بدلائل قاہرہ دہلوی مذکور (یعنی مولانا
مولوی اسماعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ) اور اس کے اتباع پر بھتّر وجہ
وجہ سے لزوم کفر ثابت کر کے صنہ۹ پر حکم اخیر یہی لکھا کہ علماء محتاطین انہیں کافر
نہ کہیں۔ یہی صواب وہو الجواب وبہ یفتی وعلیہ الفتوےٰ وہو المذہب وعلیہ الاعتماد
وفیہ السلامۃ وفیہ السداد۔ یعنی یہی جواب ہے اور اسی پر فتویٰ ہو اور اسی پر
فتوےٰ ہے اور یہی ہمارا مذہب اور اسی پر اعتماد اور اسی میں سلامت اور
اسی میں استقامت تمہید صنہ۴۲۔ مولوی عبدالغنی صاحب دیکھا یہ تال کہاں
ٹوٹی۔ گو بوجہ نوجوانی کے آپ کی آواز اچھی ہو مگر استاد جی کی سنیے کہ وہ کیا
الاپ رہے ہیں۔ آپ نے ایک ہی عبارت کو نقل فرما کر کفر کا فتوےٰ ڈانٹ
دیا۔ وہاں بھتّر وجہ ایسی پیش نظر ہیں اور پھر بھی حکم یہی ہے کہ مولانا اسمٰعیل
صاحب کو کافر نہ کہو۔ یہی صواب ہے۔ یہی جواب اسی پر فتوےٰ ہو۔ اسی پر
فتویٰ ہے۔ اور یہی ہمارا مذہب اور اسی پر اعتماد اور اسی میں سلامت اور اسی
میں استقامت کیسے اب تو آپ کے مقتدا، پیشوا، مجدد مأتہ حاضرہ جن کے
مخالف سیدھے جنتی یہ فرما رہے ہیں کہ مولانا اسماعیل صاحب شہید کو کافر کہنے والا
غیر محتاط ہے۔ اس کا فتوےٰ خلاف صواب یعنی غلط وہ سلامتی اور استقامت
کی راہ سے الگ ہے اور یہی اپنا مذہب قرار دیتے ہیں کہ کافر نہ کہا جائے
اب ذرا ہوش درست فرما کر غور سے کہیے کہ جناب مولانا اسماعیل صاحب
آپ کے نزدیک کافر ہیں یا نہیں، اگر نہیں تو پھر صفحہ، پر آپ حضرات
مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ پر یہ اعتراض کیسے فرماتے ہیں کہ وہ مولانا اسماعیل صاحب

کے کافر کہنے والے کو کافر کہتے ہیں۔ مسلمان کے کافر کہنے والے کو جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود کافر فرماتے ہیں۔ غالباً اس علم میں تو آپ بھی خلاف
نہ کریں گے۔ اب فرمائیے جو لوگ مولانا اسماعیل صاحبؒ کو کافر نہیں کہتے
ان پر آپ کا اعتراض ایمان داری ہے یا بے ایمانی۔ رہی یہ بات کہ علماء
دیوبند وغیرہ اس عبارت ایضاح کو کفر بتا رہے ہیں جب کلام کفر ہے تو متکلم
کیسے کافر نہ ہو گا، اس کا جواب بھی مولوی احمد رضا خاں صاحب ہی کے
کلام سے لیجئے تاکہ پھر چون وچرا کی گنجائش ہی نہ رہے۔ مولانا شہیدؒ کی نسبت
خاں صاحب تحریر فرماتے ہیں : ثالثاً سل السیوف الہندیہ علی کفریات
بابا النجدیہ۔ دیکھیے کہ صفر ۱۳۱۶ھ میں عظیم آباد چھپا۔ اس میں بھی اسمٰعیل
دہلوی اور اس کے تمبعین پر بوجوہ قاہرہ لزوم کفر کا ثبوت دے کر صفحہ ۲۱، ۲۲
پر لکھا۔ یہ حکم فقہی متعلق بہ کلمات سفہی تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں بے حد
برکتیں ہمارے علماء کرام پر کہ یہ کچھ دیکھتے اس طائفہ کے پیر سے بات بات
پر سچے مسلمانوں کی نسبت حکم کفر و شرک سنتے ہیں، بایں ہمہ نہ شدتِ غضب
دامنِ احتیاط ان کے ہاتھ سے چھڑاتی ہے نہ قوتِ انتقام حرکت میں آتی۔
وہ اب تک یہی تحقیق فرما رہے ہیں کہ لزوم اور التزام میں فرق ہے۔ اقوال کا
کلمہ کفر ہونا اور بات اور قائل کا فرمان لینا اور بات ہم احتیاط برتیں گے،
سکوت کریں گے، جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا حکم کفر جاری
کرتے ڈریں گے۔ تمہید صہ۴۲، ۴۳۔ آپ نے خاں صاحب کا کلام سنا۔ کلام کا
کلمہ کفر ہونا اور بات ہے، متکلم کا کافر مان لینا اور بات ہے۔ یہ کلام اپنے معنی

حقیقی یا التزامی کے اعتبار سے کفر ہو۔ یہ بات اور ہے اور متکلم نے بھی وہی معنی کفری مراد لیے ہوں۔ یہ امر آخر ہے۔ لزوم اور التزام میں فرق ہے۔ مولانا اسماعیل صاحب شہیدؒ کے کلام سے اکثر جگہ خاں صاحب نے اپنی تیز طبیعت مگر غیر سلیم کے زور سے لوازم کفریہ نکال لیے ہیں گو متکلم کے فرشتوں کو بھی ان کی خبر نہیں ہے نہ متکلم کا مدت العمر اُن معنی کی طرف خیال گیا ہو، چونکہ لزوم والتزام میں فرق ہے اور یہ امر خاں صاحب کے نزدیک بھی محقق ہے کہ معنی کفریہ کا مراد لینا ثابت نہیں۔ لہٰذا خاں صاحب مولانا دہلوی کو مسلمان ہی جانتے ہیں۔ یہاں ایک شبہ اور باقی رہ گیا وہ یہ کہ یہی عبارت اگر مولانا اسمٰعیل صاحبؒ کی طرف نسبت کر کے سوال کیا جائے تو حکم کفر نہیں لگاتے۔ اور اگر یوں کہا جائے، کہ ایک شخص یوں کہتا ہے تو اس کو کافر کہہ دیا جائے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب کی یہاں تک پاسداری ہے کہ باوجود کفر کے ان کی تکفیر نہیں کی جاتی۔ اُن کے کفر کو بھی اسلام سمجھا جاتا ہے۔ اس شبہ کا جواب بھی اسی عبارت سے ظاہر ہو گیا کہ اقوال کا کلمہ کفر ہونا اور بات اور قائل کو کافر مان لینا اور بات باوجودیکہ کلام مضمون کفری پر مشتمل ہے مگر قائل کی وجہ سے حکم بدل جاتا ہے۔ اس کلام کا متکلم اگر کوئی بے دین ہے یا یہ بات معلوم ہو جائے کہ قائل کی مراد معنی کفری ہیں تو اس کو کافر کہا جائے گا اور اگر قائل مسلمان ہے، عالم ہے، متدین ہے تعین مراد معنی کفری پر کوئی قرینہ نہیں یا معنی صحیح مراد لینے پر قرینہ قائم ہے تو اس وقت قائل کو مسلمان کہا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ انا الحق یا ما فی جبتی غیر اللہ یا سبحانی ما اعظم شانی یعنی میں خدا ہوں یا میرے جبہ میں سوا خدا کے نہیں

ہے یا میں پاک ہوں۔ میری شان بڑی ہے، وغیرہ وغیرہ کلمات کفریہ اگر کوئی ایسا ویسا کہتا ہے کہتا ہے تو اس پر فتوائے کفر دیا جاتا ہے اور اگر ان کلمات کے کہنے والے اولیا۔ صلحا۔ ہوتے ہیں تو ان کلمات کی تاویل کی جاتی ہے۔ یعنی صحیح معنی بنائے جاتے ہیں ورنہ اگر یہ فرق نہ ہوتا تو اولیاء اللہ کی بڑی تعداد پر کفر کے فتوے لگ جاتے۔ حال متکلم یقینِ مراد پر بڑا قرینہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبت الربیع البقل[1] اگر مسلمان کہے تو مجاز عقلی اور قائل مومن اور اگر کہنے والا کافر ہے تو وہی کلمہ مذکورہ کفر اور قائل کافر اگر ناواقف زید آا[2] کہے تو غلط اور اگر متکلم فصیح و بلیغ ہو تو یہی کلام فصیح زید شجاع سے بلیغ عامی شخص خلاف مقتضٰے ظاہر حال کلام کہے تو ساقط اور متکلم فصیح و بلیغ ہو تو وہی کلام مقتضٰے حال کے موافق ہونے کی وجہ سے فصیح و بلیغ۔ سب کو ایک لاٹھی سے نہیں ہانکا جاتا۔ انزلوا الناس منازلهم۔ آپ نے نہیں سنا۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب ٹھیکہ دار محکمہ تکفیر باوجودیکہ مولانا دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بے حد بغض و عناد رکھتے ہیں مگر پھر بھی تکفیر نہ کر سکے اور احتیاط لازم ہوئی جو عبارات سابقہ تمہید سے ظاہر ہے۔ ایک عبارت اور بھی پیش کرتا ہوں اور امام الطائفہ اسماعیل دہلوی کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا۔ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل لا الٰہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے۔ جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن ہو جائے اور حکم اسلام کے لیے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل باقی نہ رہے فان الاسلام یعلو ولا یعلیٰ۔ تمہید صفحہ ۴۳

[1] یعنی موسم ربیع نے ساگ کو اگایا۔ ۱۲۔

آپ کو اپنی یا خاں صاحب کی یہ عبارات مدنظر نہ تھیں۔ قلم اٹھانا ہر شخص کا کام نہیں ہے۔ دیکھ لیجئے یہی عبارت ایضاح الحق کی خاں صاحب نے الکوکبۃ الشہابیہ وغیرہا میں نقل فرمائی ہے اور پھر بھی مولانا دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نسبت کیا تحریر فرماتے ہیں۔ اگر یہ قائل کی وجہ سے فرق نہیں ہوا تو اور کیا وجہ ہے۔ ایک شخص کے سر پر کوئی تلوار لیے کھڑا ہے اور کہتا ہے کہ کلمہ کفر کہو ورنہ سر قلم کر دوں گا اور اس شخص نے اس اکراہ کی حالت میں کلمہ کفر زبان پر جاری کیا اور دوسرے شخص نے برضا و رغبت بعینہا وہی کلمہ کفر زبان سے جاری کیا۔ فرمائیے کلام تو دونوں کا بعینہٖ ایک ہی ہے۔ ایک حرف کی بھی کمی زیادتی نہیں پھر کیا آپ کے دارالافتاء میں دونوں کا ایک ہی حکم ہے اگر حکم جدا ہے تو بجز حال متکلم اور کیا وجہ فرق کی ہے۔ فرمائیے اب تو آپ کو معلوم ہو گیا کہ جس نے بوجہ عدم تعین قائل کے ظاہری معنی پر حکم کفر دیا وہ بھی بالکل صحیح ہے اور جس نے مولانا اسمٰعیل صاحب کی نسبت ایمان کا حکم دیا۔ باوجودیکہ آپ نے وہی کلام مذکور فرمایا وہ بھی بالکل صحیح رہا۔ یہ بات، کہ وہ کون سے معنی صحیح ہیں جن کی بناء پر حکم تکفیر غلط اور خلاف سلامتی و استقامت بلکہ مکفر اور مولانا شہید کو کافر کہنے والا خود کافر ہے۔ اس کو آپ خود ہی جانتے ہیں۔ اگر آپ خاں صاحب ہیں ورنہ آپ خاں صاحب سے دریافت فرما لیجیے، اس میں وہ ہم دونوں برابر ہیں جب خاں صاحب ایسے معنی بیان فرما دیں گے جو خلافِ ایمان نہ ہوں ہم ایسے معنی بیان کر دیں گے جو خلافِ عقیدہ اہل سنت والجماعت بھی نہ ہوں۔ علاوہ ازیں ابھی اس کی بحث نہیں۔ اس وقت تک بحث تکفیر و عدم تکفیر

میں ہے۔ اب اگر آپ یا کوئی مولانا دہلوی رحمہ اللہ کے مومن جاننے والوں کو کافر کہے تو سب سے پہلے مولوی احمد رضا خاں صاحب اور اُن کے اتباع کو کافر کہے۔ کیونکہ یہ تمام بحث اس صورت میں ہے کہ جب آپ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو کافر نہ کہیں اور اگر آپ کے نزدیک مولانا اسماعیل صاحب کافر ہیں تو یاد رکھیے اس عقیدہ سے مولانا کا کوئی نقصان نہیں، وہ تو آپ کے کافر کہنے سے کافر نہیں ہو سکتے۔ مگر ہاں آپ اور مولوی احمد رضا خاں صاحب اور ان کے جملہ اتباع و معتقدین ایسے کفر کی دلدل میں پھنسیں گے کہ قیامت تک رستگاری محال ہے۔ علمائے دیوبند گنگوہ مراد آباد وغیرہ یہ جواب دے کر سبکدوش ہو جائیں گے کہ چونکہ ہم مولانا موصوف کو بہت بڑا عالم، متبحر جانتے ہیں کہ اُن سے ان مسائل کا خفا محال عادی لہٰذا جیسے اور اکابر کے ایسے کلمات کی تاویل کی جاتی ہے، ان کے کلاموں کی بھی تاویل ضرور ہے۔ جب عدو ازرق مولوی احمد رضا خاں صاحب مرکزِ تکفیر عدوِ مبین کو بھی تکفیر کی گنجائش نہ ہوئی اور مومن ہی کہتے بنی تو پھر جن لوگوں کو مولانا کے ساتھ حسن ظن ہو اور کلام ایسا ہے جس کا محمل دشمن کے نزدیک بھی صحیح ہو۔ وہ لوگ کیسے اُس کلام کے صحیح معنی نہ لیں گے اور مولانا موصوف کو مومن نہ کہیں گے اور اس فرق کی وجہ کہ اگر کوئی اور کہے تو کافر اور مولانا کی طرف نسبت ہو تو مومن اس کا جواب ابھی مفصل مذکور ہو چکا۔ کہ حال متکلم تعین معنی پر بڑا قرینہ ہے مگر یہ فرمائیے کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب کی نسبت آپ کیا فرمائیں گے، وہ مولانا دہلوی رحمہ اللہ

کو مسلمان ہی جانتے ہیں اور کافر کا مسلمان جاننے والا خود کافر۔ لہٰذا مولوی

احمد رضا خاں صاحب آپ کے نزدیک کافر ہوئے تو اب نہ تو علمائے دیوبند گنگوہ مراد آباد کو نقصان ہوا نہ ان کے ایمان میں نقصان آیا نہ مولانا دہلوی شہیدؒ آپ کے کافر کہنے سے کافر ہوتے مگر ہاں مولوی احمد رضا خاں صاحب اپنی ہی عبارت سے آپ کے نزدیک ضرور کافر ہوئے۔ ملاحظہ ہو، حسام صفحہ ۲۵ کہ جو اُن کے کفر و عذاب میں شک کرے خود کافر ہے، اس صورت میں مولانا دہلویؒ آپ کے نزدیک کافر اور جو اُن کے کفر میں شک کرے وُہ خود کافر۔ لہذا مولوی احمد رضا خاں صاحب خود کافر۔ کہیے یاد رکھیے مولوی احمد رضا خاں صاحب اپنی ہی عبارت سے آپ کے نزدیک کافر ہو گئے۔ وہی نہیں جو انہیں کافر نہیں کہتا وُہ بھی کافر ہو گیا جبکہ آپ خود بھی کافر ہو گئے۔ اب صفحہ ، کی عبارت اپنی شان میں لکھیے۔ افسوس قسمت کا کفر کہاں جائے۔ اگر خاں صاحب کی جان بچانے کے واسطے یُوں کہا جائے کہ انہوں نے حسنِ ظن کیا اس صریح عبارت میں تاویل فرمائی تو اول تو یہ جواب ہے کہ حضرت علماء دیوبند وغیرہ نے بھی ایسا ہی عمل فرمایا ہے۔ خاں صاحب کی تاویل مقبول اور دوسروں کی مردود ہونے کی وجہ دوسرے خاں صاحب ہی کے کلام سے یہ وجہ بھی رد ہوتی ہے ملاحظہ ہو، حسام صفحہ ۲۵ اور بحر الرائق وغیرہا میں فرمایا، جو بددینوں کی بات کی تحسین کرے یا کہے کچھ معنی رکھتی ہے یا اس کلام کو کوئی صحیح معنی ہیں، اگر اُس کہنے والے کی وُہ بات کفر ہے تو یہ جو اس کی تحسین کرتا ہے۔ یہ بھی کافر ہو جائے گا کچھ تو فرمائیے کہ خاں صاحب اور ان کے معتقدین کفر میں کیسے پھنسے اور وُہ بھی اپنے کلام سے کافر ہو گئے یا نہیں یا گئے تھے روزے بخشوانے، نماز گلے

پڑی یا نہیں۔

بالجملہ اس وقت آپ مولوی احمد رضا خاں صاحب اور ان کے اتباع کو بھی ضرور کافر کہیں گے۔ واقعی گھر پھونک تماشا اسی کا نام ہے، کہ پہلے خاں صاحب ہی کی تکفیر فرمائیے پھر جو اُن کے معتقد ہوں جو ان کو کافر نہ کہیں اُن کے کفر میں شک کریں جس میں خود صاحب سیف بھی آ گئے۔ کہیے یہ تلوار بدعت کس پر چلے۔ ہم بھی کہتے ہیں کہ حزب الشیطان ہی کی سیف تھی جو آلہ مضاف الیہ ہی پر واقع ہوئی۔ آپ جس قدر بھی تلواریں نکالیں گے یاد رکھیے ہم اُن کا رُخ آپ ہی کی طرف پھیر دیں گے۔

اس مقام پر ایک عجیب لطیفہ قابلِ غور ہے جس سے خاں صاحب کی تمام عمر کی کمائی کفر و تکفیر میں آگ لگ جاتی ہے۔ خاں صاحب کا تمام اندوختہ دم کے دم میں بفضلہ تعالیٰ سوختہ نظر آتا ہے اور وُہ یہ ہے کہ عبارت منقولہ حسام سے ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ جو کافر کو کافر نہ کہے خود کافر ہے، اُس کے کفر و عذاب میں شک کرے وُہ کافر ہے جو اس کے کلام کی تحسین کرے تاویل کرے، یہ کہے کہ کچھ معنی رکھتے ہیں وُہ کافر ہے یا کہے اس کلام کے کوئی صحیح معنی ہیں وُہ بھی کافر۔ پھر حسام صفحہ ۲۵ میں فرماتے ہیں، شفا شریف میں فرمایا، ہم اسے کافر کہتے ہیں جو ایسے کو کافر نہ کہے جس نے ملتِ اسلام سے سوا کسی ملت کا اعتقاد کیا یا اُن کے بارے میں توقف کرے یا شک لائے اور تمہیدِ ایمان صفحہ ۳۷ میں یہ فرماتے ہیں یعنی کتبِ فتاویٰ میں جتنے الفاظ پر حکمِ کفر کا جزم کیا ہے اس سے مراد وُہ صورت ہے کہ قائل نے اُن سے پہلوئے کفر مراد لیا ہو

ورنہ ہرگز کفر نہیں۔ یعنی جس جگہ بھی حکم کفر دیا گیا ہے، وہاں یہ مطلب ہے کہ
قائل کی مراد معنی کفری متحقق ہوجائیں۔ اگر معنی کفری مراد لینے کا علم نہ ہو، یا
صحیح معنی لینے کا علم ہو تب تکفیر صحیح نہیں۔ نیز اس عبارت سے یہ بھی معلوم
ہوگیا کہ جس عبارت کا مفہوم معنی کفری ہو اور کوئی مفتی قائل پر تکفیر کا فتویٰ
نہ دے تو اس کے نزدیک یا تو قائل کی مراد معنی صحیح ہیں یا معنی کفری مراد لینے کا
علم نہیں۔ ورنہ تکفیر لازم اور ضروری ہے۔ اگر باوجود اس علم کے کہ قائل کی مراد
معنی کفری ہیں تکفیر نہ کرے گا تو یہ شخص جو قائل کے کفر میں تامل یا شک یا
تردد کرتا ہے خود کافر ہے۔ خاں صاحب تمہید صفحہ ۳۰ میں یہ بھی فرماتے ہیں؛
احتمال وہ معتبر ہے جس کی گنجائش ہو، صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی،
ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ ہو۔ ان تمام امورِ مسلمہ خاں صاحب سے لط یہ بات
بخوبی ثابت ہوگی کہ خاں صاحب نے جس قدر عبارات مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کی
تقویۃ الایمان، ایضاح الحق، صراط مستقیم وغیرہا رسائل مولانا
موصوف سے اپنے رسائل میں لکھ کر اُن میں مضامین کفریہ بیان فرماتے ہیں
اور پھر بھی آخر میں یہی حکم لکھا کہ ہم اُن کو کافر نہیں کہتے۔ یہ مسلمان مومن
ہیں، ان کی تکفیر کو پسند نہیں کرتے۔ یہ مذہب مفتی بہ ہے اس میں سلامتی
اور استقامت ہے اور یہی صواب ہے اور ان کی خلاف خند صواب یعنی
غلط ہے۔ وہ تمام عبارات معانی کفریہ کے سوا معانی صحیحہ کو بھی محتمل ہیں ورنہ
سوائے تکفیر چارہ نہ تھا اور مولانا شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کے وہ معنی کفری یقیناً
مراد نہیں ورنہ تکفیر لازم ہوتی یا مولوی احمد رضا خاں صاحب کو علم ہوگیا ہے

کہ مولانا موصوف کی مراد معنی صحیح ہیں، ورنہ اگر خاں صاحب کے نزدیک معنی
صحیح محتمل عبارت بھی نہ ہوتے۔ یہ معنی کفری کا مراد ہونا خاں صاحب کے
نزدیک محقق ہوتا۔ تب تو خاں صاحب کو تکفیر لازم تھی۔ دُوسرے یہ بھی
محقق ہوگیا کہ وُہ تمام عبارات معانی کفریہ میں صریح نہیں ہیں، ورنہ حسب
عبارت مذکورہ معنی صریح کے مقابلہ میں تاویل نہیں سنی جاتی۔ اسی تمہید
صفحہ ۳۰ میں فرماتے ہیں۔ شفا شریف میں ہے: ادعاؤہ التاویل
فی لفظ صراح لا یقبل۔ صریح لفظ میں تاویل کا دعوےٰ نہیں سنا جاتا۔
شرح شفا قاری میں ہے، ھو مردود عند القواعد الشرعیۃ۔ ایسا
دعوےٰ شریعت میں مردود ہے۔ ۱۲

یعنی صریح لفظ کفر میں تاویل کا دعوےٰ مسموع نہیں ہے۔ قواعد شرعیہ
کے نزدیک یہ دعوےٰ مردود ہے تو اب اگر مولانا مرحوم کی عبارات معانی
کفریہ میں صریح ہوتیں تو کوئی کیسا ہی تاویل کرتا مگر خاں صاحب اس تاویل
کو ہرگز نہ سنتے اور ضرور حکم تکفیر جاری ہی فرما دیتے، چہ جائیکہ خود حکم ایمان جاری
فرما کر اس کو صحیح و پسندیدہ و مختار فرمائیں، اس سے معلوم ہوگیا کہ ان تمام
عبارات میں سے ایک عبارت بھی معنی کفری میں صریح نہیں ہے۔
جناب کے کفری فہم میں کچھ آیا۔ الکوکبۃ الشہابیہ، سل السیوف الہندیہ
صصام سنت اور جس قدر رسائل نہایت عرق ریزی سے حضرت مولانا مولوی
اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت میں لکھے تھے اور جن پر بڑا ناز تھا، جن
میں اقوال فقہاء سے حضرت شہید مظلوم کا کفر ثابت فرمایا تھا وہ سب جہنم میں

جھونک دیئے گئے۔ آج کے بعد یہ نہ کہنا کہ اس کا جواب نہیں ہوا دیکھا جواب
اس کا نام ہوتا ہے کہ دو سطروں میں بفضلہٖ تعالیٰ عمر بھر کا اندوختہ خاک سیاہ
ہوگیا۔ قدرے تفصیل سے عرض کرتا ہوں۔ مولانا اسماعیل صاحب پر دو دعوائے
اہل بدعت نے فرمائے تھے، **اول** تو ان کی تکفیر دوسرے مرتبہ میں تفسیق او
یہ کہ وہ اہل سنت سے خارج ہیں، تکفیر کی جڑیں کٹ گئی کہ حضرت مولانا رح
کا کلام معنی کفریہ میں مولوی احمد رضا خاں صاحب اور ان کے اتباع کے نزدیک
ایک بھی صریح نہیں ہے۔ ورنہ اس میں تاویل کی گنجائش نہ ہوتی اور تکفیر لازمی
ہوجاتی۔ مگر چونکہ خاں صاحب اور ان کے اتباع کے نزدیک حضرت مولانا کی
تکفیر ناجائز ہے، لہٰذا ان کا کوئی کلام بھی معنی کفری میں صریح نہیں ہے۔

دوسرے اگر کوئی کلام معنی کفری کو محتمل بھی ہے تو معنی کفری کا مراد
ہونا ثابت نہیں ورنہ پھر بھی تکفیر لازم ہوتی اور کلام محتمل معنی کفری میں تکفیر
جب ہی جائز ہے جب معنی کفری کا مراد ہونا معلوم ہوجاتے ورنہ ہرگز تکفیر
جائز نہیں۔ پس جن عبارات کی یہ حالت ہو کہ نہ وہ معنی کفریہ میں صریح ہوں
نہ ان کے معانی کفریہ محتملہ کا مراد ہونا ثابت ہو۔ اور تکفیر کی یہ دو صورتیں تھیں
تو اب خدام مولانا موصوف تکفیر کے بارہ میں کس چیز کا جواب دیں وکفی اللہ
المومنین القتال والحمد للہ تعالیٰ علی ذلک۔ رہی یہ بات کہ اس تقریر
کا حاصل تو یہ ہے کہ مولانا شہید کافر نہیں، فاسق اور بدعتی بھی نہیں یہ کیسے لازم
آیا، اس کا جواب یہ ہے کہ جب مولوی احمد رضا خاں صاحب ایسے معنی بیان
فرمائیں گے جن سے تکفیر نہ ہو۔ ہم ایسے معنی بیان کردیں گے جن سے تفسیق اور تضلیل

بھی نہ ہوسکے اور جیسے خاں صاحب سائل مذکورہ کی عبارات کے ایسے معنی بیان
فرمائیں گے جو صحیح ہوں گے اور جن سے تکفیر حرام اور ناجائز ہوگی۔ ہم ان شاء اللہ
تعالیٰ اس سے زیادہ صاف اور بے تکلف معنی تحذیر الناس، براہین قاطعہ و
حفظ الایمان کے بیان کردیں گے۔ جن میں کفر کی بو بھی نہ ہوگی۔ فرمائیے حسام الحرمین
صاف اڑ گئی یا نہیں یہ ہے رد الحسام فی کید راس اللئام۔ فرمائیے اب بھی تسلی
ہوئی یا اور کچھ کسر باقی ہے۔ دیکھا مولانا اسمٰعیل صاحب شہید رح کی تکفیر کا مزا
بڑوں کی شان میں گستاخی کا یہ نتیجہ ہے اپنا اور اپنے گرو اور چیلوں سب کا دین و
ایمان اپنے ہی ہاتھوں سے کھو بیٹھے، اب پڑھیے یہ شعر ؎

دوگونہ رنج و عذاب ست جان مجنوں را ۔۔۔ بلائے صحبت لیلیٰ و فرقت لیلیٰ

اگر مولوی احمد رضا خاں صاحب کے موافق ہو تو کافر مگر خود ہی نہیں
گھر بھر جوان ہی نہیں انڈے بچے نطفہ تک کافر ہوا جاتا ہے اور جو ان سے
علیحدہ ہوئے تو کس گھر کے رہے۔ اہل دیوبند کی کفش برداری کرنی ہوگی جس کے
مقابلہ میں جہنم جانا قبول عار پر نار کو بڑے ترجیح دیتے چلے آتے ہیں۔ مولانا اسماعیل
صاحب شہید رح کو کافر نہ کہیں تو حق کی اتباع لازم آتی ہے جو ایلوے سے زیادہ
تلخ ہے۔ جس سے طبعاً نفرت ہے پھر اس سے زیادہ یہ غضب کہ علمائے گنگوہ و دیوبند
مراد آباد کا مومن ہونا تسلیم کرنا پڑے گا۔ اس قدر مسلمان کس آنکھ سے دیکھے
جائیں اور جو کافر کہو تو ان سے پہلے اپنا کافر ہونا پڑتا ہے۔ جس کا فقط ظاہر میں
قبول کرنا باعث شرم ہے۔ آپ کو ان علمی مسائل میں قدم رکھنے کو کس نے کہا
تھا، آپ کے لیے تو یہی مناسب تھا کہ مردار کھال پر گدھے کی دم بجاتی گدھے

کی دم کی مشق کرتے تھا آپ کے ہاتھ قلم سے کب آشنا ہو سکتے ہیں۔ دیکھا علماء دیوبند کا ایمان یثبت اللہ الذین اٰمنوا بالقول الثابت فی الحیٰوۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان۔ کے ان شاء اللہ تعالیٰ مصداق ہیں یہاں تک تو جواب تھا، اب جو آپ نے علماء دیوبند گنگوہ مراد آباد وغیرہ سے سوالات فرمائے ہیں ان کو تو واپس لے کر ہمارا شکریہ ادا فرمائیے اور یہی یہ تازہ تازہ سوالات جناب خاں صاحب کی خدمت میں پیش کیجیے، ہاں تو یہ پیش کون کرے۔ جناب خاں صاحب ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیلنا مردوں کا کام نہیں۔ اب آپ سوال بگوش ہوش سنیے اور جواب دیجیے یہ آپ کو اختیار ہے کہ نام کسی کا ظاہر فرمائیے۔ ہمیں تو کام سے کام ہے۔

دُنیا جانتی ہے کہ آپ کی بدقسمتی سے آپ کے ہاں کوئی ایسا بھی نہیں ہے جو آپ کا ہاتھ بٹائے اگر ایسا ہوتا تو اب تک کیا انتصاف البری اور رد التکفیر کا کوئی بھی جواب نہ دیتے۔ خاں صاحب یہاں تو نام بھی آپ لکھ لیتے ہیں لیکن اذ تبرأ الذین اتبعوا من الذین اتبعوا ورأوا العذاب وتقطعت بہم الاسباب۔ کا دن خیال فرمائیے۔ وہاں کوئی اتنا بھی نہ ملے گا۔ اللہ تعالیٰ کے واسطے اپنی ضعیف جان پر رحم فرماؤ، دیکھو عذاب خداوندی کا کوئی متحمل نہیں ہو سکتا، چاہے کتنا ہی ہٹے خاں کیوں نہ ہو۔ دیکھو حق کے قبول کرنے میں عزت نہیں گھٹتی۔ واللہ تعالیٰ ھو الموفق۔

جب یہ امر محقق ہو گیا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین یا تنقیص یا کسی ضروری دین کا انکار کرے تو وہ قطعی کافر

اور جس شخص کے نزدیک یہ محقق ہو جائے کہ زید نے ضروری دین کا انکار کیا، خداوند عالم جل وعلا شانہ یا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین تنقیص شان کی گالی دے تو اگرچہ واقع میں زید ایسا نہ ہو مگر اس شخص پر زید کی تکفیر اور اس کا کافر کہنا ضروری لازمی امر ہے۔ گو زید کو جب وہ واقع میں ایسا نہیں عمرو کی تکفیر سے کچھ مضرت نہ ہو مگر عمرو کافر نہ کہے گا تو خود کافر ہو جائے گا بلکہ زید کی تکفیر اور کافر کہنے میں کچھ بھی شک و تردد تامل کرے گا تب بھی کافر ہو جائے گا۔ چنانچہ یہ امر تمہید ایمان اور حسام میں مذکور ہے۔ اور جملہ اہلِ اسلام کا یہی مذہب ہے۔ اب اس کے بعد جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب اور ان کے جملہ معتقدین سے سوالاتِ ذیل جواب طلب ہیں۔

سوال اول۔ ملاحظہ ہو عبارت الکوکبۃ الشہابیہ صفحہ ۳۱ سطر نمبر ۳، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت بیدھڑک یہ صریح سب و دشنام کے لفظ لکھ دیے اور روزِ آخر اللہ عزیز غالب قہار کے غضب عظیم وعذاب الیم کا اصلا اندیشہ نہ کیا ۱۲۔ کیوں جناب خاں صاحب جب آپ کے نزدیک قائل نے بیدھڑک سب و دشنام اور گالی کے الفاظ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں لکھ دیے اور وہ بھی صریح کہ جن میں حسب عبارات شفاء شریف شرح شفاء شریف کوئی تاویل بھی مقبول نہیں تو پھر ایسے شخص کو کس دل سے آپ مومن و مسلم فرماتے ہیں اور یہی نہیں کہ مومن و مسلم کسی کے نزدیک ہو، یہ مذہب ضعیف ہو نہیں بلکہ اس کو آپ مفتی بہ ہونے کے لائق فرماتے ہیں اور مفتی بہ ہے بھی اور اسی میں سلامتی اور استقامت بتلاتے ہیں اور اسی کو اپنا مذہب قرار دیتے

ہیں۔ کیوں صاحب جو شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے دھڑک
سب وشتم گالیاں دے اس کو مسلمان کہنا آپ کا مذہب ہے۔ اسی کو آپ
سلامتی کی راہ بتاتے ہیں۔ یہی صراطِ مستقیم ہے یہی صواب ہے اس کا مخالف
غلط ہے۔ یعنی جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیدھڑک صریح گالی دینے
والے کو مسلمان نہ کہے، کافر کہے وُہ سلامتی اور راہِ مستقیم سے ہٹ گیا، گمراہ ہو
گیا، اس نے غلطی کی راہ اختیار فرمائی۔ اب فرمائیے آپ اور آپ کے جملہ
معتقدین اور جو آپ کے اور اُن کے کفر میں شک وشبہ و تردد و تامل کرے کافر
ہوا یا نہیں، فرمائیے حسام الحرمین کا یہی حکم ہے یا نہیں فمن شک فی عذابہ
وکفرہ فقد کفر۔ جو اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے وُہ کافر ہے۔
یہ عبارت آپ نے حسام میں نقل فرمائی ہے یا نہیں۔ فرمائیے حسام الحرمین شریعت
کا حکم اپنے حق میں بھی مقبول ہے یا دوسروں ہی پر تلوار چلانے کو ہو، فرمائیے
یہ کفار سے دوستی ہوئی یا نہیں تمہیدِ ایمان کے صفحہ ۸ کو ملاحظہ فرما کر اُن وعیدوں
سے ڈرو جو کفار سے عداوت نہ رکھنے کے متعلق بیان فرمائی ہیں۔ جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جس شخص کو ایذا دہندہ خیال کرو، اُس سے یہ برتاؤ ایمان
ہے اگر دل میں ایمان اور محبت رسول انس وجان علیہ الصلوٰۃ والسلام من الرحمن
رکھتے ہو تو کہو کافر ہوئے یا مسلم۔

اگر کوئی یوں کہے کہ خاں صاحب نے یہ لکھ تو دیا ہے مگر ان کو اس کا یقین
نہیں ہوا ہے کہ واقعی اُس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں
دی ہیں تو صاحبو! جواب یہ ہے کہ اگر اس قدر بات ہوتی تو پھر کیا بات تھی۔

خاں صاحب کو تو ایسا یقین ہو گیا ہے کہ اس پر دوہری قسمیں کھا رہے ہیں۔
ملاحظہ ہو اسی عبارت کے بعد کی عبارت الکوکبۃ الشہابیہ صفحہ ۳۱ سطر ۶ مسلمانو
کیا ان گالیوں کی محمد رسول اللہ صلعم کو اطلاع نہیں ہوتی یا مطلع ہو کر اُن سے
انہیں ایذا نہ پہنچی، ہاں ہاں واللہ واللہ انہیں اطلاع ہوتی واللہ واللہ انہیں
ایذا پہنچی۔ واللہ واللہ جو انہیں ایذا دے اس پر دُنیا اور آخرت میں اللہ جبار
قہار کی لعنت اس کے لیے سختی کا عذاب شدت عقوبت ۱۲۔

فرمائیے جناب خاں صاحب تو اپنا ہی علم نہیں بلکہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطلاع پر بھی قسمیں کھا رہے ہیں۔

جناب خاں صاحب آپ کے اس حلف شدید کی بھی جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی اطلاع ہوئی یا نہ ہوئی۔ ایسے شخص کو پھر بھی
آپ نے مسلمان کہا مومن فرمایا کل مومن اخوۃ کی حد میں داخل
فرما کر گویا آپ نے اپنا بھائی بنا لیا۔ آپ ہی فرمائیے اس سے جناب
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا پہنچی یا نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کو جو ایذا دے وُہ ملعون ہے یا نہیں، اس کے لیے سختی کا عذاب
شدت کی عقوبت ہے یا نہیں اگر مسلمان ہو تب اور کافر ہو جب کہو کہ ہاں
ہاں واللہ واللہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے جناب محمد رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا پہنچائی۔ واللہ واللہ جو انہیں ایذا پہنچائے وُہ
خدائی لعنت سے ملعون اور اس کے لیے سختی کا عذاب اور شدت کی عقوبت ہے۔
جناب خاں صاحب تمہید ایمان صفحہ ۹ سطر ۸ پر کیا۔ آپ نے یہ نہیں

لکھا، ان آیتوں سے اس شخص پر جو رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بدگویوں سے
محبت کا برتاؤ کرے سات کوڑے ثابت ہوئے (۱) وہ ظالم ہے (۲) گمراہ
ہے (۳) کافر ہے (۴) اس کے لیے دردناک عذاب ہے۔ (۵) وہ آخرت
میں ذلیل و خوار ہوگا (۶) اس نے اللہ واحد قہار کو ایذا دی (۷) اس پر دونوں
جہان میں خدا کی لعنت ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ ۱۲۔ فرمائیے خاں صاحب
ظالم گمراہ کافر دردناک عذاب کے مستحق آخرت میں ذلیل و خوار اللہ تعالیٰ
کے موذی دونوں جہان میں خدا کی لعنت سے ملعون ہوئے یا نہیں۔ کمر تو
دیکھو کوڑوں کا اثر ہے یا نہیں۔ کمر نہیں شیشے میں منہ دیکھو خدا کی لعنت نازل
ہوئی یا نہیں مسلمانو! مسلمانو! خدا کے لیے کچھ تو کہو کیا اس کا جواب خاں صاحب
یا ان کے اتباع دے سکتے ہیں اگر دے سکتے ہیں تو کس امر کا انتظار ہے
اب تو ایمان پر بات آن پڑی۔

ہم تو عرب بھی نہیں گئے۔ اُن کے ہی حسام شریف پر زخم لگا رہے ہیں
مسلمانو! کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس صورت میں مولوی احمد رضا خاں صاحب
یا اُن کے اتباع میں کوئی بھی ایمان کا حصہ باقی ہے۔ خدا کے لیے اس معما کو کوئی
صاحب حل فرمادیں۔ کیا اب بھی خاں صاحب کو مجدد مأۃ حاضرہ کہو گے،
اب بھی عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہو گے، یہ حرکت تو ادنیٰ مسلمان سے
بھی نہیں ہو سکتی، چہ جائیکہ عاشق اور عاشق بھی کیسے سترعلم کے مجدد اور اس کلام
میں تو کوئی تاویل کی بھی گنجائش نہیں وہ تو صراحۃ کا دعوےٰ فرما کر قسمیں کھا رہے
ہیں پھر اس میں تاویل کی گنجائش ہی کب ہے۔ خدا کے لیے اگر ایمان پیارا ہے

یا کچھ پیارا ہے تو بربومنہ کھولو تم تو بڑے گویا تھے، بڑے بلبل بستاں بنتے اب
تو خزاں بھی نہیں ؎

فصلِ گل موسم بہار بھی ہے پھر کہو کیوں نہیں چہکتے ہو

صریح بات میں تو تاویل کی بھی گنجائش نہیں اس میں کیا کہو گے خاں صاحب
دیکھا یہ ہے سیدوں کا وار۔ ہم تو مظلوم ہیں، آپ کو معلوم ہو، مظلوم کا خدا
حامی، جس کا خدا حامی اُس کا مقابلہ کون کرسکتا ہے، ہاں خدا سے لڑو تو
مستعد ہو جاؤ اگر سچے ہو تو تمہید ایمان صفحہ ۹۰ کی سطر ۴ سے آخر تک کی عبارت
پڑھو اور شرم ہو تو شرماؤ۔ دیکھو زبانی دعوے کام نہیں آتا۔ یہ امتحان کا وقت
ہے۔ دیکھا ایمان کا امتحان یوں ہوتا ہے۔ افسوس آپ نہایت ناکام رہے۔

سوال دوم۔ ملاحظہ ہو الکوکبۃ الشہابیہ صفحہ ۱۲ سطر ۱۱۔ یہاں اللہ سبحانہ،
کے علم کو لازم و ضروری نہ جانا اور معاذ اللہ اس کا جہل ممکن مانا کہ غیب کا دریافت
کرنا اس کے اختیار میں ہے۔ چاہے دریافت کرے چاہے جاہل رہے۔ یہ صریح
کفر ہے ۱۲۔ اس صریح کفر کے ادعار کے بعد بھی قائل کو کافر نہیں کہتے، یہ خاں صاحب
اور اتباع خاں صاحب پر دوسری وجہ سے کفر عائد ہوا اور خاں صاحب تو اُن کے
اتباع خود قطعی کافر ہوئے۔ اور جب یہ صریح کلمۂ کفر ہے تو اس میں تاویل کی بھی
گنجائش نہ ہوگی۔ ملاحظہ ہو الکوکبۃ الشہابیہ صفحہ ۶ سطر ۱۵ کھلے ہوئے لفظوں عذر تاویل
مسموع نہیں ۱۲۔ ہاں کوئی خاں صاحب کا فدائی یہ عذر کرسکتا ہے کہ خاں صاحب
نے یہ فرمایا ہے۔ یہ صریح کلمۂ کفر ہے، یہ تو نہیں فرمایا کہ اس کے قائل نے التزام
بھی کیا ہے۔ جواب یہ ہے کہ عبارت ملاحظہ ہو، یہاں اللہ سبحانہ، کے علم کو لازم

ضروری نہ جانا، پھر اور التزام کس چیز کا نام ہے۔ اور اس سے زیادہ اور کیا کفر ہو گا، قائل کی مراد یہ ہو یا نہ ہو مگر خاں صاحب کے نزدیک تو یہی مطلب ہے کہ قائل نے خدا کے لیے علم ضروری نہ جانا جہل ممکن جانا اس بنا۔ پر خاں صاحب کو تکفیر لازم تھی مگر پھر بھی تکفیر نہیں فرماتے۔ چنانچہ پہلے عبارات تمہید کی مذکور ہو چکیں اب خاں صاحب اور انکے اتباع کی تکفیر میں کیا شبہ ہے۔ اس سے زیادہ تصریح مقصود ہو تو ملاحظہ ہو۔ صمصام سنت صفحہ ۹۶۔ سطر آخر بالجملہ کفریہ اولیٰ میں علم قدیم الٰہی کا انکار کلام اسماعیل سے ہرگز لزوماً ثابت نہیں بلکہ بالیقین التزاماً ہے۔ فرمائیے اب تو التزام بھی بالیقین فرما رہے ہیں۔ اب تو خاں صاحب اور اُن کے اتباع کے کفر میں کوئی شک و شبہ باقی نہ رہا۔ خاں صاحب یہ فرماتے ہیں کہ جو خُدا کے لیے علم لازم و ضروری نہ کہے اس کا جہل ممکن جانے وُہ مومن مسلمان ہے حالانکہ خود ہی عالمگیریہ کی عبارت نقل کر کے ترجمہ بیان فرماتے ہیں۔ ملاحظہ ہو **الکوکبۃ الشہابیہ** صفحہ ۱۳ سطر ۱۵ عالمگیری ترجمہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی ایسی شان بیان کرے جو اس کے لائق نہیں یا اُسے جہل یا عجز یا کسی ناقص بات کی طرف نسبت کرے وُہ کافر ہے۔ بحر الرائق مطبع مصری جلد ۱ صفحہ ۳۲۳ مطبع مصری جلد ۵ صفحہ ۱۲۹ بزازیہ مطبع مصری جلد ۳ صفحہ ۳۲۳ جامع الفصولین مطبع مصری جلد ۲ صفحہ ۲۹۸ لو وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق بہ کفر۔ ترجمہ: اگر اللہ تعالیٰ کی شان میں ایسی بات کہے جو اُس کے لائق نہیں کافر ہو گیا۔ اب ان عباراتِ منقولہ کے حکم سے خاں صاحب خود بھی کافر ہوئے اور جو ان کو کافر نہ کہے کافر کہنے میں شک و تردد و تامل کرے وُہ بھی کافر ہوا۔

اور تماشا یہ ہے کہ ان ہی کے حکم سے۔ کیوں جناب خاں صاحب آپ کا یہ عقیدہ ثابت ہوا کہ خدا کے لیے علم کا ثابت کرنا لازم و ضروری نہیں جو اس کا جہل ممکن مانے وُہ بھی آپ کے نزدیک مومن ہے حالانکہ عالمگیری بزازیہ جامع الفصولین سے کفر نقل کیا گیا۔ فرمائیے کچھ دین کی پُرانی باتیں باقی رہنے دو گے یا سب کو نیا ہی بنا کر رہو گے اہو واہ واہ اب مطلب سمجھ میں آیا غرض شریف یہ ہے کہ تمام فقہاء علمائے کرام محدثین مفسرین جس عقیدہ کو کفر کہیں اور کفر بھی کیسا جزماً و قطعاً یقیناً وُہ بھی آپ کے یہاں ایمان تو گویا آپ کے یہاں ایمان و اسلام کوئی نئی چیز بنائی گئی ہے جس کو دُنیا کے فقہاء و محدثین علماء فضلائے اہل سنت کافر کہیں جس نے آپ کے نزدیک التزام کفر بھی کیا ہو وُہ تو آپ کے نزدیک مومن ہے تو بتائیے تو سہی کافر اب کون ہو گا۔ ظاہر ہے کہ اب جو تمام دُنیا کے نزدیک مومن ہو گا وُہ آپ کے یہاں کافر ہو گا۔ قربان جائیے چودھویں صدی کے مجدد کے مجدد ہو تو ایسا ہو کفر کو اسلام اسلام کو کفر کر کے دکھا دے خاں صاحب یہ سوالات ہیں کہ خدا چاہے قبر میں بھی سوچو گے تو جواب نہ ہو سکے گا۔ اب تو آپ اپنے قول سے فقہاء کے قول سے ہر طرح کافر ہو گئے اس تکفیر کو بھی نہ اٹھاؤ گے تو کون سی تکفیر اٹھانے کے قابل ہو گی۔ خاں صاحب اب بھی توبہ کر لو کہ درِ توبہ باز ہے۔

سوال سوم: ملاحظہ ہو، الکوکبۃ الشہابیہ صفحہ ۱۱ سطر ۱۶۔ یہ خود اپنے اقرار سے ٹھیٹ کافر پکے بُت پرست ہیں۔ یہ خود ان کا اقراری کفر تھا۔ پھر اسی صفحہ پر فرماتے ہیں۔ یہی اقرار کفر کہ جو اپنے کفر کا اقرار کرے وُہ سچ کافر ہے۔ ۱۲۔

پھر نوازل فقیہ ابواللیث اور خلاصہ اور تکملہ لسان الحکام کی عبارت نقل فرما کر صفحہ ۱۲ سطر ایک پر ترجمہ فرماتے ہیں ؛ جو اپنے الحاد کا اقرار کرے کافر ہے۔ پھر اشباہ فن ثانی اور فتوٰی عالمگیری کی عبارت بھی اسی مضمون کی نقل فرمائی ہے۔ پھر آپ اپنا حکم بھی فرماتے ہیں کہ جو اپنے کفر کا اقرار کرے وُہ کافر نہیں، فرمائیے جو آپ کے کفر کا اقرار کرے وُہ بھی کافر نہیں تو پھر آپ کے نزدیک کافر کون ہو گا۔ وُہی ہو گا جو غریب یُوں کہے کہ میں پکا مسلمان ہوں۔ اللہ تعالیٰ کو باسمائہ وصفاتہ تسلیم کرتا ہوں، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برحق نبی جانتا ہوں، کیوں نہ ہو۔ اگر ایسے نہ ہوتے تو پھر مجدد کس بات کے کہلاتے۔ فرمائیے اپنی تحریر کے موافق اور کتب مذکورہ کی عبارات کی رُو سے آپ خود اور جو آپ کے کفر میں شک کرے، تردد تامل کرے کافر ہوئے یا نہیں فمن شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر۔ عبارت شفا شریف کی یاد ہے یا نہیں، خاں صاحب ملاحظہ فرمایا، آسمان سے آپ کا بھیجا ہوا کفر کیسے پیچ در پیچ ہو کر سر مبارک پر رکھا گیا۔ دستارِ فضیلت تو ہوتی تھی۔ یہ دستارِ کفر آپ کے لیے تجویز ہوئی۔ مجدد کے سر پر پگڑی بھی تو نئی ہونی چاہیے تھی ؎

قسمت کیا ہر ایک کو قسام ازل نے — ہر شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا

یاد رہے نعوذ باللہ یہ مطلب نہیں کہ حضرت مولانا شہید مرحوم نفس الامر میں اپنے کفر کا اقرار فرماتے تھے۔ لہذا ان کی تکفیر ضروری تھی مطلب یہ ہے کہ جیسے حسام میں بے گناہ حضرات کے ذمہ ایک کفری مضمون کی صراحۃ کا دعوٰے کر کے کفر کا فتوٰے دے دیا۔ اگر واقع میں یہ الزام صحیح ہے تو یہاں بھی

کفر کا فتوٰی لازم تھا ورنہ خود کافر ہوئے اور اگر جھوٹا الزام لگا کر تکفیر سے ڈرے تھے تو حسام میں بھی دُنیا و آخرت کا خوف کیا ہوتا۔

سوال چہارم ؛ الکوکبۃ الشہابیہ صفحہ ۱۲ سطر ۷۔ اسی قول میں تمام امت کو کافر فرمانا یہ خود کفر ہے۔ شفا شریف امام قاضی عیاض صفحہ ۲۶۲ و ۲۶۳ و قطع بتکفیر کل قائل قال قولا یتوصل بہ الی تضلیل الامۃ (ترجمہ) جو کوئی ایسی بات کہے جس سے تمام امت کو گمراہ ٹھہرانے کی طرف راہ نکلے وُہ یقیناً کافر ہے۔ ۱۲۔

خاں صاحب آج دیکھنا ہے کہ شفا شریف کا حکم آپ کہاں تک تسلیم فرماتے ہیں۔ جناب جو اُن کے نزدیک یقیناً کافر وُہ آپ کے نزدیک مومن مسلم جنتی۔ فرمائیے اب بھی آپ اور آپ کے معتقدین قطعی یقینی کافر ہوئے یا نہیں جو آپ کے کفر وعذاب میں شک کرے وُہ شفا شریف کی رُو سے کافر ہُوا یا نہیں۔ تماشا یہ ہے کہ جناب مولانا مولوی اسماعیل شہید رحمہ اللہ تعالیٰ واقع میں بھی مسلمان عندالناس بھی مومن اور آپ کے نزدیک بھی مومن مگر کافر ہوئے تو آپ اور آپ کا تمام گروہ نعوذ باللہ من بغض اولیاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ کے دوستوں سے دشمنی کا یہ نتیجہ ہوتا ہے۔

جناب خاں صاحب میں ان شاء اللہ تعالیٰ بات کو اس قدر صاف کر کے بیان کرونگا کہ نہ کسی کو دھوکہ ہو نہ آپ اُس کو ٹال سکیں۔ آپ اس وجہ سے کافر ہیں کہ آپ کے نزدیک اگر کوئی ایسا قول کہے جس سے تمام امت کی گمراہ ٹھہرانے کی طرف راہ نکلے وُہ مومن ہے اور شفا شریف میں ایسے شخص کو یقیناً کافر فرمایا گیا ہے اور جو

قطعی کافر کو مسلمان کہے کیا معنی اس کے کفر میں شک و تردد بھی کرے وہ کافر
لہٰذا آپ اور آپ کے جملہ معتقدین آپ کے ہی حکم سے بلا تامل کافر قطعی
ہوئے۔ آپ کے نزدیک مولانا اسماعیل صاحبؒ نے تمام امت کو کافر مانا
گو مولانا پر یہ محض اتہام ہے۔

مگر یہاں اس سے بحث نہیں۔ گفتگو تو اس میں ہے کہ جب آپ کے
نزدیک انہوں نے ایسا کہا تو آپ پر ان کی تکفیر فرض تھی مگر آپ تکفیر نہیں
فرماتے بلکہ اس پر بھی ان کو مومن ہی جانتے ہیں۔ لہٰذا آپ اور آپ کے کل
ہم مشرب سب آپ ہی کے قول سے قطعی کافر ہوئے۔ مسلمانو! اب تو خاں صاحب
کا پیچھا چھوڑو ان کو تو کفار سے ایسی محبت ہے کہ دنیا و آخرت میں ان کا ساتھ
چھوڑنا نہیں چاہتے۔ تم کو ان سے کیا مطلب۔ ہوش میں آجاؤ۔

سوال پنجم: دیکھو الکوکبۃ الشہابیہ صفحہ ۱۲ سطر آخر جب چاہے دریافت
کرلے کا صاف یہ مطلب ہے کہ ابھی تک دریافت ہوا نہیں۔ ہاں اختیار ہے
کہ جب چاہے دریافت کرلے تو علم الٰہی قدیم نہ ہوا اور یہ کھلا کلمۂ کفر ہے عالمگیری
جلد ۲ صفحہ ۲۶۲ لو قال علم خدا قدیم نیست یکفر کذا فی التتارخانیہ
ملخصاً (ترجمہ) جو علم خدا کو قدیم نہ مانے کافر ہے۔ ایسا ہی ہے تاتارخانیہ
میں۔ ۱۲۔

خاں صاحب کیا پتھر پڑ گئے ایسا کافر تو ہم بھی آپ کو نہ جانتے تھے۔
بندۂ خدا جو شخص تمہارے نزدیک خدا کا علم قدیم نہ مانے تم اسے بھی کافر
نہیں کہتے تو بتاؤ پھر کسے کافر کہو گے۔ ہاں ہاں بھولے آپ تو مجدد صاحب

ہیں۔ آپ کا کافر تو وہی ہے جو خدا کے علم کو ازلی ابدی مانے۔ گو معنی دوسرے
ہیں مگر ہم بھی اب آپ کو مجدد ہی کہتے ہیں۔ مسلمانو! خاں صاحب کے کافر اور
مومن کو دیکھا۔ فرمائیے جب خاں صاحب کے نزدیک جو خدا کو
نعوذ باللہ جاہل کہے، اس کے علم کو قدیم نہ کہے وہ مومن ہے تو پھر خاں صاحب
بے شک اور ان کے اتباع اور جو ان کے کفر میں شک تردد کرے ضرور کافر ہونا چاہیے
ہاں کوئی خاں صاحب کے کفر کا عاشق یہ کہہ دے کہ یہاں اس قول کا لزوم ہے۔
التزام نہیں تو جواب یہ ہے کہ خاں صاحب تو یہ فرماتے ہیں کہ صاف مطلب
یہ ہے۔ یہ نہیں فرماتے کہ اس کلام سے یہ لازم آتا ہے۔ اجی جناب قبلہ تکفیر
مرکز کفر سے کفر کیسے علیحدہ ہو سکتا ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۱۹ سطر ۱۰۔ الکوکبۃ الشہابیہ
جس طرح کفریہ ۳ میں صفت علم غیب کو صراحۃً اختیاری کہا تھا ۱۲۔ فرمائیے
اب التزام میں کیا کسر رہ گئی۔ علاوہ ازیں ملاحظہ ہو صمصام سنت صفحہ ۹۶ کی سطر
آخر۔ بالجملہ کفریہ اولیٰ یعنی علم قدیم الٰہی کا انکار کلام اسماعیل سے ہرگز لزوماً ثابت
نہیں بلکہ بالیقین التزاماً ہے۔ ۱۲۔

فرمائیے اب تو خاں صاحب مع اتباع قطعی کافر ہوئے یا اب بھی
شک ہے۔

سوال ششم: الکوکبۃ الشہابیہ صفحہ ۱۴ سطر ۹۔ یہاں صاف
اقرار کر دیا کہ اللہ عزوجل کی بات واقع میں جھوٹی ہو جانے میں تو حرج نہیں ۱۲
پھر صفحہ ۱۴ کی آخر سطر میں فرماتے ہیں۔ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثنا کا کذب
جائز ماننے والا بالاتفاق کافر ہوا۔ اللہ عزوجل کا کذب جائز ماننے والا کیونکر

بالاجماع کافر و مرتد نہ ہوگا۔ ۱۲۔ جناب خاں صاحب جو خُدا کے کذب کو جائز الوقوع جانے وُہ بے شک بالاجماع کافر ہے مگر آپ ہی اس اجماع سے نکلے ہوتے ہیں آپ کے نزدیک ایسا شخص بھی مومن مسلمان ہے کافر نہیں۔ لہٰذا اپنے لکھے ہوئے کے موافق آپ خود کافر اور جو آپ کے کفر و عذاب میں شک کرے وُہ بھی کافر۔ آپ نے خود شفا شریف سے نقل فرمایا ہے۔ علما۔ دیوبند پر تو اتہام ہی تھا۔ مگر یہاں تو معلوم ہو گیا کہ آپ خدا کے کذب کو معاذ اللہ جائز کہتے ہیں۔ کیوں جناب آپ تو کذبِ باری کو ممتنع بالذات فرماتے تھے مگر عقیدہ یہ نکلا۔

سوال ہفتم: صفحہ ۵ سطر ۷ الکوکبۃ الشہابیہ اس میں صاف تصریح ہے کہ جو کچھ آدمی اپنے لیے کر سکتا ہے وُہ سب خدائے پاک کی ذات پر بھی روا ہے۔ جس میں کھانا، پینا، سونا، پاخانہ پھرنا، پیشاب کرنا، جلنا، ڈوبنا، مرنا۔ سب کچھ داخل ہے۔ لہٰذا اس قولِ خبیث کے کفریات حدِ شمار سے خارج ۱۲۔ خاں صاحب اول تو تصریح ہے آپ کے نزدیک وُہ صورت ہے جہاں تاویل تک کی گنجائش نہیں۔ پھر تصریح کے ساتھ صاف لفظ بھی آپ نے بڑھا دیا۔ حق تو یہ ہے کہ خاں صاحب شیطان بھی اگر ایسی حرکات سے شرماتا ہو تو تعجب نہیں کہ حضرتِ انسان کی ایجاد اور مجدد مجھ سے بھی بڑھ گئے۔ کیوں خاں صاحب دُنیا بھر تو آپ کے نزدیک کافر۔ مگر جو شخص آپ کے نزدیک صاف تصریح کرے کہ نعوذ باللہ خُدا کا کھانا، پینا، سونا جاگنا، پاخانہ پھرنا، پیشاب کرنا، جلنا، ڈوبنا مرنا سب جائز ہے۔ وُہ مومن۔ تو پھر آپ ہی فرمایئے کہ آپ کا مذہب کیا ہے ہمارے نزدیک تو اس عقیدہ والے سے زیادہ کوئی بھی دُنیا میں کافر نہیں۔ جب

یہ عقیدہ والا بھی آپ کے نزدیک کافر نہیں تو بے شک پھر آپ اپنی تحریر کے موافق ایسے ہی ڈبل کافر ہیں کہ جو آپ کے اور آپ کے کفر میں شک کرے وُہ ضرور کافر ہونا چاہیے۔ جناب خاں صاحب یہ سوالات ہیں جن کا جواب آپ پر اور آپ کے جملہ کاسہ لیسوں پر فرض ہے مگر امید نہیں ہے کہ کچھ بھی جواب بجز تسلیم کفر کے آپ دے سکیں گے۔ مسلمانو! اب بھی خاں صاحب کی حقیقت معلوم ہو گئی یا نہیں۔ حضرت جی دُنیا بھر کو کافر بتاتے ہیں اور خود پر کفر کی تہیں چڑھی ہوئی ہیں۔ تمہید ایمان کے صفحہ ۱۶، ۱۷ کی عبارت کو پڑھ کر انصاف فرمایئے کہ آپ کے اندر ایمان کی بُو بھی ہے یا خالص کفر کا دریا موجزن ہے۔ ہم کچھ بھی عرض نہیں کرتے آپ کا ہی لکھا ہُوا یاد دلاتے ہیں۔

سوال ہشتم: اس میں صاف اقرار ہے کہ اللہ عزوجل کا جھوٹ بولنا ممتنع بالغیر بلکہ محال عادی بھی نہیں ۱۲۔ پھر اسی صفحہ ۵ کی سطر آخر میں فرماتے ہیں تو ضرور ہُوا کہ کذبِ الٰہی محال عادی بھی نہ ہو۔ یہ صریح کفر ہے۔ صفحہ ۵/۱۶۔ الکوکبۃ الشہابیہ۔

کیوں خاں صاحب جو شخص آپ کے نزدیک صاف اقرار کرے کہ اللہ عزوجل کا جھوٹ بولنا محال عادی بھی نہیں، وُہ تو آپ کے نزدیک مومن مسلمان اور حسام الحرمین میں کذب بالفعل کا جو قائل ہو، وُہ ایسا کافر ہُوا کہ جو اُس کے کفر میں کسی حال میں کسی طرح شک و تردد کرے وُہ کافر اور یہ عقیدہ باوجودیکہ صریح کفر اور پھر مقر بھی آپ کے نزدیک اقرار صاف کرے مگر آپ کے نزدیک مومن۔ فرمایئے اب بھی آپ اور آپ کے معتقدین آپ ہی کے

قول سے کافر ہُوئے یا نہیں۔ آپ بھی عجب عقیدہ رکھتے ہیں کہ ایسے لوگ بدعقیدہ بھی آپ کے نزدیک مومن ہیں اور سچے مومنین کو کھینچ تان کر کافر بنایا جاتا ہے۔ شور تو یہ تھا کہ دیوبندی حضرات امکانِ کذب کے قائل ہیں مگر معلوم یہ ہُوا کہ آپ ہی کے نزدیک محال عادی بھی نہیں ورنہ اس کے قائل کی کم از کم تکفیر تو ہوتی۔

یہ الزام مولانا شہیدؒ پر نہیں وُہ اس عقیدہ کے معاذ اللہ کیوں معتقد ہوتے غرض یہ ہے کہ جب وُہ آپ کے نزدیک ایسے ہیں تو آپ پر تکفیر لازم تھی، دیکھا دھوکہ دہی اور اتہام بے جا کا نتیجہ یہ ہے کہ خود کافر ہُوئے۔

سوال نہم : الکوکبتہ الشہابیہ صفحہ ۱۶ سطر ۲۔ اسی قول میں صراحۃً مان لیا کہ اللہ تعالیٰ میں عیب و آلائش کا آنا جائز ہے مگر مصلحتاً ترفع کے لیے اس سے بچتا ہے۔ یہ صراحۃً اللہ عزوجل کو قابل ہر گونہ نقص و عیب و آلودگی ماننا ہے کہ یہ بھی مثل کفریہ ہفتم ہزاروں کفریات کا خمیر ہے۔ ۱۲۔ پھر اعلام بقواطع الاسلام کی عبارت نقل کرکے ترجمہ یہ تحریر فرماتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی شان میں کوئی ایسی بات نہ یا ہاں کہے جس میں کھلی منقصت ہو کافر ہو جاتا ہے۔ صفحہ ۱۶۔ فرمائیے بندہ خدا لکھوں یا دشمنِ خدا لکھوں، کس لقب سے یاد کروں، یہ بھی تو نہیں کہ لزوم ہی ہو، بلکہ جب یہ فرماتے ہو کہ صراحۃً مان لیا تو التزام اور کس چیز کا نام ہے جو شخص اللہ تعالیٰ میں عیب و آلائش کا آنا جائز سمجھے، ہر گونہ نقص و عیب و آلودگی کو جائز مانے پھر اگر وُہ بھی کافر نہیں تو اور کون کافر ہوگا، آپ کا یہ عقیدہ ہُوا کہ خدا کی نسبت یہ اعتقاد بھی جائز ہے نعوذ باللہ تعالیٰ من ہٰذہٖ

الکفریات خاں صاحب حسام الحرمین میں آپ نے دوسروں کا کفر کیا ثابت کیا۔ دیکھو خدائی کفر یُوں لوٹ کر آتا ہے اگر مسلمان ہو تو اس کو اٹھا دو ورنہ یاد رکھو کہ یہ کفر قبر میں ساتھ جائے گا۔ گالیاں دینا اہل علم کا کام نہیں۔ علم کی بات یہ ہے، کہ آپ اپنا اور اپنی تمام جماعت کا کفر اٹھاؤ ورنہ آپ کا جبل اور کفر مسلم ہو جائے گا، جس طرح آپ کے نزدیک یہ قول کفریات کا خمیر ہے اسی طرح آپ کا اس عقیدہ والے کی تکفیر نہ کرنا یہ آپ کے تکفیر کا بھی خمیر ہے۔ متعدد وجوہ سے آپ پر تکفیر لوٹی ہے۔ اگر اس کو آپ نے نہ اٹھایا تو بوجہ غیر تمنا ہی آپ اپنے اقرار سے کافر ہوں گے۔ جس کا عقیدہ کفریات کا خمیر اس کی محبت یعنی اس کو مومن مسلمان کہنا بحکم حدیث شریف اس کو دوست رکھنا آپ کے خمیر میں داخل پھر ایسے کفری خمیر کی تکفیر نہ ہو تو کس کی ہو۔ تمہید صفحہ ۹ پر عبارت آپ ہی نے لکھی ہے۔ پچھلی دو آیتوں میں تو اُن سے دوستی کرنے والوں کو ظالم و گمراہ ہی فرمایا تھا۔ اس آیتِ کریمہ میں بالکل تصفیہ فرما دیا کہ جو اُس سے دوستی رکھے وُہ بھی انہیں میں سے ہے۔ انہیں کی طرح کافر ہے۔ ان کے ساتھ ایک رسی میں باندھا جائے گا اور وُہ کوڑا بھی یاد رکھیے کہ تم چھپ چھُپ کر اُن سے میل رکھتے ہو۔ اور میں تمہارے چھپے ظاہر سب کو خُوب جانتا ہوں۔ جناب خاں صاحب خُدا آپ کے کھلے میل کو بھی جانتا ہے یا نہیں۔ فرمائیے بحکم آیۂ مذکورہ کافر ہُوئے یا نہیں۔

سوال دہم : ملاحظہ ہو الکوکبتہ الشہابیہ صفحہ ۱۶ سطر ۱۸۔ اسی قول میں صدقِ الٰہی بلکہ اس کی سب صفات کمال کو اختیاری مانا۔ پھر اس صفحہ کی

سطر ۱۶ پر شرح فقہ اکبر کا یہ ترجمہ بیان فرماتے ہیں۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی سب صفتیں ازلی ہیں نہ وُہ نو پیدا ہیں نہ مخلوق تو جو انہیں مخلوق یا حادث بتائے یا اس میں توقف یا شک کرے وُہ کافر ہے۔ ۱۲۔ فرمائیے جناب اب تو آپ کے کفر میں کوئی تردد شک نہیں کہ آپ تمام صفاتِ خداوندی کے حادث و مخلوق ماننے والے کو بھی کافر نہیں فرماتے۔ کہاں ہیں اعلیٰ حضرت کے فدائی کچھ تو فرمائیں۔

سوال یازدھم: اسی قول میں صاف بتایا کہ جن چیزوں کی نفی سے اللہ تعالیٰ کی مدح کی جاتی ہے۔ وُہ سب باتیں اللہ عزوجل کے لیے ہو سکتی ہیں، ورنہ تعریف نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ کے لیے سونا، اونگھنا، بھکنا، جورو، بیٹا، بندوں سے ڈرنا، کسی کو اپنی بادشاہی کا شریک کر لینا ذلت و خواری کے باعث دوسرے کو اپنا بازو بنانا وغیرہ وغیرہ سب کچھ روا ٹھہرا۔ کہ ان سب باتوں کی نفی سے اللہ تعالیٰ کی مدح کی جاتی ہے ۱۲ صفحہ ۱۶، ۱۷ الکوکبۃ الشہابیہ اس کے بعد صفحہ ۱۷ سطر ۹ میں آیات قرآنیہ بیان کر کے فرماتے ہیں، یہ سب صریح کفر ہیں ۱۲۔ خاں صاحب کفر اور بے شک کفر مگر یہ تو فرمائیے کہ آپ کے یہاں بھی کچھ کفر ہے یا نہیں۔ آپ کے یہاں تو ایسا عقیدہ رکھنے والا بھی کافر نہیں فرماتے پھر اب بھی اگر آپ اور آپ کے اتباع کافر نہ ہوں گے تو کب ہوں گے۔ فرمائیے خداوندِ عالم کو آپ گالیاں دینا جائز رکھتے یا کوئی اور؟ جناب کی ہی عبارت پیش کرتا ہوں۔ غرض کوئی ذی انصاف شک نہیں کر سکتا۔ کہ ان تمام بدگویوں نے منہ بھر کر اللہ و رسول کو گالیاں دی ہیں۔ اب

بھی وقتِ امتحان الٰہی ہے۔ تمہید صفحہ ۱۶ خاک بدہنش جو ایسا ہو یا کسی کو ایسا کہہ کر پھر بھی اُسے مسلمان کہے۔ خاں صاحب سنبھل کے جواب دینا۔ یہاں بھی یہ فرق بیان نہیں کر سکتے کہ لزوم و التزام کا فرق ہے۔ زیادہ وقت ضائع نہیں کرتا۔ فقط اسی قدر عرض کرتا ہوں۔ ملاحظہ ہو صمصامِ سنت۔ غضب تو یہی ہے کہ جس امر کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ صراحۃً کفر ہے۔ پھر قائل کو کہا جاتا ہے۔ صاف اقرار کرتا ہے، صاف مانتا ہے، صاف کہتا ہے۔ جو الفاظ التزام کے ہیں پھر دعوائے صراحۃً جس میں تاویل کی بھی گنجائش نہیں جو خاں صاحب کی عبارت مذکورہ سے ثابت۔ پھر بھی خاں صاحب اس قائل کی نسبت کفر کا فتویٰ نہ دیں جس کے ساتھ اُن کو حسنِ ظن بھی نہیں بلکہ گمراہ، بے دین، بدمذہب خارج از اہل سنت والجماعۃ جانتے ہیں۔ مسلمانو اب بھی مجدد اصطلاحی کا مطلب سمجھا۔ حاصل یہ ہے کہ قواعدِ اسلام درہم برہم ہو جائیں۔ جو امور مسلمات طور سے علماء کرام کے نزدیک موجب کفر ہیں وہاں تکفیر نہ ہو اور جہاں تکفیر کا احتمال بھی نہ ہو وہاں سب کو کافر بنا دیا جائے۔ غرض یہ ہے کہ جو اسلام ہے اس کو کفر کہا جائے تاکہ لوگ اس کو چھوڑ دیں اور جو کفر ہے اس کو اسلام کہا جائے تاکہ اس کو قبول کریں۔ غرض مسلمان مسلمان نہ رہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

سوال دوازدھم: ایک نظر الکوکبۃ الشہابیہ صفحہ ۱۹ کی سطر آخر پر خاں صاحب فرماتے ہیں۔ یہاں انبیاء۔ ملائکہ و قیامت و جنت و نار وغیرہ تمام ایمانیات کے ماننے سے صاف انکار کیا۔ پھر صفحہ ۲۱ سطر ۲ پر فرماتے ہیں۔ تو اقوالِ مذکورہ کے صاف یہ معنی ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا انبیاء۔ ملائکہ کسی پر ایمان

نہ لاتے۔ سب کے ساتھ کفر کرے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا کفر ہوگا ۱۲۔ خاں صاحب
آپ ہی نے تو فرمایا تھا کہ جو کسی ضروری دین کا انکار کرے وُہ قطعی کافر ہے۔ جو
اس کے کفر و عذاب میں شک کرے وُہ بھی قطعی کافر ہے۔ کیا حسام الحرمین کا
یہی فتوائے نہیں۔ آپ تو تمام ضروریاتِ دین و ایمانیات کے منکر کو بھی کافر
نہیں فرماتے بلکہ مومن ہی فرماتے ہیں کیسے ہزار ہا وجہ سے آپ پر کفر عاید ہو گیا یا
نہیں۔ آپ اور آپ کے جملہ معتقدین کافر ہو گئے یا نہیں۔ کہو کوئی تاویل ہے
اگر ہے تو بیان فرماؤ ورنہ اپنے معتقدین کا اور اپنا کفر یا سچے مسلمان ہو کر توبہ
شائع کردو السر بالسر والعلانیۃ بالعلانیۃ ورنہ یہ کفر آپ سے اور آپ کی تمام جماعت سے۔
خاں صاحب! ہم بھی مانتے ہیں۔ کافر ہو تو ایسا ہو جیسے آپ۔ اپنی
خوشی و رغبت سے تمام انواع کفر کو جمع کر لیا۔ اور سب کافروں کو مسلمان ہی
بنا دیا۔ اب بھی اگر کوئی آپ کو مجدد نہ کہے تو واقعی بڑا بے انصاف ہے۔ ؏

چہ دلاور است دُزدے کہ بکف چراغ دارد۔

صفحہ ۲۰ کی سطر ۲ میں یہ بھی تو لکھ دیا یہ کفریہ بھی صدہا کفریات کا مجموعہ ہے
مسلمانوں کے مذہب میں جس طرح اللہ عزوجل کا ماننا ضرور ہے، یوں ہی
ان سب کا ماننا جزوِ ایمان ہے۔ ان میں جسے نہ مانے گا کافر ہے۔ ۱۲۔
مگر افسوس ہے کہ آپ کے نزدیک جو سب کے ماننے سے بھی انکار کرے
اور وُہ بھی صریح انکار وُہ بھی کافر نہیں۔ غضب ہے قیامت ہے کہ حاشیہ ۲۵
پر یہ بھی بیان فرما دیا کہ اس میں کچھ تاویل بھی نہیں ہو سکتی۔ یاد رکھو کہ آپ بھی
اپنے مسلمات سے ایسے کافر ہوئے کہ خدا چاہے اس میں بھی قیامت تک

تاویل نہیں ہو سکتی۔ اے دشمن ایمان و اہل ایمان! یہ تو فرماؤ کہ جب کلام
محتمل تاویل بھی نہیں اور صریح طور سے تمام ضروریاتِ دین کا انکار کر لیا تو پھر
کس دل سے اس کے کفر میں کف لسانی ماخوذ و مختار ہے۔ وُہ زبان کٹ نہ جائے
جو ایسے منکر کو بھی کافر نہ کہے مگر غرض تو اور ہی ہے کہ اگر کوئی تمام ضروریاتِ دین کا
بھی انکار کرے کسی کو بھی نہ مانے تو کافر نہیں۔ فقط مجدد جدید کو قبلہ بنا لو پھر نماز، روزہ تمام ضروریاتِ
دین کا انکار کچھ مضر نہیں۔ معاذ اللہ! معاذ اللہ! جناب خاں صاحب ہم نے
نہ تو کسی کو دھوکہ دیا نہ نذر نیاز پیش کی فقط آپ ہی کی عبارت پیش کرتے ہیں
اپنی عبارت سے کافر ہو جاؤ۔ زندیق، ملحد، بے دین جو چاہو بنو۔ ہم تو اپنی زبان
سے کچھ بھی نہیں کہتے۔ ہاں یہ ضرور کہیں گے کہ کرد کہ نیافت کردنی خویش آمدنی
پیش من حفر بیرا لاخیہ فقد وقع فیہ۔ اس کوئیں سے نہیں
نکل سکتے۔ بہت اہل اللہ کا دل دُکھایا ہے۔ یہ کہیں خالی تھوڑا ہی جائے گا
جناب خاں صاحب حسام صفحہ، پر آپ کا ہی تو کلام پاک ہے۔ یعنی ہر وُہ
شخص کہ دعوٰی اسلام کے ساتھ ضروریاتِ دین میں سے کسی چیز کا منکر ہو اُس
کے پیچھے نماز پڑھنے اور اس کے جنازے کی نماز پڑھنے اور اس کے ساتھ شادی
بیاہ کرنے اور اُس کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانے اور اس کے پاس بیٹھنے اور اُس سے
بات چیت کرنے اور تمام معاملات میں اس کا حکم بعینہ وہی ہے جو مرتدوں
کا حکم ہے جیسا کہ کتب مذہب مثل ہدایہ و غرر و ملتقی الابحر و درِ مختار و مجمع الانہر و
شرح نقایہ برجندی و فتاوٰی ظہیریہ و طریقہ محمدیہ و حدیقہ ندیہ و فتاوٰی عالمگیری وغیرہا
متون و شروح و فتاوٰی میں تصریح ہے۔ خاں صاحب یہ حکم تو اس کا ہوا جو کسی

ضروری دین کا باوجود دعوائے اسلام کے انکار کرے۔ اب وُہ شخص جو ایسے کو کافر نہ کہے اس کا حکم بھی اسی صفحہ میں آپ نے ہی بیان فرمادیا ہے تو آیا مسلمان پر فرض ہے کہ انہیں کافر کہے جیسا کہ تمام منکرانِ ضروریات دین کا حکم ہے۔ جن کے بارے میں علما معتمدین نے فرمایا جو اُن کے کفر و عذاب میں شک کرے خود کافر ہے۔ ۱۲۔ فرمائیے آپ کے نزدیک تو جو تمام ضروریاتِ دین کا انکار کرے وُہ بھی کافر نہیں تو اب جس قدر احکام آپ نے بیان فرمائے ہیں اُن میں آپ کا حکم مرتد کا سا ہوا یا نہیں۔ خاں صاحب کچھ تو فرمائیے۔ تمہید صفحہ ۲۰ کی سطر آخر تا اثنا اصل بات یہ ہے کہ اصطلاحِ ائمہ میں اہلِ قبلہ وُہ ہے کہ تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتا ہو۔ اُن میں سے ایک بات کا بھی منکر ہو تو قطعاً یقیناً اجماعاً کافر مرتد ہے۔ ایسا کہ جو اُسے کافر نہ کہے خود کافر ہے۔ ۱۲۔ خاں صاحب ایک ضروری دین کے منکر کو جو کافر نہ کہے وُہ کافر اور آپ کو تمام ضروریاتِ دین کے منکر کو بھی کافر نہیں کہتے۔ فرمائیے تو آپ سے بڑھ کر کون کافر ہوگا۔ الا لعنۃ اللہ علی الکافرین۔ آپ تو تیرہ علم کے مجدد ہیں۔ اگر سچے ہو تو اپنا کفر اٹھا دو ورنہ تسلیم کفر کا اشتہار دے دو۔ علیٰ ہذا القیاس عبارات تمہید صفحہ ۲۸، ۲۹ وغیرہ تحقیق اہلِ قبلہ میں جو آپ نے نقل فرمائی ہیں ان کو ملاحظہ فرمائیے اور ہر وجہ سے اپنا کفر تسلیم فرمائیے۔ خاں صاحب اسی تمہید اور حسام پر ناز تھا جو آپ کے کفر کی تمہید اور ایمان کی حسام ثابت ہوئی۔ اسی وجہ سے اپنی تصانیف مخالفین سے چھپاتے ہو۔

سوال سیزدھم: الکوکبۃ الشہابیہ صفحہ ۲۲ سطر ۴ کا منظر بھی

قابلِ دید ہے۔ خاں صاحب فرماتے ہیں، اس قولِ ناپاک میں اس قائل بے باک نے بے پردہ و حجاب صاف صاف تصریحیں کیں کہ (۱) بعض لوگوں کو احکام شرعیہ جزئیہ و کلیہ بے وساطت انبیاء اپنے نورِ قلب سے بھی پہنچتے ہیں (۲) خاص احکام شرعیہ میں انہیں وحی آتی ہے۔ (۳) ایک طرح وُہ انبیاء کے متعلم ہیں اور ایک طرح تقلیدِ انبیاء سے آزاد احکام شرعیہ میں خود محقق۔ (۴) وُہ انبیاء کے شاگرد بھی ہیں اور ہم استاد بھی ہیں (۵) تحقیقی علم وہی ہے جو انہیں بے توسط انبیاء خود اپنی قلبی وحی سے حاصل ہوتا ہے۔ انبیاء کے ذریعہ سے جو ملتا ہے وُہ تقلیدی بات ہے (۶) وُہ علم میں انبیاء کے برابر و ہمسر ہوتے ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ انبیاء کو ظاہری وحی آتی ہے انہیں باطنی۔ (۷) وُہ انبیاء کے مانند معصوم ہوتے ہیں اسی مرتبہ کا نام حکمت ہے۔ یہ کھلم کھلا غیر نبی کو نبی بنانا ہے۔ ۱۲ واقعی اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے اور ایسی باتیں صاف صاف صریحی بغیر تاویل کہے تو اُس نے غیر نبی کو نبی بنایا مگر یہ تو فرمائیے آپ کے یہاں تو یہ سب جائز ہے۔ ایسے اقوال کا معتقد مومن مسلمان ہے۔ کہو اب بھی اپنے قول سے خود اور تمہارے جملہ معتقدین کافر ہوئے یا نہیں۔ خاں صاحب اگر اب بھی کافر نہ ہوگے تو ہمیں یہی بتا دو وُہ رجسٹری شدہ اسلام کہاں سے مل گیا ہے جس کو کوئی چیز مضر ہی نہیں ہوتی۔ آسمان کا تھوکا گریبان میں آتا ہے۔ نقل مشہور ہے۔ آپ ہر جگہ یہ بہت لکھتے ہیں۔ صاف صاف صراحۃً یہ کہا وُہ کہا۔ خاں صاحب خدا کو منظور ہے اور کچھ تمہاری ہماری زندگی باقی ہے تو دودھ کا جلا چھاچھ کو پھونک مار مار پیتا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

ان لفظوں کو ایسے بھولو گے کہ کہنے سے بھی نہ کہو گے۔ دیکھا یہ ہے جھوٹ کا مزہ اب اس صاف صاف صریح کو اٹھا کر کہیں تو رکھو آسمان زمین میں کہیں گنجائش ہے۔ الا لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ سچے ہو تو اپنے اور اپنے معتقدین کا کافر ہونا کیوں نہیں تسلیم فرماتے۔ اعلان دے دو۔

جناب خاں صاحب آپ ہی تو منکر خاتم زمانی کو کافر فرماتے تھے اور کافر بھی ایسا جو اس کے کفر و عذاب میں شک کرے خود کافر کیا ہو گیا۔ جو شخص غیر نبی کو صاف صاف صراحۃً نبی کہے اور وہ بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد وہ مومن ہو۔ کہو اب منکر خاتمیت زمانی ہوئے یا نہیں۔ خفیہ نفاق یوں ظاہر ہوتا ہے۔ اگر ہمت ہے سچے ہو اہل قلم ہو تو ان کا جواب لکھو۔

سوال چہاردہم ۔ حاشیہ الکوکبۃ الشہابیہ صفحہ ۲۳ ۔ یہ قول یقیناً باجماع اہل سنت بہت وجہ سے کفر ہے۔ ازاں جملہ یہ کہ اس میں اللہ تعالیٰ سے بے وساطت نبی احکام شرعیہ ملنے کا ادعا ہے۔ اور یہ نبوت کا دعوٰے ہے۔ امام الوہابیہ کے کفر اجماعی کا یہ خاص جزئیہ ہے والعیاذ باللہ رب العالمین ۱۲

خاں صاحب اول تو فرمائیے کہ اجماع کا منکر بھی کافر ہوتا ہے یا نہیں فرمائیے ضرور۔ اب میں کہتا ہوں کہ یہ آپ کے اور آپ کے جملہ معتقدین کے اجماع کفری کا خاص جزئیہ ہے یا نہیں۔ کیوں سرکار جو اجماعاً کافر ہو اس کو بھی آپ کافر نہ کہیں وہ آپ کے نزدیک مومن ہو تو فرمائیے اب آپ کے کفر میں بقول آپ کے شبہ باقی رہا۔ خاں صاحب اب تو یہی کہنے کو بے ساختہ جی چاہتا ہے کہ

تکفیر مجسم ہوتی تو آپ کے ہی شاید صورت میں ظاہر ہوتی اور آپ اگر مفہوم ہوتے تو کفر اور تکفیر ہی آپ کا عنوان ہوتا۔ ماشاء اللہ کیا مبارک عنوان اور کیسے خوبصورت معنون جیسی روح ویسے ہی فرشتے۔

سوال پانزدہم : خاں صاحب کا ارشاد الکوکبۃ الشہابیہ صفحہ ۲۷ کی آخر سطر ملاحظہ ہو۔ وہابی صاحبو! تمہارے پیشوا نے یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں کیسی گستاخی کی۔ ۱۲۔

پھر جناب آپ نے گستاخی کرنے والے کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا باوجود صریح گستاخی کرنے کے بھی اُسے مومن ہی کہا۔ تُف ہے اس ایمان پر کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کوئی گستاخی کرے اور پھر بھی مومن کے نزدیک وہ گستاخ مومن رہے۔ کہو ایمان گیا یا پہلے ہی نہ تھا پھر صفحہ ۳۳ پر دوسری جگہ فرماتے ہیں اور انصاف کیجئے تو اس کھلی گستاخی میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں۔ ۱۲۔ افسوس ہے آپ کے دعوٰے ایمان پر کہ گستاخی اور سب و شتم جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالیاں بھی یقینی دی جائیں جس پر مکرر قسمیں کھائیں۔ کلام میں بھی تاویل کی گنجائش نہ ہو، قائل اقرار بھی کرے۔ تمام علماء ایسے شخص کی جزماً قطعاً، اجماعاً تکفیر بھی فرمائیں مگر دُنیا کے خلاف آپ ہیں کہ اس کو مسلمان کہتے ہیں۔ آپ ہی فرمائیے یہ اس کی دلیل ہے یا نہیں۔ کہ آپ کو دشمنانِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دوستی ہے اور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عداوتِ قلبی۔ پھر فرمائیے آپ اپنے ہی قلم اور زبان سے ڈبل تکفیر کے مستحق ہوئے یا نہیں۔

تمہید صفحہ ۲۸ شفا بزازیہ وغیرہا کی عبارت نقل فرما کر آپ ترجمہ فرماتے ہیں تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ پاک میں گستاخی کرے وُہ کافر ہے اور جو اس کے معذب یا کافر ہونے میں شک کرے وُہ بھی کافر۔ ۱۲ پھر مجمع الانہر و درِ مختار کی عبارت نقل فرما کر ترجمہ فرمایا ہے جو کسی نبی کی شان میں گستاخی کے سبب کافر ہوا، اُس کی توبہ کسی طرح قبول نہیں اور جو اس کے عذاب اور کفر میں شک کرے خود کافر۔ الحمد للہ یہ نفیس مسئلہ کا وُہ گرانبہا خزینہ ہے جس میں اِن بدگوئیوں کے کفر پر اجماعِ امت کی تصریح ہے اور یہ بھی کہ جو انہیں کافر نہ جانے خود کافر۔

اب بندہ عرض کرتا ہے الحمد للہ یہ نفیس جزئیہ آپ کے کفرِ اجماعی کا نکلا کیا جس کا حاصل یہ ہے کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب اور ان کے اتباع باجماع تمام امت کافر قطعی ہیں کیونکہ جس نے ان کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں صاف صریح گستاخی کی اور گالی دی اور گالی دینا بھی ایسا یقینی کہ جس پر خاں صاحب قسمیں کھاتے ہیں پھر بھی خاں صاحب نے اس کی تکفیر نہ کی تو خاں صاحب قطعی کافر جو انہیں کافر نہ کہے وُہ کافر۔ خاں صاحب تکفیر لوگوں کی ہوا کرتی ہے، جھوٹ بول کر الزام رکھ کر فتوائے تکفیر حاصل کیا تو کسی کا کیا بگڑا۔ اپنا ہی ایمان کھویا۔ اس عبارت کو سوال اول کے ساتھ بھی لگانا چاہیئے چونکہ آپ کی جانب سے بھی ۱۵ ہی سوالات ہوئے تھے لہٰذا اس طرف سے بھی اسی پر اکتفا کی گئی۔ "وان عدتم عدنا"۔ اس وقت چند ضروری تنبیہات ہیں جن پر مطلع کرنا ضروری ہے تاکہ جناب خاں صاحب اور اُن کے اتباع کو تلبیس کا کوئی موقع نہ ملے۔

تنبیہ اوّل، شاید کسی صاحب کو یہ شبہ ہو کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب اور ان کے اتباع کی تکفیر تو صرف اسی وجہ سے کی جاتی ہے کہ انہوں نے حضرت مولانا مولوی اسمٰعیل صاحب شہید کی تکفیر نہ کی اس میں احتیاط کی اگر کسی مسلمان کی تکفیر میں خاں صاحب نے احتیاط کی تو کیا بیجا کیا خاں صاحب اگر تکفیر کرتے ہیں تب تو اُن پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ان کی مشین میں تکفیر ہی تکفیر چھپتی ہے، دُنیا بھر کو کافر کر دیا، سب پر کفر کا فتوےٰ لگا دیا۔ صاحب وُہ تو صحیح کلام کو کھینچ تان کر معانی کفری پر حمل کرتے ہیں اور اگر وُہ احتیاط برتتے ہیں، احتیاط کرتے ہیں، کلام میں تاویل فرماتے ہیں تب اُن پر اُلٹا کفر لوٹایا جاتا ہے کہ صاحب انہوں نے کلام کفری پر تکفیر نہیں کی لہٰذا وُہ بھی کافر اور جو انہیں کافر نہ کہے وُہ بھی کافر۔

پھر خاں صاحب کیا مسلک اختیار فرمائیں جو اس طعن و تشنیع اور اس کفر سے نجات پائیں۔ جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ خاں صاحب کو اتباعِ حق فرمانا چاہیے جو واقعی کافر ہے اسے کافر کہیں جو مسلمان ہے اُسے مسلمان۔ خاں صاحب نے ایسا انداز اختیار فرمایا ہے، جس میں نجات محال ہے۔ جو واقعی کلام صاف تھے اُن کو کھینچ تان کر معنی کفری پر حمل کیا اور جو واقعی عقیدہ کفریہ ہے اس میں تکفیر نہیں کی۔ تو اب بجز اس بات کے کہ خاں صاحب کے دونوں انداز مذموم اور قبیح ہوں۔ اہلِ انصاف اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ چنانچہ ہماری اس غرض کو ناظرین خدا چاہے ابھی قبول فرما لیں گے یہ مطلب ہرگز ہرگز نہیں کہ حضرت مولانا اسماعیل صاحب شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کے اعتقادات یا کلام واقع میں ایسے ہیں کہ ان کی تکفیر ضروری تھی مگر خاں صاحب

نے نہیں کی۔ لہٰذا وُہ کافر اور خاں صاحب کے جملہ اتباع و معتقدین بھی کافر۔
اگر حضرت شہید مظلوم کا کوئی عقیدہ یا کوئی کلام بھی ایسا ہوتا کہ جس میں کسی
طرح بھی تکفیر اور کافر کہنے کی گنجائش ہوتی تو خاں صاحب ایسے شکاری کہاں
ہیں جن کا کفری نشانہ خطا کرے۔ سب سے بڑھ کر پہلے وُہی کفر کا فتوٰے دیتے
مگر یہ تو الحمد لوجہ اللہ تعالیٰ کہ خاں صاحب یعنی جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب
نے بھی تسلیم فرمالیا کہ حضرت مولانا مولوی اسماعیل صاحب شہیدؒ کی تکفیر ناجائز
ہے۔ وُہ ضرور مسلمان ہیں۔ ان کا کوئی بھی عقیدہ یا کلام ایسا نہیں جس میں
خاں صاحب کے بعد کسی کو تکفیر جائز ہو۔ مولانا موصوف کی اب جو تکفیر کرے، وُہ
خود کافر ہے۔ مولانا موصوف کا کوئی کلام بھی صریح کفر نہیں، ورنہ اس میں کوئی
تاویل مسموع نہ ہوتی۔ خاں صاحب شفا شریف کی عبارت نقل فرما چکے ہیں کہ لفظِ
صریح میں تاویل مقبول نہیں ہے۔ اب اگر کوئی کلام ہو تو ایسا ہو جس میں معنی
کفری بطریق احتمال کے مفہوم ہوتے ہوں۔ مگر وُہ احتمال حضرت مولانا شہیدؒ
کا قطعاً مراد نہیں۔ ورنہ پھر بھی خاں صاحب پر تکفیر فرض ہو جاتی۔ تو یہ مسئلہ تو
بالکل صاف ہو گیا کہ حضرت مولانا مولوی اسماعیل صاحب شہیدؒ اور اُن کے
اتباع یقینی مسلمان اور مومن ہیں اور جو اُن کو کافر کہتے ہیں وُہ خود گمراہ، بے دین،
بد مذہب، راہِ استقامت و سلامت و سداد سے علیحدہ اور غلطی میں مبتلا ہیں،
کیونکہ جو مسلمان کو کافر کہے وُہ خود کافر ہے۔ اب حضرات علماء دیوبند و گنگوہ و
مراد آباد پر جو اعتراض کرتا ہے وُہ غلطی میں مبتلا ہے اور بے تکی ہانکتا ہے۔ ہاں
یہ بات قابلِ بیان ہے کہ خاں صاحب کی تکفیر نہ کرنے پر پھر کیوں اعتراض ہے

اور اس عدمِ تکفیر سے اُن کی اور اُن کے تمام گروہ کی تکفیر کیوں کی جاتی ہے۔
جواب یہ ہے کہ جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب اور ان کے اتباع
ناراض نہ ہوں۔ واقعی بات یہ ہے کہ جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب بہت
خلاف گو، غلط نویس اور مفتری ہیں، ان کے دماغ میں تعلی اور تشخص اس قدر
ہے کہ اپنے برابر کسی کو نہیں سمجھتے۔ کتاب بہت دیکھتے ہیں مگر بدعت کی ظلمت
سے صحیح بات سمجھ میں نہیں آتی۔ سیدھی بات کو الٹا سمجھتے ہیں۔ طبیعت
کچھ تیز ہے مگر نہایت کج۔ جب ذہن جاتا ہے الٹی طرف۔ ان تمام باتوں
کے ساتھ فتوٰے لکھنے اور تصنیف کرنے کا شوق پرمٹی اس درجہ کے کہ جو بات
ایک دفعہ زبان سے نکل گئی اس سے تمام دُنیا تو مل کر ہٹا دے۔ دین جائے
ایمان برباد ہو مگر وُہ اپنے کہے سے کبھی نہ ٹلیں گے۔ شائد یہ میرے الفاظ
ناظرین کو تیز اور ناگوار معلوم ہوں گے۔ مگر خدا چاہے تھوڑی دیر میں اس کا اقرار
ہو گا کہ یہ بالکل حق اور یہی جواب ہے اور یہی باتیں خاں صاحب کے ان غلطیات
میں پھنسنے کے باعث ہوئے ہیں کہ اگر خاں صاحب کو توبہ نصیب نہ ہوئی تو
دُنیا ہی نہیں آخرت میں بھی رستگاری دشوار ہے۔ بات یہ ہے کہ جو لوگ
تبع سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روحی فداہ کے ہیں۔ خاں صاحب
اور اُن کے ہم مشربوں کو ان لوگوں سے طبعی اور رُوحی منافرت ہے۔ ان سے
کوئی یہ بات کہہ دے کہ جب یہ امر جناب سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سے اس طرح ثابت نہیں۔ اگر اُسی طرح اور اسی طریقہ پر اختصار کیا جائے جو آپ سے
ثابت ہے یا جس کو ائمہ دین نے بتایا۔ اس ایجاد کی کیا ضرورت تو خاں صاحب

گو یہ قول اس قدر ناگوار معلوم ہوتا ہے کہ قائل کی عزت آبرو دین و ایمان سب
کے گاہک ہو جاتے ہیں اور تو کسی چیز پر بس نہیں ہوتا۔ لوٹ پھیر کر اُس کے
کلام کے معنی ایسے بناتے ہیں جس سے کفر ثابت ہو جائے اور وُہ بغض و عناد
ہوں نکالتے ہیں کہ دیکھو اُس کے کلام سے یہ کفر لازم آیا۔ فلاں نے اس کی تکفیر
کی فلاں نے تکفیر فرمائی۔ چونکہ لزوم اور التزام میں فرق ظاہر ہے۔ اور تکفیر لزوم
پر نہیں ہوتی بلکہ التزام پر اس وجہ سے غایت بغض و حسد کی وجہ سے اس پر
مجبور ہوتے ہیں کہ یہ دعوے فرمائیں کہ فلاں کفری مضمون کی اس نے تصریح کی
صاف صاف کہہ دیا۔ اس کا اقرار کیا، اس کو مان لیا، جو الفاظ التزام کے ہیں
پھر دل کھول کر عبارات نقل کر کے ائمہ اعلام کی تکفیر نقل کرتے ہیں چنانچہ سوالات
مذکورہ میں جو عبارات الکوکبۃ الشہابیہ کی بحوالہ صفحات و سطور منقول
ہوئی ہیں، اُن کے ملاحظہ سے ظاہر ہو جائے گا کہ اُن عبارات کفریہ میں حضرت
مولانا شہید کی کوئی عبارت بھی نہیں۔ جس قدر عبارات مضامین کفریہ پر
صراحۃً دلالت کرتی ہیں جن کی بنا پر تکفیر ہوتی ہے وُہ سب قبلہ تکفیر جناب
خاں صاحب کی ہیں اور عبارات ایسی تصنیف فرمائی جاتی ہیں جن پر تکفیر
لازمی ہو۔ بلکہ یوں کہیے کہ وُہ نتائج طبع زاد خاں صاحب کے وُہ ہوتے ہیں
کہ گویا عبارات فتاوٰی کے تقریباً ترجمہ ہوتے ہیں جن پر تکفیر لازمی اور ضروری
امر ہو۔ مگر چونکہ خاں صاحب کا مدعٰی اس پر موقوف ہوتا ہے کہ وُہ مضامین
کفریہ صراحۃً ہوں۔ قائل اس کا معتقد ہو۔ لہٰذا خاں صاحب کو نہایت زور
سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس کی تصریح کی صاف صاف کہہ دیا مان لیا، اقرار

پھر اس پر نہایت زور سے تکفیر چسپاں ہوتی ہے جیسا کہ اسی الکوکبۃ الشہابیہ
کے آخر میں یہ تمام اتہام مولانا شہید پر لگا کر صفحہ ۶۱ سطر آخر میں تحریر فرماتے
ہیں۔

بالجملہ ماہ نیم ماہ و مہر نیمروز کی طرح ظاہر و زاہر کہ اس فرقہ متفرقہ یعنے
وہابیہ اسماعیلیہ اور اس کے امام نافرجام پر جزماً قطعاً یقیناً اجماعاً بوجوہ کثیرہ
کفر لازم اور بلاشبہ جماہیر فقہائے کرام واصحاب فتوٰے اکابر و اعلام کی تصریحات
واضحہ پر یہ سب کے سب مرتد کافر باجماع ائمہ ان سب پر اپنے تمام کفریات
ملعونہ سے بالتصریح توبہ و رجوع و از سر نو کلمۂ اسلام پڑھنا فرض واجب۔ ۱۲

ملاحظہ ہو یہ عبارت کس قدر پر زور الفاظ سے تکفیر کا حکم ناطق فرما رہی ہے
اس کا کیا مفاد ہے وُہ ظاہر ہے کہ جو مولانا مولوی اسمٰعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ
تعالیٰ کو کافر کہے وُہ بھی جزماً قطعاً یقیناً اجماعاً جماہیر فقہاء کرام واصحاب فتوائے اکابر
اعلام کی تصریحات کی مرتد کافر باجماع ائمہ اس پر اس کفر ملعون سے صریح توبہ اور
رجوع اور از سر نو کلمہ پڑھنا فرض واجب۔ پھر اسی عبارت کے بعد خاں صاحب
صفحہ ۶۲ سطر ۴ پر فرماتے ہیں۔ اگرچہ ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار
سے کف لسان ماخوذ و مختار و مرضی و مناسب ۱۲۔

آگ لگا جا لو دور کھڑی فرماتیے جو شخص کہ خاں صاحب کے نزدیک جزماً قطعاً
یقیناً اجماعاً بلاشبہ جماہیر فقہائے کرام واصحاب فتوٰے اکابر و اعلام کی تصریحات
واضحہ پر مرتد کافر ہو۔ باجماع ائمہ بالتصریح تمام کفریات سے توبہ کرنا اور از سر نو کلمہ
پڑھنا مسلمان ہونا فرض و واجب ہو مگر پھر بھی خاں صاحب یہ فرما دیں کہ شخص

مذکور میرے نزدیک مسلمان ہے اور یہی مذہب پسندیدہ و
مختار ہے، اور یہی مناسب ہے تو اب فرمایئے کہ پہلے وہ
زور شور کی عبارت اب کیا ہوئی۔ اگر وہ حکم خاں صاحب نے واقعی نقل فرمایا تھا
اور وہ شخص واقعی ایسا تھا۔ تب تو خاں صاحب اس کی تکفیر نہ کرنے سے خود ہی کافر
ہو گئے اور جو اُن کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہو گیا اور اگر واقع میں علماء و فقہاء و ائمہ
دین کا حکم نہ تھا۔ تو خاں صاحب جھوٹے مفتری کذاب ہوئے یا نہیں وہ یا
ان کا کوئی معتقد بیان فرمائے کہ یہ معما کیا ہے۔ اگر کوئی صاحب یہ فرمادیں کہ
خاں صاحب نے مذہب فقہاء نقل فرمایا ہے، وہ لزوم و التزام میں فرق نہیں
کرتے اور خاں صاحب نے مذہب محققین اختیار فرمایا ہے جو لزوم و التزام میں
فرق کرتے ہیں تو نقلِ مذہب فقہاء بھی صحیح ہوا۔ اور خاں صاحب کی عدمِ تکفیر
بھی صحیح ہوئی۔ تو اُس کا جواب یہ ہے کہ جب خاں صاحب کے نزدیک یہ مذہب
فقہاء مرضی و مختار نہ تھا۔ تو اس غلط مذہب کی بناء پر اتنا بڑا رسالہ مسلمانوں
کو گمراہ کرنے کے واسطے کیوں لکھا جب یہ مذہب ان کے نزدیک پسند اور صحیح
نہیں تھا تو اس کو کیوں لکھا۔ اگر کہا جائے کہ مطلب یہ تھا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے
کہ مسئلہ مختلف فیہا ہے اور اس قدر لوگ مولانا شہیدؒ کی تکفیر فرماتے ہیں تو پھر
عرض یہ ہے کہ جیسے مولانا اسماعیل شہیدؒ کی تکفیر مختلف فیہ ہوئی۔ جناب خاں صاحب
اور اُن کے اتباع بھی اس حکم میں داخل ہو گئے۔ یعنی جن حضرات نے لزوم اور التزام
میں فرق نہیں فرمایا اور لزوم کی وجہ سے بھی کفر کا حکم صادر فرمایا تو اب جو شخص
اُن کافر لزومی کو کافر نہ کہے گا وہ بھی اُن حضرات کے نزدیک کافر قطعی ہو گا۔ ملاحظہ

ہو عبارت منقولہ جو آپ کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ کافر تو نتیجہ یہ نکلا کہ
مولوی احمد رضا خاں صاحب اور ان کے اتباع جزماً قطعاً، یقیناً بلاشبہ جماہیر
فقہائے کرام اور اصحاب فتاوے۔ اکابر و اعلام کے نزدیک مرتد و کافر باجماع
ائمہ ان پر بالتصریح توبہ اور رجوع فرض واجب از سر نو کلمۂ اسلام پڑھنا
فرض۔ فرمایئے۔ یہ کفر کیا تھوڑا ہے جس قدر کفر اور جیسا بھی تھا محقق غیر محقق
خاں صاحب نے جناب مولوی اسماعیل صاحب شہیدؒ کی طرف بھیجا تھا۔
بعینہٖ وہی واپس آیا۔ اور مولانا بالکل پاک و صاف رہے۔ خاں صاحب بھی
کفر سے نہ بچ سکے نہ اُن کے معتقدین کو نجات ملی **دوسرے** یہ فرمایا جائے
کہ جناب خاں صاحب کو اس فتوائے اور جماہیر فقہاء عظام اور ائمہ اعلام کے
خلاف کرنے کا مجاز بھی ہے یا نہیں۔ اگر خاں صاحب غیر مقلد ہیں تو غیر مقلدین
کے کفر پر بھی خاں صاحب حسام اور دیگر رسائل میں کفر کا فتوائے دے چکے ہیں
پھر بھی بوجہ غیر مقلد ہونے کے خود اور اتباع کافر ہوئے۔ اور اگر مقلد ہیں پھر
فتوائے کے خلاف کرنا اس کی کیا مجال۔ جناب خاں صاحب **الفضل الموہبی**
صفحہ ۲۴ کی سطر ۳ پر حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی عبارت کے فوائد نقل
فرمارہے ہیں۔ نہم : اس سوال کا بھی صاف جواب دے دیا کہ ایک مسئلہ میں
بھی اگر خلاف امام کہا، اگرچہ اسی بناء پر کہ اس میں حقانیت ظاہر نہیں ہوئی تاہم
مذہب سے خارج ہو جائے گا۔ کہ اسے نقل از مذہب فرماتے ہیں۔ دہم سخت
اشد و قاہر حکم دیکھیے کہ جو ایسا کرے وہ ملحد ہے۔ ۱۲ فرمایئے ایک مسئلہ میں
خلافِ امام کرنے سے مذہب امام سے خروج کا حکم صادر فرمایا ہے۔ اب اگر

فقہاء اور جماہیر علماء کا فتوٰے مذہبِ امام کے موافق ہے، تب تو آپ اس کا خلاف کر کے مذہب سے خارج ہوئے، ملحد ہُوئے، اور اگر مخالف ہے تو پھر یہ مسئلہ مذہب امام ہمام رحمہ اللہ تعالٰی کے مخالف کیوں بیان کیا اور اس قدر طول وطویل رسالہ کیوں لکھا۔ اور کیوں نہیں ظاہر کیا کہ مذہبِ فقہاء غلط ہے۔ مذہبِ امام کے مخالف ہے۔ جو مولانا مولوی محمد اسماعیل صاحب شہیدؒ کو فقہاء کے فتوے کے موافق کافر کہے گا وُہ مذہب سے خارج ہو جائے گا اور خارج ہی نہیں ساتھ ہی ملحد بھی ہو جائے گا۔

غرض بہر صورت آپ اور آپ کے اتباع ملحد بے دین قرار پاتے ہیں۔ یا نعوذ باللہ جماہیر فقہاء۔ مولانا اسماعیل صاحبؒ کا کچھ بھی نہ بگڑا۔ آنرا کہ حساب پاک ست از محاسبہ چہ باک اور اگر یہ کہا جاوے کہ خاں صاحب کو بوجہ مجدّدِ دین اور بتّر علم کے مجدد اور ماہر ہونے کے یہ حق حاصل ہے کہ فقہاء عظام کے فتوؤں کا خلاف کرلیں تو بہت اچھا۔ **اول** تو یہ ثابت فرمایا جاوے کہ ان کو یہ مرتبہ حاصل ہے یا نہیں اور **دوسرے** اگر تسلیم بھی کر لیا جاوے تو تمام ہندوستان میں حنفی لوگ ہیں۔ خاں صاحب اپنی تحقیق سے کچھ ہوں، مگر جن فقہاء حنفیہ نے کفر کا فتوٰے دیا تھا وُہ تو خاں صاف اور اُن کے اتباع کو ضرور کافر ہی کہیں گے تو حاصل یہ ہُوا کہ خاں صاحب اپنے دعوے کے موافق کافر نہ ہُوئے اپنے منہ میاں مٹھو مگر جمہور فقہائے واصحابِ فتوٰے کے نزدیک باجماع مرتد و کافر اُن کو اپنے کفر وارتداد سے توبہ فرض واجب۔ پھر یہ جواب فقط اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ جہاں لزوم اور التزام کا فرق ہو جن کفریات کی نسبت خاں صاحب

نے یہ کہا ہے کہ قائل نے صاف صاف صریح اقرار کیا، مان لیا، اس کا قائل ہُوا جہاں واللہ واللہ کر کے قسمیں کھائی ہیں وہاں لزوم والتزام کا فرق کیسے اور کون نکال سکتا ہے۔ جب التزامِ کفر میں بھی خاں صاحب تکفیر نہ کریں گے تو پھر تکفیر کب ہوگی اور اب بے شک خاں صاحب پر ان کے مسلمات سے یہی حکم ہو گا کہ جو ان کو اور ان کے اتباع کو کافر نہ کہے وُہ بے شک کافر ہے۔ جناب خاں صاحب کفر یُوں ثابت کیا کرتے ہیں، آپ اور آپ کی تمام جماعت مر جائے گی تو بھی یہ کفر خدا چاہے اٹھ ہی نہیں سکتا۔ ہاں توبہ کر لو، خداوندِ عالم توبہ قبول فرمانے والا ہے۔ مگر یہ آپ سے محال ایمان سو دفعہ جائے تو جائے مگر پٹھانی ٹر اور آن ضرور باقی رہنی چاہیے۔ پھر جب خاں صاحب التزام کفر میں بھی تکفیر ناجائز فرمائیں گے تو حسام الحرمین کی تکفیر کس بناء پر ہو گی۔ اور یہ حسام کس کے سر کے دو ٹکڑے کرے گی۔ تحذیر الناس وغیرہ میں تو مضامین کفریہ کی بُو بھی نہیں اور خاں صاحب التزام کفر پر بھی تکفیر نہیں فرماتے۔ تو ضرور ہے کہ وُہ تکفیر بھی خاں صاحب کی طرف رجوع کرے گی۔ پس حاصل کلام یہ ہوا کہ حضرت مولانا اسماعیل صاحب شہید رحمہ اللہ تعالٰی کا کوئی کلام نہ واقع میں کفر ہے اور نہ احتمال کی صورت میں وُہ معنی کفری مراد ہیں اور یہ خاں صاحب کے نزدیک بھی مسلّم اور یہی وجہ ہے کہ تکفیر نہ کر سکے مگر چونکہ غیظ و غضب، حسد و عناد میں اگر حضرت مولانا پر اتہام لگائے ہیں کہ یہ تصریح کی اقرار کیا صاف صاف مان لیا۔ اس بناء پر تو خاں صاحب کا فرض تھا کہ ان کی تکفیر کرتے ورنہ وُہ خود کافر اور جو اُن کے کفر میں شک کرے وُہ کافر۔ اب نہ وہ مولانا مرحوم کی تکفیر کر سکتے نہ اپنی تکفیر اُٹھا سکتے ہیں، کیونکہ

اُن کی تکفیر تو اس بنا پر ہے کہ انہوں نے حضرت مولانا کی طرف ایسے مضامینِ کفریہ کی صراحۃ اور التزام کا دعویٰ کیا جن میں تکفیر لازم تھی اور پھر اس پر قسمیں بھی بار بار کھائیں، لہٰذا خاں صاحب کی تکفیر کا اُٹھنا محال ہے۔ اب جناب خاں صاحب اور اُن کے علم و تدین تقوےٰ طہارت کے شیدائی اور تو کیا اپنا اور اُن کا ایمان ہی ثابت کر دیں تو ہم جانیں اور ویسے باتیں بنانی تو بہت آسان ہیں۔ مقابلہ میں بات ہو تب معلوم ہو۔ تحریر تحریر کا بہت غل تھا۔ اب قلم کہاں ٹوٹ گئے۔ چھاپہ خانہ کہاں چلا گیا۔ پہلے جلدی مضامین چھاپنے پر فخر ہوتا تھا۔ اب وُہ فخر کہاں سب خاک میں مل گئے۔ مناظرہ تقریر کیا کرو گے۔ اپنی طرف سے نہیں، کسی کے نام ہی سے ردّ التکفیر اور ان سوالات کا جواب دو تو ہم بھی جانیں۔ اب خدا چاہے معتقدین بھی سمجھ گئے۔ کہ اعلیٰ حضرت کی علمیت اس درجہ کی ہے۔

تنبیہ ثانی، معروض سابق سے یہ امر ظاہر ہو گیا کہ جناب خاں صاحب کی یہ عادت ہے کہ مخالفین کی عبارت سے ایک نتیجہ کفری نکال کر اس کی صراحۃ اور صاف صاف ہونے کا دعوےٰ کر کے مخالف کے ذمہ تھوپ دیا۔ پھر اسی نتیجہ کی بناء پر تکفیر فرما دی اور جس عبارت کی طرف وُہ اتہام لگایا اس کا ماسبق و مالحق نذارد کر دیا۔ چونکہ پہلے نتیجہ نکال ہی چکے ہیں۔ مجدد ایسے ویسے مشہور ہیں۔ دیکھنے والے کو جھوٹ افتراء کا کیا گمان ہو گا اس نے بھی یہی معنی سمجھ کر اور جناب خاں صاحب پر اعتماد کر کے خاں صاحب کے فرضی نتیجہ پر کفر کا فتوےٰ دے دیا مگر درحقیقت نہ وُہ فتوےٰ مخالف پر ہوتا ہے نہ اس کی عبارت پر بلکہ خاں صاحب کے نتائج پر چنانچہ یہ امر خاں صاحب کے ہی بیان سے ثابت ہو گیا کہ الکوکبۃ الشہابیہ

میں مضامینِ کفریہ کی صراحت اور التزام کا دعویٰ [illegible]

معلوم ہو گیا کہ خاں صاحب کے نزدیک بھی اصل عبارت میں اس کفری مضمون کی صراحۃ نہیں ہے۔ یہ حرکت شنیعہ خاں صاحب نے ایک جگہ نہیں کی، بلکہ اس ایک ہی رسالہ الکوکبۃ الشہابیہ کو اس نجس طریقہ سے متعدد جگہ ملوث کیا ہے۔ بیان کرنا اس امر کا منظور ہے کہ جب الکوکبۃ الشہابیہ میں خاں صاحب نے اس امر کو بکثرت اختیار فرما کر اپنا صدق اور دیانت ظاہر فرمائی ہے۔ اسی طرح براہینِ قاطعہ اور حفظ الایمان و تحذیر الناس وغیرہا کی نسبت سمجھنا چاہیے، کہ خاں صاحب نے جو الزامات لگاتے ہیں کہ فلاں میں تصریح کی کہ علمِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم ابلیس کا زیادہ ہے۔ فلاں میں تصریح کی کہ آپ کے علم کے مساوی صبی و مجانین و بہائم کا علم ہے۔ او کما قال وغیرہٗ۔ یہ سب الزامات حضرت مجدد بریلوی کے تراشیدہ و خراشیدہ ہیں۔ اصل عبارات کتب میں ان خبیث مضامین کی بُو بھی نہیں۔ اور یہ کوئی نئی بات نہیں۔ خاں صاحب کی ایسی عادتِ قدیمہ ہے ورنہ محال تھا کہ خاں صاحب یا ان کے اتباع انتصاف البری من الکذاب المفتری پر گفتگو کر کے یہ امر نہ دکھا دیتے۔ ہم پھر بفضلہٖ تعالیٰ پیشین گوئی کرتے ہیں نہ خاں صاحب اور اُن کے اتباع سے اپنی تکفیر اٹھے گی نہ ان مضامینِ کفریہ کی صراحۃ کتب مذکورہ میں دکھا سکیں گے نہ ان مضامین کو بطریق لزوم ثابت کر کے متکلم کی مراد ہونا ثابت کریں گے۔

تنبیہ ثالث، کوئی صاحب یوں کہیں کہ اس تمام تقریر سے تو یہ ثابت ہوا کہ حضرت مولانا اسمٰعیل صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کافر نہیں تفسیق اور تضلیل اور بدعت میں تو خاں صاحب شک ہی نہیں فرماتے۔ تو جواب یہ ہے

کہ خاں صاحب کے دعاوی باطلہ کی حقیقت کھل گئی ہے۔ اور زیادہ بھی ان شاء اللہ ظاہر ہو جاوے گا۔ **الحمد للہ** کہ خاں صاحب اتنے میں تو ہمارے شریک ہیں کہ ان عبارات سے تکفیر نہیں ہو سکتی۔ وُہ ان عبارات کے ایسے معنی بیان فرمائیں جن سے تکفیر نہ ہو۔ ہم ایسے معنی بیان کر دیں گے جس سے تفسیق وغیرہا بھی نہ ہو سکے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارا ہر جواب خاں صاحب کے مقابلہ میں انہیں کے مسلمات سے ہو۔ لہٰذا اس کی ضرورت ہے کہ پہلے وُہ معنی بیان فرما دیں۔ اسی انداز پر ہم بھی معنی بیان کر دیں گے۔

تنبیہ رابع جس طرح خاں صاحب تقویۃ الایمان، ایضاح الحق، صراطِ مستقیم کے معنی صحیحہ بیان فرما دیں گے اس سے زیادہ صاف اور روشن معنی ہم تحذیر الناس وغیرہا کے بتا دیں گے اور اس وقت یہ دریافت کریں گے کہ وُہ کون سی احتیاط تھی جو مولانا شہید صاحبؒ کے ساتھ ضروری اور لازمی اور مختار اور پسندیدہ تھی جس کی بناء پر تکفیر ناجائز ہوئی۔ اور صاحب تحذیر الناس و براہین قاطعہ حفظ الایمان وغیرہا کے ساتھ ناجائز۔ مولانا شہیدؒ کی تکفیر ناجائز اور ان صاحبوں کی ایسی ڈبل تکفیر کہ جو اُن کو کافر نہ کہے، تکفیر میں تامل، تردد، شک وشبہ کرے وُہ بھی کافر۔ خاں صاحب دیکھا، اہل اللہ سے حسد وبغض کا نتیجہ۔ آپ نے حضرت حجۃ اللہ فی العالمین حضرت مولانا مولوی **محمد قاسم** صاحب نانوتوی و حضرت مولانا مولوی **رشید احمد** صاحب رشید الحق والملۃ والدین گنگوہی، قدس سرہما وحضرت مولانا مولوی **خلیل احمد** صاحب وحضرت مولانا مولوی **اشرف علی** صاحب دامت برکاتہما کی محض نفسانیت اور حسد اور بغض سے

مخالفت اور تکفیر کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا ذلیل کیا کہ خدا مسلمان کو وُہ ذلت نہ دے۔ تم اپنے ہی کلام سے مع اتباع کافر ہو گئے۔ اور کفر بھی کیسا، جس کو مر جاؤ تو اٹھا نہ سکو۔ اگر خدا حیا و ایمان دے تو سمجھنے کے واسطے کافی ہے باقی ان شاء اللہ تعالیٰ اور رسائل میں ظاہر کیا جاوے گا۔ الحمد للہ اولاً و آخراً وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ نبیہ وصحبہ و نور عرشہ ظاہرا و باطنا و علیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔ برحمتک یا ارحم الراحمین۔

تنبیہ خامس جناب خاں صاحب آپ سے اور آپ کے اتباع سے اس کفر کا اٹھنا محال ہے۔ ہاں ہم جو صورت بتاتے ہیں وُہ اختیار کر لو تو اس سے رستگاری ممکن ہے یا تو یہ کہو کہ واقعی حضرت مولانا شہیدؒ سچے اور پکے مومن اور مسلمان ہیں اور ہم بھی انہیں ایسا ہی جانتے ہیں مگر فقط غیظ وغضب تعنت وحسد کی وجہ سے مولانا موصوف پر الزام بالقصد لگا دیے کہ انہوں نے فلاں بات کا اقرار کیا، مان لیا، تصریح کی، صاف صاف لکھ دیا۔ یہ سب جھوٹ محض اور کذب خالص ہے۔ اس صورت میں گو آپ کا کذاب مفتری ہونا تو ضرور ثابت ہو گا مگر کفر خالص سے نجات ملے گی مگر یہ صدق وصفائی آپ سے تقریباً محال ہے اگر یہ نہ ہو سکے اور ضرور نہ ہو سکے گا تو پھر یہ صورت ہے کہ اس کا اقرار صاف کر لو کہ ہم نے جو الزامات مولانا موصوف پر لگائے ہیں، گو مولانا اس سے واقع میں بری ہوں اور ہیں۔ ہمارے نزدیک یقینی ان امور کفریہ کے وُہ معتقد ہیں اور اس بناء پر ان کی تکفیر ہم پر ضروری تھی۔ اس وقت تک جو تکفیر نہ کی، یہ ہم سے غلطی ہوئی اور واقع میں اس وقت تک ہم اور ہمارے

تمام جماعت قطعی کافر اور مرتد تھی مگر ہم سب اب توبہ کرتے ہیں اور اپنے
عقیدہ کے موافق مولانا کی تکفیر کرتے ہیں، اتنے دنوں تک کافر رہے۔ آپ
مسلمان ہوتے ہیں۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو اس وقت تو ہم نے آپ کا کفر
الزامی ثابت کیا ہے۔ پھر اُس وقت خدا چاہے جناب خاں صاحب ہم آپ
کا کفر تحقیقی ثابت کریں گے۔ اگر مرد ہو تو ایک بات پر پختہ ہو کر جی کڑا کر لو۔
ورنہ جاؤ جہنم میں آپ سے اور آپ کے اتباع و تمام جماعت سے کفر اُٹھ چکا
ہم نے آپ کو بُرا بھلا جتا دیا۔ آئندہ آپ کو اختیار ہے۔ ان دونوں صورتوں
کے سوا کفر اُٹھ نہیں سکتا۔ خاں صاحب آدمی بن کے تہذیب سے علمی بات
کرو ناظرین کو بھی لطف آئے۔ خود گالیاں دو اور دلواؤ۔ یہ انسانیت نہیں
اب بھی نہ سمجھو تو کیا مر کے سمجھو گے۔ صورتِ آخر میں یہ فرمایا جاتے کہ حالتِ
کفر کی نماز روزہ اور اگر اولاد ہوئی ہو تو اُن کا کیا حال ہوگا۔ اس کے بعد آپ
حضرت مولانا نانوتوی قدس سرہ العزیز کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اُن کا کفر
ثابت کرنا چاہا ہے۔ حضرت مولانا اسماعیل صاحب شہیدؒ کا کفر ثابت کرنا
چاہا تھا تو اپنے گھر بھر انڈے بچے کیا نطفہ تک کا کفر ثابت کرالیا۔ اور جواب
ندارد۔ اب دُوسرے حجۃ اللہ کی طرف متوجہ ہوتے ہو۔ یاد رکھو کہ اس میں اس
سے زیادہ ذلیل ہو گے۔ تفصیل تو **تزکیۃ الخواطر** میں یا الشہاب الثاقب
علی المسترق الکاذب میں ملاحظہ ہو۔ اجمالاً اس قدر گذارش ہے کہ جو جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر الانبیاء نہ جانے وُہ کافر قطعی ہے۔ حضرت
مولانا موصوف کا خود یہی مذہب ہے۔ چنانچہ عبارات ذیل اس کی شاہد ہیں

پھر مولانا موصوف پر یہ الزام کہ وُہ ختم زمانی کے منکر ہیں، سخت بے حیائی اور
بے ایمانی ہے۔ رہی **تحذیر الناس** کی عبارت وُہ ختم ذاتی کے متعلق ہے۔
نہ کہ ختم زمانی کا انکار ہو۔ اس کی تصریح فرما دی ہے کہ ختم ذاتی کو ختم زمانی لازم
ہے یا بطریق عموم مجاز یا اطلاق وُہ بھی مراد ہے تو اب عبارت تحذیر الناس میں
جو فرض واقع ہوا ہے وُہ فرض بمعنی جائز نہیں ہے بلکہ بمعنی تقدیر ہے جو محال
کو بھی شامل ہے۔ مثلاً کوئی اس کو تسلیم کرتا ہے اور مانتا ہے کہ مولوی احمد رضا خاں
صاحب مولوی نقی علی خاں صاحب کے فرزند ارجمند ہیں۔ اب وُہ یہ کہے کہ مولوی
احمد رضا خاں صاحب اپنی مسلمات سے خود کافر ہو گئے اور یہ کفر اُن کو ہر صورت
لازم ہے چاہے کسی کی اولاد کیوں نہ ہوں تو قائل کی مراد یہ ہے کہ ان کا کفر اُن
کی مسلمات کی وجہ سے ہوا ہے۔ اس میں ان کے باپ کو دخل نہیں۔ زید، عمرو
بکر کوئی ہو گو واقع میں جانتا ہے اور تسلیم کرتا ہے کہ وُہ مولوی نقی علی خاں صاحب
کے فرزند ہیں۔ اب اگر کوئی کہے کہ اس نے تو مولوی نقی علی خاں صاحب کی
فرزندیت سے انکار کر دیا تو جواب یہی دیا جائے گا کہ بھائی وُہ امر تو بجائے
خود مسلم ہے، اس کی تو ہم پہلے تصریح کر چکے ہیں۔ یہاں بفرض محال کہا جاتا ہے
کہ اگر وُہ کسی اور کے بھی فرزند ہوں تو اُن پر کفر بوجہ اُن کے مسلمات کے لازم ہے۔
لزوم کفر میں باپ کو دخل نہیں۔ یہ تعمیم عموم کفر بیان کرنے کی غرض سے ہے، نہ
اس سے واقع کا انکار منظور ہے جس کی ہم خود تصریح کر چکے ہیں۔ اسی طرح یہاں
بھی سمجھو کہ آپ کی ختم زمانی کا ثبوت ضروریات دین سے ہے۔ جو اس کا انکار
کرے وُہ اجماعاً کافر ہے۔ مگر آپ کے لیے جو ختم ذاتی ثابت ہے ہر صورت

ثابت ہے چاہے آپ کسی وقت میں بھی رونق افروز ہوتے، بلکہ بفرضِ محال اگر آپ کے بعد بھی کوئی نبی ہو جائے تو خاتمیت ذاتی میں فرق نہ آئے گا۔ گو یہ تقدیر محال اور اس کا اعتقاد کفر ہے کیونکہ آپ کا خاتم زمانی ہونا اجماعی وقطعی مسئلہ ہے فرمائیے جب پہلے تصریح کر دی کہ آپ کی ختم زمانی کا منکر کافر ہے تو اس عبارت سے ختم زمانی کا انکار کیسے لازم آتا ہے۔ پھر ان عبارات صحیحہ کے مقابلہ میں ملاحظہ ہو۔ تحذیر الناس صفحہ ۲ سطر ۱۰ بلکہ بنا۔ خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانی اور سدِ باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلتِ نبوی دوبالا ہو جاتی ہے۔ ۱۲۔ صفحہ ۸ سطر ۱۸۔ ہاں اگر بطورِ اطلاق یا عموم مجاز اس خاتمیت کو زمانی اور مرتبی سے عام لے لیجیے تو پھر دونوں طرح کا ختم مراد ہو گا ۱۲۔ صفحہ ۱ سطر ۲۔ سو اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو ثبوتِ خاتمیت زمانی ظاہر ہے ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے۔ اُدھر تصریحاتِ نبوی مثل انت منی بمنزلۃ ھٰرون من موسٰی الا انہ لا نبی بعدی او کما قال۔ جو بظاہر بطرزِ مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے۔ اس باب میں کافی کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے۔ پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا۔ گو الفاظِ مذکور بسندِ متواتر منقول نہ ہوں۔ سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہو گا۔ جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہ باوجود یکہ الفاظِ احادیث مشعر تعداد رکعات متواتر نہیں، جیسا اُس کا منکر کافر ہے۔ ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہو گا۔ ۱۲۔

جناب خاں صاحب آپ نے تحذیر الناس کی ان تینوں عبارتوں کو

ملاحظہ فرمایا۔ دیکھا حضرت مولانا مرحوم خاتمیت زمانی کو کس شد و مد سے ثابت فرما رہے ہیں اور اس کے منکر کو کافر فرماتے ہیں۔ کیوں خاں صاحب جو شخص خاتمیت زمانی کو مطابقۃً التزاماً اجماع سے تواتر سے ثابت کر کے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم زمانی کے منکر کو کافر کہے۔ کیا آپ کی سرکار میں اسے منکر خاتم زمانی کہا جاتا ہے، اس پر فتوائے کفر دیا جاتا ہے' خاں صاحب آپ کا ایمان دھرم بھی ہے۔ خدائے ذوالجلال کو منہ دکھانا ہے۔ آپ ہی کو عاشق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہا جاتا ہے۔ کہو یہ ہی عشق ہے۔ یہی محبت ہے۔ یہ تو فقط مشتے نمونہ از خروارے ہے۔ تزکیۃ الخواطر طبع ہو گیا ہے۔ اہل اسلام کو اس کے مطالعہ سے آپ کی دھوکہ دہی معلوم ہو گی مسلمانو! اسلام! اگر زندہ رہوں تو خدا چاہے بتا دوں گا کہ اسلام اور اہل اسلام اور خاصان خدا بالخصوص اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ جو دشمنی اور عداوت خاں صاحب بریلوی نے کی ہے یزید پلید سے بھی نہ ہو سکی۔ یہ جو فروش گندم نما ظاہر کی دوست قابلِ احتراز ہیں۔ آپ نے ابھی تحذیر الناس کے معاملہ میں دیکھ لیا ہو گا۔ کہ حضرت مولانا نانوتوی قدس سرہ العزیز کیا فرماتے ہیں اور خاں صاحب کیا افترا پردازی کرتے ہیں۔ جھوٹ بولنا افترا خلاف واقع بیان کرنا یہ جناب خاں صاحب اور اُن کے اتباع کا خاص کام ہے۔ کل کی بات ہے، مراد آباد کے قصے کو کس کس طرح غلط بیان فرمایا ہے۔ اصل واقعہ ظاہر ہونے کے جھوٹ خود معلوم ہو جائے گا۔ مسلمانو! آپ نے معلوم کر لیا ہو گا۔ بس وجہ یہ ہے خاں صاحب مناظرہ نہیں کرتے اور نہیں کر سکتے، خاں صاحب نے حسام الحرمین

ہیں جھوٹے جھوٹے دعوے کرکے تکفیر کرائی ہے جس کو قیامت تک بھی ثابت نہیں کر سکتے۔ کیا تحذیر الناس سے ختم زمانی کا انکار کوئی ثابت کر سکتا ہے ایسے صاف اور کھلے ہوئے چاند پر کوئی خاک ڈالے گا تو اسی کا منہ سیاہ نہ ہوگا اور یہ تو قطرہ از بحار ہے۔ پورا بیان تو تزکیۃ الخواطر میں ہے۔ اب وہ چھپ کر شائع ہوگئی ہے۔ ناظرین ضرور ملاحظہ فرما دیں۔ ہم خدا کے فضل پر بھروسہ کرکے کہتے ہیں کہ جملہ اہل اسلام جو فقط خاں صاحب کے دھوکہ میں آگئے ہیں وہ خاں صاحب سے یہی کہیں گے لعنۃ اللہ علی الکاذبین مسلمانو! ہم نے تمکن سے ممکن صورت مناظرہ کی پیش کی مگر خاں صاحب نے اُس کو رلانے میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا، جو خدا چاہے رسالہ نار الغضا میں معلوم ہو جائے گا۔ اب ہم پھر خاں صاحب سے درخواست کرتے ہیں۔ ان کے معتقدین کی خدمات میں بکمال ادب عرض پرداز ہیں کہ ہماری مخالفت میں جس قدر رسائل جناب خاں صاحب کی تصنیف سے ہوں اُن کو براہِ مہربانی دوگونی قیمت پر بریلیو ذر دیں[عه] ہم نہایت تہذیب و متانت سے جواب کے لیے مستعد ہیں۔ ہم نے خاں صاحب کی خدمت میں کچھ الفاظ تیز کہیں کہیں لکھے ہیں۔ جن صاحبوں نے خاں صاحب کی تحریریں ملاحظہ فرمائی ہیں وہ تو خوب جانتے ہیں کہ ہم نے کوئی بھی لفظ تیز نہیں کہا، ہاں جن صاحبوں نے خاں صاحب کی تحریرات نہیں دیکھیں اُن کو شاید کچھ خیال ہو۔ اس وجہ سے عرض ہے کہ اول تو ہم کو معذور سمجھیں۔ دوسرے مقصود خاں صاحب کو جتانا تھا۔ کہ خدا نے دوسروں کو بھی قلم اور زبان دیا ہے ہم نے تو ابھی کچھ بھی نہیں لکھا مگر خاں صاحب کے کنبہ میں چیخ و پکار پڑ گئی۔

عه مگر پہلے بذریعہ خط کے نام سے مطلع فرما دیں تاکہ اگر موجود ہو تو اطلاع کر دی جائے۔

آئندہ کو خاں صاحب فحش اور لغویات سے توبہ کریں۔ ہم نرم انداز میں جواب دیں گے جیسا کہ تزکیۃ الخواطر میں کوئی لفظ بھی بفضلہ تعالیٰ سخت نہیں۔ ناظرین منتظر رہیں کہ خدا چاہے وہ زمانہ بہت قریب ہے کہ خاں صاحب مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے سب دھوکے طشت از بام ہو جائیں گے اور وہ اور اُن کے اتباع کچھ بھی نہ کر سکیں گے یہ کس قدر ہار اور کمزوری کی بات ہے کہ ہم برسوں سے رسائل مانگ رہے ہیں اور خاں صاحب اور ان کے اتباع صم بکم بنے ہوتے ہیں۔ جواب تک نہیں دیتے۔ ہماری مخالفت میں رسائل شائع ہوں مگر خاص خاص معتقدین میں پھر اُن کو بھی تاکید دیکھو کہیں مخالفین نہ دیکھ لیں۔ ہم کو خبر بھی نہ ملے، خط لکھیں طلب کریں جواب ندارد۔ تف ہے اس علم اور ہمت پر کتاب لکھنے اور چھاپنے کو کس نے کہا تھا۔ یہ ہے وہ بات جو ہم نے لکھی تھی کہ رسائل چھاپتے ہیں، دعوے کرتے ہیں مگر سینوں کے اندر دل لرزتے ہیں، دلائل بیان کرتے ہیں مگر اُن کی غلطی کا اُن کو خود یقین حاصل ہے اب تو ہم یہاں تک کہتے ہیں کہ سامنے نہ آؤ امت آؤ۔ ہم بھی آپ کی زیارت کے مشتاق نہیں، کسی ہی کے نام سے سہی مگر انصاف البری، رد التکفیر اور اس رسالہ احدی التسعہ و التسعین علی الواحد من افلاثیین، الشہاب الثاقب، تنزیہ الالہ السبوح عن عیب کذب مقبوح۔ اثبات القدرہ الالہیہ، جہد المقل کا جواب معقول لکھ کر شائع کر دو مگر یاد رکھو مسلمانو! باطل جا چکا حق ظاہر ہو گیا اور خدا چاہے اور ظاہر ہو گا۔ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا۔ اگر زندگی باقی ہے تو ابھی خاں صاحب اور اُن کے معتقدین کی خدمت میں بہت کچھ عرض کرنا ہے،

ہاں خاں صاحب اگر حق کی طرف رجوع کریں یا کم از کم یہی شائع کر دیں کہ حسام الحرمین کا جواب ہو گیا وہ واقع میں دھوکہ دہی یا جہالت تھی، تب ہم خاں صاحب پر فاتحہ پڑھیں اور کھلے ہوئے مخالفینِ اسلام آریہ وغیرہ کی طرف متوجہ ہوں۔ افسوس خاں صاحب خانہ جنگی کو نہیں چھوڑتے، نہ خود مخالفینِ اسلام سے مقابلہ کرتے ہیں۔ نہ ہم کو اجازت دیتے ہیں، بلکہ اُن کی کوشش یہ ہے کہ جو اُن کو مجدد نہ مانے سب سے پہلے اسی کو مخالفِ اسلام بناؤ۔ وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

ابنِ شیرِ خدا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ

بندہ سید محمد مرتضیٰ حسن عفی عنہ چاندپوری

ناظم تعلیمات شعبۂ تبلیغ دار العلوم دیوبند

وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِہٖ فَاُولٰٓئِکَ مَا عَلَیْہِمْ مِّنْ سَبِیْلٍ (القرآن مجید)

اور جو کوئی بدلہ لے اپنے مظلوم ہونے کے بعد تو ان پر کوئی الزام (گناہ) نہیں

اِنتصافُ البری من الکذّابِ المُفتری

تصنیف لطیف

رئیس المناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری ناظم تعلیمات وشعبۂ تبلیغ دار العلوم دیوبند وخلیفۂ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی

ناشر

انجمن ارشاد المسلمین لاہور

٦- بی شاداب کالونی، حمید نظامی روڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ وکفیٰ باللہ شھیدا اللھم صل وسلم وبارک علی سیدنا ومولانا محمد رسول اللہ وعلی الذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم ماحین للبدعات مروجین لسنن سید الموجودات رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا۔

اما بعد : حضرات اہلِ اسلام کی خدماتِ عالیہ میں بکمالِ ادب عرض ہے کہ اہلِ سنت والجماعۃ کے نزدیک ہدایت وضلالت سب من اللہ تعالیٰ ہے جہاں ہدایت کے لیے انبیا علیہم الصلوٰۃ والتسلیم اور ان کے اتباع علماء راسخین علیہم رحمۃ الرب الکریم کو پیدا فرمایا۔ ضلالت اور گمراہی کے لیے بھی ابلیس لعین اور اس کے اتباع شیاطین اور الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس۔ کو جہنم کے لیے مخلوق فرمایا۔

جیسے اتباع ابلیس لعین نے دین اور دینداروں کے خلاف اور دشمنی اور تلبیسِ دین میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا۔ حامیانِ دین نے بھی وہیں "لاحول" پڑھ کر کافور اور ان کے بیتِ عنکبوت کا تار تار نیست ونابود کر دیا۔ اس آخری زمانہ میں مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے دین اور دینداروں کی عداوت میں وُہ طریقہ اختیار فرمایا ہے کہ پہلے مخالفینِ دین کو وُہ اندازنصیب نہیں ہوا۔ اس طریقہ کا ان کو مجدد کہنا بالکل بے جا نہ ہوگا۔

غدر کے بعد جب دہلی برباد ہوئی اور اہلِ کمال منتشر ہوئے اور علمائے ربانیین

عالم بالا پر طلب فرمائے گئے اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ العزیز
کا خاندان جو ہندوستان کی ہدایت کے لیے آفتاب ہند تھا وہ بھی غروب ہو
گیا تو مشیت ایزدی نے حضرت مخدوم عالم سید الاولیاء سند الاصفیاء شیخ العرب
والعجم رحمۃ من رحمات اللہ حضرت شاہ امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ العزیز
کے مظہر فیض اتم مصدر علوم حمانی معدن فیوض لاثانی معجزۃ من معجزات سید الاولین
والآخرین علیہ من الصلوٰت افضلہا والتسلیمات اکملہا حضرت مولانا مولوی محمد قاسم
صاحب برد اللہ تعالیٰ مضجعہ ونفعنا بعلومہ الزکیۃ الطاہرۃ کے قلب مبارک میں مدرسہ
عالیہ دیوبند دار العلوم نبوی کے بنا کا خیال پیدا فرمایا جس کی تربیت حضرت مولانا
موصوف کے بعد مظہر اکمل ثانی نعمان زمان شبلی دوران حضرت مولانا مولوی
رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ العزیز نے فرمائی۔ اس مختصر تمہید میں تفصیل
کی گنجائش نہیں۔ مختصراً اس قدر عرض ہے کہ جیسے حضرت مولانا محمد اسماعیل
صاحب شہید غیظ المبتدعین سے بدعتی لاحول کی طرح سے بھاگتے تھے چونکہ
ان حضرات کا سلسلہ حدیث بھی وہی خاندان ہے اور دار العلوم دیوبند کی بنا
اسی پر تھی کہ سچی سنیت کی اشاعت اور بدعات کا محو اور اتباع سنت جاری
ہو اس وجہ سے دار العلوم کی بنا۔ اہل بدعت پر سخت شاق ہوئی اور چونکہ غیر
مقلدین اور وہابیوں کی بے ادبی جملہ مقلدین کے دلوں میں راسخ تھی۔ اس وجہ سے
بانیان مدرسہ کو وہابی غیر مقلد کہنا شروع کیا۔ یہ نہایت چلتا ہوا سفلی عمل ان کے
نزدیک بہت ہی مؤثر تھا، مگر چراغے راکہ ایزد برفروزد" اور واللہ متم
نورہ ولو کرہ المشرکون۔ جس قدر اہل بدعات نے مدرسہ کو بدنام کیا اس کی صفائی

اخلاص نے اسی قدر شہرت حاصل کی۔ ہند سے لے کر دوسرے ممالک تک
دیوبند ہی دیوبند کا غل ہو گیا۔ چونکہ مولوی احمد رضا خاں صاحب کے
خاندان نے بدعت کی خاص تربیت فرمائی ہے۔ اور ہندوستان میں بدعت
کا مامن وہی دار الامان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت شاہ صاحب کے خاندان
پر خاص عنایت ہے۔

دین و دنیا و عزت و آبرو تمام انسانی ذمہ داریوں سے علیحدہ ہو کر
جو واقعی ایک بدعت کے پورے حامی اور سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ
والرحمۃ کے جانی دشمن کو کرنا چاہیے تھا۔ خاں صاحب کی کرتوت ایسی ہی ہے
یا نہیں۔ ہم کچھ عرض نہیں کر سکتے۔ ناظرین خود انصاف فرمالیں۔

خاں صاحب نے حرمین شریفین کا اس غرض سے سفر کیا اور اپنی ایک کتاب
المعتمد المستند جس میں ان حضرات حامیان سنت ماحیان بدعت پر وہ
الزام اور بہتان تراشا کہ شاید کبھی کھلے ہوئے مخالف دین یہودی، نصرانی،
آریہ وغیرہ کو بھی ان کی انسانیت وشرافت نے ایسی حرکت کی جرأت نہ
دی ہو گی۔ خاں صاحب نے بعض کتابوں کی عبارات میں قطع و برید کیا ایک
فقرہ صفحہ ۱۴ کا لیا دوسرا فقرہ صفحہ ۲۸ کا، تیسرا فقرہ صفحہ ۳ کا اور اس ترتیب
سے اس کو ایک مسلسل عبارت بنا لیا اور تمام عبارات کی اگلی پچھلی عبارت
موقوف کر کے ایک ایسی عبارت بنا دی جس کا ظاہری مضمون کفر ہو۔ اہل انصاف
خیال فرما سکتے ہیں کہ ایسی عبارت آدمی کس کتاب سے نہیں بنا سکتا۔ خاں صاحب
ہی کے رسائل سے ہم دو چار سطریں کیا صفحہ کے صفحہ محرف عبارات کے بنا سکتے ہیں

کہ جو دیکھے خاں صاحب کو کالا کافر کہے بغیر چوک ہی نہیں سکتا۔ پھر تماشہ یہ کہ کوئی عبارت ایسی نہیں لکھی جس سے یہ معلوم ہو کہ یہ عبارت چند جگہ کی ملخص ہے اور چن چن کر کفریہ مضمون بنایا گیا ہے۔ اس رسالہ کو علمائے حرمین شریفین کی خدمت میں بغرض استفتا۔ پیش کیا۔ اہل حرمین شریفین کو اس ملعونہ جعالی حرکت کا تو شاید خطرہ بھی نہ ہوا ہو گا اسی مضمون پر جس نے وہ عبارت بنائی تھی اہل حرمین شریفین نے بھی تکفیر فرما دی وہ عبارت تو سوائے خاں صاحب کے اور کسی کی ہو ہی نہیں سکتی **تحذیر الناس** اور اس کا مقدس مصنف تو اس سے پاک ہے حیرت پر حیرت اور حسرت پر حسرت ہے کہ ایسے بدنام کنندگان اسلام پیدا ہوتے ہی کیوں نہ مرگئے۔ حضرت مولانا نانوتوی قدس سرہ العزیز اس رسالہ **تحذیر الناس** میں اس عبارت کے پہلے اور بعد میں تصریح فرمارہے ہیں کہ چونکہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم زمانی ہونا قرآن سے بدلالۃ مطابقی التزامی احادیث متواترہ اجماع امت سے ثابت ہے۔ لہذا اس کا منکر کافر ہے اور اس مضمون کو دلائل عقلیہ نقلیہ سے جو نہایت ہی پُر زور دلائل ہیں ثابت فرمایا پھر ان پر یہ الزام ہے کہ حضرت موصوف سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم زمانی ہونے کے منکر ہیں۔ العجب ضیعۃ الآذان والآذ

اسی طرح حضرت رشید الاسلام والمسلمین حضرت محدث گنگوہی قدس سرہ العزیز پر یہ جھوٹا بہتان باندھا کہ انہوں نے معاذ اللہ اس کا فتوے دیا ہے کہ جو خدا وند عالم کو جھوٹا کہے وہ فاسق بھی نہیں ہے۔ حالانکہ حضرت مرحوم کے قلمی اور چھپے ہوئے فتوے موجود ہیں کہ جو شخص ایسا کہے وہ کافر ملعون ہے۔

براہین قاطعہ کی نسبت آئینہ میں منہ دیکھ کر یہ کذب خالص گھڑا کہ اس میں

تصریح کی کہ معاذ اللہ تعالیٰ ابلیس لعین کا علم سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے۔

حفظ الایمان پر اپنے بخت سیاہ کو پیش نظر کرنے کی غرض سے یہ افترا کیا ہے کہ اس میں تصریح کی کہ جیسا علم غیب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے ایسا تو ہر بچہ اور پاگل اور جملہ حیوانات کو حاصل ہے۔ معاذ اللہ تعالیٰ۔ حالانکہ دونوں کتابوں میں اس مقام پر چند سطروں کے بعد اور قبل وہ مضمون مذکور ہے جو اس مضمون کے بالکل مباین اور متضاد ہے۔ جس کو خاں صاحب خوب جانتے ہیں۔ براہین قاطعہ میں فخر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم ذاتی کی نفی فرمائی گئی ہے جو اجماعی قطعی مسئلہ ہے اور اس کی تصریح اس کے قول کے آخر میں موجود ہے اور حفظ الایمان میں چند سطروں کے بعد صاف لکھا ہوا ہے کہ جو علوم لازم نبوۃ ہیں وہ سب آپ کو (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) حاصل ہو گئے تھے جس کی تفصیل الشہاب الثاقب اور بسط البنان اور قطع الوتین اور تزکیۃ الخواطر اور السحاب المدرار اور توضیح البیان میں موجود ہے۔

الغرض خاں صاحب نے اہل حرمین شریفین سے اس ملعونہ رسالہ غیر المعتمد المستند کی عبارت پیش کر کے فتوے لکھوایا جو خاں صاحب کے نامۂ اعمال میں سنداً اس سے زیادہ مہکتا ہے۔ خاں صاحب کے تمام اعمال میں اس عمل کی برابر شاید کوئی ہی عمل مقبول ہو۔ اسی وجہ سے خاں صاحب کو اس پر بڑا ناز ہے اور فخر بھی ہے۔ اس میں تو ہم بھی متفق ہیں کہ پرائی بدشگونی کے لیے جو کسی نے اپنی ناک کان کٹوا دیے تھے وہ مثل خاں صاحب نے پوری کر دی۔

مگر الحمد لوجہہ تعالیٰ کہ خاں صاحب ہی کے ایمان اسلام وغیرہ کا خون ہوا
اہل اللہ کے دین ایمان، تقدس، عزت آبرو کا خدا حافظ ہے۔ من عادی لی
ولیا فقد آذنتہ بالحرب۔ خدائی نقارہ خاں صاحب سے لڑائی کے لیے بج گیا اور
رسالہ **انتصاف البری** جواب سہ بارہ باضافہ تمہید و ترمیم بعض الفاظ چھپتا ہے۔
برس گزرے شائع ہو گیا۔ خاں صاحب سے اور ان کے جملہ معتقدین سے فقط اسی قدر
سوال کیا گیا تھا کہ جو جو الزام لگا کر فتوے حاصل کیا اور اہلِ حرمین شریفین کو دھوکا
دیا ہے وہی عبارات یا مضامین صراحۃً ان رسائل میں دکھا دو اگر نہ دکھا سکو اور نہ
دکھا سکو گے تو جان لو کہ تمہاری امانت دیانت عالم پر روشن اور ثابت ہو جائے گی
سو الحمد لوجہہ تعالیٰ کہ ویسا ہی ہوا اور برس گزر گئے مگر کوئی نہ ثابت کر سکا۔ نہ مناظرہ
پر آمادہ ہوا ہے نہ خدا چاہے قیامت تک آمادہ ہو سکے اور اگر کہیں کسی کو قسمت نے
دھکا دے دیا اور خاں صاحب کے بے پوچھے مناظرہ پر مستعد ہو گیا تو خدا چاہے اس دن کی
ذلت بھی قابلِ دید ہو گی۔ یہ وجہ ہے کہ خاں صاحب اور اُن کے جملہ معتقدین کو ہم سے
مناظرہ کرتے ہوئے بخار، ہیضہ ہوتا ہے اور طاعون کی خوابیں دیکھنے لگتے ہیں۔
مسائلِ علمیہ میں جو اختلاف ہوتا ہے بالخصوص سلف سے جن مسائل میں
اختلاف چلا آتا ہو فریقین میں بڑے بڑے علماء ہوں، وہاں کسی شخص کے پاس کوئی دلیل
قطعی ایسی نہیں ہوتی کہ جو دوسرا بالکل ہی لاجواب ہو جاوے۔ خاں صاحب ہم سے
مناظرہ مسائل مختلف فیہا میں شاید کر لیتے مگر اب تو علمی مسائل میں بات چیت
ہی نہیں، گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ مضامین جو آپ نے تحذیر الناس، براہین قاطعہ،
حفظ الایمان کی طرف منسوب کر کے تکفیر کرائی ہے۔ وہ مضامین صراحۃً اُن

رسائل میں دکھلا دو اور وہاں ان مضامین کے برخلاف موجود ہے تو یا تو خاں صاحب
کی امانت اور دیانت ثابت یا اعلیٰ درجہ کی جہالت کہ اردو عبارت بھی نہ سمجھ
سکے لیکن یہ تو احتمال غلط ہے کہ مجدد وقت ستر بیسے علوم میں بے مثل اور مادری
زبان کو نہ سمجھے۔ نتیجہ یہی ہو گا کہ خاں صاحب نے دیدہ و دانستہ اہل علم و فضل اولیائے کرام
کی تکفیر کی، پھر یہ عزت مجددیت کہاں رہیگی۔ یہ وجہ ہے کہ انتصاف البری لاجواب
رہی اور تمام جماعت میں سے کوئی بھی جواب کے لیے مستعد نہ ہوا۔ یہ عذر بھی نہیں
ہو سکتا کہ خاں صاحب کے جواب کے قابل کوئی نہیں جس کو جواب دیں دگر واقعی اب
وُہ خود منہ لگانے کے قابل نہیں) مگر اُن کے تمام سلسلہ میں بھی کیا کوئی نہیں ہے
جو جواب دے سکے۔ الحمد لوجہہ تعالیٰ حق کا جواب کسی کے پاس نہیں، اہلِ اسلام
خبردار ہو جاویں کہ خاں صاحب نے جو تکفیر اہل حق کی کرائی تھی، اس سے اہلِ حق کو
کچھ مضرت نہ ہوئی، ہاں خاں صاحب ہی اپنی تحریر کے موافق کافر، مرتد، بے ایمان
لا ولد وغیرہ وغیرہ ہوئے، جس کی تفصیل ردالتکفیر احدی النسعۃ والتسعین
الکوکب الیمانی علی اولاد الزدانی میں موجود ہے۔ ملاحظہ فرما لیا جاوے کہ یہ تمام
الفاظ ہم نہیں کہتے ہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ یہ تمام امور خاں صاحب کی تحریر سے
لازم آتے ہیں اگر لازم نہیں آتے تو ثابت فرما دیں ورنہ اقرار سمجھا جاوے گا اور چونکہ
برسوں تک جواب نہیں دیا گیا تو ان باتوں کا اقرار سمجھا گیا وللہ الحمد وعلی رسولہ الصلٰوۃ
اما بعد، **تمام کفریات و اکاذیب کو مطلع کیا جاتا ہے کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب**
کا فرار تو بحمد اللہ فولادی معاہدہ کے بعد ایسا متحقق ہو گیا ہے کہ کسی کو بھی مجالِ انکار نہ رہی

یعنی وہ معاہدہ جو جلسۂ اعظم ... میں حضرات کے روبرو قرار پایا تھا جس کا
خاں صاحب ذکر بھی نہیں کرتے اس کی مفصل کیفیت ... میں مذکور ہے۔ ۱۲ منہ

نہیں ہے۔ اب اتباع اور معتقدین کی ہمت علمیت قابلیت صداقت اور سچائی کو دیکھنا ہے۔ سر تو کٹ گیا ہے، اذناب کی باری ہے۔ سب اچھی طرح سنبھل جائیں۔ چھوٹا بڑا، مرد، عورت، ڈوم ڈھاری، فقیہ، محدث، مفتی، قاضی وغیرہ وغیرہ سب جمع ہو جائیں۔

جملہ اہلِ اسلام کی خدمت میں عرض ہے کہ توہین و تکذیب خدا و رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا الزام ہم پر تکفیریہ جماعت نے لگایا ہے۔ بے شک یہ ہم پر وہ الزام ہے کہ جس سے ہم اور ہمارے تمام بزرگ بالکل بری اور پاک ہیں، جو شخص توہین و تکذیب خداوند کریم و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کسی طرح بھی کرے اس کو ہم کافر ملعون، مرتد جہنمی سمجھتے ہیں۔ وہ بے ایمان اسلام سے خارج ہے، جب توہینِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قطعی طور پر ثابت ہو جائے تو اس کی تکفیر میں احتیاط و کفِ لسان بھی کافر کا کام جانتے ہیں چہ جائیکہ مرضی و مناسب و مختار۔ تعجب ہے کہ ہم پر فتوائے کفر دیا جائے اور خود باوجود اس تحقق اور کفِ لسانی کے اسلام کا دعویٰ فرمائیں۔ محض مسلمانوں کو ہم سے بدظن کرنے کے واسطے یہ الزام گھڑا گیا ہے لیکن اب ہم وہ فیصلہ کی بات کہتے ہیں کہ ہر طالبِ حق کو تشفی ہو جائے اور جو حضرات واقع سے خبر نہیں رکھتے۔ خاں صاحب کی مکاری اور عیاری کی وجہ سے بدظن ہیں وہ بھی اس غلطی سے آگاہ ہو کر لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھیں۔ صاحبو! ہمارے اکابر اور ہم خدام جن کو مولوی احمد رضا خاں صاحب اُن الفاظ

سے یاد فرماتے ہیں جن کے اپنے مسلمات سے وہ خود ہی مستحق ہیں۔ خاں صاحب کے بے اصل الزامات سے بالکل بری ہیں۔ ہم عقیدۃً و عملاً اصولاً و فروعاً سلفِ صالح کی طرح پکے اور سچے حنفی ہیں جس کو قدرے تفصیل سے (مجبی مکرمی، معظمی فخر الاماثل مجدد الافاضل مولانا مولوی سید حسین احمد صاحب دامت فیوضہم فیض آبادی ثم المدنی چشتی نقشبندی، قادری، سہروردی، صابری، امدادی، قاسمی، رشیدی، محمودی مدرس حرم محترم فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رسالہ ہدایت مقالہ الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب میں جو لکڑی کی حسام اور تمہید بے ایمانی خان بریلوی کی دھوکا دہی اتہامات بے جا الزامات کا پورا جواب ہے جو دوسری مرتبہ چھپ کر شائع[عـه] ہو رہا ہے جس سے تمام شیطانی گروہ جل کر خاک سیاہ ہو کر ہباءً منثورا ہو گیا اور ہو جائے گا) بیان فرمایا ہے، اس رسالہ کو ملاحظہ فرمائیں گے تو یہ امر بخوبی ثابت ہو جائے گا کہ ہم کیسے حنفی ہیں اور ہم پر وہابیہ وغیرہ کے جو الزامات کفریہ جماعت نے لگائے ہیں وہ کس طرح بالکل بے جا اور بے اصل ہیں۔ بالفعل اس قدر عرض ہے کہ بندہ اور شیخ مدنی موصوف مع ایک دو احباب کے خاں صاحب کے تمام اذناب اور معتقدین کو اعلان عام دیتے ہیں کہ امور مفصلہ ذیل میں ہم سے گفتگو کر لیں، خاں صاحب اگر سامنے نہیں آتے تو نہ آئیں الثمرۃ تنبئ عن الشجرۃ۔ ورنہ جان لو کہ اس گروہ میں کوئی اہل علم شریف الاخلاق بات کا پکا قول کا سچا نہیں ہے۔ سوائے دجل اور دجالی کے ان کا کوئی کام نہیں، یہ امور

عـه الحمد للہ کہ وہ رسالہ شائع ہو کر ایسا ہی ثابت ہو رہا ہے ۱۲ منہ

مفصلہ ذیل علمی لیاقت پر بھی موقوف نہیں ہیں۔ فقط کتابوں کی عبارت دکھا دینا ہے۔ دشمن اسلام عدو دین نے جو الزام لگاتے ہیں، وہ عبارات ان کتابوں میں دکھا دیں جن کا حوالہ دیا ہے۔ اگر اس قدر کام بھی یہ مخذولہ جماعت متفقہ کوشش سے بھی نہ کر سکے تو اس کی ذلت وخواری کذب وعیاری کے واسطے اور کسی دلیل کی کیا ضرورت ہے۔

جس روز یہ اشتہار **مولوی احمد رضاخاں** صاحب کی خدمت میں پہنچے اس کے بعد تین دن تک[عہ] کی اجازت ہے کہ اپنی جماعت میں سے کسی کو اس انقطاعی فیصلہ مگر نہایت آسان کے لیے مستعد فرما دیں۔ اگر کسی طرف سے بھی مناظرہ پر مستعدی ظاہر نہ ہوئی اور خداوند عالم فرما ہی چکا ہے۔ فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین۔ [عہ]

وہ امور جن میں گفتگو ہوگی

(۱) حضرت مولانا مولوی **محمد قاسم** صاحب خاتم المحققین نے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ختم زمانی سے انکار فرمایا اور یہ کہ اگر آپ کے بعد بھی کوئی نبی ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں تمہ واشباہ وغیرہا کی عبارت سے جو تکفیر پر استدلال کیا گیا ہے وہ اسی پر ہو سکتا ہے جو منکر ختم زمانی ہو۔ اس بہتان کو خاں صاحب جزاء اللہ عدوہ میں یوں بیان فرماتے ہیں۔ یعنی معنی خاتم النبیین صرف اسی قدر ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نبی بالذات ہیں صہ۲ آخر الانبیاء۔ ہونے میں فضیلت ہی کیا ہے صفحہ ۸۵ مع انہ لا فضل فیہ اصلا۔ حسام صفحہ ۱۲۔

[عہ] اب تو بفضلہٖ تعالیٰ کئی سال ہو گئے ہیں مگر صدائے برنخاست کا مصداق ہے ۱۲ منہ [عہ] خدا کا شکر ہے کہ ایسا ہی ہوا ۱۲ منہ۔

تحذیر الناس میں ان عبارات کو دکھا دیا جائے۔

(۲) حضرت مولانا **مولوی رشید احمد** صاحب قدس سرہ العزیز قدوۃ المحدثین پر یہ افترا کیا گیا کہ فعلیت کذب باری تعالیٰ کے قائل کو کافر، فاسق، بدعتی بھی نہیں کہتے، اس کو حنفی، شافعی کا سا خلاف ٹھہراتے ہیں، یہ عبارت یا مضمون حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، اس کا کیا ثبوت ہے جب اس کے خلاف حضرت مولانا رحمۃ اللہ تعالیٰ کا فتوائے مطبوع وغیر مطبوع موجود ہے اور حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ ایسے شخص کو کافر وملعون تحریر فرماتے ہیں۔ پھر یہ افتراء اور جعل سازی نہیں تو اور کیا ہے؟

(۳) براہین قاطعہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شیطان کو اوسع علما کہا گیا حسام صہ۱۵ میں ہے براہین قاطعہ میں تصریح کی کہ ان کے پیر ابلیس کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے، وہ تصریح دکھا دی جائے اور براہین کا صفحہ سطر بیان فرمایا جاوے۔

(۴) حفظ الایمان کی نسبت یہ بہتان بندی کی گئی ہے کہ اس میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر بچے اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے، یہ عبارت کس جگہ ہے اور کہاں اس کی تصریح ہے۔

(۵) صلائے مناظرہ میں بندہ کے ذمہ یہ کذب خالص لگایا گیا ہے کہ اسکات المعتدی میں صاف صاف خدا کو جھوٹا کہہ دیا۔ حاشیہ صہ۱۳ واحد قہار کو جھوٹا کاذب کہنا المعتدین کا مذہب بتایا۔ خدا کو سچا یا جھوٹا ماننا حنفی، شافعی کا سا سہل اختلاف ٹھہرایا۔ جس ملعون لعنہ اللہ ومن حماہ نے صراحتا اس واحد قہار کو جھوٹا کہہ دیا، اسے مسلمان سنی ومتقی بنایا صہ۱۳، ۴۲، یہ عبارت حرف بحرف اسکات المعتدی میں کس جگہ ہے

جس کا دعوےٰ کیا ہے۔ یہ اتہام بعینہ وہی اتہام ہے جو حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ قدوۃ المحدثین پر لگایا گیا ہے۔ وہاں تو جعلی فتوےٰ بنا کر بھی پیش کر سکو گے مگر یہاں تو اسکات المعتدی مطبوعہ رسالہ ہے مسلمان غور فرمائیں کہ جس متبع شیطان نے باوجود مطبوعہ رسالہ ہونے کے بھی کذب اور بہتان سے کچھ خوف نہ کیا اس کو ایک دستی فتوےٰ جعلی بنا لینے میں کیا تامل ہو سکتا ہے۔ بالخصوص اطراف بریلی اور بدایون میں کہ جہاں رجسٹری شدہ دستاویزیں تیار ہوتی ہیں اگر میر جی عبدالرحمن سید ہے تو اسکات المعتدی کا صفحہ اور سطر لکھے ورنہ بقول خاں صاحب، صحیح النسب ہونا معلوم۔

بالجملہ ان تمام عبارات اور مضامین مذکورہ کے صفحات اور سطور بیان فرمائے جائیں ہاں یہ یاد رہے کہ ایسے حوالہ نہ ہوں کہ جیسے کسی آپکے بھائی نے نماز کی ممانعت کا حکم قرآن سے صاف اور صریح نکال دیا تھا اور لا تقربوا الصلوٰۃ پڑھ کر سنا دیا۔ ایسی عبارتیں تو جس کتاب سے فرمایئے نکال دی جائیں گی۔ ایک لفظ کہیں سے لیا اور ایک لفظ کہیں سے، ایک فقرہ صفحہ ۱ کا پھر ۳ پھر ۴ پھر ۱۶ پھر ۳۲ پر جا کودے۔

پھر کیا تھا مجموعہ عبارت ماشاء اللہ دجال کے حسب خواہ ہو ہی جائے گی عوام بیچارے اُوپر کے ہندسوں کو کیا سمجھیں، شروع میں خلاصہ عبارت آخر میں انتہےٰ ملتقطاً اس سے خیانت بددیانتی کا داغ نہیں دھل سکتا۔ یہ ہے جزاء اللہ عدوہ۔ اب ہم کو دکھانا ہے کہ اہل بدعات کہاں تک اس ادنیٰ سے ادنیٰ کام کے لیے تیار اور صاف بات کے اظہار کرنے سے کس درجہ عاجز ہیں اور عبارت کتاب کی کچھ اور ہو اور مطلب اس کا کچھ اور بیان کیا جائے، پھر اس کے موافق عبارت گھڑ کر مصنف

اور کتاب پر الزام قائم کرنا یہ آپکے گھر کی بات نہیں ہے۔ بحمد اللہ ابھی دنیا میں اہل علم موجود ہیں، اردو عبارات اردو رسائل جن عبارات کا حوالہ دیا ہے ان کو دکھا دیا جائے، مناظرہ میں اردو رسائل میں سے پڑھ کر سنا دیا جاوے ہم اسی وقت آپکے ہاتھ پر توبہ کر لیں گے۔ اگر اس سے بھی عاجز ہو اور ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور عاجز ہو گے کیونکہ جھوٹا ہمیشہ ذلیل ہی ہوا کرتا ہے، تو جس مضمون کی نسبت یہ لکھا ہے کہ اس مضمون کی فلاں کتاب میں تصریح کی گئی ہے اس مضمون کی اس کتاب میں تصریح دکھا دو مگر یاد رکھو کہ جو خائن بددیانت جھوٹا، جعلساز مسلمانوں کا گمراہ کرنے والا فرقہ ہے اس سے بھی ضرور خدا چاہے عاجز ہی رہے گا۔ ہم تمہاری ذلت کو انتہائی درجہ پر پہنچانا چاہتے ہیں اور خدا کے فضل سے یقین کر کے یہ کہتے ہیں کہ تم سے یہ بھی نہ ہو سکے گا کہ اپنے دعوے کو بطریق لزوم ہی ان عبارات سے نکال دو مگر لازم بین ہو۔ یاد رکھو کہ تنہا تنہا تو درکنار تمام جماعت بھی مل کر اس کو ثابت کر سکے گی اور کیسے ہو جب مقتدا ہی مجدد بدعات مائۃ حاضرہ ہے تو صدق و دیانت کہاں سے آپائے گی اپنے قول کو وہی ثابت کر سکتا ہے جس میں صدق و دیانت ایمان کی بو ہو، شرافت حیا رکھتا ہو ایسے جھوٹے بدگو اور اس گروہ میں قوت صدق سچائی کہاں جو عبارت مذکورہ یا ان کے مضامین کی تصریح دکھا سکے۔

مسلمانو! یہ کفریہ گروہ اگر اب بھی مناظرہ نہ کرے اور حوالہ صفحہ و سطر کا نہ دے تو اب تو آپ کو اس کے کذب اور افترا پردازی اور ہماری برأت کا یقین ہو گا یا اور کسی دلیل کی حاجت باقی رہے گی جھوٹے کو کبھی ہمت نہیں ہوتی، ہماری سچائی و ہمت کا اس میں تجربہ کر لو۔ مسلمانو! ہم پھر مکرر عرض کرتے ہیں کہ ہم ان بہتانی الزامات سے بالکل بری ہیں، نہ ہم خدا کو جھوٹا سمجھتے ہیں اور نہ اس کے جھوٹ کو ممکن الوقوع جانتے ہیں "و من اصدق من اللہ قیلا" اس کے کلام میں کسی طرح بھی اگر کوئی شائبہ جھوٹ کا سمجھے وہ بے ایمان کافر ملعون مرتد ہے، اس کی قدرے تفصیل شہاب ثاقب میں کی گئی ہے، اسی طرح جو کسی ضروریات دین کا

عہ اور جن عبارات کا مطلب غلط بیان کر کے ہم پر یہ الزام لگائے گئے ہیں، ان عبارات کا صاف اور صریح مطلب ہم نے رسالۃ السحاب المدرار اور توضیح البیان میں عرض کر دیا ہے۔ ۱۲ منہ۔ نوٹ رسالہ السحاب المدرار مرتبہ مولانا عبدالرحمن [illegible]
ناشر

انکار کرے وُہ بھی قطعی کافر ہے۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ اصل عقیدہ میں اختلاف نہیں گفتگو اس میں ہے کہ اس کا مصداق کون ہے، اگر امورِ مذکورہ میں سے یا ذ باللہ تعالیٰ کوئی بات بھی ہمارے اندر مخالف ثابت کر دے تو ہم علی الاعلان ضرور توبہ کریں گے۔ ایمان سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں۔

مگر یاد رکھو کہ خاں صاحب خوب جانتے ہیں کہ ہم ان الزامات سے بحمد اللہ تعالیٰ بالکل بری و پاک ہیں اور وہ اور ان کی تمام جماعت بھی مل کر خاک میں مل جائے تو ان شاء اللہ ہمارے ایمان و اسلام پر ایک دھبہ نہیں لگا سکتی، وُہ یا اُن کی جماعت میں سے کوئی بھی تقریری مناظرہ پر ہرگز آمادہ نہ ہوں گے مفت کے حیلے حوالے و سب و شتم گالیاں لکھ کر چھاپ دینا ممکن ہے ورنہ اب تو دائرہ گفتگو کا اس قدر وسیع کر دیا گیا ہے جس سے زیادہ امکان ہی میں نہیں۔ جن امور کی نسبت یہ دعوٰی ہو کہ فلاں فلاں کتاب میں صراحۃً موجود ہیں اور اُن کا خصم فقط اسی قدر ثبوت چاہیے کہ صفحہ اور سطر بتادو، کسی ادنی اعلیٰ کو مقابلہ میں بھیج دو جو اُن مضامین کو پڑھ کر سنا دے پھر یہ ادنیٰ کام بھی نہ ہو سکے تو پھوٹ گئی قسمت اور جاتی رہی ہمت اور ثابت ہوئی ذلت اور لازم ہوئی ندامت۔ اب تو ہم کالت نامہ بھی نہیں چاہتے تمام جماعت میں جو بھی حقانیت و صدق رکھتا ہو سامنے آئے اور نورِ حق کو دیکھے۔

ہم یہ بھی وعدہ کرتے ہیں کہ اگر مضامینِ مذکورہ کو کتبہائے مذکورہ میں یا ان حضرات کی کسی تصنیف میں صراحۃً دکھا دیا جائے مگر جعلی فتوے نہ ہوں تو ہم کوئی اعتراض بھی نہ کریں گے اور اپنے ہارنے کا اعلان کر کے تحریر شائع کر دیں گے مگر **مولوی احمد رضا خاں صاحب** کی جماعت میں اتنا بھی بل بوتا نہیں جو اس قدر ہمت دلانے پر بھی کوئی مردِ میدان بنے۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد و الہٖ وصحبہٖ اجمعین۔

الداعی الی الخیر: احقر الزمن بندہ سید **محمد مرتضیٰ حسن** عفی عنہ چاندپوری بار سوم ماہ شوال ۱۳۴۷ھ مجوسلم

تصنیف لطیف

رئیس المناظرین حضرت مولانا سید **مرتضیٰ حسن** چاندپوری ناظم تعلیمات و شعبہ تبلیغ دار العلوم دیوبند و خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی

ناشر

انجمن ارشاد المسلمین لاہور

٦- بی شاداب کالونی، حمید نظامی روڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باسمہ تعالیٰ حامدا ومصلیا و مسلما۔

کیا فرماتے ہیں حضرات علماء دیوبند مدرسین مدرسہ عالیہ دیوبند وتلامذہ ومعتقدین حضرت مولانا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہ العزیز حجۃ اللہ فی الارض فخر الاسلام والمسلمین وحضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ العزیز رشید الحق والملۃ والدین امور مفصلہ ذیل میں۔

(۱) مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا نانوتوی قدست اسرارہم نے تحذیر الناس میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم زمانی کا انکار فرمایا ہے۔

(۲) خاں صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی قدست اسرارہم اللہ تعالیٰ کے کذب بالفعل کو جائز کہتے ہیں اور معاذ اللہ تعالیٰ جو خدا کو جھوٹا کہے اور اس عیب کا صدور اس سے جائز کہے وہ کافر کیا فاسق بھی نہیں۔

(۳) نیز خاں صاحب مولانا خلیل احمد صاحب کی نسبت فرماتے ہیں کہ انہوں نے براہینِ قاطعہ میں تصریح کی کہ ابلیس کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے۔

(۴) خاں صاحب یہ بھی فرماتے ہیں کہ جناب مولانا مولوی اشرف علی صاحب دامت برکاتہم نے حفظ الایمان میں تصریح کی کہ جیسا علم غیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کو حاصل ہے ایسا تو ہر بچہ اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور کو حاصل ہے اور ان تمام مضامین
کو حسام الحرمین میں لکھا ہے اور علمائے حرمین شریفین سے تکفیر کا فتوے حاصل
کیا ہے۔ اب امور ذیل دریافت طلب ہیں۔

(۵) آیا امور مذکورہ واقعی حضرات موصوفین نے صراحۃً یا اشارۃً بیان فرمائے
ہیں اگر بیان نہیں فرمائے تو آپ حضرات کا ان امور کی نسبت کیا اعتقاد ہے
جو شخص ایسا اعتقاد رکھے وہ آپ حضرات اور آپ کے اساتذہ کرام کے اعتقاد کے
نزدیک کیسا شخص ہے صاف صاف بیان فرمایئے تاکہ حق واضح ہو جائے۔

(۶) جن عبارات کو خاں صاحب نقل فرما کر ان مضامین مذکورہ کی صراحۃ کا دعوے
فرماتے ہیں وہ مضامین ان عبارات سے اگر صراحۃً نہیں تو لزوماً بھی نکل سکتے
ہیں یا نہیں۔

(۷) اگر لزوماً بھی ان عبارات کا مفاد وہ مضامین کفریہ نہیں ہیں تو کسی جگہ ان
مضامین کو صراحۃً یا ضمناً بیان کیا ہے۔ بینوا توجروا۔

نقل جواب حضرات مدرسین مدرسہ عالیہ حنفیہ دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کس نیاید بزیر سایہ بوم　　ورہما از جہاں شود معدوم

اکابر و مشاہیر سلف پر اپنے اپنے زمانہ میں افتراءات کا دھبہ لگا کر جو
شریر النفس اشخاص نے نادانوں کو گمراہ کیا مثلاً حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کو قدریہ یعنی منکر تقدیر مشہور کر دیا۔ ان قصوں کو سن کر ایک حیرت ہوتی تھی کہ لیا

مشہور و مقدس شخص کہ علم حدیث و فقہ و تصوف جملہ علوم شرعیہ میں اپنے زمانہ
میں امام اور ہر طائفہ کا مقتدا ہوا اور عام و خاص اس کے کمالات و تقدس سے
واقف ہوں پھر یہ کیا قصہ ہے کہ انہیں کے زمانہ انہیں کے وطن میں کسی حاسد و
مخالف کے فقرہ میں آ کر سب امور سے آنکھیں بند کر کے تقدیر جیسے قطعی و
مسلّم مسئلہ میں ان کو مخالف و منکر کہنے کو ایک جماعت کمربستہ ہو جاتے
مگر یہ تحریر جو آج بغرض تصدیق ہمارے رُوبرُو پیش ہوئی ہے اُس
کو دیکھ کر ہر چند تعجب بھی ہوا مگر اس میں بھی شک نہیں کہ ہماری اس
حیرت سابقہ میں بہت کمی ہو گئی جیسا کہ احوال سلف کے یاد کرنے سے اس
موجودہ تحریر پر ہم کو انصاف سے جس قدر تعجب ہونا چاہیے تھا اس میں بہت
کمی رہی۔

اب ہم نہایت اطمینان و خوش دلی و ایمان داری سے اپنے خدائے
علیم و قدیر کو شاہد قرار دے کر اول تو یہ عرض کرتے ہیں کہ تحذیر الناس اور مناظرہ
عجیبہ مصنفہ مولانا مولوی محمد قاسم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ اور
فتوٰی مرقومہ حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب سقاہ اللہ من سلسبیل الجنۃ
وارواہ کی یہ عبارات ذیل؛

عبارات تحذیر الناس

صفحہ ۳ سطر ۱۰ تا ۱۴ جس سے تاخر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے
اور فضیلت نبوی دوبالا ہو جاتی ہے۔

صفحہ ۱۰ سطر ۳۔ سو اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو ثبوت خاتمیت زمانی بدلالت

التزامی ضرور ثابت ادھر تصریحات نبوی مثل انت منی بمنزلۃ ھرون
من موسٰی الا انہ لا نبی بعدی اوکما قال جو بظاہر بطرز مذکور اسی
لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اس باب میں کافی ہے کیونکہ یہ مضمون درجہ
تواتر کو پہنچ گیا ہے پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا۔ گو الفاظ مذکور بسند
تواتر منقول نہ ہوں سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہو گا
جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہ باوجودیکہ الفاظ مشعر تعداد رکعات
متواتر نہیں جیسا ان کا منکر کافر ہے ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہو گا۔

صفحہ ۱۰ سطر ۱۱۔ اور خاتمیت زمانی بھی ہاتھ سے نہیں جاتی۔

صفحہ ۱۲ سطر ۳ تا ۹۔ اشارہ شناسان حقیقت کو یہ معلوم ہو کہ آپ کی نبوت
کون و مکان و زمین و زمان کو شامل ہے۔

صفحہ ۲۱ سطر ۹ تا ۱۳۔ اس صورت میں مسافات متعددہ ہیں اور حرکات
متعددہ منجملہ حرکات سلسلۂ نبوت تھی۔ سو بوجہ حصول مقصود اعظم ذات محمدی صلی
اللہ تعالٰی علیہ وسلم وہ حرکت مبدل بسکون ہوئی۔ البتہ اور حرکتیں ابھی باقی ہیں
اور زمانہ آخر میں آپ کے ظہور کی ایک یہ بھی وجہ ہے۔

عبارات مناظرہ عجیبہ

صفحہ ۳ سطر ۸۔ مولانا حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت
زمانی تو سب کے نزدیک مسلم ہے اور یہ بات بھی سب کے نزدیک مسلم ہے کہ آپ
اول المخلوقات ہیں۔

صفحہ ۴ سطر ۹۔ مولانا خاتمیت زمانی کی میں نے تو توجیہ اور تائید کی ہے

تغلیط نہیں کی۔ مگر ہاں آپ گوشہ عنایت و توجہ سے دیکھتے ہی نہیں تو میں
کیا کروں؟

صفحہ ۳۷ سطر ۱۱۔ اوروں نے فقط خاتمیت زمانی اگر بیان کی تھی تو
میں نے اس کی علت خاتمیت مرتبی کو ذکر کیا اور شروع تحذیر ہی میں اقتضاءً
خاتمیت مرتبی کا بہ نسبت خاتمیت زمانی ذکر کر دیا۔

صفحہ ۴۳ سطر ۱۲۔ اور اگر خاتم کو مطلق رکھیے تو پھر خاتمیت مرتبی اور
خاتمیت زمانی اور خاتمیت مکانی اسی طرح ثابت ہو جائیں گی۔

صفحہ ۴۷ سطر ۱۸۔ بالجملہ جیسے اخبار قیام زید عمر مخالف و معارض
قیام زید نہیں بلکہ مع شئی زائد اس کی تصدیق ہے۔ ایسے ہی اس صورت
میں میری تفسیر مع شئی زائد مصداق تفسیر مفسران گذشتہ ہو گی نہ مخالف اور
معارض۔

صفحہ ۴۹ سطر ۱۳۔ مولانا معلوم نہیں یہ اعتراض ہے یا عتاب ہے۔ اعتراض
کی تو کوئی بات اس میں نہ نکلی اگر نکلا تو غیظ و غضب ہی نکلا۔ مولانا خاتمیت
زمانی اپنا دین و ایمان ہے۔ ناحق کی تہمت کا البتہ کچھ علاج نہیں، سو اگر ایسی باتیں
جائز ہوں تو ہمارے منہ میں بھی زبان ہے۔

صفحہ ۴۱ سطر ۱۵۔ اپنے اعتقاد کا حال تو اول تحذیر میں عرض کر چکا تھا۔
جس میں سے تقریر ثانی کے موافق خاتمیت زمانی علی الاطلاق منجملہ مدلولات
مطابقی لفظ خاتم ہو جائے گی۔

صفحہ ۵۰ سطر ۱۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر لیجیے صفحہ نہم کی سطر دہم سے لیکر

صفحہ یازدہم کی سطر ہفتم تک وُہ تقریر لکھی ہے جس سے خاتمیت زمانی اور خاتمیت مکانی اور خاتمیت مرتبی تینوں بدلالت مطابقی ثابت ہو جائیں اور اسی تقریر کو اپنا مختار قرار دیا ہے چنانچہ شروع تقریر سے واضح ہے۔

صفحہ ۵۰ سطر ۳۔ سو پہلی صورت میں تو تاخر زمانی بدلالت التزامی ثابت ہوتا ہے اور دلالت التزامی اگرچہ بارہ توجہ الی المطلوب دلالت مطابقی سے کمتر ہو۔ مگر بعد دلالت ثبوت اور دل نشینی میں مدلول التزامی مدلول مطابقی سے زیادہ ہوتا ہے اس لیے کہ کسی چیز کی خبر تحقق اس کے برابر نہیں ہو سکتی کہ اس کی وجہ اور علت بھی بیان کی جاوے۔

صفحہ ۵۰ سطر ۱۰۔ خیر بات کہیں کی کہیں جا پڑی۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ خاتمیت زمانی سے مجھ کو انکار نہیں، بلکہ یوں کہیے کہ منکروں کے لیے گنجائش انکار نہ چھوڑی۔ افضلیت کا اقرار ہے بلکہ اقرار کرنے والوں کے پاؤں جما دیے اور نبیوں کی نبوت پر ایمان ہے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کسی کو نہیں سمجھتا۔

صفحہ ۵۱ سطر ۱۶۔ الغرض حسنی مختار احقر سے کوئی عقیدہ باطل نہ ہو گیا، بلکہ وُہ رخنہ جو درصورت اختیار تاخر زمانی وانکار و منع خاتمیت مرتبی پڑا نظر آتا تھا بند ہو گیا۔ پھر تس پر خاتمیت زمانی بھی مدلول خاتم النبیین رہی۔

صفحہ ۵۶ سطر ۱۴۔ اور کسی اور نبی کا بعد نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم ہونا ورد امتناع بالغیر اس لیے کہ وہاں کوئی نبی پہلے ماخوذ نہیں جو یہ خرابی لازم آئی۔

صفحہ ۶۸ سطر ۱۲۔ مگر معلوم نہیں کہ ان معنوں کو مولانا مخالف اجماع کیونکر سمجھتے ہیں۔ اجی حضرت مخالفت تو جب ہوتی جبکہ معارض معنی آخریت زمانی

ہوتا معنی مختار احقر تو مثبت خاتمیت زمانی ہیں۔ معارض ہونا کجا۔

صفحہ ۶۹ سطر ۱۔ مولانا اول تقریر تحذیر پر تو خاتمیت زمانی مدلول التزامی خاتم النبیین ہو گا اور دوسری تقریر پر مدلول مطابقی۔

صفحہ ۶۹ سطر ۶۔ ہاں یہ مسلم کہ خاتمیت زمانی اجماعی عقیدہ ہے۔

صفحہ ۱۰۳ سطر ۱۷۔ اور امتناع بالغیر میں کسے کلام ہے، اپنا دین و ایمان ہے۔ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں۔ جو اس میں تامل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں۔

فتاویٰ رشیدیہ، جلد اول صفحہ ۱۱۸۔ ذات پاک حق تعالیٰ جل جلالہ کی پاک و منزہ ہے۔ اس سے کہ متصف بصفت کذب کیا جاوے۔ معاذ اللہ تعالیٰ اس کے کلام میں ہرگز شائبہ کذب کا نہیں ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیلًا۔ جو شخص حق تعالیٰ کی نسبت یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے کہے کہ وہ کذب برتتا ہے وُہ قطعًا کافر و ملعون ہے اور مخالف قرآن و حدیث کا اور اجماع امت کا ہے وُہ ہرگز مومن نہیں۔ تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا۔

اور مولانا مولوی خلیل احمد صاحب کے فتوے کی یہ عبارت ملخصہ

الجواب منہ الوصول الی الصواب۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے جو بندہ پر یہ الزام لگایا ہے بالکل بے اصل اور لغو ہے۔ میں اور میرے اساتذہ ایسے شخص کو کافر و مرتد و ملعون جانتے ہیں جو شیطان علیہ اللعن کیا کسی مخلوق کو بھی جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے علم میں زیادہ کہے۔ چنانچہ براہین کے صفحہ ۴ میں یہ عبارت موجود ہے۔ پس کوئی ادنیٰ مسلم بھی فخر عالم علیہ الصلوٰۃ کے تقرب و شرف کمالات

میں کسی کو مماثل آپ کا نہیں جانتا انتہیٰ۔

خاں صاحب بریلوی نے مجھ پر یہ محض اتہام لگایا ہے۔ اس کا حساب روزِ جزا ہو گا۔ یہ کفریہ مضمون کہ شیطان علیہ اللعن کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے براہین کی کسی عبارت میں نہ صراحۃً ہے نہ کنایۃً۔

غرض خاں صاحب بریلوی نے یہ محض اتہام اور کذب خالص بندہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ مجھ کو تو مدت العمر کبھی وسوسہ بھی اس کا نہیں ہوا کہ شیطان کیا کوئی ولی فرشتہ بھی آپ کے علوم کی برابری کر سکے۔ چہ جائیکہ علم میں زیادہ ہو یہ عقیدہ جو خاں صاحب نے بندہ کی طرف منسوب کیا ہے کفر خالص ہے۔ اس کا مطالبہ خاں صاحب سے روزِ جزا ہو گا۔ میں اس سے بالکل بری ہوں اور پاک۔ وکفی باللہ شہیدا۔ اہلِ اسلام عبارات براہین کو بغور ملاحظہ فرما دیں۔ مطلب صاف اور واضح ہے۔ حررہٗ خلیل احمد و فقہ اللہ للتزود لغد۔

اور مولانا مولوی اشرف علی صاحب کی بسط البنان کی یہ ملخص عبارت

مشفق مکرم سلمہم اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کے خط کے جواب میں عرض کرتا ہوں۔

(۱) میں نے یہ خبیث مضمون کسی کتاب میں نہیں لکھا اور لکھنا تو درکنار میرے قلب میں بھی اس مضمون کا کبھی خطرہ نہیں گزرا۔

(۲) میری کسی عبارت سے یہ مضمون لازم بھی نہیں آتا چنانچہ اخیر میں عرض کروں گا۔

(۳) جب میں اس مضمون کو خبیث سمجھتا ہوں اور دل میں بھی کبھی اس کا خطرہ

نہیں گزرا جیسا اوپر معروض ہوا تو میری مراد کیسے ہو سکتا ہے۔

(۴) جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً یہ بات کہے میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ تکذیب کرتا ہے نصوص قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے حضور سرورِ عالم فخرِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی۔ یہ تو جواب ہوا آپکے سوالات کا۔

میرا اور میرے سب بزرگوں کا عقیدہ اور قول ہمیشہ سے آپ کے افضل المخلوقات فی جمیع الکمالات العلمیہ والعملیہ ہونے کے باب میں یہ ہے۔

ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ اب میں اس تحریر کو ختم کرتا ہوں اور لقب بسط البنان لکفّ اللسان عن کاتب حفظ الایمان سے ملقب کرتا ہوں

والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔ کتبہٗ اشرف علی۔

واقعی انہی حضرات کی عبارات ہیں جنکی طرف منسوب کی گئی ہیں جن میں سے مولانا خلیل احمد صاحب کے فتوے کے سوائے جملہ رسائل متعدد دفعہ طبع ہو کر عالم میں شائع ہو چکے ہیں۔ جس کو کچھ بھی تامل ہو وہ بلا تامل ان تحریرات کو اصل سے ملا کر دیکھ لے اور مولانا خلیل احمد صاحب کا فتوےٰ بھی السحاب المدرار میں طبع ہو گیا ہے۔ علاوہ ازیں خود دونوں حضرات سے تصدیق بھی ہو سکتی ہے۔

اب ہم جملہ اہل ایمان کو باذن اللہ اطمینان دلاتے ہیں کہ ان جملہ عبارات میں سے کسی ایک کی نسبت بھی کسی قسم کا خلجان نہ فرمائیں۔ اطمینان اور تصدیق کی جو صورت ہے اس سے تصدیق فرمالیں اور یہ عبارات نفی مضامین کفریہ مذکورہ میں جیسے صاف اور ظاہر ہیں معلوم ہے۔

ان عبارات قطعیۃ الثبوت وقطعیۃ الدلالت کے بعد بھی کوئی ادنیٰ ذی علم صاحبِ ایمان ان حضرات کی طرف ان مضامین خبیثہ کی نسبت کرسکتا ہے، جو خاں صاحب بریلوی نے منسوب کیے ہیں۔

اس کے بعد بایمان صادقہ شہادتِ واثقہ یہ عرض ہے کہ ہم نے بفضل اللہ حضرت مولانا قاسم الخیرات والبرکات اور حضرت مولانا رشید الحق والدین کو بچشمِ خود دیکھا، ان کے اقوال واعمال عبادات ومعاملات کو مدت العمر مشاہدہ کیا۔ ہم نے ان سے زیادہ عالم باعمل، عاشق رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ومتبع طریقِ سنت وپابندِ شریعت زاہد فی الدنیا راغب فی الآخرہ کسی کو نہیں پایا۔ ان کی نسبت کسی دشمن دین وحیا کا یہ کہنا کہ نعوذ باللہ وہ خداوند متعال سے صدور کذب کو جائز کہتے ہیں یا حضرت سید المرسلین صلوات اللہ علیہ وعلی اتباعہ اجمعین کی خاتمیت زمانی کے منکر ہیں۔ اس امر کی دلیل ہے کہ وہ قائل مفتری بے شک قائل اتخذ اللہ ولدًا کا سچا جانشین اور پورا وارث ہے اور اس کا سلسلۂ نسب بھی اس سے جا ملے تو کیا عجب ہے ان مقدس حضرات کے نزدیک بلکہ ان کے مخلصین خدام کے عقیدہ میں ایسا شخص خدا کا دشمن رسول کا مخالف، ایمان سے خارج لعنت کا مستحق ہے جنھوں نے ان کے اقوال کو سنا ہے اور ان سے فیضِ علم حاصل کیا ہے۔ اُن کو تو یہ امر ایسا بدیہی ہے کہ اس کے مقابلہ میں تمام کلاب النار کی عوعو اور ان کی افترا پردازی اتنا بھی اثر نہیں کرسکتی جتنی اُڑد پر سفیدی۔ مگر وہ حضرات جن کو ان کے اقوال واحوال کا سچا علم مقالاتِ صادقہ کے ذریعہ سے ہوا ہے ان پر بھی ان شاء اللہ ایسے صریح بہتان کا کوئی

اثر نہیں ہوسکتا۔ ان مقدسین حضرات کے احوال واقوال سے جو خدا اور رسول کی اطاعت وعشق ومحبت ٹپکتا تھا۔ اس کے مقابلہ میں اہل ہوا کی زبانی و دعاوی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنکر ؂ تعصی الالہ وانت تظہر حبہ یاد آتا ہے جو بالکل بے اصل اور صرف زبانی جمع خرچ اور محض دھوکہ کی ٹٹی ہے اور کوئی بہت ہی حسن ظن سے کام لے تو ریچھ نے جو اپنے مالک سے محبت کا معاملہ کیا تھا، اس سے یہ محبت زیادہ نہیں ہوسکتی۔

جیسے روافض نے محبت اہل بیت کی آڑ لے کر اور ائمہ کرام اہل بیت کو عالم ما کان وما یکون کا خطاب دے کر اور ان کے اقوال کو ناسخ احکام نصوص مان کر اور ان کو اپنی موت اور حیات کا مختار بنا کر اہل حق کو دشمن اہل بیت کہنا شروع کردیا تھا۔ ویسے ہی راس المبتدعین مجدد بدعات نے حضرت فخرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کا منصب تجویز کرکے اور قیامت تک کے سادات کو مومن وجنتی ظاہر کرکے اپنے آپ کو محبِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیا اور تمام اہلِ حق اور اولیاء اللہ کو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مخالف مشہور کرکے دنیا کی سرخروئی کی طمع میں سواد الوجہ فی الآخرہ بلکہ فی الدارین کو منظور کیا۔

ہر دو حضرات مقدس کرم اللہ تعالیٰ وجہما کی زبانی تحقیقات سامعین کے دل ودماغ میں محفوظ اور ان کی تحریراتِ مطبوعہ لوگوں کے پاس موجود ہیں جن کے سننے اور دیکھنے سے بالبداہتہ ادنیٰ فہیم یقین کرسکتا ہے کہ توحید ورسالت وغیرہ اصولِ اسلام کی جو تحقیقات ان پر فائض ہوتی ہیں، اہل بدع مدعیان

محبت و افضلیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا انکشاف تو درکنار زبانی جمع خرچ بھی ان کے متعلق نصیب نہیں ہو سکتا اور ان کے اذہان کج رفتار کے اعتبار سے ان تحقیقاتِ غامضہ حقہ کو ما لا عین رات ولا اذن سمعت ولا خطر علیٰ قلب بشر۔ کا مصداق کہنا سراسر حق ہے اس کی مثل بعینہٖ ایسی ہی ہے کہ محققین اہل سنت نے دربارہ کمالات مرتضوی و فضائل ائمہ اہل بیت جو تحقیقات واقعیہ قرآن و حدیث سے استنباط فرمائی۔ روافض خذلہم اللہ تعالیٰ کو ان کا تو خواب بھی نصیب نہیں ہوا، ہاں کیا تو یہ کیا اپنے غلو نفسانی اور افراط شیطانی کے جوش میں آکر محبت اہل بیت کا یہ ثبوت دیا کہ ان کو عالم ما کان و ما یکون اور ان کی شان یحلون ما یشاؤن ویحرمون ما یشاؤن اپنی حیات و موت کے مالک اور مختار وغیرہ وغیرہ قرار دے کر اپنے آپ کو محبت اہل بیت اور اہل حق کو دشمن اہل بیت کہنا شروع کر دیا اور فضائل مخترعہ کو آڑ بنا کر خلق اللہ کی راہ مارنے لگے۔ اسی طرح پر مجدد بدعات بلکہ خاتم المبتدعین کو حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل عالیہ اور کمالات واقعیہ کی تو ہوا بھی نہیں لگی، اپنی طرف سے اختراع کر کے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو عالم الغیب وغیرہ قرار و خطاب دے کر اور محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آڑ بنا کر اپنے آپ کو محب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اہل حق کو دشمن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مشہور کرنے پر کمر باندھی فلعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

ایسے اختراعات کاذبہ اور وساوس شیطانیہ کا اگر اعتبار ہو تو آج امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ معتزلہ اور مرجیہ ہیں اور حضرت امام شافعی اور حضرت

حسن بصری اور امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم قدریہ میں شمار ہوتے بلکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دشمنان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دشمنان اہل بیت میں گنے جاتے۔

اس لیے اہل ایمان خواص و عوام کو ضرور ہے کہ ایسے جھوٹے افترا پردازوں کی آواز پر کان نہ رکھیں اور مقدسین بزرگانِ دین کی شان میں کوئی خطرہ بھی دل میں نہ آنے دیں اور خوب سمجھ لیں کہ مبتدعین موجودہ کا دھوکہ روافض کے دھوکہ سے بہت بڑھا ہوا ہے۔ انھوں نے محبت اہل بیت کرام کو آڑ بنایا تھا تو انھوں نے محبتِ رسول علیہ السلام کی پناہ لے رکھی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس جناب مولانا خلیل احمد صاحب سلمہ اور جناب مولانا اشرف علی صاحب سلمہٗ پر جو اس فرقہ ضالہ نے ہرزہ گوئی کی ہے سراسر افترا اور بہتان ہے۔ یہ دونوں حضرات بحمد اللہ بقید حیات زینت افزائے مسند رشد و ہدایت اور اپنے مقدسین اسلاف کے سچے جانشین ہیں۔ جس کا جی چاہے دیکھ لے اور خود ان سے تحقیق کر لے۔ ہم کو ان کے احوال و اقوال سے پوری واقفیت اور ان کے اوصاف و کمالات سے پوری آگاہی ہے جو ناپاک باتیں اُن کی طرف منسوب کی جاتی ہیں، ان حضرات کو بفضل اللہ قیامت تک ایسا خطرہ بھی نہیں آسکتا، اللہ کے فضل سے وہ ان لوگوں میں ہیں کہ جن کے طفیل سے عالم میں سلسلۂ ہدایت باقی ہے۔ ولو کرہ الاعداء والمخالفون۔

ان کی تالیفاتِ متعددہ کثیرہ مشہور ہیں، ان کو جس کا جی چاہے دیکھ لے۔ ان کی تالیفات کی نسبت ایسے گندے مضامین کو منسوب کرنا ایسا ہی ہے

جیسا کسی بے حیا بد دین نے لاتقربوا الصلوٰۃ کو دیکھ کر کہہ دیا تھا کہ نماز کی ممانعت کلام مجید میں موجود ہے۔ نعوذ باللہ منہ۔

اب ہم کو امورِ مستفسرہ کے متعلق کچھ عرض کرنے کی حاجت نہیں رہی۔ مگر محض بغرض توضیح و تحقیق ہر سوال کے متعلق نمبروار صداقت و ایمانداری سے کچھ کچھ عرض کیے دیتے ہیں۔

۱۔ تحذیر الناس میں ختمِ زمانی کا انکار کہیں نہیں کیا بلکہ اس کا ثبوت مدلل تحذیر الناس اور دیگر تحریرات حضرت مولانا قدس سرہٗ میں بوضاحت موجود ہے اور منکرِ ختم زمانی کو کافر فرمایا ہے۔

۲۔ حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہٗ کا کوئی فتوٰے ایسا نہیں جس میں کذب بالفعل باری تعالیٰ نعوذ باللہ واقع یا ممکن الوقوع فرمایا ہے بلکہ ایسے عقیدہ کو اپنے فتوٰے میں صریح کفر تحریر فرمایا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حق سبحانہ کا جھوٹ بولنا محال ہے۔

۳۔ مولانا خلیل احمد صاحب نے ہرگز ہرگز اس کی تصریح نہیں فرمائی کہ علمِ ابلیس نعوذ باللہ علم حضرت رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ اور بڑھ کر ہے اور نہ اُن کا یہ عقیدہ ہے۔ ایسے عقیدہ کو مولانا مسلمہٗ باطل اور کفر فرماتے ہیں۔

۴۔ مولانا اشرف علی صاحب نے یہ مضمون صریح غلط اور کفر کسی تحریر میں نہیں لکھا کہ نعوذ باللہ آپ کا علمِ غیب بچہ و پاگل بلکہ ہر ہر جانور کی برابر ہے۔ ایسے مضامین علماءِ حرمین شریفین کو لکھنا اور فتوٰے حاصل کرنا سخت بے حیائی اور سراسر افتراء ہے۔

۵۔ یہ مضامین کا ذبہ کفریہ حضرات موصوفین نے کسی کتاب میں صراحۃً یا اشارۃً کبھی ہرگز بیان نہیں فرمائے جو ایسا عقیدہ رکھے وُہ ہمارے بزرگوں کے اعتقاد میں ضال و مضل ملعون کافر زندیق جہنمی مرتد ملحد اور اس شیطان کا بھی استاد ہے جو اکابرِ دین اور اولیاء اللہ کی تکفیر کا دلدادہ ہو۔

۶۔ جن عبارات سے مجدد البدعات اپنے مضامین افترا اور اختراع کردہ کو بالتصریح ثابت کرتے ہیں ان سے اشارۃً اور لزوماً بھی قیامت تک وہ مضامین اہل فہم و انصاف کے نزدیک ثابت نہیں ہو سکتے۔ ہاں ایسا ثبوت تو ہو سکتا ہے جیسا کسی نے کہا تھا۔ عین باز بر عین باز بر عین میرا نام محمد یوسف

شعر
باچنین بیہودہ گوئی میتوان گفتن اگر
قوتے داری بگو در ہمتے داری بیار

(اگر تفصیل منظور ہو تو السحاب المدرار فی توضیح اقوال الاخیار اور توضیح البیان فی حفظ الایمان ملاحظہ فرمایا جائے، اس میں نہایت وضاحت سے ان عبارات کا مطلب بیان کیا گیا ہے)

۷۔ ان مضامین مستفسرہ کفریہ کا اثر نہ تحریرات مسئولہ میں ہے اور نہ ان حضرات کی تحریراتِ باقیہ اور دیگر تالیفات میں کہیں پتہ اور نشان صراحۃً یا ضمناً اصالۃً یا تبعاً کہیں ایسے مضامینِ خبیثہ کا کسی تقریر یا تحریر میں اصلاً اثر نہیں اور نہ ان کے اتباع میں ان صریح کفریات کا کوئی معتقد ان حضرات پر ایسے لغویات کا افتراء اس قدر بے اصل اور جھوٹ ہے کہ نادان جاہل معتقدین بریلوی کو تو میں نہیں کہہ سکتا مگر بریلوی خان بھی خوب جانتے ہیں کہ یہ یاروں کی کارسازی ہے جس کی اصل

کچھ بھی نہیں، جس کا نتیجہ ان شاء اللہ دُنیا میں ناکامیابی اور آخرۃ میں خسران ہے۔ اعاذنا اللہ والمسلمین من ذلک واللہ تعالیٰ ھو الموفق والمعین

بالجملہ ہمارے اکابر پر اور ہم پر اہلِ بدعات کے یہ وُہ اتہامات ہیں جن سے ہم بفضلہ تعالیٰ بالکل بری ہیں۔ منجملہ اور امور کے یہ بھی افترا کیا جاتا ہے کہ علمائے دیوبند غیر مقلد لامذہب گلابی وہابی ہیں۔ اس سے بھی مقصود صرف مسلمانوں کو بدظن کرنا ہے۔ حالانکہ ہم لوگ بحمداللہ تعالیٰ پختہ حنفی ہیں۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ العزیز نے عدم قرأت فاتحہ خلف الامام کے بارہ میں رسالہ الدلیل المحکم علیٰ عدم قراءۃ الفاتحۃ للموتم اور بیس رکعات تراویح کے ثبوت میں حضرت مولانا موصوف نے مصباح التراویح ایسے عجیب و غریب رسالے تحریر فرمائے کہ ان کی خوبی دیکھنے سے متعلق ہے۔ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ العزیز نے قرات فاتحہ خلف الامام کے عدم جواز میں رسالۃ ہدایۃ المعتدی وُہ لاجواب رسالہ تحریر فرمایا کہ جس کو منصفینِ اہلِ حدیث نے بھی عزت کی نظر سے دیکھا۔ پھر عدمِ جواز جمعہ فی القریٰ کے بارہ میں اوثق العریٰ ایسا بے نظیر رسالہ تحریر فرمایا کہ حضرت مولانا ممدوح ہی کا حق تھا۔ غیر مقلدین زمانہ نے شبہ پیش کیا، کہ قرآن میں جو او قاف لکھے ہیں، سب غلط ہیں، ان کا جواب بھی حضرت مولانا ممدوح نے تحریر فرمایا۔

غیر مقلدین کے مسائل مشہورہ رفع یدین۔ آمین بالجہر قرات خلف الامام قضاء قاضی ظاہر و باطن میں نافذ ہوتی ہے۔ وقت ظہر مثلین تک ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

جن مسائل پر غیر مقلدین کو ناز تھا ان کا جواب ادلہ کاملہ حضرت فخر المحدثین، مولانا مولوی **محمود حسن** صاحب دامت برکاتہم مدرس اول مدرسۂ عالیہ دیوبند ارشد تلامذہ حضرت قاسم الخیرات نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا پھر اس کے جواب الجواب مصباح الادلہ کا جواب ایضاح الادلہ ایسا لاجواب تحریر فرمایا جو آج تک لاجواب ہے۔ غیر مقلدین زمانہ کے بڑے بڑے معرکۃ الآراء مسائل کے ایسے دندان شکن ہی نہیں بلکہ تحقیقی جوابات دیئے ہیں جن کی خوبی دیکھنے ہی پر موقوف ہے۔ پھر دیہات اور گاؤں میں جمعہ نہ ہونے کے بارے میں غیر مقلدین کے چند رسائل کا جواب احسن القریٰ تحریر فرمایا جو عالم میں مشہور ہے۔ غیر مقلدین کے بڑی مایہ الفخر کتاب ظفر المبین کا جواب فتح المبین جناب مولانا نانوتوی قدس سرہ العزیز کے شاگردِ رشید مولانا منصور علی خاں صاحب مرادآبادی نے دیا۔ غیر مقلدین کے دس سوالوں کا جواب مولانا مولوی ناظر حسن صاحب دیوبندی نے تحریر فرمایا۔ پھر قرات فاتحہ خلف الامام کے عدم جواز کے بارے میں ایک نہایت مفصل کتاب ام القرآن تحریر فرمائی۔

ان کے علاوہ کثرت سے متعدد مقام پر ان حضرات کے خدام نے غیر مقلدین وہابیہ نجدیہ سے تقریری مناظرے فرمائے اور کرتے ہیں جہاں مدعیانِ حنفیۃ کی جان نکلتی ہے اور بلانے سے جواب تک بھی نہیں دیا جاتا۔

مسلمانو! آخر خدائے ذوالجلال کو جان دینی ہے کیا اسی کا نام لامذہبیت غیر مقلدیۃ وہابیت نجدیۃ ہے۔ کچھ تو خدا سے شرمانا چاہیے اور غور کرنا چاہیے الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ جن صاحبوں نے حنفیۃ کے نام کو بدنام کیا اور دھبہ لگایا،

وُہ تو مقلد ہونے کا دعوے کریں اور جو واقعی اصلی سچے حنفی ہوں غیر مقلد وہابی وغیرہ سے بدنام کیے جائیں۔ اب نہ معلوم حنفیۃ ان کی اصطلاح یاں کس چیز کا نام ہے۔ کیا کوئی مسلمان حنفی کا مضمون اس کے سوا سمجھتا ہے کہ وُہ امام صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ کے فقہ پر عمل کرے۔ حنفی عقائد کی موافق اعتقاد رکھے۔

مسلمانو! ہم اعلان سے عرض کرتے ہیں کہ فقہ حنفی ہمارا معمول اور عقائدِ حنفیہ ہمارے عقائد۔ ہمارے مخالف اگر سچے ہیں تو ہمارا فتوے مذہب حنفی کی کتب معتبرہ کی روایاتِ معتمدہ کے خلاف اور ہمارا کوئی عقیدہ کتب عقائد و کلام کے خلاف ثابت تو کرے۔

ہم بفضلہ تعالیٰ سچے ہیں۔ ہمارا مخالف یہ کبھی بھی ثابت نہیں کر سکتا کہ ہمارا عمل اور فتوائے فقہ حنفی کے اور عقیدہ عقائد حنفیہ کے خلاف ہو۔ اگر سچا ہے اور ایمان رکھتا ہے تو ثابت کرے ورنہ مسلمان ہمارے جملہ مخالفین کو کاذب اور ہم کو سچا حنفی سمجھیں مگر یاد رہے کہ ہم امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مقلد ہیں۔ جو بات کہیں یا تو امام صاحب سے یا ان کے اصحاب سے یا اصحاب کے اصحاب یا اصحاب فتاویٰ متون شروح سے اول کسی روایت مخالف کا مفتی بہ ہونا ثابت ہو۔ پھر ہم پر اعتراض فرمائیں۔ ہم ان شاء اللہ تعالیٰ اُن کے ہاتھ پر توبہ کر لیں گے مگر خداوندِ عالم نے وُہ ہاتھ اہلِ بدعت میں پیدا ہی نہیں کیا۔ وُہ خود فقہ سے برگشتہ ہیں، ان کو فقہ کی خبر ہی کب ہے جو کسی کا موافق یا مخالف ہونا بیان کریں۔

اور اگر کسی مسئلہ میں دو روایتیں ہوں اور تصحیح بھی مختلف ہو یا فتویٰ بھی

دونوں جانب ہو، اس میں ایک جانب پر عمل کرنے میں کسی کی مجال ہے جو اعتراض کر سکے بحول اللہ وقوتہ کوئی صاحب یہ بھی نہ فرما سکیں گے کہ ہمارا معمول بہا روایت ضعیف یا مرجوح یا غیر مفتیٰ بہا ہو۔ پھر بھی ہم کو غیر مقلد گلابی وہابی کہا جاوے تو مسلمان خود خیال فرمالیں کہ یہ الزام کس درجہ صحیح ہے۔ وجوبِ تقلید شخصی میں حضرات اکابر مولانا نانوتوی و حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہما اور حضرت مولانا محمود حسن صاحب فخر المحدثین وغیرہم نے تحریریں فرمائیں۔ رسائل لکھے اور پھر بھی غیر مقلد۔ یا للعجب و لضیعۃ الادب لحساب یوم الحساب۔

علیٰ ہذا القیاس ہم پر یہ الزام کہ بزرگانِ دین کو نہیں مانتے۔ کس قدر بے اصل الزام ہے۔

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قبلۂ اربابِ تحقیق مہاجر مکی قدست اسرارہم سے تمام اکابر و اصاغرِ علماء دیوبند مرید سب بفضلہ تعالیٰ ذاکر و شاغل خود صاحبِ سلاسل پیری مریدی کرتے ہیں۔ اُن کے شجرہ منظوم سالہا سال سے چھپے ہوئے موجود پھر بھی وُہ لوگ بزرگوں سے منکر ہوں۔ جائے تعجب ہے۔

اہلِ اسلام خوب سُن لیں کہ جملہ سلاسل کے بزرگانِ دین ہمارے مقتدا و پیشوا ان کی محبت ذریعہ نجات ان کی کرامات ثابت اُن سے بغض و عداوت شقاوت اور محرومی کی علامت یہ ہمارا اعتقاد ہے۔ ہاں بزرگوں کو نبی نہیں سمجھتے ان کو خدا یا خدائی کا مالک نہیں سمجھتے ان کو دربارِ خداوندی میں شفیع اور وسیلہ جانتے ہیں کارخانہ عالم ان کے قبضہ و قدرت میں نہیں سمجھتے کہ وُہ جو چاہیں کریں جس کو جو چاہیں دیں یا نہ دیں۔ ہاں جس سے خداوندِ عالم جس کام کو چاہے لے لے۔ یہ امر

ثابت ہے۔

ہم ان کی قبروں کو سجدہ نہیں کرتے۔ خانہ کعبہ کی طرح ان کے مزارات کا طواف نہیں کرتے۔ تعزیوں میں اولاد کے لیے عرضیاں لکھ کر نہیں لٹکاتے۔ یہ اگر بزرگوں کا نہ ماننا ہے تو ایسا نہ ماننا سب مسلمان نہیں مانتے۔ گو فرقِ مراتب نکنی زندیقی خدائے ذوالجلال کی صفات مختصہ میں کوئی نبی شریک نہیں۔ انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے کمالاتِ مختصہ میں کوئی مخلوق شریک نہیں۔ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے کوئی ولی افضل نہیں۔ اُن کے بعد تابعین کا مرتبہ ہے پھر اولیا۔ امت اخیار امت خلاصہ اسلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو ممتاز فرمایا ہے، ان کی محبت ذریعہ نجات اور عداوت شقاوت وحرمان کی علامت جس سے سوء خاتمہ کا خوف ہے۔ یہ ہمارے وُہ اعتقاد ہیں جن پر اپنی موت وحیات چاہتے ہیں اور یہ کہ ہمارا اسی پر خاتمہ ہو۔

مسلمان بالکل مطمئن ہو جاویں کہ ہم بالکل سچے، پکے حنفی اور سلاسل حضرات اولیاء نقشبندیہ، چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ کے حلقہ بگوش ہیں۔ ہاں انہیں حضرات کی برکت سے بدعات سے تنفر تام ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ جس کام میں بدعت کا شائبہ بھی ہو اس سے احترازِ اولیٰ سمجھتے ہیں کیونکہ نور اور نجات فقط سنتِ نبوی میں ہے علیٰ صاحبہا الف الف صلوٰۃ اور متفق علیہ سنت اس قدر ہیں کہ اُن پر بھی عمل کرنا دشوار ہے۔ پھر جس امر کے بدعت ہونے کی ایک جماعت علما۔ مدعی نہ صاحب مذہب سے نقل نہ کتب فقہ میں پتہ اور جب

سے وُہ شے پیدا ہوئی اسی وقت سے اس میں اختلاف جس مرتبہ کے لوگ اُس کی تحسین کریں اسی مرتبہ کے علما۔ یا اُن سے زیادہ اُس کو اچھا نہ سمجھیں پھر اس کام کے کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ دع ما یریبک الیٰ ما لا یریبک۔

اس پر اگر کوئی اعتراض کرے اور حنفیت اور تقلید سے خارج یا بزرگوں کا مخالف بتائے تو اس کو خدا سے خوف کرنا چاہیے۔ کسی کی حقانیت پردہ ڈالنے سے مخفی نہیں ہو سکتی۔ الحق یعلو ولا یعلیٰ۔

کتبہ ،————

بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی مدرسہ عالیہ دیوبند

جن حضرات اربعہ کے متعلق یہ استفسارات ہیں بندہ بحمد اللہ ان حضرات کے علم وعمل وعقائد واقوال اور حالات سے پورا واقف ہے اور بلاواسطہ ان حضرات کے مقالات وحالات کو بکثرت سنا اور دیکھا ہے مجھ کو پورا یقین اور اطمینان ہے کہ جو اباطیل ان کی طرف منسوب کی گئی ہیں وُہ اس قدر بے اصل ہیں کہ مفتری کا تو ذکر کیا ہے۔ ان امور کی تصدیق کرنے والوں پر بھی مجھ کو سوء عاقبت کا اندیشہ ہے۔ اعاذنا اللہ والمسلمین من ذٰلک۔ ان حضرات کے علماً وعملاً متبع سنت اور اہلِ حق ہونے میں ادنیٰ تامل اہلِ ایمان اور اہلِ انصاف کا کام نہیں۔ جو حضرات ان میں سے موجود ہیں ان کو دیکھ لو اور جس کی چاہو تالیفات ملاحظہ فرما لو۔ ان شاء اللہ ناواقفیت سے جو بھی کسی کو خلجان ہو گا وُہ جاتا رہے گا۔ اس لیے بندہ اس فتوے کی لفظاً لفظاً تصدیق کرتا ہے

بندہ، محمود حسن غفی عنہ، مدرس اول مدرسہ عالیہ دیوبند

خدائے ذوالجلال کو شاہد بنا کر عرض کرتا ہوں کہ ہمارے موجودہ اکابر و اصاغر و حضرت والد ماجد فخر الاسلام والمسلمین مولانا مولوی الحاج الحافظ محمد قاسم صاحب نانوتوی و حضرت شیخ الاسلام والمسلمین استاذی و مرشدنا مولانا مولوی الحاج الحافظ رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہما اور جس قدر مدرسین و منتظمین و ممبران مدرسہ عالیہ دیوبند ہیں، سب کے یہی عقائد ہیں جو فتوے میں مذکور ہوئے۔ ہمارے مخالفین نے جو ہم پر بلاوجہ بہتان بندی فرمائی ہے اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت فرمادے اور جن عبارات تحذیر الناس و براہین قاطعہ و حفظ الایمان کی نسبت خان بریلوی نے افترا کیا ہے۔ ان کا صحیح مطلب رسالہ السحاب المدرار فی توضیح اقوال الاخیار و توضیح البیان فی حفظ الایمان میں ملاحظہ فرمائیں۔

محمد احمد مہتمم مدرسہ عالیہ دیوبند ابن حضرت مولانا محمد قاسم قدس سرہ العزیز

ہمارا اور ہمارے بزرگوں کا یہی اعتقاد ہے۔

محمد مسعود احمد عفی عنہ ابن حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب قدس سرہ العزیز گنگوہی

کفی باللہ شہیدا۔ کہ ہم نہ غیر مقلد نہ وہابی بزرگوں کی عظمت کے منکر نہ خدائے ذوالجلال کے جھوٹ کو معاذ اللہ تعالیٰ منہ ممکن الوقوع کہیں نہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم و فضل میں کسی مخلوق کو مساوی کہنے والے بلکہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم زمانی کے ساتھ خاتم جملہ کمالات بشریہ کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ اہل اسلام ہماری جانب سے بالکل مطمئن ہو جائیں۔ مدرسہ عالیہ دیوبند کے جملہ منتظمین و مدرسین اصولاً و فروعاً بفضلہ تعالیٰ حنفی ہیں خان بریلوی

نے خلاف علم و دیانت جن عبارات کا غلط مطلب بیان کر کے خلقت کو گمراہ کیا ہے ان کا صحیح مطلب السحاب المدرار اور توضیح البیان میں ملاحظہ فرمائیں۔ ان رسائل کے مطالعہ کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ ہر طالب حق کے اطمینان کی امید ہے، واللہ تعالیٰ ھو الہادی الی الصواب۔

احقر حبیب الرحمٰن عفی عنہ مددگار مہتمم مدرسہ عالیہ دیوبند۔

بندہ نے خان بریلوی کے تمام الزامات کو بغور دیکھا۔ ان کی بنا محض نفسانیت پر پائی۔ چنانچہ عبارات منقولہ تحذیر الناس و مناظرہ عجیبہ سے ظاہر ہے ان کے علاوہ قبلہ نما جو ۱۲۹۵ھ میں تحریر ہوا گویا حضرت مولانا نانوتوی مرحوم و مغفور کی آخر التصانیف ہے۔ اس کی بھی چند عبارتیں نقل کرتا ہوں جن سے ختم زمانی صراحۃً ثابت ہوتا ہے۔

"اگر کلام اللہ شریف کلام خدا ہے اور بیشک بحکم عقل و انصاف کلام خدا ہے تب تو اس میں آپ کو خاتم النبیین کہہ کر جتلا دیا کہ آپ سب انبیاء کے سردار ہیں کیونکہ جب آپ خاتم النبیین ہوئے تو یہ معنی ہوئے کہ آپ کا دین سب دینوں میں آخر ہے اور چونکہ دین حکمنامہ خداوندی کا نام ہے تو جس کا دین آخر ہوگا وہی شخص سردار ہوگا۔ اسی کا حکم آخر رہتا ہے" ص ۸

"القصہ در دولت تک سوائے حبیب رب العالمین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم بالاصالت کسی کو اجازت نہ ہوتی۔ ص ۱۶۔

"وہ ایسے ہی مبداء علوم اور مصدر کمالات علمیہ رتبہ میں اور سب سے اول ہوگا۔ گو وقت تعلیم اس کے علوم دقیقہ کی نوبت بعد میں آئے۔ پھر جب یہ لحاظ

کیا جائے کہ حکومت بے علم احکام متصور ہی نہیں اور اس لیے حکومت علما ہی کا
کام ہے جو انبیا کو حکام اور نائب خداوند ملک علاّم کہنا پڑے گا اور چونکہ خدا
تک بے واسطہ کسی کو رسائی نہیں جو نبی رتبہ میں سب میں اول ہوگا اس کا دین
یعنی اس کے احکام باعتبار زمانہ سب میں آخر رہیں گے۔ کیونکہ ہنگام مرافعہ
جو موقع نسخ حکم حاکم ماتحت ہوتا ہے۔ حاکم بالادست کے حکم کی نوبت آخر میں
آتی ہے۔ غرض اس وجہ سے مصدر علوم کے احکام اور علوم تک نوبت بعد
میں آئے گی اور اس طور اس کے دین کا بہ نسبت اور ادیان ناسخ ہونا ظہور میں
آتے گا۔ (ص ۶۱، ۶۲)

تو لاجرم دین خاتم الانبیاء ناسخ ادیان باقیہ اور خود خاتم الانبیاء سرور
انبیاء افضل الانبیاء ہوگا۔ ص ۶۳۔

حضرت مولانا مرحوم کی تصانیف میں اس قسم کی عبارات بکثرت موجود
ہیں۔ مشتے نمونہ از خروارے واندکے از بسیارے کے طور پر یہ چند سطور عرض
کردی ہیں۔

آیا کوئی مسلمان ہے جو ان عبارات کے بعد بھی یہ کہہ سکے کہ حضرت
قاسم العلوم والخیرات سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم زمانی ہونے
کے منکر ہیں۔

اور براہین قاطعہ اور حفظ الایمان اور حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ العزیز
کی نسبت خاں صاحب نے جو اتہامات تصنیف فرمائے ہیں۔ ان کے
متعلق رسالہ السحاب المدرار فی توضیح اقوال الاخیار اور توضیح البیان فی حفظ الایمان

ملاحظہ فرمایا جائے۔ ان کے ملاحظہ سے یہ امر ان شاء اللہ تعالیٰ واضح ہو جاوے گا
کہ جملہ اتہامات خاں صاحب کے لغو اور بیجا ہیں، ان عبارات کا ذرہ مطلب
ہو ہی نہیں سکتا۔ جو خاں صاحب بیان کرتے ہیں، جن مطالب کفریہ کی تصریح
کا دعوے ہے وہ بہزار وسایط بھی نہیں ہو سکتے۔

بالجملہ اہل اسلام بالکل مطمئن ہو جاویں کہ خاں صاحب اہل بدعت نے
جو اتہامات اکابر اہل اسلام دیوبند کی طرف منسوب کیے ہیں بالکل بے اصل
اور لغو ہیں۔ علمائے دیوبند سچے اور پکے حنفی ہیں۔ بزرگان دین کے ماننے والے
ہی نہیں بلکہ خود بفضلہ تعالیٰ بزرگ اور اولیاء کبار میں داخل سلاسل اولیا
میں شامل ہی نہیں، بلکہ خود صاحب سلسلہ ہیں۔ یہاں جیسے سلسلہ علم ظاہری
ہے۔ الحمد للہ تعالیٰ کہ تعلیم باطنی کا فیض بھی ویسے ہی جاری ہے

جہاں درسگاہوں میں کتابوں کا درس اور مطالعہ ہے تو حجروں میں ذکر و
شغل مراقبہ ہے۔ یہ حضرات جامع شریعت وطریقت متبع سنت ہیں۔ ان سے
غیر مقلد وہابی رافضی خارجی اور آج کل کے بدعتی سب ناراض ہیں اور طرح طرح
کے بہتان مسلمانوں کو ان سے متنفر کرنے کو اہل بدعت تراشتے ہیں۔ اگر اب
بھی کسی صاحب کو کوئی خلش باقی ہو تو بچشم خود ملاحظہ فرمالیں۔ شنیدہ کے بود
مانند دیدہ۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ہماری عرض کی ہم سے زیادہ تصدیق فرمائیں گے

بندہ محمد مرتضےٰ عفی عنہ ابن شیر خدا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ
خادم طلبہ دارالعلوم نبوی دیوبند ادامہ اللہ تعالیٰ

بندہ ہیچمدان نے بحمد اللہ ان حضرات قدسی صفات کی تصانیف کو بکرات و

مرات مطالعہ کیا اور جہاں تک فہم نے یارائی دی میں نے ان کو خوب سمجھنے کی کوشش کی۔ ادھر مخالفین کے اعتراضات بھی بغور دیکھے اور سنے، لیکن خدا کا ہزار بار شکر ہے کہ ان حضرات کے دامن تقدس کو اُن خرافات سے پاک پایا جو اُن کی طرف نسبت کیے گئے ہیں اور جس قدر مخالفین کی نکتہ چینیاں سنیں اسی قدر اپنے حضرات سے عقیدت بڑھتی گئی، چنانچہ بحول اللہ وقوتہ) بندہ اپنے دائرۂ فہم کی موافق ان مضامین کا مطلب بتلانے کے واسطے ہر شخص کے مواجہ میں تیار ہے۔ جن کو مخالفین نے اپنی سفاہت سے مخدوش ٹھہرایا ہے یہ عجیب بات ہے کہ ان حضرات کی نسبت جس طرح کی بہتان بندیاں کی گئی ہیں، ان سے پہلے بھی اسی طرح کے لغو عقائد حضرات شیخ اکبر محی الدین العربی اور امام عبدالوہاب شعرانی وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے متعلق حاسدوں نے مشہور کیے ہیں جن کا دھندلا سا نشان کتاب الیواقیت والجواہر وغیرہ میں مل سکتا ہے لیکن خدا کا شکر ہے کہ نہ ان کو اس قسم کے حملوں سے کچھ گزند پہنچ سکا اور نہ ہمارے اکابر کو فنعم الوفاق واللہ الموفق۔

شبیر احمد عثمانی عفا اللہ عنہ مدرس دارالعلوم دیوبند

ہمارا اور ہمارے بزرگوں کا یہی اعتقاد ہے
بندہ غلام رسول عفی عنہ مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند

ہمارا یہی اعتقاد ہے، بندہ محمد حسن عفی عنہ،
مدرس مدرسہ عربیہ دیوبند

ہمارے بزرگوں کا اور ہمارا یہی عقیدہ ہے۔

ہمارا اور ہمارے مقتدر بزرگوں کا یہی عقیدہ ہے۔
احقر الزمان گل محمد خان مدرس
مدرسہ عالیہ اسلامیہ دیوبند

ہمارا اور ہمارے مقدس بزرگوں کا یہی عقیدہ ہے

وہو الصحیح وفیہ السداد۔ ۱۲۔
شائق احمد غفرلہٗ
خادم دارالعلوم دیوبند

ہمارا اور ہمارے بزرگوں کا یہی عقیدہ ہے،
خادم الطلبہ محمد اعزاز علی غفرلہٗ
مدرس دارالعلوم دیوبند

ہمارا اور ہمارے بزرگوں کا یہی عقیدہ ہے
عبدالسمیع دیوبندی عفی عنہ
مدرس دارالعلوم دیوبند

ہمارا اور ہمارے تمام اکابر کا یہی عقیدہ ہے اور حق ہے۔ بندہ محمد علی اظہر کان اللہ لہٗ
ولوالدیہ خادم طلبہ دارالعلوم دیوبند

ہمارا اور ہمارے تمام اکابر کا یہی عقیدہ ہے اور حق ہے۔
احقر الزمن نبیہ حسن
مدرس مدرسہ دیوبند

ہمارے بزرگوں کا بالکل یہی عقیدہ اور یہی طریقہ ہے۔ احمد امین عفی عنہ
خادم مدرسہ عربیہ دارالعلوم دیوبند

فقیر اصغر حسین حسنی حنفی مدرس دارالعلوم دیوبند

ہمارا اور ہمارے بزرگوں کا یہی عقیدہ ہے
محمد یٰسین مدرس دارالعلوم دیوبند

ہمارے بزرگوں کا یہی عقیدہ ہے۔
منظور احمد
مدرس دارالعلوم دیوبند

ہمارا اور ہمارے بزرگوں کا یہی اعتقاد ہے
خاکسار سراج احمد رشیدی عفی عنہ
خادم دارالعلوم دیوبند

ہمارے بزرگوں کا یہی اعتقاد ہے۔
ہادی حسن مبلغ احکام اسلام
منجانب دارالعلوم دیوبند

بیشک بندہ کا اور اپنے بزرگوں کا یہی عقیدہ ہے۔
بندہ محمد ابراہیم عفی عنہ بلیاوی
مدرس مدرسہ عربیہ دیوبند

ہمارے بزرگوں کا یہی اعتقاد ہے
بندہ عطا محمد ولایتی
خادم علماء دیوبند

ہمارا اور ہمارے بزرگوں کا یہی اعتقاد
ہے۔ بندہ رشید احمد عفی عنہ
خادم دربار رشید عالم قدس سرہ گنگوہی

ہمارا اور ہمارے اکابر کا یہی اعتقاد ہے
اور یہی عقیدہ اہل حق کا ہے۔
بندہ محمد انور عفا اللہ عنہ کشمیری

اشہد انہ معتقدنا و معتقد مشائخنا
بندہ سید حسن عفا اللہ عنہ حسنی
چاندپوری مدرس دار العلوم نبوی دیوبند
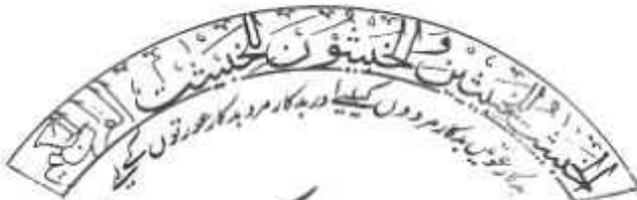
ہمارا اور ہمارے بزرگوں کا یہی عقیدہ ہے
محمد عبد الوحید عفی عنہ
مدرس تجوید دار العلوم دیوبند

ہمارا اور ہمارے بزرگوں کا یہی عقیدہ ہے
محمد شفیع عفی عنہ
مدرس تجوید دار العلوم دیوبند

المشتہر

بندہ سید محمد مرتضیٰ حسن ابن شیر خدا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ

تصنیف لطیف

رئیس المناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری ناظم تعلیمات
وشعبۂ تبلیغ دار العلوم دیوبند وخلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی

ناشر
انجمن ارشاد المسلمین لاہور
۶۔ بی شاداب کالونی، حمید نظامی روڈ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

باسمہٖ تعالیٰ حامداً و مصلیاً و مسلماً

جملہ اہلِ اسلام کی خدماتِ عالیہ میں عرض ہے کہ اگر کسی شخص کی نسبت کوئی دُوسرا شخص کوئی بات کہے تو اس میں تو فی الجملہ یہ احتمالات بھی ہو سکتے ہیں کہ قائل دُوسروں کی مراد سے پُورا واقف نہیں ہو گا۔ یا اس کا قول کسی ذاتی غرض یا عداوت پر مبنی ہے وغیرہ وغیرہ۔ متعدد وجوہِ مخالفت پیدا ہو سکتی ہیں مگر جب کوئی شخص خود اپنی نسبت کوئی بات کہے اور پھر وُہ مجنون یا ولاسٹری بھی نہ ہو بلکہ علم و فضل و عقل و دانش سے بڑھ کر مجددِ وقت ہونے کا بھی مدعی ہو، اور معتقدین بہزار خوشی اس مبارک لقب کو منہ بھر بھر کر لیتے ہوں تو ایسے شخص کا کلام اُس کے اور اس کے متبعین ہوا خواہ بیدام غلاموں کے حق میں کیونکر قابلِ قبول اور حجت نہ ہو گا۔ ایسا مسلم شخص اگر کوئی فتوٰے اپنی مہرِ خاص سے مزین فرما کر شائع فرما دے پھر وُہ اور اس کے معتقدین بھی پابند نہ ہوں۔ تو كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۔ کے کیسے مستحق نہ ہوں گے یا دُوسرا شخص اگر اس کے اس فتوٰے اور حکم کو ظاہر کر دے تو کیا شرعاً قانوناً وُہ مجرم ہے یا کوئی شخص اس کو غیر مہذب کہہ سکتا ہے۔

ناظرین غالباً بےچین ہوں گے کہ آخر وُہ کیا سربستہ راز ہے جس کا آج افشا ہوتا ہے۔ وُہ کس عصمت اور عفت مآب کی اندرونی ناگفتہ بہ حالت

ہے جو اُس نے کسی سے بغیر سوچے سمجھے کہیں کہہ دی یا لکھ دی تھی جس کے ظاہر کرنے کی دھمکی دی جاتی ہے۔

آج وُہ کیا قیامت خیز واقعہ ہے جس کے ظاہر کرنے پر قیامت برپا ہونے کا اندیشہ ہے۔ کیا آج ماں باپ زن و فرزند عزیز و اقارب ایک دوسرے سے الگ ہو جاویں گے۔ نفخ صور سے پہلے ہی انساب منقطع ہو جائیں گے، نسبی اولاد ولد الزنا قرار دی جاتے گی۔ پاکدامنوں کو زانی اور زانیہ کہا جائے گا۔ کیا یہ تمام نکاح بیاہ حیوانات کی حرکات سے بھی زیادہ شرمناک و رُسواکن خلائق ثابت ہوں گے یا کسی بے درد نے مسلمانوں کی اس ظاہری تباہی اور بربادی اور نا اتفاقی پر بھی بس نہ کیا۔ کیا کوئی آج یُوں کہنے کو ہے کہ مسلمان جانوروں کی طرح توالد و تناسل کے عادی ہو گئے۔ ان میں برائے نام جو الفت تھی کیا اس کو بھی خیر باد کہنے کا دن آ گیا۔

آخر کیا قیامت برپا ہونے کو ہے۔ یہ تھوڑا سا مال اسباب قدرے جائداد جو اہل اسلام کے پاس باقی ہے یہ بھی بوجہ لاوارثی ہونے کے شاہی خزانہ میں جمع ہو جائے گی۔ خدا نخواستہ کیا سب مسلمان کافر مرتد ہو گئے۔ العیاذ باللہ العظیم۔

کیا کہیں بریلوی مجدد مائۃ حاضرہ نے کوئی نیا فتوائے حرمین شریفین سے حاصل کر لیا ہے۔ ابھی تو وہ حج کو بھی پھر نہیں گئے۔ ماجرا کیا ہے۔ ابھی تو وُہ حسام الحرمین کو اپنی اور اپنے معتقدین کی گردنوں پر چلا چکے ہیں۔ ابھی تک تو رد التکفیر کا بوجھ ختم نہیں ہوا ہے اور اسی کی خوابیں نظر آتی تھیں کہ احدی التسعۃ

والتسعین اور سوار ہو گیا۔ ۳۶ برس کی بولتی ہوئی بلبل کے سینہ میں کانٹا ابھر کھڑا ہوا۔ یہ کیا باد خزاں چلی ہے کہ بہار میں کربچ شروع ہو گئی۔ چہک بلبل نادان کہاں چلی گئی وُہ دُنیا بھر میں نکھار ہی کے بتاشے سفید اور صاف دیکھنے میں بہت بڑے وزن میں نہایت خفیف اور ہلکے وُہ تو اسو۔ لنتم ہی کی تاب نہ لا سکے۔ اور اپنا اور اپنے تمام گروہ کا کفر عملاً تسلیم کر لیا کہ احدی التسعۃ والتسعین نے خاک ہی میں ملا دیا اب اٹھا تو لے اور کون اٹھائے گا۔ عرب کا تو وُہ شاید اب نام بھی نہ لیں گے۔ بالخصوص مدینہ طیبہ کا کیونکہ وہاں تو ان کی پوری قلعی کھل گئی۔ اور مکہ معظمہ کے حضرات علماء بھی واقف ہونے لگے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ جناب خاں صاحب ہی کا کوئی فتوائے ہاتھ لگ گیا ہے جس سے بنے بنائے خان خاناں کی خانہ ویرانی ہو گئی اور یہ جوانی کی کمائی آنکھوں کی ٹھنڈک موتیا بند کے ہو جانے سے نصیب اعدا ہو گئی ہے، گر توبہ نصیب ہوتی تو تقریباً محال ہے لیکن ہائے اب تو وُہ وقت بھی گیا کہ تجدید نکاح ہی کر لیتے۔ سچ ہے اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ صادق ہو گیا۔ سنت کی مخالفت بدعت کی محبت کا یہی نتیجہ ہونا تھا۔ کسی نے کیا کہا ہے:

مبادا دل آں فرومایہ شاد
کہ از بہر دنیا دہد دین بباد

یہ مضمون واقعی عجیب و غریب ہے۔ مخالفین تو مخالفین ہی ہیں، جناب خاں صاحب کے موافقین بھی ایک دفعہ دن ہی میں تارے دیکھ لیں گے یہ طلسم ہوش رُبا جس وقت کھلے گا۔

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ کا منظر دنیا ہی میں آنکھوں کے سامنے ہو جائے گا۔ ہر بدعتی تنہائی کے لق و دق میدان میں حیران و سرگردان نظر آئے گا۔ یہ تمام کرشمے ایک بریلوی مداری کے ڈمرو بجنے پر نظر آجائیں گے۔ ناظرین! وقت قریب ہے۔ کہ جس شخص میں ذرا بھی ایمان ہے الغیاث! الغیاث پکار اٹھے گا اور بریلی کے سوداگری محلہ کی طرف منہ کر کے بھی نہ سوئے گا خاں صاحب سے جو کچھ سرمایہ کفر و ضلال خریدا ہے سب اس منڈی کفر میں واپس کرے گا! آخر کیا فتوے کیا حکم ہے۔ یہ قیامت تو آکر ہی رہے گی إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفِرُّونَ مِنْهُ فَإِنَّهُ مُلَاقِيكُمْ۔ یہ تلخ اور ترش مزا تو چکھنا ہی پڑے گا ؎

عجیبٌ بالزمان وما عجیبٌ　　　اتی من آل سیار عجیب۔

خاں صاحب جو کچھ فرمادیں، جو فتوے لکھ دیں سب ممکن ہے ناظرین! گھبرانے اور پریشان ہونے کی بات نہیں۔ خاں صاحب کا یہ تو بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ توجہ سے ملاحظہ فرمانا چاہیے کہ نکاح کا منعقد نہ ہونا تمام عمر زنا اور حرام کاری میں مبتلا ہونا اولاد کا حرامی ہونا، لاوارث ہونا۔ کیا ان امور کو کوئی شریف مرد عورت مسلمان گوارا کر سکتا ہے۔ خاں صاحب کے ایسے فتوے کے بعد بھی کوئی مسلمان ان کے ساتھ رہ سکتا ہے انکے عقائد کا گرویدہ ہو سکتا ہے!

ہم بکمال ادب عرض کرتے ہیں کہ جملہ اہل اسلام اور بالخصوص مولوی احمد رضا خاں صاحب کے معتقدین غور فرمائیں کہ ہم جو کچھ عرض کرتے ہیں صحیح ہے یا غلط خاں صاحب کے کلام سے لازم آتا ہے یا نہیں اگر کوئی بات اس میں

غلط ہو تو جملہ اہل اسلام کو ہماری غلطی کے رفع کرنے کا حق حاصل ہے۔ بالخصوص خاں صاحب اور ان کے معتقدین پر تو ان کے قول کے موافق فرض ہے کیونکہ کفر و اسلام کی بات ہے۔ وہ بھی نکاح کے متعلق جس کے صحیح نہ ہونے پر تمام عمر زنا اور حرام کاری میں ابتلا۔ لازم آتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ کیسے کیسے مفاسد خبیثہ اس تخم کے پھل پھول ہوں گے۔ ایسے وقت میں باوجود طلب حق کے سکوت کیسے جائز ہو گا۔ وہ گفتگو مباحثہ نہ کریں مگر اپنا مطلب تو صاف لکھ کر چھاپ دیں۔ دوسروں کے کافر بنانے کو سفر اختیار فرمایا۔ ہزاروں روپیہ برباد کیے اپنا ایمان اسلام نکاح کا صحیح ہونا، اولاد کا صحیح النسب ہونا کیا اس قدر بھی مہتم بالشان نہیں کہ اس میں دو چار روپیہ صرف کر کے چھاپ دیا جاوے۔ اپنی برئیت ثابت کر دی جاوے مگر یاد رکھو اور پھر یاد رکھو مسلمانو! محال ہے، محال ہے محال ہے قیامت آجائیگی۔ جو مولوی احمد رضا خاں صاحب یا ان کا کوئی معتقد اس کا جواب دے سکے خدا چاہے جواب محال ہے۔ سچی بات کا جواب ہی کیا ہے اب دیکھنا ہے کہ جناب خاں صاحب کے اصحاب خاں صاحب کی جانب سے کیا جواب عنایت فرماتے ہیں۔ مسلمانو! اسکا نام مناظرہ ہے اس کو گفتگو کہتے ہیں خاں صاحب جھوٹے افترا باندھ باندھ کر مشہور کرتے ہیں کہ ہم مناظرہ کرتے ہیں اور مخالفین پہلو تہی لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ جس شخص پر اس کے کلام سے کفر لازم آوے اور ہزاروں کا انعام دیا جاوے مگر پھر بھی اپنا اسلام ثابت نہ کر سکے۔ اپنے نکاح کی صحت اولاد کا صحیح النسب ہونا بیان نہ کر سکے۔ وہ مناظرہ کیا خاک کرے گا۔ جاہلوں کو خوش کرنا اور ہے اور مناظرہ کرنا اور ہے۔

خاں صاحب کا مایۂ ناز تمام عمر کا سرمایہ یہ ہی تھا کہ تمام امت کی تکفیر کی دُہ تکفیر اصل مع سُود بالائے سُود خاں صاحب کے سر پر گٹھڑی باندھ کر رکھ دی جس سے خاں صاحب تحت الثرا میں پہنچ گئے۔ اگر اس کا بھی جواب نہ دیا تو یہ بھی وہی مثل ہو گی کہ اب کی دفعہ مار لے گا تو جانوں گا۔ آئیں اور ہوش سے بات کریں مگر یاد رہے کہ بفضلہ تعالیٰ کسی بدعتی میں دم نہیں ہے جو ہماری بات کا جواب دے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ۔

ابھی کیا ہے اگر زندگی باقی ہے تو ہم خدا چاہے خاں صاحب کے دُہ دُہ مکر اور جہالت اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خاں صاحب کی دلی عداوت ظاہر کریں گے کہ مسلمان خاں صاحب کا نام یزید علیہ ما علیہ سے بھی ادبر لکھیں گے! اور خوبی یہ ہے کہ جو کچھ کہیں گے انہیں کے کلام سے اپنی جانب سے بجز ایضاح مطلب اور کچھ نہ ہو گا۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰى هُوَ الْمُسْتَعَانُ۔

خاں صاحب کا رسالہ ازالۃ العار بحجر الکرائم عن کلاب النار ۱۳۱۶ھ کا لکھا ہوا ہماری نظر سے گذرا۔ اس میں ایک استفتا یہ کیا گیا ہے۔ ایک عورت سنیہ حنفیہ جس کا باپ بھی سنی حنفی ہے اس کا نکاح ایک غیر مقلد وہابی سے کر دینا جائز ہے یا ممنوع۔ اس میں شرعاً گناہ ہو گا یا نہیں بینوا توجروا۔ صہ ۳

خاں صاحب اس کا جواب صفحہ ۵ پر تحریر فرماتے ہیں "فی الواقع صورت مستفسرہ میں وُہ نکاح یا تو شرعاً محض باطل و زنا ہے یا ممنوع و گناہ۔" اس عبارت سے یہ مقدمہ اولیٰ تو صاف ثابت ہو گیا کہ سنیہ حنفیہ کا نکاح غیر مقلد وہابی سے باطل و زنا ہے یا ممنوع و گناہ۔ پھر اسی صفحہ ۵ سطر ۱۱ پر فرماتے ہیں:

"وہابی ہو یا رافضی جو بد مذہب عقائد کفریہ قطعیہ رکھتا ہے جیسے ختم نبوت حضور پُر نور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار یا قرآن عظیم میں نقص و دخل بشری کا اقرار تو ایسوں سے نکاح باجماع مسلمین بالقطع والیقین باطل محض و زنائے صرف ہے اگرچہ صورت سوال کی عکس ہو یعنی سنی مرد ایسی عورت کو نکاح میں لانا چاہے کہ مدعیان اسلام میں جو عقائد کفریہ رکھیں ان کا حکم مثل مرتد ہے۔ کما حققناہ فی المقالۃ المستفسرہ عن احکام البدعۃ المکفرۃ۔ ظہریہ و ہندیہ و حدیقہ ندیہ وغیرہ میں ہے۔ احکامھم مثل احکام المرتدین اور مرتد مرد خواہ عورت کا نکاح تمام عالم میں کسی عورت و مرد مسلم یا کافر مرتد یا اصلی کسی سے نہیں ہو سکتا۔ خانیہ و ہندیہ وغیرہما میں ہے۔ واللفظ للاخر ولا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدۃ ولا مسلمۃ ولا کافرۃ اصلیۃ وکذٰلک لا یجوز نکاح المرتدۃ مع احد"۔

عبارتِ مذکورہ سے یہ **مقدمہ ثانیہ** بھی ثابت ہو گیا کہ جو مدعی اسلام مرد ہو یا عورت عقائد کفریہ رکھے وُہ مثل مرتد ہے اس کا نکاح تمام عالم میں کسی مسلمان یا مسلمہ کافر و یا کافر اصلی و مرتد یا مرتدہ سے جائز ہی نہیں۔ پھر صہ ۶ پر فرماتے ہیں:

اور اگر ایسے عقائد خود نہیں رکھتا مگر کبرائے وہابیہ یا مجتہدین روافض خذلہم اللہ تعالیٰ کہ وُہ عقائد رکھتے ہیں:

انہیں امام و پیشوا یا مسلمان ہی جانتا ہے تو بھی یقیناً اجماعاً خود کافر ہے کہ جس طرح ضروریاتِ دین کا انکار کفر ہے یوں ہی اُن کے منکر کو کافر نہ جاننا بھی کفر ہے۔ وجیز امام کردری و درمختار و شفاء امام قاضی عیاض وغیرہ میں ہے واللفظ للشفاء مختصراً اجمع العلماء ان من شک فی کفرہ و عذابہ

فَقَدْ کَفَرَ‘‘ اس عبارت سے یہ مقدمہ ثالثہ ثابت ہوا کہ اگر کوئی مدعی اسلام کبرائے وہابیہ کو کہ وُہ عقائدِ کفریہ رکھتے ہوں۔ اگر مسلمان ہی جانے تو وُہ بھی کافر اور مرتد ہے اور بحکم مقدمۂ ثانیہ جو مرتد ہو اس کا نکاح تمام عالم میں کسی مسلمان کافر مرتد سے صحیح نہیں تو نتیجہ یہ نکلا کہ جو شخص کسی کو کبرائے و مقتدار و امام وہابیہ میں سے مسلمان جانے تو اس کا نکاح بھی تمام عالم میں کسی سے صحیح و درست نہیں بلکہ زنائے محض وحرام خالص ہوگا۔ اب اصل قیاس قابلِ غور ہے کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب ایسے شخص کو جس کو وُہ امام اور مقتدار وہابیہ کا جانتے ہیں اور اس کو صریح اقوال وکلماتِ کفریہ کا قائل اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بے دھڑک گالی اور دشنام دینے والا اور آپ کے بعد نبی کھلم کھلا ماننے والا جس کا حاصل ختمِ نبوت کا انکار ہے اعتقاد رکھتے ہیں مسلمان جانتے ہیں اور جو ایسے شخص کو مسلمان جانے وُہ بحکم مقدمۂ ثالثہ کافر و مرتد ہے۔

تو مولوی احمد رضا خاں صاحب اپنے ہی قول کے موافق کافر و مرتد ہوئے اور اُن کا نکاح مسلمہ یا کافرہ و مرتدہ سے ناجائز اور جب یہ اپنے ہی حکم سے مرتد ہوئے تو جو اُن کو کافر نہ کہے۔ اسی عبارت اور مقدمۂ ثالثہ کی رُو سے وُہ بھی کافر ہوا۔ غرض بحکم مقدمۂ ثالثہ مسلمۂ مثبتہ خاں صاحب یہ ثابت ہو گیا کہ خاں صاحب اور اُن کے اذناب اتباع مرد و عورت خاں صاحب کے حکم کے موافق کافر و مرتد اُن کے عورتوں اور مردوں کا مسلمان عورت و مرد سے نکاح جائز نہیں۔ بلکہ آپس میں بھی اگر نکاح کریں تو وُہ بھی زنائے محض ہے غرض خاں صاحب کے حکم کے موافق وُہ سب سانڈھ اور سانڈھنیاں تمام عمر یُوں ہی

رہیں۔ اگر کوئی حنفی مرد یا حنفیہ عورت اُن کے مرد یا عورت یا وُہ خود انھیں کے ہم عقائد سے نکاح کرے گا تو زنائے محض ہوگا، نکاح نہ ہوگا جب نکاح ہی صحیح نہ ہوا تو اولاد بھی جو پیدا ہوگی حرامی ہوگی۔ اس دلیل کے تمام مقدمات ثابت ہو گئے فقط یہ باقی ہے کہ خاں صاحب کسی ایسے شخص کو جو خاں صاحب کے نزدیک کبرائے وہابیہ میں سے ہو اور اس کے عقائد بھی خاں صاحب کے علم میں کفریہ ہوں پھر بھی خاں صاحب نے اُسے مسلمان کہا ہے۔ اس مقدمہ کے ثابت کرنے کی ضرورت بعد رد التکفیر اور احدی التسعۃ والتسعین کے باقی نہیں ہے مگر مختصراً یہاں بھی عرض ہے کہ ملاحظہ ہو الکوکبۃ الشہابیہ صفحہ ۱۰ سطر ۱۲۔ ’’بالجملہ ماہ نیم ماہ و مہر نیمروز کی طرح ظاہر و زاہر کہ اس فرقہ متفرقہ یعنی وہابیہ اسمٰعیلیہ اور اس کے امام نافرجام پر جزماً، قطعاً، یقیناً اجماعاً بوجوہِ کثیرہ کفر لازم اور بلاشبہ جماہیر فقہائے کرام اصحاب فتاوٰی اکابر و اعلام کی تصریحاتِ واضحہ پر یہ سب کے سب مرتد کافر باجماع ائمہ ان سب پر اپنے کفریاتِ ملعونہ سے بالتصریح توبہ و رجوع و از سرِ نو کلمہ اسلام پڑھنا فرض و واجب۔‘‘ اس عبارت سے یہ تو صاف ثابت ہو گیا کہ حضرت مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ خاں صاحب کے نزدیک فرقہ وہابیہ کے امام بھی ہیں اور خاں صاحب کے نزدیک اُن پر اور اُن کے اتباع پر جزماً قطعاً اجماعاً بوجوہ کثیرہ کفر لازم و ثابت اور بلاشبہ جماہیر فقہاء کرام و اصحاب فتاوے اکابر و اعلام کی تصریحاتِ واضحہ پر سب کے سب کافر مرتد باجماعِ ائمہ ان سب پر اپنی کفریاتِ ملعونہ سے بالتصریح توبہ و رجوع و از سرِ نو کلمۂ اسلام پڑھنا فرض۔

پھر ایسے شخص کا مسلمان جاننے والا بھی کافر، مرتد، محرم النکاح زانی، بدکار، ذی اولاد

حرام ان کے نزدیک نہ ہوگا۔ تو اور کون ہوگا۔ ہاں فقط یہ ثابت کرنا باقی رہا کہ خاں صاحب نے حضرت مولانا مظلوم شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کو باوجود اس جبروتی حکم کفر کے مسلمان کہاں کہا۔ جس کی بناء پر وہ اور ان کے جملہ اتباع بحکم فقہائے کرام جزماً قطعاً، اجماعاً کافر ہو گئے۔ ان پر مرتدین کے احکام جاری اور ثابت ہو گئے۔ جواب یہ ہے کہ اول تو اسی جگہ الکوکبۃ الشہابیہ کی اس عبارت کے بعد فرماتے ہیں:

ص۶۲ اگرچہ ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار سے کف لسان ماخوذ و مختار و مرضی و مناسب۔" ملاحظہ فرمائیے کہاں تو فقہاء کا وہ مذہب جزمی قطعی اجماعی کفر کا اور خود جناب خاں صاحب کا وہ ارشاد ازالۃ العار صفحہ ۶ پر کہ جس طرح ضروریات دین کا انکار کفر ہے۔ یُوں ہی ان کے منکر کو کافر نہ جاننا بھی کفر ہے۔" اور کہاں یہ حکم کہ ہمارے نزدیک کافر کہنے سے زبان کا روکنا ہی مذہب مختار و مرضی و مناسب اور ظاہر ہے کہ مسلمان جب تک کافر نہیں ہو سکتا جب تک وہ کسی ضروری دین کا منکر نہ ہو تو جب شہید مظلوم مرحوم تمام فقہائے کرام کے نزدیک اجماعی قطعی کافر ہوئے تو ضرور ہے کہ کسی ضروری دین کے منکر ہُوئے ہوں گے اور ضروری دین کے منکر کو کافر نہ کہنے والا خود کافر ہے۔ لہٰذا خاں صاحب بریلوی اپنے ہی اقرار سے خود کافر و مرتد ہوئے اور جو انہیں کافر نہ کہے وہ بھی بحکم خاں صاحب کافر ہُوا۔ پھر خاں صاحب ہی کے حکم کے موافق خاں صاحب اور اُن کے اتباع کا نکاح تمام عالم میں کسی سے بھی دُرست نہ ہوگا۔ بلکہ حسب الارشاد باجماع مسلمین بالقطع والیقین باطل محض و زنائے

صرف ہے۔

دوسرے ملاحظہ ہو تمہید صفحہ ۴۲ جناب خاں صاحب حضرت مولانا مولوی اسماعیل صاحب دہلوی شہید مظلوم مرحوم کی نسبت ارشاد فرماتے ہیں۔ اولاً سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح دیکھیے کہ بار اول ۱۳۰۹ھ میں لکھنؤ مطبع انوار محمدی میں چھپا۔ جس میں بدلائل قاہرہ دہلوی مذکور اور اس کے اتباع پر پچھتر وجہ سے کفر ثابت کر کے صفحہ ۹۰ پر حکم آخر یہی لکھا کہ علمائے محتاطین انہیں کافر نہ کہیں۔ یہی صواب ہے۔ وھو الجواب وبہ یفتی وعلیہ الفتوی وھو المذھب عندنا وعلیہ الاعتماد وفیہ السلامۃ وفیہ السداد۔ یعنی یہی جواب ہے اور اسی پر فتوے ہوا اور اسی پر فتوے ہے۔ اور یہی ہمارا مذہب اور اسی پر اعتماد اور اسی میں سلامت اور اسی میں استقامت انتہٰے۔ اَب تو خاں صاحب نے صاف صاف فرما دیا کہ مولانا اسماعیل صاحب دہلوی اور اُن کے اتباع کو کافر نہ کہا جاوے۔ یہی احتیاط ہے۔ یہی جواب ہے یہی مذہب ہے، اسی پر اعتماد ہے اسی میں سلامتی اور درستی ہے اور ازالۃ العار صفحہ ۶ پر یہ فرماتے ہیں" اور اگر ایسے عقائد خود نہیں رکھتا مگر کبرائے وہابیہ یا مجتہدین روافض خذلہم اللہ تعالیٰ کہ وہ عقائد رکھتے ہیں انہیں امام پیشوا، یا مسلمان ہی جانتا ہے تو بھی یقیناً اجماعاً خود کافر ہے الخ۔

اب اپنے ہی فرمانے کے مطابق خود یقیناً اجماعاً کافر ہوئے اور اُن کے اور اُن کے اتباع کا نکاح محض باطل اور زنا صرف ہُوا۔ کیونکہ کبرائے وہابیہ کو مسلمان جانتے ہیں جس کی وجہ سے یقینی اجماعی کافر مرتد ہو گئے۔

تیسرے اگر اسی کی تصریح منظور ہو کہ خاں صاحب مولانا اسماعیل صاحب شہید مظلوم مرحوم کو صراحۃً بھی امام الطائفہ کہیں تو ملاحظہ ہو۔ تمہید ص۴۲ سطر ۱۳ "اور امام الطائفہ اسماعیل دہلویؒ کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے"۔ الخ۔ اب تو مقدمات دلیل تمامہا ثابت ہو گئے۔ یعنی مولانا شہید مظلوم مرحوم کا خاں صاحب کے نزدیک وہابیہ کا امام اور پیشوا ہونا بھی محقق اور ان کا کبرائے وہابیہ میں سے ہونا بھی مسلم پھر مولانا شہید مظلوم مرحوم کا خاں صاحب کے نزدیک عقائدِ کفریہ رکھنا اور ضروریاتِ دین کا منکر ہونا تو ایسا بدیہی ہے کہ خاں صاحب کا نامۂ اعمال اسی سے سیاہ ہو رہا ہے۔ چنانچہ خان بہادر نے اسی مبحث میں دو رسالے لکھے، ایک کا نام الکوکبۃ الشہابیہ علی کفریات ابی الوہابیہ اور دوسرے کا نام سل السیوف الہندیہ علی کفریات بابا النجدیہ رکھا۔ یہ نام ہی بتا رہا ہے کہ شہید مظلوم مرحوم خاں صاحب کے نزدیک وہابی نہیں بلکہ ان کے باپ ہیں اور مقتدا اور پیشوا۔ اور ان سے خاں صاحب کے نزدیک ایک نہیں بلکہ متعدد کیا بے شمار کفر سرزد ہوئے ہیں جن کی بناء پر ان پر جزماً قطعاً یقیناً، اجماعاً بوجہ کثیرہ کفر لازم۔ الخ

احکامِ جبروتیہ صادر فرما رہے ہیں جو عبارت الکوکبۃ الشہابیہ ص۶۲ کی نقل ہو چکی ہے اس میں درج ہیں۔ اب جناب خاں صاحب اور ان کے اذناب فرماویں کہ خاں صاحب کا وہ فتویٰ "وہابی ہو یا رافضی جو بدمذہب عقائدِ کفریہ رکھتا ہے جیسے ختمِ نبوت حضور پرنور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کا انکار یا قرآن عظیم میں نقص و دخل بشری کا اقرار تو انیسوں سے نکاح باجماع مسلمین بالقطع والیقین باطل محض و زنائے صرف ہے۔ ازالۃ العار صفحہ ۵ ملاحظہ فرماویں اور کہیں کہ اب کیا ہوئے مسلمان یا کیا ہوا نکاح اور کہو کہ اب کسی سے آپ کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں۔ دیکھا اہل اللہ کی عداوت یوں دین و دنیا سے کھوتی ہے۔ بے ایمان کافر مرتد بناتی ہے، زانی کہلاتی ہے۔ ماں باپ عزیز و قریب سے قطع تعلق کراتی ہے۔ اور تماشا یہ کہ کچھ ہم نہیں کہتے۔ سب کچھ آپ ہی فرماتے ہیں آپ ہی کے فرمانے سے لازم آتا ہے۔ ہم تو فقط چودھویں صدی کے مجدد کا مطلب ظاہر کرتے ہیں۔ کیا تمام ہندوستان میں کوئی شریف مسلمان ہے کہ اس کے بعد بھی خاں صاحب کے ساتھ رہ کر ان تمام قبائح کو اپنے سر رکھے گا۔ ورنہ اگر ہمت ہے تو جواب دیں مگر یاد رکھو ان شاء اللہ تعالیٰ محال ہے محال ہے۔ ہاں خاں بہادر کی طرف سے کوئی بڑا ہی پختہ معتقد شاید یہ عذر فرماوے کہ خاں صاحب کے نزدیک مولانا اسماعیل صاحب شہید مظلوم مرحوم بے شک وہابی ہیں بلکہ وہابیہ کے امام پیشوا مقتدا۔ مگر تاہم ان کا التزام کفر ثابت نہیں۔ ہاں ان پر بوجوہ کثیرہ کفر لازم آتا ہے اس وجہ سے جناب خاں صاحب بریلوی نے احتیاط فرمائی اور ان کی تکفیر سے باز رہے اور اس مسئلہ میں مذہب متکلمین اختیار فرمایا باوجود مقلد ہونے اور تقلید کے ضروری ہونے کے مذہب جمہور مفتی بہ کو چھوڑ دیا۔ لہٰذا خاں صاحب اور ان کے معتقدین کے نکاح صحیح ہونے چاہئیں۔ اس کا اول جواب تو یہ ہے کہ افسوس خاں صاحب کو تو نکاح کا اس قدر شوق معلوم ہوتا ہے کہ بیچارے معتقدین

اس کہنے کے لائق بھی نہ چھوڑا۔

بوجوہ غیر متناہیہ خود اور معتقدین مستحق جہنم نہ ہوئے تو جہنم کے داروغہ ہی کیا ہوئے۔ ملاحظہ ہو رد التکفیر اور احدی التسعہ والتسعین کہ خاں صاحب کے نزدیک مولانا اسماعیل صاحب شہید مظلوم مرحوم پر لزوم کفر ہی نہیں۔ بلکہ خاں صاحب تو التزام ثابت فرما رہے ہیں۔ خاں صاحب بار بار قسمیں کھا کر فرماتے ہیں کہ شہید مظلوم نے بے دھڑک صراحۃً رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالیاں دیں اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ اس کلام میں تاویل کی بھی گنجائش نہیں۔ یہ کھلم کھلا غیر نبی کو نبی بناتا ہے۔ یہ بھی فرماتے ہیں یہ قول یقیناً باجماع امت بہت وجہ سے کفر ہے۔ ازاں جملہ یہ کہ اس میں اللہ تعالیٰ سے بے وساطت نبی احکام شرعیہ لینے کا ادعا ہے۔ اور یہ نبوت کا دعوےٰ ہے۔ امام وہابیہ کا یہ خاص جزیہ ہے مگر پھر بھی اُن کو مسلمان ہی کہتے ہیں۔ جس کا حاصل یہ ہوا کہ اگر کوئی صراحۃً سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالیاں دے اور کلام بھی ایسا صاف اور صریح ہو کہ اس میں تاویل کی بھی گنجائش نہ ہو اور مخاطب کو ایسا یقین ہو جاوے کہ اس پر مکرر قسمیں کھا سکے کہ اس شخص نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے دھڑک سب وشتم صریح گالیاں دیں مگر پھر بھی خاں صاحب کے نزدیک وُہ قائل سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والا کافر نہیں ملاحظہ ہو الکوکبۃ الشہابیہ صفحہ ۲۱ سطر ۳ لغایۃ سطر ۹ و صفحہ ۲۳ سطر ۳

ـــــــ خاں صاحب کے نزدیک جس شخص نے کھلم کھلا غیر نبی کو نبی بنایا جس نے ختم نبوت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار کیا اُس

بھی مسلمان کہتے ہیں۔ گویا خاں صاحب کے نزدیک آپ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا قطعی نہیں، اس کا منکر کافر نہیں۔ ملاحظہ ہو الکوکبۃ الشہابیہ صفحہ ۲۲ سطر ۱۲ و حاشیہ صفحہ ۲۳۔ فرمائیے اب بھی خاں صاحب کے مقبول و مسلم کفر وارتداد میں کوئی شک ہے اور اُن کے اور اُن کے اذناب معتقدین یا جو اُن کو مسلمان سمجھے نکاح کے صحیح ہونے کی کوئی صورت ہے۔ اولاد صحیح النسب ہو سکتی ہے اگر ہو تو فرمائیے۔ یہ بھی ضرور یاد رہے کہ یہ جو کچھ ہے خاں صاحب کے کلام کا مطلب ہے۔ ہم نہیں کہتے ہمیں تو مجدد کی قابلیت اور لیاقت علمی ظاہر کرنی ہے کہ اسی علم و فضل پر دعوائے مجددیہ ہے۔ اور اسی بناء پر لوگ اُن کے معتقد ہوتے ہیں۔ ذرا عقل سے کام لینا چاہیے۔ دنیا میں تو خاں صاحب کی متابعت نے یہاں تک ذلیل کیا، آخرت میں کیا ہونا ہے۔ جناب سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو اہل بدعت کے بارے میں فرمایا ہے اگر مرتے وقت توبہ نصیب نہ ہوئی تو خدا چاہے سب بدعتوں کے نیچے طبقہ میں ہوں گے اور یہ امر بھی ملحوظ خاطر رہے کہ ہمارا یہ مطلب ہرگز ہرگز نہیں کہ حضرت مولانا اسماعیل صاحب شہیدؒ مظلوم و مرحوم معاذ اللہ معاذ اللہ اس قابل تھے کہ اُن کی تکفیر کرنی چاہیے تھی اور خاں صاحب نے تکفیر نہیں کی۔ اس وجہ سے خاں صاحب پر یہ بلا نازل ہوئی بلکہ مطلب یہ ہے کہ خاں صاحب نے حسب عادت جبلی حضرت مولانا مرحوم پر جو اتہامات باندھے تھے جس سے مولانا مرحوم بالکل بری اور پاک ہیں۔ اُن الزامات اور اتہامات کی بناء پر خاں بریلوی پر ان کی تکفیر لازم آئی

ضروری تھی۔ یا تو خاں صاحب کے نزدیک مولانا مرحوم اُن الزامات سے بری ہیں۔ فقط بدعت کی محبت میں خاں صاحب نے ایک عاشقِ سنتِ نبوی پر محض لوگوں کے متنفر کرنے کی غرض سے اتہامات لگائے جو اعلیٰ درجہ کی فسق اور گمراہی اور بدی کی بات ہے۔ اور اگر خاں صاحب کے نزدیک مولانا شہید مرحوم واقعی ایسے ہی تھے، جیسا کہ اُن کی نسبت لکھا ہے اور ظاہر کیا ہے تو خاں صاحب پر فرض تھا کہ اپنے ہی فتوے کے موافق تکفیر کرتے اور جب تکفیر نہ کی تو اپنے ہی فتوے کے موافق کافر ہوئے، مرتد ہوئے، ملعون ہوئے محروم الارث ہوئے وغیرہ وغیرہ یا نہیں۔ آخر کیا ہوئی؟ یہ معما کیا ہے اور یہ گورکھ دھندہ کیسا ہے۔ اپنا نام نہ لکھیں، کسی پوربی، بنگالی، جنگلی بہاری وغیرہ ہی کے نام سے جواب تو لکھیں۔ ذرا ہم بھی تو دیکھیں کہ خاں صاحب کیسے قابل ہیں ستر علوم کے مجدد ہیں، ذرا ایک بادیہ سے تو نکل جائیں، ابھی تو خاں صاحب کو نہ معلوم کتنا چاہیے امہ بادیہ سے واسطہ پڑنا ہے جس سے نکلنا ہو ہی نہیں سکتا۔

مزید توضیح کی غرض سے اس قدر اور عرض ہے کہ خاں صاحب کے معتقد جب رد التکفیر واحدی لتسعۃ والتسعین سے نہایت ہی تنگ ہوئے تو خاں صاحب نے یہی تعلیم فرمایا کہ لزوم اور التزام کا فرق ہے۔ ہم نے لزوم ثابت کیا تھا نہ التزام اور خاں صاحب جب کافر ہوتے جب التزام ثابت کر کے تکفیر نہ کرتے، گو یہ عذر نہایت ہی کمزور ہے، کیونکہ ہم اس کا جواب پورے طور سے دونوں رسالوں میں عرض کر چکے ہیں، لیکن اس وقت اس کو اور بھی زیادہ وضاحت سے عرض کرتے ہیں۔

"کہ خاں صاحب کے کسی ہوا خواہ کو لزوم والتزام کے تلفظ کی بھی جرأت نہ رہے۔ ملاحظہ ہو الکوکبۃ الشہابیہ صفحہ ۳۳۔" اور انصاف کریئے کہ اس گستاخی میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں۔" پھر اس صفحہ کے حاشیہ پر ارقام فرماتے ہیں: "یہاں اس کے پیرؤں کی غایت معذرت وسخن سازی جو کچھ ہے یہ ہے کہ یہ کلام اُس نے بقصدِ توہین نہ لکھا سوقِ سخن تاکید اخلاص کے لیے ہے مگر یہ بناوٹ اسی قبیل سے ہے۔ ع ولن یصلح العطار ما افسد الدھر قصدِ قلب کلماتِ لسانی سے ظاہر نہ ہوگا تو کیا وحی اُترے گی کہ فلاں کے دل کا یہ ارادہ تھا اور صریح لفظ شنیع وقبیح میں سوقِ کلام خاص غرض توہین ہونا کس نے لازم کیا ہے، کیا اللہ اور رسول کو بُرا کہنا اسی وقت کلمۂ کفر ہے جب بالخصوص اس امر میں گفتگو ہو ورنہ باتوں باتوں میں جتنا چاہے بُرا کہہ جائے، کلمۂ کفر نہیں انتہیٰ۔"

پھر اسی صفحہ کے سطرِ آخر میں لکھتے ہیں: "اب متنبین ظاہر ہو گیا کہ اس خبیث بددین نے جو ہمارے عزت والے رسول دو جہان کے بادشاہ، عرش بارگاہ عالم پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت یہ لعنتی کلمات لکھے انہوں نے ہمارے اسلامی دلوں پر تیر و خنجر سے زیادہ کام کیا پھر اسے سچے پکے اسلامی گروہ میں کیونکر داخل کر سکتے ہیں۔ انتہیٰ"۔ ان عبارات کے بعد ملاحظہ ہوں، عبارات تمہیدِ ایمان صفحہ ۳ سطر ۱۴ "ضروری تنبیہ احتمال وہ معتبر ہے جس کی گنجائش ہو، صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ رہے۔ انتہیٰ" وصفحہ ۵ سطر ۱۱ "کہ ایک ملعون کلام تکذیبِ خدا یا تنقیصِ شانِ سید الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ

والثنا۔ میں صاف صریح تاویل و توجیہ ہو اور پھر بھی حکم کفر نہ ہو۔ اب تو اسے کفر نہ کہنا کفر کو اسلام ماننا ہوگا۔ اور جو کفر کو اسلام مانے خود کافر ہے۔ ابھی شفا و بزازیہ و درر و بحر و نہر و فتاوی خیریہ و مجمع الانہار و درِ مختار وغیرہ کتب معتمدہ سے سُن چکے کہ جو شخص حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیصِ شان کرے کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وُہ بھی کافر ہے۔"

تو کیا اب بھی خاں صاحب کے شیدائی مشاہرہ دار معتقد یہی کہیں گے کہ خاں صاحب نے لزوم ثابت کیا تھا التزام ثابت نہیں کیا تھا اتنی وجہوں سے کفر لازم فرمایا نہ ملتزم فظہر الفرق اب ہم بھی وہی مصرعہ عرض کرتے ہیں۔

ع ولن یصلح العطار ما افسدہ الدھر۔ اگر خاں صاحب نے التزامِ کفر ثابت نہیں فرمایا تو یہ فرمایا جاوے کہ اگر التزام ثابت کرتے تو کیا فرماتے قصدِ قلب کلمات سے ظاہر نہ ہوگا تو کیا وحی اُترے گی کہ خاں صاحب کے دل کا یہ ارادہ تھا، اُن کے نزدیک قائل نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے دھڑک صریح گالی دی جس کا اس قدر وثوق ہے کہ بار بار قسمیں کھائیں پھر کلام صریح جس میں اُن کے نزدیک تاویل کی بھی گنجائش نہیں اور ہو تو بھی صریح کلام میں تاویل نہیں سنی جاتی۔ پھر قصدِ قلب بتانے والا بھی موجود ہے کہ اُن کے نزدیک لفظِ صریح میں وحی تو اترنے ہی سے رہی، پھر لفظِ صریح تشنیع و تقبیح میں ارادہ کا ہونا بھی شرط نہیں فرماتے ہیں۔ "پھر اُن کے نزدیک کلام ملعون اور تنقیص شان سید انبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والثناء میں صاف و صریح ناقابلِ تاویل و

توجیہ بھی ہے۔ پھر بھی حکم کفر نہ ہو۔ اب تو اُسے کفر نہ کہنا کفر کو اسلام ماننا ہوگا اور جو کفر کو اسلام مانے خود کافر۔ الخ۔ عبارت تمہید صفحہ ۳۵ سطر ۱۱" تو اب خاں صاحب کیسے ڈبل کافر ہوئے کہ یہ کفر قیامت تک اٹھ ہی نہیں سکتا اور حیا ہو تو لزوم و التزام کے فرق کو زبان پر بھی نہ لائیں۔ دیکھا مدعی کو یوں ثابت کیا کرتے ہیں اور وعدہ یوں پورا ہوتا ہے۔ وذٰلک من فضل اللہ علینا اھل الحق۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ جواب ہو نہیں سکتا مغلظات گالیاں لکھ لکھ کر بھیجتے ہیں۔ شرم نہیں آتی ہم کو گالیاں دینے سے کیا نفع ہے۔ گالیاں اس کو دو جس نے کافر محروم الارث ہونے کا فتوےٰ دیا۔ جس کی ایسی بگڑی کہ بنائے نہیں بنتی۔ ہم تو مطلب ظاہر کرنے والے ہیں۔ ہمارا کیا قصور ہے۔ اگر کوئی بات غلط ہے تو ثابت کر دو ہم تسلیم کرنے کو موجود ہیں مگر یاد رکھو کہ یہ عداوت سنت اور محبت بدعت کا ثمرہ ملا ہے۔ اس کو کوئی دفع نہیں کر سکتا۔ ہاں صدقِ دل سے توبہ کر لیں مگر یہ مشکل ہے۔ نار کو عار پر ترجیح بڑے دیتے چلے آئے ہیں۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ جاؤ ہم نے تسلیم بھی کر لیا کہ خاں صاحب نے تکفیر کے بارے میں احتیاط فرمائی۔ مذہب فقہائے کرام چھوڑا۔ مذہب متکلمین اختیار فرمایا مگر اس کو کیا کرو گے کہ وہ یہ احتیاط ہی اس کو مقتضی ہے کہ خاں صاحب اور اُن کے جملہ معتقدین مرد و عورت کا کسی مسلمان کافر و مرتد مرد و عورت سے نکاح صحیح نہیں ہو سکتا۔ زنائے محض کے سوا کوئی صورت نہیں) یہ بھی ہم خود نہیں کہتے۔ اس کو بھی جناب خاں صاحب ہی فرماتے ہیں۔ ملاحظہ ہو ازالۃ العار

صفحہ ۱۰ سطر ۱۱۔

تو دُنیا کے پردہ پر کوئی وہابی ایسا نہ ہوگا جس پر فقہائے کرام کے ارشادات
سے کفر لازم نہ ہو اور نکاح کا جواز و عدم جواز نہیں مگر ایک مسئلہ فقہی تو یہاں حکم
فقہا۔ یہی ہوگا کہ ان سے مناکحت اصلاً جائز نہیں خواہ مرد وہابی ہو یا عورت
وہابیہ اور مرد سنی۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ہم اس باب میں قول متکلمین اختیار کرتے
ہیں اور اُن میں جو کسی ضروری دین کا منکر نہیں نہ ضروری دین کے منکر کو مسلمان
کہتا ہے اُسے کافر نہیں کہتے۔ مگر یہ صرف برائے احتیاط ہے۔ در بارۂ تکفیر
حتی الامکان احتیاط اس میں ہے کہ سکوت کیجئے مگر وہی احتیاط جو وہاں مانع
تکفیر ہوئی تھی، یہاں مانع نکاح ہوگی کہ جب جمہور فقہائے کرام کے حکم سے
اُن پر کفر لازم تو اُن سے مناکحت زنا ہے۔ تو یہاں احتیاط اس میں ہے کہ
اس سے دُور رہیں اور مسلمانوں کو باز رکھیں۔ للہ انصاف کسی سنی صحیح العقیدہ
معتقد فقہائے کرام کا قلب سلیم گوارا کرے گا کہ اس کی کوئی عزیزہ کریمہ ایسی بلا
میں مبتلا ہو جسے فقہائے کرام عمر بھر کا زنا بتائیں تکفیر سے سکوت زبان کے لیے احتیاط تھی اور
اس نکاح سے احتراز فرج کے واسطے احتیاط ہے۔ یہ کون سی شرع ہے کہ
زُبان کے باب میں احتیاط کیجئے اور فرج کے بارہ میں بے احتیاطی۔ انصاف
کیجئے تو بنظر واقع حکم اسی قدر سے منقح ہو لیا کہ نفس الامر میں کوئی وہابی ان
خرافات سے خالی نہ نکلے گا۔ اور احکام فقہ میں واقعات ہی کا لحاظ ہوتا
ہے نہ احتمالات غیر واقعیہ کا انتہی۔" جناب خاں صاحب بڑے حضرت اور
اُن کے صاحبزادے چھوٹے حضرت بالخصوص غور سے خیال فرمائیں کہ والد صاحب

نے کیا سلوک فرمایا ہے۔ ہماری عرض کو بغور ملاحظہ فرمادیں اگر غلط ہو تو مطلع
فرمادیں ورنہ پھر بڑے حضرت نہ باپ نہ چھوڑے بیٹے۔ تمام متعلقات منقطع
ہیں۔ خاں صاحب کے اذناب اور اتباع کی خدماتِ عالیہ میں بھی یہی عرض
ہے کہ نکاح کا محض باطل ہونا، تمام عمر اسی میں مبتلا رہنا کوئی ادنیٰ بات نہیں ہے
جس کی طرف توجہ نہ کی جائے اگر ہماری غلطی ہے تو مطلع فرمائیں ورنہ خاں صاحب
کی اتباع سے توبہ فرمائیں جو عبارت منقولہ خاں صاحب کی ہے اس پر خط
کھینچ دیا جائے گا۔ صاف عبارت ہماری ہوگی جو بغرض توضیح زیادہ کی جائے گی۔

"دُنیا کے پردہ پر کوئی وہابی ایسا نہ ہوگا جس پر فقہائے کرام کے ارشادات
سے کفر لازم نہ ہو" یعنی ہر وہابی پر فقہائے کرام کے ارشادات سے کفر لازم
ہو اس کو جو کافر نہ کہے وہ فقہائے کرام کے نزدیک کافر نتیجہ یہ ہوا کہ ہر ایک
وہابی کو جو کافر نہ کہے وہ فقہائے کرام کے نزدیک کافر۔
اب یوں کہیے کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب کے نزدیک بعض وہابی کافر نہیں
یعنی مسلمان ہیں اور جو کسی وہابی کو کافر نہ کہے یعنی مسلمان کہے وہ فقہائے کرام
کے نزدیک کافر تو مولوی احمد رضا خاں صاحب فقہائے کرام کے
نزدیک کافر۔ "اور نکاح کا جواز و عدم جواز نہیں مگر ایک مسئلہ فقہی تو یہاں
حکم فقہا۔ یہی ہوگا کہ ان سے مناکحت اصلاً جائز نہیں۔" خواہ خاں صاحب
ہوں یا اُن کی اولاد ذکور و اناث یا ان کے مسلمان جاننے والے مرد ہوں یا عورت۔
اور مرد سنی "ہاں یہ ضرور ہے کہ ہم (یعنی خاں صاحب) اس باب میں قول متکلمین
اختیار کرتے ہیں اور ان میں جو کسی ضروری دین کا منکر نہیں نہ ضروری دین کے کسی منکر کو مسلمان کہتا ہے

سے کافر نہیں کہتے، مگر خانصاحب قولِ متکلمین کے اختیار کرنے کی صورت میں بھی اقراری کافر ہیں کیونکہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی نہ دینا ضروریاتِ دین میں سے ہے اور خانصاحب کے نزدیک جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صریح گالی دی جس میں خانصاحب کے نزدیک تاویل کی بھی گنجائش نہیں اور خانصاحب کو اس گالی دینے کا ایسا یقین ہے کہ اس پر بار بار قسمیں کھاتے ہیں پھر بھی خاں صاحب اس کو اور اُس کے اتباع کو مسلمان ہی جانتے ہیں تو اب فقہائے کرام اور متکلمین دونوں کے نزدیک خاں صاحب کافر و مرتد ہوئے اور اُن کا اور اُن کی اولاد و اذناب و اتباع کا دُنیا میں کسی سے بھی انہیں کے قول اور فتوے کے موافق نکاح صحیح و درست نہ ہوا کیونکہ خود ہی ازالۃ العار کے صفحہ ۶ سطر ۱ پر نقل فرماتے ہیں :

لا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا کافرة اصلیة وکذلک لا یجوز نکاح المرتدة مع احد کذا فی المبسوط

انتہی یعنی مرتد اور مرتدہ کا نکاح کسی سے صحیح نہیں ہے" غرض بقولِ متکلمین و فقہائے کرام باجماعِ امت خاں صاحب اپنے فتوے سے قطعی کافر و مرتد ہوئے اور اگر بفرضِ محال احتیاط بھی کی جائے اور یُوں ہی کہا جائے، کہ خاں صاحب فقہائے کرام کے نزدیک تو بے شک کافر لیکن متکلمین کے نزدیک کافر نہیں" مگر یہ صرف براہ احتیاط ہے دربارہ تکفیر حتی الامکان احتیاط اس میں ہے کہ سکوت کیجئے مگر وُہی احتیاط جو مانعِ تکفیر ہوئی تھی یہاں مانعِ نکاح ہوگی کہ جب جمہور فقہائے کرام کے حکم سے ان پر کفر لازم تو ان سے مناکحت زنا ہے۔ تو یہاں احتیاط اس میں ہے کہ اس سے دور رہیں اور مسلمانوں کو باز رکھیں۔ للہ انصاف کسی سنی صحیح العقیدہ معتقد فقہائے کرام کا قلبِ سلیم

گوارا کرے گا۔ کہ اس کی کوئی عزیزہ کریمہ ایسی بلا میں مبتلا۔ ہو جسے فقہائے کرام عمر بھر کا زنا بتائیں۔ تکفیر سے سکوتِ زبان کے لیے احتیاط تھی اور اس نکاح سے احتراز فرج کے واسطے احتیاط ہے۔ یہ کون سی شرع ہے کہ زبان کے باب میں احتیاط کیجئے اور فرج کے بارے میں بے احتیاطی۔ خاں صاحب نے اپنی نسل کو خود ہی کس بے رحمی سے کاٹ دیا کہ اس کو کوئی جوڑ ہی نہیں سکتا خود کردہ را چہ علاج اول تو بقولِ متکلمین ہی خاں صاحب اور اُن کی اولاد اذناب اسلاف اتباع وغیرہ کا نکاح صحیح نہیں اور اگر بفرضِ محال احتیاط کی جائے اور تکفیر سے خاں صاحب اور اُن کی اولاد و اتباع وغیرہ کو بچایا بھی جائے تو خاں صاحب یہ حکم دے رہے ہیں کہ جس احتیاط کی بنا۔ پر خاں صاحب کی تکفیر سے زبان رو کی جائے وہی احتیاط اس کو مقتضی ہے کہ خاں صاحب اور ان کی اولاد اور اذناب اتباع سے کوئی مسلمان و مسلمہ نکاح نہ کر سکے بلکہ دُنیا میں کسی سے بھی اُن کا نکاح نہ ہو سکے۔

اب ہم بکمالِ ادب خاں صاحب اور اُن کی اولاد و معتقدین و مریدین اور اُن علمائے جن حضرات نے اس فتوے پر مہریں لگائی ہیں عرض کرتے ہیں، کہ خدارا کچھ تو خیال ہونا چاہیے خود اس میں مبتلا ہونا اور اولاد کو ناجائز کہنا نسب کا منقطع ہونا بھی کیا کوئی سہل بات ہے۔ اگر ہماری سمجھ کی غلطی ہے تو ہم کو سمجھا دیا جائے ورنہ خاں صاحب کے عقیدہ سے تائب ہونا چاہیے یہ کوئی ادنیٰ بات نہیں ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ خاں صاحب جواب میں اپنا ہی نام ظاہر فرما دیں۔ ہمیں اس سے کچھ غرض نہیں چاہیں منشی ظفر الدین

کے نام سے دیں یا میر جی عبدالرحمٰن کی طرف سے یا خان بھاکر دواری یا بیلپوری عرفان غرض کوئی صاحب ہوں ہمت فرما دیں اور مردِ میدان بنیں۔ اوٹ باتوں میں وقت صرف کیا جاتا ہے۔ مگر نہیں جواب دیا جاتا تو ان ضروری باتوں کا۔ نہ اپنا کفر اٹھایا جاتا ہے، نہ اپنے نکاح کا صحیح ہونا ثابت کیا جاتا ہے۔ صاحب یہ تو اختیار ہے کہ کافر ہو کر رہو یا مسلمان۔ قد تبین الرشد من الغی۔ اس کی پرواہ نہیں مگر صحیح النسب ہونا تو ایک ایسی ضروری بات ہے کہ ہر شریف آدمی کو اس کا لحاظ ہوتا ہے۔ اگر ہماری رائے کی غلطی ہے تو اس کو بیان فرما دیا جائے ورنہ یہ بھی تسلیم کرنا ہوگا اس فتوے کی رُو سے جو کچھ لازم آیا ہے وہ بھی آپ صاحبوں کو تسلیم ہے۔ اب ہم کو دیکھنا ہے کہ کون صاحب جواب دیتے ہیں۔ یہ ہے ایک اعتراض و سوال منجملہ کچھ کم ستر سوالوں کے جو جلسہ بالا ساتھ میں آپ کے اٹھارہ ضلع کے علماء کے پاس بھیجے گئے تھے۔ آپ کا کوئی مرید جواب دے۔ آپ کی علمیت، قابلیت، ایمان، اسلام، شرافت کے اظہار کا یہ وقت آیا ہے۔ یہ ہے ہمارے مناظرہ کا ادنیٰ نمونہ وہ دبی سل پوری بیلپوری) ہمارے مناظرہ کی حقیقت کیا جانیں دُنیا میں مناظرہ دیکھنا ہے تو کچھ علم پڑھو ورنہ تھوڑا زمانہ باقی ہے۔ قبر میں ان شاء اللہ تعالیٰ معلوم ہو جاوے گا۔ جاہلوں کو دھوکا دینے سے علم فضل مجدد ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

اس تحریر کا جواب خاں صاحب کے ذمہ اُن کے بجائے نام اولاد کے ذمہ جو اُن کے اذناب اتباع مرید معتقد حتیٰ کہ جو اُن کو مسلمان سمجھے اُس کے ذمہ ہے۔ کیونکہ خاں صاحب کے فتوے

حسام الحرمین کا یہ حکم ہے کہ جو خاں صاحب کو قطعی کافر نہ سمجھے وہ بھی کافر قطعی ہے چنانچہ اس کی تفصیل رسالہ **رد التکفیر علی الفحاش الشنظیر** اور **احدی التسعۃ والتسعین علی الواحد من الثلاثین** میں موجود ہے اور اس رسالہ **ازالۃ العار بحجر الکرائم عن کلاب النار** نے تو خاں صاحب کو اس درجہ پر پہنچا دیا ہے کہ خدا کی پناہ خاں صاحب اس رسالہ کے حکم سے کافر بھی ہوئے، مرتد بھی ہوئے، زانی بھی ٹھہرے۔ غیر صحیح النکاح بھی ہوئے اور کیا کیا ہوئے۔ ہم کیا کہیں وہ ہماری اس تحریر کا جواب مرحمت فرما دیں خواہ کسی کے جزن میں ہو کر دیں مگر دیں ضرور تو رہی ازالۃ العار کی عبارت خاں صاحب پر منطبق نہیں کہ اہلِ عقل اس کو دیکھ کر خود سمجھ لیں۔ ضرورت ہوئی تو اور بھی عرض کر دیں گے ورنہ اگر یہ تحریر صحیح ہے تو اب سوال یہ ہوتا ہے کہ جب خاں صاحب اور اُن کی اولاد و اذناب اور اتباع تمام ذکور و اناث کا نکاح صحیح نہیں ہوا۔ آپس میں تمام سلاسل انساب قطع ہو گئے۔ تو اب ان کا مال جائداد وغیرہ کیا ہوگا، آیا سرکارِ عالیہ میں جمع ہوگا یا فقراء کو دیا جائے یا مسلم یونیورسٹی میں جمع کر دیا جائے۔ **خاں صاحب** راضی نہ ہوں گے۔ ہمارے نزدیک تو **مدرسۂ عالیہ عربیہ حنفیہ** **دیوبند میں جمع کرنے کا حکم صادر فرما دیں۔**

اس واسطے کہ اس مالِ کثیر کا برآمد کرنے والا دیوبند ہی کے مدرسۂ عالیہ کا ایک ادنیٰ خوشہ چین ہے۔ لہٰذا اس مالِ غنیمت کا مدرسہ ہی مستحق ہو تو بہتر ہے۔ آئندہ جو مرضی مبارک ہو اس سے مطلع فرمایا جائے۔

خاں صاحب یہ آپ کے نادان ظاہری دوست جنھوں نے

آپ کو ایسا ویسا سمجھ رکھا ہے، وُہ بیچارے کیا سمجھیں اُس کو تو ہم اور آپ جانتے ہیں کہ آپ کی تصانیف خبیثہ میں کیا کیا مفاسد بھرے ہُوئے ہیں۔ یہی وجہ تو ہے کہ آپ کے چھپے ہُوئے رسائل کالے پانی اتار دیے گئے۔ ہم برسوں سے بذریعہ خطوط اشتہاراتِ رسائل طلب کرتے ہیں مگر ہم کو نہیں دیے جاتے معتقدین کو بھی یہی حکم ہے کہ روافض کے قرآن کی طرح مخالفین کو رسائل کی ہوا بھی نہ دی جائے۔ اتفاقی دو چار رسائل ایک آپ کے معتقد سے دستیاب ہو گئے ہیں جو آپ نے لاحول بھیجا ہے ورنہ ہم کو آپ کے رسائل کیسے دستیاب ہو سکتے تھے۔ یہ ہے آپ کی تصنیف کا حال اور قوتِ دلائل کا جال

؎ کار بوزینہ نیست نجاری

خاں صاحب ذرا آپ سنبھل بیٹھیں ہم تو ابھی آپ کی اور کارستانیاں دکھانے والے ہیں جس میں رائی کے دانہ برابر بھی ایمان ہے وُہ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ نہیں رہ سکتا اور جو شخص کچھ بھی ایمان اسلام رکھتا ہے وُہ آپ کے فتوٰی کی رُو سے ضرور کافر کہلائے گا۔ آپ کا تو فرضِ منصبی ہی یہ ہے کہ دُنیا میں کوئی مسلمان نہ رہ سکے گو آپ کے کیے کچھ نہ ہو سکے مگر آپ تو سب پر کفر کا فتوے لگا دیں لیکن افسوس یہ ہے کہ صرف مخالفوں ہی کو کافر نہ کہا بلکہ خود اپنی ذات مقدس اور جو آپ کو مسلمان کہے اسے بھی کافر بنا کر ہی چھوڑا۔ واہ رے جہنم کے دارغہ خوب ہی فرضِ منصبی ادا کیا۔ اب بکمالِ ادب اُن حضرات علماء کی خدمت مبارک میں عرض ہے جو اعلیٰ حضرت کو چار چار سطروں کے القاب تحریر فرماتے تھے۔ للہ انصاف، کلمۂ حق کے ظاہر

کرنے سے کیوں اعراض ہے۔ ازالۃ العار کے حکم سے جو الزام خاں صاحب اور اُن کے مسلمان جاننے والوں پر بیان کی ہے صحیح ہے یا نہیں، جو آپ صاحبوں کے نزدیک صحیح ہو اس کو ظاہر فرما دیں ورنہ جواب نہ دینے پر یہ اتفاقی مسئلہ سمجھا جائے گا کہ بے شک رسالہ ازالۃ العار مصنفہ خاں صاحب کے حکم سے خاں صاحب اور اُن کی اولاد اور اُن کے جملہ اذناب اتباع معتقدین حتیٰ کہ جو اُن کو مسلمان سمجھے سب پر کفر لازم ہوتا ہے اور کسی کا نکاح کسی سے صحیح نہیں ہے۔ خاں صاحب اب بھی توبہ کر لیں ورنہ اگر مباحثہ ومناظرہ کا شوق ہو تو بقاعدہ الاہم فالاہم پہلے اپنا ایمان اسلام ثابت فرمائیں اور پھر بترتیب قاعدہ مذکورہ گفتگو کر لے جائیں۔ ہم بفضلہٖ تعالیٰ اصول وفروع میں گفتگو کے لیے مستعد ہیں۔

تنبیہ : خاں صاحب کے بعض معتقد جو اعتقاد کو بمصلحت مخفی رکھتے ہیں۔ عوام اور خواص میں خاں صاحب کا عیب چھپانے کی غرض سے مصلح قوم بن کر یہ فرماتے ہیں کہ صاحب کیا کیا جاوے۔ دیکھیے وہ ان کو کافر کہتے ہیں اور یہ اُن کو اور طرفین سے فحش کلامی ہوتی ہے اگر خاں صاحب گل سندرے تھے تو حضرات علمائے دیوبند کے خدام کا تو یہ شیوہ نہ تھا۔ اول بات کا جواب یہ ہے کہ ہم نے تکفیر نہیں کی نہ ہمارا کام تکفیر اہلِ قبلہ ہے۔ ہم سے جہاں تک ہو سکے گا تاویل کریں گے۔ اہلِ بدعت کو بھی جب تک اُن کی بدعت قطعی کفر تک نہ پہنچے گی مسلمان ہی کہیں گے گو وُہ اعلیٰ درجہ کے بدعتی کہلاویں ہاں ہم نے یہ ضرور کہا ہے اور جب تک خاں صاحب جواب نہ دیں گے

یہی کہیں گے کہ خاں صاحب پر اور اُن کے اذناب پر انہیں کے کلام اور فتوائے
سے کفر لازم ہوتا ہے۔ اُس کو رفع کر دیں ورنہ وُہ اپنے فتوے سے ضرور لازمی
کافر ہیں۔ اُن کا نکاح کسی سے صحیح نہیں۔ اُن کا کافرانی وغیرہ وغیرہ ہونا جو
اُوپر بیان ہُوا ہے ان امور کو وُہ فرما دیں کہ لازم آتے ہیں یا نہیں۔ اگر
لازم آتے ہیں تو ہم پر کیا الزام اور اگر لازم نہیں تو خاں صاحب بیان
فرما دیں۔ ہم اقرار کر لیں گے کہ خاں صاحب سچے:۔

خاں صاحب کی فقط دھمکیوں سے تو اب ہم باز آنے والے
نہیں ہیں۔ ہم نے بہت صبر کیا ہے اتنا صبر کوئی کرے تو ہم پر اعتراض کرے
زبانی نصیحت بہت آسان ہے۔ جَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا کس دن کے واسطے
ہے اور ہم نے تو وُہ بھی نہیں کیا۔ دوسرے امر کی نسبت عرض ہے کہ بقولِ
خاں صاحب ہی کے ۲۷ سال تک بلا وجہ گالیاں سنیں اور وُہ بھی فحش اور
مغلظات اور وُہ بھی اپنے اکابر کو دُنیا میں کون ہے جس کو اس قدر زمانہ کے
بعد بھی کچھ عرض کرنے کی اجازت نہ ملے۔

اُن حضرات ناصحین کی خدمت میں عرض ہے کہ آپ حضرات ۲۷ برس
سے کہاں رونق افروز تھے جب خاں صاحب کی گالیاں پڑھتے تھے۔ جب
تو خوب قہقہے اڑتے تھے اور خاں صاحب کی لفاظی انشا پردازی کی لاثانی،
لاجواب ہونے کی ڈینگ ہانکی جاتی تھی۔ اب وُہ تمام باتیں جاتی رہیں اب
ناصح دیگران بن گئے۔ اگر خاں صاحب کو پہلے سے روکتے بھی جب بھی
ہم کو معذور فرمانا چاہیے تھا، چہ جائیکہ خاں صاحب کو کچھ بھی نہ کہا جائے

اور دوسروں کی مذمت ہو۔ عجیب انصاف ہے خاں صاحب کے رسائل
اور ہمارے رسائل بالمقابل دیکھنے چاہئیں پھر اَلْبَادِیُ اَظْلَمُ کو پیشِ نظر رکھا
جائے تب جو صاحب انصافاً فرمائیں گے عَلَى الرَّأْسِ وَالْعَيْن ہو گا۔ دوسرے
ہم بار بار لکھتے ہیں کہ تہذیب سے اب بھی بات کرو، ہم اُس سے زیادہ
تہذیب سے کلام کرنے کو مستعد ہیں مگر خاں صاحب ہیں کہ وُہی انداز
جبلی برتتے ہیں رشحہ اخیرہ جس میں حضرت نے اپنا اسم گرامی بھی ظاہر
فرمایا ہے اور پچھلا نچوڑ ہے اسی کو ملاحظہ فرمایا جائے اور طلوع سہیل سے۔ جو
خاں صاحب پر اَلْحُولی سوار ہے اس میں ابو الحیل نے ابنِ حیل کی طرف سے
وُہ گالیاں دی ہیں کہ خدا کی پناہ۔ اور خوب ہی دادِ شرف دی ہے۔ اس وجہ
سے بزرگانِ قوم کی خدماتِ عالیہ میں عرض ہے کہ یا تو وُہ ہم کو معذور خیال کریں
ورنہ انصافاً جس کی زیادتی ہو اُس کو روک دیں۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اگر خاں صاحب
اور اُن کے اتباع فحش کلامی چھوڑ دیں گے تو ہم اس قدر بھی تیز نہ لکھیں گے ورنہ
یاد رہے کہ جس طرح خاں صاحب لکھیں گے وُہ تو بے شک اُنہیں کا حصہ ہے
اور اگر وُہ مجدد ہیں تو فقط اسی فن میں ان کا مقابلہ فحش کلامی، بدتہذیبی میں کسی
سے نہیں ہو سکتا۔ مگر ہاں قدرے خاطر تواضع سے ہم بھی درگزر کرنے والے
نہیں ہیں۔ اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ ضروری ہے۔ گو خاں صاحب ان شاء اللہ
اُن کے بھی متحمل نہ ہوں گے۔ اس سے قطع نظر ہم تو یہ بھی عرض کرتے ہیں کہ
وُہ گالیاں بھی دیں، بُرا بھی لکھیں مگر ان الزامات کو جو انہیں کے اقوال سے
اُن پر لازم اور ثابت ہوئے ہیں اُن کو تو اٹھا دیں ورنہ فقط گالیاں اور وُہ بھی

مغلظات ہی دیں اور کام کی بات کچھ بھی نہ لکھیں تو اس سے اُن کو کچھ نفع نہیں ہو سکتا۔ ہمارے یہاں بھی سب کا جواب بفضلہٖ تعالیٰ موجود ہے۔ لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الْجَھْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ۔ بھی خدا ہی کا فرمان ہے۔ یُوں تو ہر فاسق فاجر اچھے لوگوں کو گالیاں دے کر بغلیں بجایا کریں گے، آخر اَللّٰھُمَّ اَیِّدْہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ۔ کیوں فرمایا تھا۔ یہ عاجز بھی بفضلہٖ تعالےٰ عاشقانِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اُن کی طرف سے اگر جواب دے گا تو ضرور مضبُوط ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اخلاص عنایت فرمائے اور اہلِ اسلام کو قبولِ حق کی توفیق۔ یہ امتحان کا وقت ہے معلوم ہو جائے گا کہ کون اللہ تعالیٰ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اپنی عزت اور شرافت و حرمت ازواج و اولاد کو اختیار کرتا ہے اور کون خاں صاحب کے ساتھ نار کو عار پر ترجیح دیتا ہے۔ ہاں اگر اہلِ اسلام اس کے بعد بھی یہی فرمائیں کہ خاں صاحب جو کچھ لکھیں، جیسی چاہیں گالیاں دیں۔ ہم سوائے اصل بات کے کچھ بھی نہ کہیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہم اس کے لیے بھی مستعد ہیں۔ ہم اس طرح بھی کر کے دکھا دیں گے مگر خاں صاحب اور بھی زیادہ گالیاں دیں گے، اس کو اہلِ اسلام جانیں۔ واللہ تعالیٰ ھو الموفق للصواب والیہ المرجع والیہ المآب وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ ونور عرشہ وسید الموجودات واشرف الکائنات خاتم النبیین ورحمۃ للعالمین وعلیٰ الہٖ واصحابہٖ اجمعین الیٰ یوم الدین۔

تمت بالخیر

اِسکاتُ المعتدی

نمبر ۱

ازافادات

رئیس المناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری ناظم تعلیمات وشعبۂ تبلیغ دارالعلوم دیوبند وخلیفۂ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی

مرتبہ

مولانا عبدالوہاب بلاسپوری دربھنگوی قادری

ناشر

انجمن ارشاد المسلمین لاہور

۶- بی شاداب کالونی حمید نظامی روڈ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ نَصَرَ عَبۡدَهٗ وَهَزَمَ الۡاَحۡزَابَ وَحۡدَهٗ
وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنۡ لَّا نَبِیَّ بَعۡدَهٗ وَعَلٰی اٰلِهٖ
وَاَصۡحَابِهِ الَّذِیۡنَ سَلَكُوۡا طَرِیۡقَهٗ وَسُنَّتَهٗ۔

امابعد بندہ عبدالوہاب عفی عنہ برادران اہل اسلام کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ جیسے روافض اور خوارج کے درمیان اہل سنت والجماعت تھے اور دونوں طرف سے اُن کو کفارہ سیئات کا تحفہ ملتا تھا۔ اسی طرح اہل بدعت اور غیر مقلدین کے بیچ میں سچے حنفی ملام رہے۔ بدعتی تو ان کو لامذہب گلابی وہابی غیر مقلد کے القاب سے یاد کرتے رہے۔ اور غیر مقلدین نے بوجہ اقتفی تقلید کے تفسیق و تضلیل و تکفیر میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ چونکہ بدعتیوں نے محض تقلید کی بدولت بہت سے امور ایسے ایجاد کرلیے کہ حدیث و قرآن تو درکنار فقہ میں بھی ان کا پتہ نہ تھا۔ ہر سر بھنگ ننگے دھڑنگ نشہ خور کو بھی اولیاء اللہ ہی کے زمرہ میں داخل کر دیا تھا۔ وہ جو کچھ کہیں کسی کی کیا مجال جو دم مار سکے سب حق و بجا گویا نعوذ باللہ گھر گھر خدا۔ اور نبی مجتہد ہی بنا کر بٹھا دیا۔ اور غیر مقلد نے سرے سے تقلید ائمہ و تعظیم بزرگان دین اور سچے اولیاء کرام کی کرامات کا بھی انکار کیا۔ جس گروہ کا یہ حال ہو کہ حق کو بھی نہ مانے وہ باطل کو کیسے تسلیم کر سکتا ہے اس وجہ سے لامذہبوں نے خوب دل کھول کر اہل بدعت کی بدعتوں کا بھی ردّ و انکار کیا۔ چونکہ امورِ باطلہ کا انکار احناف واقعیہ پر بھی ضرور تھا۔ جیسے قبر پرستی، تعزیہ داری اور تمام رسوماتِ قبیحہ مروجہ غمی شادی درحقیقت اور واقعی سچے

مقلد حنفی بھی غیر مقلدین کے رد و انکار بدعت میں ساتھ ہوئے تو اس وقت
غیر مقلدین کو اہلِ بدعت پر الزام کا اچھا موقعہ ہاتھ لگا کہ دیکھو تمہارے مقلد
بھائی حنفی بھی ان امور کو ناجائز اور بدعت کہتے ہیں اس وجہ سے اہلِ بدعت
سے اور تو کچھ نہ بن پڑا غیر مقلدین کی خرابیاں چونکہ مسلم تھیں اور عوام اور خواص
اُن سے بوجہ اُن کی لامذہبی اور بے ادبی کے متنفر تھے اور سچے احناف بھی بدعتیوں
کی بدعات خبیثہ قبیحہ کے مخالف تھے اور بدعتی اُن کے جوابات سے عاجز
تھے۔ بدعتیوں کو یہ موقع اچھا ہاتھ لگا کہ غیر مقلد بھی ردِّ شرک و بدعات کرتے
ہیں اور یہ بھی۔ لہذا عوام کے دھوکہ دینے کا یہ وقت بہت اچھا ہے ان کو بھی
غیر مقلدین میں شمار کر کے ساقط الاعتبار کراؤ" تاکہ پھر جو کچھ بھی کہیں وہ سب
غیر مقلدیت کی بناء پر مردود رہے۔ اسی بناء پر بدعتیوں نے بجواب غیر مقلدین
اور عوام کے متنفر کرنے کی غرض سے واقعی حنفیوں کو غیر مقلدین میں شمار کر لیا۔
اور یہ جواب دیا کہ جن کو تم حنفی کہتے ہو وہ تو خود غیر مقلد ہیں۔ وہ اگر امورِ معلومہ
کو بدعت کہیں تو ہم پر کیا حجت ہے اور گویا یہی شیوا بنا لیا کہ جس کسی سے کسی
امر میں مخالفت ہوئی اس کو غیر مقلد وہابی کہہ کر عوام میں بدنام کر دیا اور غیر مقلدین
نے بھی اس بہتان سے نفع اٹھایا کہ اچھا ہے ایک تو مقلدین میں اختلاف ہوا
دُوسرے جو احناف سچے تھے اور مذہب امام کے پابند تھے اور ہم سے
مقابلہ کرتے تھے وُہ تو باقرار بدعتیوں کے غیر مقلدین ہی شمار ہو گئے۔ اَب
رہ گئے بدعتی اور بدعت اُن کا رد کرنا قرآن و حدیث بلکہ فقہ سے بھی نہایت
آسان ہے اور عوام مقلدین سے یہ کہا کہ دیکھو تقلید شخصی سرچشمہ بدعات قبیحہ

ہے سوائے بدعات کے اور مقلدین میں ہے ہی کیا مگر اہلِ بدعت نے ان
امور کا بھی خیال نہ کیا اور سچے احناف کو غیر مقلد لامذہب وہابی کہتے ہی ہے
لیکن آفتاب پر خاک کون ڈال سکتا ہے۔ ان کا مقلد ہونا فقہ حنفیہ پر چلنا،
تقلید کا وجوب ثابت کرنا غیر مقلدین سے گفتگو مناظرہ وغیرہ تمام امور اُن کے
غیر مقلد ہونے کو باطل کرتے تھے۔ مجبور ہو کر بدعتیوں نے یہ کہا کہ یہ لوگ پُورے
غیر مقلد اور وہابی نہیں گلابی وہابی ہیں فلاں فلاں بات میں غیر مقلدین کے ساتھ ہیں۔
بعض امور میں تو بدعتیوں کا محض افترا اور جھوٹ ہی جھوٹ ہے۔ ہاں بعض امورِ
قبیحہ کے رد میں بے شک شرکت ہے مگر اس شرکت سے کون بچ سکتا ہے۔
بہت سی باتوں میں یہود و نصاریٰ سے بھی شرکت ہے اور بدعتی بھی غیر مقلدین
کے ساتھ ہزارہا باتوں میں شریک ہیں تو کیا وُہ بھی غیر مقلدین میں شمار کیے
جائیں گے۔ دُنیا میں کون سا باطل سے بھی باطل فرقہ ہے جس کی کوئی بات بھی
حق نہ ہو۔ اور اس کے ساتھ دوسرے مذہب والے کسی امر میں بھی شریک نہ ہوں
ادھر تو یہ پاور ہوا۔ مذہب خود خیال اور ہوائی باتوں پر مبنی تھا بدعت کی جڑ ہی کیا
ہے۔ اس پر بعض ملحدین مخالفینِ دین نے بہت سے نام کے مولویوں کو تنخواہیں
اس امر پر دینی شروع کیں کہ وُہ اہلِ اسلام میں فتنہ و فساد برپا کریں، اختلاف
ٹھہرادیں اور جو علمائے کرام مرجعِ انام ہیں اُن میں خواہ مخواہ ایسی باتیں نکالی جائیں
جن سے عوام اہلِ اسلام اُن سے متنفر ہوں، ان تمام امور سے مل جل کر اہلِ اسلام
مدت سے کشاکش میں پڑے تھے کہ اس چودھویں صدی کے مجدد البدعات نے
تمام سابقین کو مات کر دیا۔ پس میرے نزدیک تو اب ان کو خاتم المبتدعین کا

خطاب دے کر نظیر جناب کو ممتنع بالذات کا لقب دینا چاہیے۔ پہلے بدعتی کو
واقعی اور سچے احناف کو غیر مقلد گلابی وہابی ہی پر اکتفا کرتے تھے۔ داروغہ صاحب
نے تو کھول کر تمام ہندوستان کے علماء صلحاء کو گمراہ، بے دین، فاسق، کافر
بنانے میں کوئی دقیقہ بھی اٹھا نہ رکھا۔ اپنے نزدیک سب کو گویا جہنم میں جھونک
دیا ہے۔ تمام ہندوستان میں شاید ہی انگلیوں پر گنے چنے مسلمان نکلیں ورنہ
سب کافر ہی کافر ہیں۔ غرض خان بہادر کا جو مخالف ہوا، نیچری، وہابی، غیر مقلد،
نجدی، ندوی، دیوبندی، گنگوہی، تھانوی، نانوتوی، ناصبی، خارجی، مرزائی،
رافضی وغیرہ کسی نہ کسی طرح سے کھینچ تان کر صاف اور کھلے ہوئے مطلب کو
ہیر پھیر کر کفر تک پہنچا ہی دیا۔ اپنی جماعت کی وقعت ظاہر کرنے کو بے دین،
جہال فساق کو بھی ایسے ایسے القاب دو دو تین تین سطروں کے بھاری بھاری
الفاظ کے دیے کہ عوام حیران ہی ہو جائیں گو واقعی امر کے جاننے والے خوب جانتے
ہیں کہ سچ کہاں تک ہے۔ امراء اور رؤسا جس امور میں خوش ہوں، ان کو کسی طرح
سے مسنون نہ ہوں تو مباح تک تو ضرور ہی لے آنا۔ غرض تخریب اسلام میں
یا تو دانستہ یا نادان دوست کی طرح کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ مسلمانوں کی حمایت
کے واسطے ندوۃ العلماء قائم ہوا۔ اس کے پیچھے ایسے پڑے کہ خدا کی پناہ ہزاروں
روپے صرف کیے۔ صدہا رسالے جھوٹے تصنیف کیے۔ جس قدر لوگ ندوہ میں
شریک ہوں سب گمراہ، بے دین حتیٰ کہ جو ان کی اعانت کرے ان کو اپنے گھر
ٹھہرائے وہ بھی مردود گمراہ، بے دین خدا ہی سمجھے۔ اس گمراہ فرقہ کو ندوہ کا یہ بڑا
قصور کہا جاتا ہے کہ اہل فسق اور بے دین لوگوں کی تعظیم کی ان سے وعظ کہلائے

اور خود اپنے گریبان میں منہ ڈال کر نہیں دیکھتے کہ عبدالرحمن محبی پکھریروی جن
کی اکثر عمر کالیتھون کے معمولی مشاہرہ پر میاں جی گری کرتے ہوئے گزری،
سوائے اردو اور نسخہ تعلیمیہ کے پڑھانے کے گلستان بوستان کی بھی نوبت
شاید نہ آئی ہوگی جس کے حال کو تمام دربھنگہ اور مظفرپور کے لوگ جانتے ہیں۔
اس کی شان مجدد صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ مولانا المکرم ذوالمجد والکرم سالک الطریق
الاقوم حامی السنن ماحی الفتن سنجدی شکن وہابی فگن مولانا مولوی عبدالرحمن صاحب
معروف بمحبی جزاہ اللہ سبحانہ جزاء الاحبار الخ کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا بریلوی
عفی عنہ بمحمد المصطفٰی النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم تحفہ حنفیہ صفحہ ۶ ماہ شعبان جب تمہارے
یہاں کے حامی سنن ماحی فتن مولانا اور مولوی ایسے ایسے ہو گئے تو نہایت
بدقسمتی ہے کہ آپ کی ترقی مجددیت ہی تک کیوں پہنچی جب مجدد ایسے تو حامی
سنن ماحی فتن کیسے ہوں گے۔ محدث سورتی صاحب انہیں علامہ کی شان میں
تحریر فرماتے ہیں عالم لمعی فاضل لوذعی محقق بے عدیل مدقق بے تمثیل حامی سنت
ماحی بدعت مولانا ذی الفہم الثاقب والرائے الصائب سیدنا مولوی محبی صاحب
کا رسالہ جزیلہ الخ حررہ العبد المسکین خادم احادیث خاتم المرسلین وصی احمد حنفی سنی
صانہ اللہ تعالیٰ عن شر کل غبی وغوی من الرافضی والوہابی والندوی تحفہ حنفیہ صفحہ ۱
ج ۴۔ اللہ تعالیٰ جھوٹوں کو دارین میں روسیاہ کرے جو علماء اور صلحاء کو کافر
اور فاسق اور گمراہ کہیں اور جہال اور اہل بدعت کو دنیاوی نفع کی بنا پر ایسے ایسے
القاب لکھیں اگر اہل ندوہ جہنمی ہیں تو جہال اور اہل بدعت کی ایسی جھوٹی تعریفیں
کرنے والے جہنمیوں کی راد اور پیپ کھانے والے ہیں۔ نہ معلوم ان الفاظ کے معنی

بھی معلوم ہیں یا نہیں۔ اسی طرح تمام گروہ میں جہال اور اہل بدعت نے کسی کو مولوی، کسی کو مولانا وغیرہ کے خطاب دے دیئے ہوں گے ع

من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو

ایک کے حال سے تو خوب واقف ہیں اور بھی علیٰ ہذا القیاس ہوں گے۔

اہل ندوہ نے بریلی اور کلکتہ میں اعلان مناظرہ دیا گھر میں بیٹھ گئے اور اشتہاروں میں جھوٹ شائع کر دیا کہ ندوہ مناظرہ سے بھاگ جاتا ہے۔ ان کی طرف سے جو جواب مہذبانہ دیئے گئے ان کا ذکر ہی ندارد۔ ہمارے مخدوم و مطاع حضرت مولانا سید محمد مرتضےٰ حسن صاحب ادام اللہ تعالیٰ نصرتہ علی اعدائہ نے خود پٹنہ کے آخری جلسہ میں تمہارے ندوہ میں تشریف لے جا کر علیٰ رؤس الاشہاد سب کے سامنے مناظرہ کی درخواست کی جس کا تم کو بھی اقرار ہے مگر بجز فرار کے کچھ بھی نہ بن پڑا۔ علیٰ ہذا القیاس جناب مولانا ظہیر حسن صاحب مرحوم شوق نیموی نے ندوہ کی جانب سے درخواستِ مناظرہ فرمائی۔ مگر گفتگو کون کرتا ہے۔ ہاں دروغ کو فروغ دینا بیشک اس فرقہ کا کام ہے لیکن تابکے۔ اچھا اگر ندوہ میں واقعی کوئی خرابی تھی تو وہ اصلاح کی خواستگار بھی تو تھی، شریک ہو کر کیوں اصلاح نہ کی گئی مگر یہ تو جب ہوتا جب مسلمانوں کی بہبودی مقصود ہوتی۔ غرض تو ملک کرو غادیتی تھی۔ ندوہ کی تخریب میں وہ بے ایمانی کی گئی کہ مسلمانوں کی شان سے نہایت مستبعد ہے جس کو تفصیل مقصود ہو حضرت مولانا المعظم سابق ناظم ندوۃ حضرت سیدنا مولنا مولوی حاجی محمد علی صاحب دامت برکاتہم سے دریافت کر لے جن کی صدق و دیانت میں ذرا بھی شک نہیں ہے

جناب مولوی عبدالوہاب صاحب بہاری نے بریلی جا کر مناظرہ کا اعلان دیا، اس کو بھی ہضم کر گئے اہل بریلی نے چند مرتبہ اعلانِ مناظرہ دیا، اس کا بھی جواب ندارد۔ اور رسالوں میں اور پرچوں میں اسکی دھوم ہے کہ فاضل بریلوی شیر کے مقابلہ میں کون آسکتا ہے جناب مولانا مولوی سید عین القضاۃ صاحب دامت برکاتہم نے علمِ غیب کے متعلق متعدد رسائل تحریر فرمائے اور مدتوں تک جواب کے منتظر رہے اور کیونہ ہو فرارعن المناظرہ یہ تو خانصاحب کی سنتِ آبائی ہے جس پر عمل نہایت ہی ضروری ہے۔ خان صاحب کے والد صاحب کے پاس حضرت قاسم العلوم حکیم الامت جناب مولانا مولوی محمد قاسم رحمۃ اللہ تشریف لے گئے تھے اور طلب مناظرہ فرمائی تھی مگر بجز خانہ نشینی کے اور کچھ نہ ہوا، علیٰ ہذا القیاس حضرت علمائے دیوبند کی نسبت جو وہ بہتان باندھے العظمۃ للہ! مسلمانوں کو متوحش کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا، کون سا عالم متدین خدا عافرہ ہندوستان کا مشہور متبع سنت حنفی ہے جسکی نسبت اس بدترائی فرقہ نے بدزبانی نہ کی ہو۔ الا ماشاءاللہ ندوہ میں جسقدر تقریباً تمام علمائے ہندوستان شریک تھے وہ بے دین ہو گئے، دیوبند کی جماعت کافر ہو ہی گئی حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب و شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہما العزیز کا خاندان یوں گیا۔ مجدد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ جو سلوک کیا گیا وہ معلوم ہے، اس بیخ کنی اسلام نے ہندوستان میں چھوڑا کس کو ہے۔ ہر گمراہ فرقے نے اسلام کے برباد کرنے کے واسطے بظاہر ایک نیک سر بنر ٹٹی کی پناہ لی ہے۔ معتزلہ نے کہا کہ ہم موحدین سے ہیں صفاتِ باری تعالیٰ وغیرہ کا انکار کیا روافض نے حبِ اہلبیت کی پناہ لیکر اسلام کو تباہ کیا، غیر مقلدین نے اتباعِ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ظاہر کیا، اہل بدعت نے تعظیمِ اولیاء کو سپر بنا لیا، اس عدوِ اسلام نے تعظیمِ اولیاء کے ساتھ اظہارِ عظمت و جلالِ فخرِ عالم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہ اجمعین کو ظاہر کر کے یا جہالتاً یا عمداً دین کو برباد کیا، یہ مردود ملعون کافر فاسق دوسروں کو تو کیا کہے گا پہلے اپنی تو خبر لے دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر بنا دیا، مکفر اہل اسلام کون ہوتا ہے، ہاں اہلِ ندوہ کا ایک بہت بڑا قصور ہے

جس کے ہم بھی قائل ہیں جس کا جواب ندوہ کے پاس نہیں ہے اور وہ یہ کہ اسکے اعلانِ گفتگو اور جواب اعتراضات
نہایت تہذیب اور متانت سے ہے اسکو نہایت پاجیانہ اور غیر مہذبانہ انداز برتنا چاہیے تھا۔ الحمد بلہ
بالحدید یفلح ورنہ کم سے کم اشتہارات طلبِ مناظرہ اور جوابات کے رسالے تو بہت متعدد ہوتے تاکہ ان کا فرار
اور کذب تو لوگوں کو معلوم ہو جاتا۔ مخالف جماعت نے محض جھوٹے قصے چھاپے اور اہلِ ندوہ پر بہت سے
جھوٹے الزامات دیئے ندوہ نے سکوت کیا لوگوں کو یقین ہو گیا کہ یہی سچ ہو گا۔ حالانکہ مولوی وصی احمد صاحب
سورتی حضرت مولانا ناظم صاحب ندوۃ العلماء کے شاگرد ہیں حضرت مولانا موصوف نے اُن سے ایک دفعہ یہ فرمایا کہ میاں
اختلاف آراء مسائل میں تو ہوتا ہی ہے مگر تمہاری جماعت یہ اسقدر جھوٹ کیوں افتراء کرتی ہے تو چودھویں
صدی اور بدعتیوں کے محدث جواب یہ دیتے ہیں۔ اَلحَربُ خُدْعَۃٌ۔ لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ۔

علیٰ ہٰذا القیاس غرض جسقدر جھوٹ اور غلط امور اس گروہ نے علمائے کرام کی طرف منسوب کیئے
ہیں انکے واسطے تو ایک دفتر کی ضرورت ہے "کبرت کلمۃ تخرج من افواھم ان یقولون الا کذبا" اور انہیں
کذبوں اور افتراپردازیوں کی حقیقت کھولنے کیواسطے یہ قصد کیا جاتا ہے۔ جملۃ الکلام یہ ہے کہ
تمام اہلِ بدعت کو بوجہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے وجود پر بڑا ناز ہے اور انکو
مجدد اور فاضل اور عالم وغیرہ وغیرہ وہ وہ خطاب دیئے ہیں کہ قابلِ بیان نہیں بلکہ اُن کے لائق
خطاب ہی کوئی نہ باقی رہا جو دیا جائے کیونکہ تمام خطابات تو عوام ہی کو دیدیئے اب آگے باقی ہی کیا
رہ گیا تھا اور مشہور کیا کہ وہ مجدد مائۃ حاضرہ ہیں انکی تمام تحقیقات حق ہیں اور ہندوستان میں
کیا عرب میں بھی کوئی انسے مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یہ چلتا ہوا فقرہ اہلِ علم پر تو کیا مگر عوام پر تو ضرور
اثر کرتا ہے سو بحسبۃ اللہ العظیم التقدیر حضرت مولانا مخدومنا المعظم جناب مولانا مولوی سید محمد مرتضےٰ حسن صاحب
مدرس اول مدرسہ امدادیہ دربھنگہ کان اللہ تعالیٰ حافظہم و ناصرہم نے خانصاحب سے ایک مفصل تقریری گفتگو کا
قطعی فیصلہ کر لیا ہے چنانچہ ۱۴ محرم ۱۳۲۲ھ کو ایک خط مع چند تمہیدی سوالات کے خانصاحب کے پاس بذریعہ رجسٹری بھیجا۔

اس کے جواب میں خاں صاحب کا تو کوئی خط نہیں آیا مگر ۱۷ محرم مذکور کو
ایک رجسٹری ظفر الدین کی بنام حضرت مولانا سلمہ اللہ تعالیٰ کے آئی۔ اس کے
جواب میں ایک خط جناب مولوی عبد السلام صاحب نے ظفر الدین کو ۲۰ محرم
مذکور کو لکھا اور ۲۱ محرم سنہ مذکور کو جناب حضرت مولانا مخدومنا و مکرمنا سلمہ اللہ
تعالیٰ نے بنام خاں صاحب ایک گرامی نامہ بھیجا۔ اس کے بعد جناب مولوی
عبد الرحیم صاحب نے ۲۳ محرم سنہ مذکور کو ایک خط ظفر الدین کے نام بھیجا اور
ایک خط اسی تاریخ میں مولوی صاحب موصوف نے خاں صاحب کے نام بھیجا
مگر ان خطوطوں میں سے کسی کا کسی نے جواب نہ دیا۔ انیس دن انتظار کر کے
حضرت مولانا معظم و مکرم نے ایک خط بنام خاں صاحب پھر بھیجا مگر اُس کے
جواب سے بھی گھبرائے اور عاجزی کا سکوت اختیار کیا۔ جملہ خطوط اور تمہیدی
سوالات اس تحریر کے آخر میں درج ہیں جن سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت
مولانا سلمہ اللہ تعالیٰ کو کہاں تک حقانیت مقصود ہے۔ اور خاں صاحب کو
کس درجہ خوف و ہراس و حق پوشی منظور ہے۔ خاں صاحب نے ہمیشہ یہی طرزِ عمل
اختیار کیا ہے۔ آج تک کسی غیر مقلد نجدی، وہابی، نیچری سے گفتگو تقریری تو
کی نہیں ہاں کاغذی گھوڑے دوڑائے ہوں گے۔ ہم تمام ان حضرات کی خدمت
میں جو خاں صاحب کے معتقد یا مرید یا متبع یا اُن کے اہلِ علم ہونے کے قائل ہیں
ہند کے رہنے والے یا سندھ کے مدراس کے باشندے ہوں یا بمبئی کے صوبہ بہار کے
ساکن ہوں یا بنگال کے پنجاب کے عزت افزا ہوں۔ امیان دو آب کے بکمال ادب
خدا کا واسطہ دے کر عرض کرتے ہیں کہ طرفین کی تحریرات کو بانصاف ملاحظہ فرمائیں

کہ کونسی بات خلافِ مناظرہ لکھی ہے جس کی بنا پر خاں صاحب نے سکوت اختیار کیا ہے اور اگر گفتگو منظور نہیں ہے تو تین آنے کا ٹکٹ جو مولانا معظم و مکرم نے بھیجے ہیں اس کے اور تمہیدی سوالات کے واپس کرنے میں کیا عذر ہے اگر تمہیدی سوالات کے جوابات اُن سے نہ ہو سکیں تو اُن کی تمام جماعت مل کر ایک ایک سوال بانٹ لیں اور جوابات لکھ کر خاں صاحب کی خدمت میں پیش کر کے الجوابات صحیحہ لکھوا دیں۔ پھر اگر ہمت ہو تو خاں صاحب مستعد ہو جائیں ورنہ کسی فاضل عالم لوذعی کو اپنی جماعت سے منتخب کر کے ایک مسئلہ میں گفتگو کرا دیں اور بعد مغلوبیت خود رونق افروز ہوں پھر خداوندِ قدیر کی قدرت کا تماشا دیکھیں اگر سچے معتقد ہو تو پیر صاحب سے التجا کر کہ یہ مناظرہ کرا دو ورنہ سمجھ لو کہ ایک جاہل یا متجاہل بدعتی کے پھندے میں گرفتار تھے۔ خدا نے نجات دی جوابات بالکل صاف ہوں ورنہ ہوشیاری سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے، اگر اجمال ہوا تو اس طرف سے پھر دریافت کیا جائے گا۔ غرض مقدمات صاف اور مبحث طے ہونا چاہیے۔ جوابات تمہیدی سوالات کے بعد جو امور قابلِ دریافت پیدا ہو جائیں گے، مطلع کیا جائے گا گھر میں بیٹھ کر کسی کو محدث، کسی کو مفتی، کسی کو قاضی، کسی کو فاضل عالم کے خطاب دینے سے کام نہیں چلتا۔ اب مقابلہ کا وقت ہے مردِ میدان بنو اور اپنے علامہ مجدد کی قابلیت کو دیکھو اور جس کسی صاحب کے پاس خاں صاحب کے فتاوی کی جلدیں ہوں اور سبحان السبوح اور مسئلہ علمِ غیب وغیرہ مسائل مختلفہ کے رسائل ہوں وہ ہمارے پاس بذریعہ ویلیو بھیج دیں تو پھر خدا چاہے تو ہم اچھی طرح سے بتا دیں گے کہ حق یہ ہے اور باطل یہ ہے۔ اگر کسی

صاحب کے پاس اُن کے رسائل موجود ہوں تو اول بذریعہ کارڈ کے ان کے نام اور قیمت سے مطلع فرمائیں تاکہ موجودہ رسائل کے سوائے بقیہ رسائل طلب کیے جائیں۔ یہی وقت اظہارِ حقانیت کا ہے واللہ تعالیٰ ہو المستعان وعلیہ التکلان قائم مقام قاضی عبدالوحید صاحب اور میاں ضیاء الدین صاحب کی خدمت میں بھی عرض ہے کہ وہ بھی خاں صاحب کو اس طرف متوجہ فرمائیں، اور تحفہ حنفیہ میں ہمارے حضرت جناب دامت برکاتہم کے متعلق خامہ فرسائی نہ فرمائیں کیونکہ حضرت جناب مولانا صاحب مدفیوضہم اللہ تعالیٰ نے تو گفتگو اظہارِ حق کے واسطے ارادہ ہی فرما لیا ہے۔ اب گالیاں دینے سے کیا نفع سب و شتم و تبرا بازی افترا پردازی میں تو عمر صاف ہو گئی، اب تو تصفیہ کا زمانہ ہے۔ ناحق فضول وقت ضائع کرنا بے کار ہے اور اگر خواہ مخواہ تحفہ حنفیہ اپنی عادت سے مجبور ہو اور گفتگو میں سعی نہ کرے، فقط جھگڑ بازی سے ہی ہوا خواہوں کو خوش کرنا منظور ہو تو بسم اللہ ہمارے نام بھی اس کا ویلیو کرا دیجیے اور جو مضمون ہماری جانب سے جاوے اس کو بھی شائع کرا دیا جاوے ورنہ نامردی اور عجز کی دلیل ہو گی اور خریداری بے کار ہے۔ حضرت مولانا سلمہم اللہ تعالیٰ کان اللہ تعالیٰ حافظہ و ناصرہ نے صرف اول خط خاں صاحب کے نام رجسٹری کرا کر بھیجا تھا جب اس طرف سے بھی رجسٹری میاں ظفر الدین صاحب کی آگئی تب رجسٹری فضول سمجھی گئی کیونکہ نشان و پتہ ٹھیک ہے خط ضرور پہنچے گا لیکن اس پر بھی اگر معتقدین کے خوش کرنے کو اور دفعِ ندامت کے واسطے یہ عذر پیش کر دیا جاوے کہ اور خطوط نہیں پہنچے ورنہ کچھ نہ کچھ جواب ضرور جاتا تو ہم کو تو دروازہ تک پہنچانا ہے اور وہ خطوط

نہ پہنچے نہ پہنچو۔ ایک نسخہ اس تحریر کا خاں صاحب کے پاس پھر بھی بذریعہ
رجسٹری جوابی کے خدا چاہے بھیجا جائے گا۔ جب نہ سہی اب جواب دو۔ اب
تو کئی مہینے غور و فکر صلاح و مشورہ میں بھی گزر چکے ہیں ؎

کیا تیزیاں دکھاتے گا اے نشترِ جنوں
مدت سے ایک زخمِ جگر ہی چھلا نہیں

خدا بھلا کرے اہلِ ندوہ کا کہ ان صاحبوں نے تہذیب سے کام لیا۔
بلکہ بعدہٗ سکوتِ مستغرق جس نے خاں صاحب کو شیرِ قالین اور مجدد بنا دیا ورنہ
سب کچھ معلوم ہے اور خدا چاہے تو معلوم ہو جائے گا۔ خیر اب تمام محدث فقیہ
ادیب معقولی منقولی مل کر تمہیدی سوالات کا جواب دیں، خدا چاہے تو سب
کی حقیقت کھل جائے گی مگر مدارِ گفتگو فقط خاں صاحب کی ہمت پر ہے۔
ورنہ ویسے کس کس سے تضییع اوقات کیا جائے۔ چونکہ فقہ ہوائیہ سبیہ فرقہ کے سرگروہ
ہیں، اس وجہ سے انہیں کو مخاطب کیا جاتا ہے تاکہ تمام گروہ کو حق روشن ہو
جاوے ورنہ وُہ اگر واقع میں قابلِ خطاب ہوتے تو اب تک کیا تھا خاں صاحب
کا رہنا مشکل ہو جاتا اور سب مکڑی کا جال تار تار ہو جاتا۔ اب ہم کو جواب
کی تو امید نہیں ہے، ہاں ایک صورت باقی ہے کہ روپیہ وافر ہے، امراء
ساتھ ہیں، نالش کر دیجیے۔ آج کل جو ہارتا ہے اس کا آخری جواب یہی ہوتا ہے
مدت العمر کیسے کیسے ابرار کو کافر، فاسق، ملعون کیسے کیسے الفاظِ خبیثہ سے یاد
کیا ہے۔ وُہ الفاظ تو شائد ہی کسی مسلمان کے قلم سے نکلیں وُہ تو آپ ہی کو
مبارک ہوں جیسا آپ کا مزاج ہے اسی کے موافق کچھ الفاظ لکھے ہیں تاکہ گفتگو

کسی طرح ہو جائے۔ ہم ہر طرح سے راضی ہیں۔ کسی طرح خاں صاحب سے
کچھ بات کا ذریعہ بھی تو ہو۔ ہمارا مقصود فقط دین کی حمایت ہے۔ خداوندِ عالم کا
ارشاد ہے ولا یحیق المکر السیئ الا باھلہ۔ اللہ تعالیٰ انتقام میں جلدی
نہیں کرتا ہے۔ اب خدا چاہے تو وقت آگیا ہے۔

الحاصل چونکہ آج کل اسلام پر ہر طرح کے حملے ہو رہے ہیں اور اسلام کے
مٹانے کی انتہائی کوششیں عمل میں لائی جا رہی ہیں اور نہایت زبردست
اور پُر اثر یہ تدبیر ہے کہ اہلِ اسلام میں باہم اختلاف اور فتنہ اس قسم کا واقع ہو
جائے کہ جس کی وجہ سے یہ خود ہی لڑ لڑ کر مر جائیں۔ اور اسلام کی صورت ایسی
بدنما ہو جائے کہ دُوسرا شخص تو کیا اسلام میں داخل ہو۔ خود اہلِ اسلام ہی
اس سے متنفر ہو جائیں جب اہلِ اسلام ہی میں ایک دوسرے کو فاسق، کافر، مرتد،
بے ایمان کہیں گے تو دُوسرا شخص کس فرقہ میں داخل ہوگا۔ جو شخص اہلِ اسلام میں
فتنہ ڈالنے کی کوشش کرے اس سے زیادہ مسلمانوں کا کوئی دشمن نہیں، اب عام
ہے کہ یہ حرکت اُس سے قصداً ہو یا نادانستہ۔ ایسے شخص سے مسلمانوں کو بہت
ہی دُور رہنا چاہیے اور ایسے فتنہ پرداز کو بدترین مخالفینِ اسلام میں شمار کرنا
چاہیے۔ آج کل اس خدمت کو مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے نہایت
زور شور سے انجام دیا ہے (دانستہ یا نادانستہ) مگر اسلام کے گلے پر چھُری پھیرنے
میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا۔ ہندوستان میں تو شائد ہی ان کے نزدیک
کوئی مسلمان ہو سوائے معدودہ چند اشخاص کے جو بالکل اُن کے ہم خیال ہیں
ایک گروہ تو مسلمان بنانے کی کوشش میں مصروف ہیں اور جب ایک شخص

بھی اسلام قبول کرتے ہیں تو اُن کا پُورا پتہ اور نام اور بعگہ اخباروں میں درج کرتے
ہیں اور خاں صاحب بنے بنائے مسلمانوں کو جہنم میں دھکیلنے کی فکر میں مشغول
ہیں حتیٰ کہ حج میں بھی جہاں ہزاروں گنہگاروں کے گناہ معاف ہوتے ہیں
خاں صاحب کو وہاں بھی یہی فکر رہتی ہے کہ کسی طرح سے علمائے ہند کی تکفیر
کا فتوےٰ حاصل کرنا چاہیے اور عرب سے ہند کو یہی تبرک لاتے ہیں کہ ہند کے
لاکھوں کروڑوں مسلمان کافر ہیں اور جو اُن کو کافر نہ کہیں وُہ بھی کافر ہیں جو اُن
سے ملیں وُہ بھی ملعون ہیں، اسی واسطے مسلمانوں کی خدمت میں یہ عرض ہے
کہ مسلمان بغور ملاحظہ فرمائیں کہ خاں صاحب کے ہاتھ سے مسلمانوں کو کس قدر نفع
یا نقصان پہونچا ہے اور سوائے اس تدبیر کے جو ہمارے حضرت مولانا سید
محمد مرتضیٰ حسن صاحب دام مجدہم نے خاں صاحب سے تصفیہ کی فرمائی ہے اور
کیا شکل ہو سکتی ہے۔ اگر یہ اختلاف مسلمانوں کے نزدیک اسلام کے واسطے
مضر ہے اور خاں صاحب سے تصفیہ ضروری امر ہے۔ تب تو سب مسلمان
خصوصًا ان کے معتقدین خاں صاحب سے گفتگو کرا کر اس خانہ جنگی کے باب کو
بند کرائیں اور پھر مخالفینِ اسلام کے جوابات کی طرف سب مسلمان متفق ہو کر
متوجہ ہوں ورنہ خاں صاحب کے اس بیخ کنیِ اسلام سے تمام مسلمان متنفر ہوں
اور اُن سے سب مسلمان علیحدہ ہوں اور وُہ یا جو کوئی اور شخص اہلِ اسلام میں بالقصد
یا بلا قصد فتنہ و اختلاف ڈالے اس سے علیحدہ رہیں۔ اس گفتگو اور مناظرہ سے
اور غرض نہیں بلکہ محض خیر خواہیِ اسلام مقصود ہے نہ یہ کہ ایک نیا فتنہ مسلمانوں
میں اور برپا کر دیا جائے اور اختلاف کو از سرِ نو تازہ بنایا جائے۔ اسلام کے

مخالف ہزاروں ہیں ؎

مگر زخمِ دندانِ دشمن تیز است — کہ نماید بہ چشم مردم دوست

اہلِ اسلام کو چاہیے کہ جو فروش وگندم نما خیر خواہی کے پیرایہ میں جو لوگ
دشمنانِ اسلام ہیں ان سے بہت پرہیز کریں اور عادت اُن لوگوں کی یہ ہے
کہ مسلمانوں میں اختلاف پیدا کریں، علمائے سلف صالح جن مسائل میں مختلف
ہیں ان میں تفسیق و تضلیل و تکفیر کا باب کھولیں۔ مسلمانوں کے مقابلہ میں ہر
وقت کمر بستہ رہیں اور مخالفینِ اسلام خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی
شان میں جو چاہے کچھ کہیں مگر اُن کو اصلًا بھی پروا نہ ہو یا برائے نام کچھ لکھ دیا۔
ہم کو نہیں معلوم کہ آریوں اور نصاریٰ کے مقابلہ میں جناب خاں صاحب نے
کس قدر رسالے ہیں۔ ہم کو خبر نہیں کہ امہات المؤمنین کے رد کے واسطے (جو
ایک کتاب ایک پادری نے لکھی اور جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی
نسبت وُہ وُہ گستاخیاں کی ہیں کہ کسی مسلمان کی تاب نہیں جو اُن الفاظ کو سن سکے)
حضرت مجدد خاں صاحب نے کہاں کہاں جلسہ فرمائے، کئی ہزار روپے صرف کیے ؎

قیاس کن زگلستانِ من بہارِ مرا

بہر حال آخر میں ہماری یہ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اور خاں صاحب
کو اُن امور کی توفیق عنایت فرمائے جن سے وُہ خوش اور راضی ہو۔ اور دُنیا میں
جن کا حاصل ترقیِ اسلام اور باہم اتفاق ہو۔ اب اسی کا وقت ہے کہ شرائع
اسلام کو مضبوط پکڑ کر تمام اہلِ سنت باتفاق اسلام کی خدمت میں مشغول
ہوں اور مخالفین کے بے جا حملوں کو اسلام سے روکیں۔ خاں صاحب کا اس

مناظرہ سے سکوت بے شک ایک درجہ محمود ہے۔ بشرطیکہ آئندہ کو اپنے قلم کو اسلام کی طرف سے مخالفین کی جانب متوجہ فرمائیں اور یہ سکوت بھی کسی دینی غرض پر مبنی ہو۔ ہم تمام مسلمانوں کو حکم بنا کر خدا کو شاہد بناتے ہیں کہ ہماری دنیاوی غرض نہیں ہے اور اگر ہماری تحریر میں کوئی امر بے جا ہو تو بعد اطلاع ہم کو اس پر ہرگز ہرگز اصرار نہ ہوگا مسلمان ہم کو مطلع فرمائیں اور جو امر خاں صاحب کی زیادتی کا ہو اس کو وہ جانیں۔ ہم تمام مسلمانوں کی رائے سے کسی طرح باہر نہیں ہیں۔ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّار سے خدا بچائے آمین! وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی۔

وَاللّٰہُ تَعَالٰی هُوَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْهِ اُنِیْبُ وَهُوَ حَسْبِیْ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَاَ مِنَ اللّٰہِ اِلَّا اِلَی اللّٰہِ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ یَا خَیْرَ النَّاصِرِیْنَ۔

نقل صحیفہ قدسیہ حضرت مولانا سید محمد مرتضیٰ حسن صاحب مد فیوضہم العالیہ چاندپوری مدرس اول مدرسہ امدادیہ دربھنگہ مع تمہید سوالات بنام مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی جس کے جواب سے خاں صاحب نے سکوت اور مناظرہ سے گریز کیا

بِاسْمِهٖ سُبْحَانَهٗ تَعَالٰی حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا وَّمُسَلِّمًا

بمطالعہ مولوی احمد رضا خاں صاحب

السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ آپ نے جو اکثر بدعاتِ مروجہ کے مسنون و مستحب و مباح ہونے میں عرق ریزی فرمائی ہے اُس کا اجر تو اللہ تعالیٰ ہی مرحمت فرمائے گا مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کی وجہ سے امت میں بڑا فتنہ برپا ہو گیا جن مسلمانوں کو حضرت سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم و جناب صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بعدہٗ ائمہ مجتہدین و محدثین و اولیاء و صلحائے امت رحمہم اللہ علیہم اجمعین نے بہزار محنت و جانفشانی زمرۂ اسلام میں داخل کیا تھا ان کی کیا بلکہ اخیارِ امت کی تفسیق و تضلیل و تکفیر میں آپ نے وہ کوشش فرمائی کہ اپنے نزدیک تو گویا دوزخ کو بھر ہی دیا ہے۔ قبیح سے قبیح بدعت کو بھی آپ نے اور آپ کے گروہ نے سنت ہی کر کے لوگوں کو دکھلایا جن موقع سے بدعت بہزار وقت اٹھی تھی وہاں بہزار جانفشانی آپ کی جماعت نے ترویج کی کوشش کی علماء و صلحاء امت پر بہتان باندھے۔ انہوں نے جو مسائل بیان فرمائے تھے اُن کے نہایت ہی بدنما متوحش عنوانات عوام کے سامنے بیان کر کے اُن کو علما

اسلام سے متنفر کیا۔ حضراتِ علمائے کرام میں سے کسی نے تو آپ کو قابلِ خطاب نہ سمجھا کیونکہ آپ کے گروہ کی تحریرات میں جیسے فحش الفاظ اور بد تہذیبی اور دور از کار باتیں ہوتی ہیں وُہ آپ کی تحریرات اور تحفہ حنفیہ کے پرچہ سے ظاہر ہے کسی نے اس کو موجبِ ترقی درجات خیال کیا، کسی نے باعثِ کفارۂ سیئات کیونکہ اظہارِ حق کے واسطے پہلی تحریرات بالکل کافی ہیں۔ اسی کی وجہ سے آپ کو بھی دھوکہ ہو گیا کہ اب میرا ایدِ مقابل کوئی نہیں۔ آپ بھی خوب کھل کھیلے۔ ادھر بہت سے عوام اور ناواقف دھوکے میں پڑ گئے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو معاملہ ہو گا وُہ تو روزِ جزا پر موقوف ہے اور یہاں بھی اُس کو اختیار ہے مگر فقط عوام اور بعض خاص کالعوام کے رفعِ اشتباہ کے واسطے بندہ نے آپ سے ایک مفصل تقریری گفتگو کا ارادہ قطعی کر لیا ہے۔ واللہ تعالیٰ ہو المستعان۔

اگر آپ میں کوئی شائبہ بھی حقانیت اور للہیت کا ہے اور اپنے دعویٰ میں کچھ بھی صدق و دیانت رکھتے ہیں تو بندہ نے جو امورِ مختلفہ کی نسبت یہ چند سوالات بطورِ مقدمات کے پیش کئے ہیں جن کا طے ہونا مسائلِ مختلفہ سے پہلے ضروری ہے خُدا کے واسطے اس کا جواب دیجئے۔ اگر آپ اُن کا جواب اپنی تحریرات میں دے چکے ہیں تو ہر سوال کے جواب کا حوالہ بقیدِ کتاب و صفحہ و مقدارِ عبارت بیان ہو۔ اور تمام کتابوں کو بذریعہ ویلو بندہ کے پاس بھیج دیجیے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو اپنی جماعت میں سے ایک دو دس بیس کو حکم دیجیے کہ وُہ سب مل کر ان سوالات کا جواب دیں اور آپ ان کو بغور ملاحظہ فرما کر آخر میں اپنا دستخط فرمائیں کہ ان تمام جوابات کو ہم نے بغور دیکھا ہے۔ یہ نہایت صحیح ہیں۔ ہم اُن

کی صحت کے ذمہ دار ہیں کیونکہ بندہ بہر صورت آپ ہی کو مخاطب بنائے گا پھر بندہ آپ سے گفتگو کو حاضر ہے بلکھنؤ دہلی صدر مقام ہے۔ نہ میرا گھر نہ آپ کا۔ جونسی جگہ تجویز ہو مطلع فرمائیے۔ حتی الوسع تمام ہندوستان کے گلی کوچہ میں اس گفتگو کی خبر شائع کرنا بندہ کا کام ہے تاکہ تمام مسلمانوں کو حق و باطل روزِ روشن کی طرح ظاہر ہو جاوے اگر یہ بھی آپ کو بوجہ تعلی و تشخص کے پسند نہ ہو تو آپ اپنے مجمع میں سے جس شخص کو چاہیں منتخب فرمائیں، اس کی ہار جیت آپ کی ہار جیت ہو۔ بندہ اس سے ہی گفتگو تقریری کو مستعد ہے اور اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو اول ایک ہی مسئلہ میں اس شخص سے گفتگو ہو جس کو آپ منتخب فرمائیں اگر وُہ بعون اللہ تعالیٰ مجھ سے مغلوب ہو تو پھر آپ گفتگو کے واسطے مستعد ہو جائیے غرض ہر تقریر و تحریر کے آپ ذمہ دار ہوں گے اور میرا مقصود فقط آپ سے ہی گفتگو کرنا ہے اور اگر یہ تمام امور منظور نہ ہوں تو پھر آپ تحریر فرمائیے کہ آپ سے گفتگو تقریری کرنے کی کیا صورت ہے۔ اگر میری تحریر میں کوئی امر ایسا ہو جس سے یہ معلوم ہو کہ گفتگو کرنی منظور نہیں۔ آپ کی طرح فقط لوگوں ہی پر ظاہر کرنا منظور ہو تو اس سے مطلع فرمائیے گو یہ امر ظاہر کرنا ضرور نہ تھا مگر فقط اس وجہ سے کہ مجھ کو واقعی ایک بہت بڑے فیصلہ کن تقریری گفتگو آپ سے منظور ہے۔ یہ عرض کرتا ہوں کہ میں وہی شخص ہوں کہ پٹنہ میں جو آخری وعظ جدوہ کا آپ بیان فرما رہے تھے اور کئی ہزار آدمیوں کا مجمع تھا اور بندہ نے کھڑے ہو کر اس مجمع میں آپ سے زبانی گفتگو کی درخواست کی تھی اور اہلِ مجمع نے اس منٹ کے بعد جواب کا وعدہ کیا تھا۔ پندرہ بیس منٹ کے بعد بندہ پھر کھڑا ہوا

اور دوبارہ گفتگو کی درخواست کی پھر بھی وہی جواب ملا۔ بعدہٗ آپ دُعا مانگ کر تشریف لے گئے اور زبانی گفتگو سے گریز کیا۔ آپ یاد کیجئے کہ یہ واقعہ صحیح ہے یا نہیں۔ میں وہی شخص ہوں کہ جو اس وقت بھی آپ سے گفتگو کو آمادہ تھا، کہ جب بالکل آپ کا مجمع تھا اور اب تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہزاروں اس طرف کے بھی ہوں گے اسی دن آپ کی حقانیت کی حقیقت کھل جاتی مگر خدا کو منظور نہ تھا۔ اب ان شاء اللہ تعالیٰ یہ موقع ہے جس سے یہ امید اظہارِ حق کی ہے بشرطیکہ آپ اس دفعہ کی طرح پہلو تہی نہ فرمائیں۔ جواب کے واسطے اور رجسٹری کے واسطے ٹکٹ جاتا ہے۔ آپ ہفتہ کے اندر مشورہ فرما کر جواب مرحمت فرمائیں کہ ان سوالات کا جواب خود دیں گے یا دوسرے سے دلوا دیں گے تو کب تک یا مناظرہ ہی منظور نہیں، صاف جواب مرحمت ہو واضح ہو کہ جو امور آپ کی ذات کے ساتھ متعلق ہیں یا جن میں حوالہ کتب کی ضرورت نہیں ان کے علاوہ تمام امور کا جواب بحوالہ کتبِ معتبرہ حنفیہ فقہ و اصولِ فقہ و کلام ہونا چاہیے۔ مجددیت سے کام نہ لیا جاوے آپ جو اپنی تصنیفات میں اکثر جگہ اپنے فتاویٰ کا حوالہ دیتے ہیں میں اُن جلدوں کا نہایت مشتاق ہوں اور بہت کوشش کی مگر دستیاب نہ ہوئیں اگر یہ فرضی کتاب نہیں تو عنایت کر کے اس مجموعہ فتاویٰ کی تمام جلدیں اور علمِ غیب میں جو آپ کا رسالہ ہے ضرور دیلو کر دیجئے۔

اگر آپ نے بندہ سے گفتگو کی تو خدا چاہے آپ کو بھی لطف آجائے گا اور مدات العمر کی چالاکیاں خوب ہی کھل جائیں گی۔ اگر میری حالت کی پوری

تحقیق منظور ہو تو اپنے وزیرِ اعظم مولوی وصی احمد صاحب سورتی سے دریافت کر لیجیے میں جلسہ پر کھڑا رہا میں بھی آپ سے اور آپ کی جماعت سے مناظرہ کو بالکل مستعد تھا مگر آپ تو عرب میں شریف مکہ کو مرید کرنے تشریف لے گئے تھے ہاں قاضی عبد الوحید صاحب و ہدایت رسول و مولوی وصی احمد صاحب سے دریافت کر لیجئے کہ کیسے مناظرہ سے بھاگے اور چونکہ آپ کی طرف سے دروغ کی اشاعت کا ذریعہ تحفۂ حنفیہ ہے۔ اس وجہ سے اس دفعہ سے تحفۂ حنفیہ کا پرچہ بھی بندہ کے نام دیلو کرا دیجیے تاکہ آپ کی جماعت کا کذب و افترا معلوم ہوتا رہے ورنہ معلوم وہ کیا کیا لکھ کر شائع کرے گا۔ اگر میرے متعلق کچھ اس میں لکھا جاوے تو میرا مضمون بھی اس میں شائع ہونا چاہیے۔ ورنہ عجز کی دلیل ہو گی، میں آج سے اس کا خریدار ہوں بشرطیکہ آپ گفتگو کا قصد کریں ورنہ دو روپے کیوں فضول ضائع کروں، جواب سے جلد مطلع کیجئے اگر جواب دینا اور مناظرہ کرنا منظور نہ ہو تو میرے سوالات واپس کر دیجئے۔ واللہ ہو المستعان وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد رحمۃ للعالمین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

بندہ محمد مرتضیٰ حسن عفا عنہ خادم مدرسہ امدادیہ در بھنگہ ۱۴ محرم الحرام ۱۳۲۶ھ یوم دوشنبہ

حامداً و مصلیاً و مسلماً

تمہیدی سوالات جو چودہ محرم ۱۳۲۶ھ کو مولوی بریلوی صاحب کے پاس بغرضِ جواب روانہ کیے گئے اور ان کے جواب سے آجتک عاجز رہے

۱۔ کافر کی کیا تعریف ہے اور اس کی کیا علامت ہے۔

(۲) ضروریاتِ دین جن کے انکار سے آدمی کافر ہو جاتا ہے وہ کون کون سی چیزیں ہیں بالتفصیل بیان ہوں۔

(۳) مووّل کافر نہیں وہ کون سی تاویل ہے جس سے کافر نہیں ہوتا اور جس تاویل کا اعتبار نہیں، وہ کون سی تاویل ہے اہلِ قبلہ کی کیا تعریف ہے بحوالہ کتاب بیان ہو۔ اور تکفیر اہلِ قبلہ جائز ہے یا نہیں۔ مذہب اہلِ سنت کیا ہے؟

(۴) اگر کسی کلمہ گو کے کلام میں چند وجہیں کفر کی ہوں اور چند وجہیں اسلام کی تو مذہب اہل سنت والجماعت اور امام صاحب کے موافق اس کو کافر کہیں گے یا مسلمان؟

(۵) اگر کوئی ایسے کلام کو معانیِ کفریہ ہی پر حمل کرے وہ شخص کیسا ہے۔

(۶) اہل سنت والجماعت کی کیا تعریف ہے اور وہ اعتقادات اور عملیات جن کے کرنے یا نہ کرنے سے آدمی اہلِ سنت والجماعت سے خارج ہو جاتے کیا کیا ہیں اور مدار اہل سنت ہونے کا کیا ہے مفصل بیان ہو۔

(۷) اگر کسی مسئلہ میں کوئی امام یا بعض مشائخ یا علمائے محققین میں سے ایک یا دو کسی طرف گئے ہوں اور اکثر یا اقل دُوسری جانب ہوں اور علماء بھی کل اہل سنت والجماعت یا مقلدینِ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ ہوں، تو اس مسئلہ میں مختلفٌ فیہا کی ایک جانب پر اعتقاد رکھنے والا کافر یا فاسق یا خارج از اہل سنت والجماعت ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اگر ہو سکتا ہے تو فقط یہی شخص جو آج کل ہمارا معاصر ہے یا متقدمین میں سے بھی جو اس قول کی طرف

گئے ہیں وہ بھی ان القابوں کے مستحق ہوں گے اور ان مسائل میں سے ایک دو بطریقِ مثال بیان ہوں۔

(۸) اشعریہ ماتریدیہ دونوں گروہ اہلِ سنت والجماعت میں داخل ہیں یا کوئی اہلِ سنت سے خارج ہے۔ شقِ ثانی میں کس مسئلہ کی وجہ سے شقِ اول باوجود اختلاف فی الاعتقاد کے پھر دونوں گروہ اہلِ سنت والجماعت کیسے ہو سکتے ہیں۔ اگر مدارِ اختلافِ فرقِ باطلہ و اہلِ سنت، اختلافِ اعتقادات ہے تو یہاں ایک گروہ باوجود اختلاف کے خارج از اہلِ سنت والجماعت کیوں نہ ہوا اور اگر اہلِ سنت والجماعت سے خارج ہونے کے واسطے اختلافِ اعتقادات مدار نہیں تو پھر وہ کیا ہے۔ مفصل بیان ہو اور اشاعرہ اور اشعریہ دونوں کا ایک ہی مفہوم ہے یا کچھ فرق ہے، بحوالہ کتاب بیان ہو۔

(۹) کلمہ گو سے اگر کوئی کلام یا فعل ایسا سرزد ہو کہ جس میں ۹۹ وجوہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ اسلام کی ہو تو اس کو اس پر حمل کریں گے جس سے وہ مسلمان رہے یا نہیں۔ اگر اول ہے تو اسی طرح (۹۹) وجوہ اہل سنت والجماعت سے نکلنے کی ہوں اور ایک سنت والجماعت ہونے کی تو اس کو بھی اسی پر حمل کریں گے جس میں وہ اہل سنت والجماعت میں داخل رہے یا کسی طرح سے اس کو اہل سنت والجماعت سے خارج ہی کرنا چاہیے اور جس طرح کہ جب تک امورِ ضروریہ دین کا منکر نہ ہو گا کافر نہ ہو گا اسی طرح سے جن امور کی نسبت اہلِ سنت کا اعتقاد ضروری طور سے ثابت نہ ہو گا اس کے انکار سے بھی اہل سنت والجماعت سے خارج نہ ہو سکے گا یا فرق ہے اور وہ ضروریات

اہلِ سنت کیا ہیں۔ ہاں جو امور متفق علیہ علمائے اہلِ سنت ہیں ان میں بھی ہر واحد کے انکار سے خارج از اہلِ سنت والجماعت ہو جائے گا یا اس میں بھی کچھ تفصیل ہے مفصل بیان ہو۔

(۱۰) جس کسی مسئلہ کی نسبت یہ بات ثابت ہو جاوے کہ یہ مسئلہ ماتریدیہ یا اشاعرہ کے موافق یا اُن کے درمیان مختلف فیہا ہے اس پر یا اُس کے ایک جانب پر اعتقاد رکھنے والا خارج از اہلِ سنت والجماعت ہو سکتا ہے یا نہیں شق اول میں فقط یہی شخص یا وُہ گروہ جس کا یہ مقلد ہے بہ تقدیر اول وجہ فرق کیا ہے اور شق ثانی میں اس کو اہلِ سنت والجماعت سے خارج کہنے والا کون ہے اور اس کا کیا حکم ہے۔

(۱۱) مسائل مختلف فیہا بین الصحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین یا درمیان ائمہ محدثین و مفسرین و ائمہ مجتہدین فی الدین یا فی المذہب یا مرجحین یا مشائخ و علمائے محققین میں کوئی ایک جانب خطا و صواب کی متعین ہو سکتی ہے، اور ایک کو یقینی غلط یا صحیح کہہ سکتے ہیں یا دلیل کا ماحصل رجحان ہے اور احتمالِ خطاء و صواب ہر جانب باقی رہتا ہے۔ ایسے مسائل میں ایک جانب پر عمل کرنے والے کو فاسق یا خارج از اہلِ سنت والجماعت کہہ سکتے ہیں یا نہیں بحوالۂ کتاب بیان ہو اور ان مسائل کی مثال بیان ہو۔

(۱۲) حضرت مجدد الف ثانی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب، حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب، حضرت شاہ عبدالقادر صاحب، حضرت شاہ رفیع الدین صاحب، حضرت شاہ اسحاق صاحب، مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی، مولانا

فصیح صاحب غازی پوری مولانا شاہ احمد اللہ صاحب مظفر پوری، مولانا امانت اللہ صاحب غازی پوری صاحب فتح القدیر صاحب بنایہ شرحِ ہدایہ صاحب رد المحتار حضرت مخدوم الملک شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری و جناب مولانا محمد علی صاحب دام فیضہم خلیفۂ اعظم حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ یہ لوگ مسلمان اہل سنت والجماعت احناف ہیں اور کیا یہ لوگ مقتداء بنانے کے قابل اور ان کی تصانیف حق اور عمل کرنے کے لائق ہیں یا نہیں، یہ مطلب نہیں کہ یہ حضرات فرشتہ ہیں، ان سے کوئی غلطی نہیں ہوئی یا ان کا کلام نعوذ باللہ وحی ہے بلکہ جیسے اور اکابرِ دین گزرے ہیں اور مقتدائے اہلِ اسلام اہل سنت والجماعت و مقلد ہوتے ہیں اور ان کے کلام حجت میں پیش کیے جاتے ہیں۔ اپنے زمانہ میں یہ لوگ بھی مقتداء اور اہلِ علم اور صلاح و فلاح ہیں یا اُن کے عقائد کل کے یا بعض کے کلاً یا بعضاً خراب ہیں جن سے وُہ اسلام یا اہل سنت والجماعت یا گروہ مقلدین یا احناف سے نکل گئے اور وُہ عقائد و مسائل کیا ہیں، کُل نہیں ایک ایک دو دو ہی بیان ہوں ورنہ ان حضرات کو غیر مقلد وہابی بُرے کلمات کہنے والا کیسا ہے ان کی نسبت آپ کا اعتقاد کیا ہے۔

(۱۳) مقلد ائمہ اربعہ کی فقہاء نے کیا تعریف کی ہے بالخصوص حنفی ہونے کے واسطے کس کس امر کی ضرورت ہے جن کے ترک سے آدمی حنفی نہ رہے اور کیا نہ کرنا چاہیے جس کے کرنے سے حنفیت سے خارج ہو جاتے۔ اگر اس کے لیے کوئی قاعدہ کلیہ فقہاء نے بیان فرمایا ہو تو وُہ بیان ہو اور اگر جزئیات کی تصریح

کی ہو تو اُس کو بیان کرنا چاہیے۔ غرض تقلید کی جنس اور فصل اور اس کے لوازم اور شرائط اور خواصِ مختصہ اور موقوف علیہا اور تعداد موانع جن کے نہ کرنے یا کرنے یا ہونے نہ ہونے سے علماً و عملاً آدمی متقلد نہ رہے وہ بیان فرمائیے۔

(۱۴) غیر مقلد کا کیا حکم ہے اور تقلید حرام ہے یا مکروہِ تحریمی یا تنزیہی یا جائز یا فرض۔ واجب مستحب سنت اور کون درجہ کس کے لیے غیر مقلد اور وہابی کا ایک ہی مفہوم ہے یا کچھ فرق ہے تو کیا ہے؟

(۱۵) اگر کوئی غیر مقلد نہ ہو اور اس کو کوئی شخص غیر مقلد اور وہابی کہے تو یہ مفتری کس درجہ گناہ کا مرتکب ہوا۔ تارک نماز، زکوٰۃ، حج صوم، صدق و دیانت، فرض، واجب، سنت، مستحب یا گناہِ کبیرہ، صغیرہ، حرام، مکروہ تحریمی تنزیہی کے کرنے سے آدمی غیر مقلد ہو سکتا ہے یا فقط تقلید کے ترک یا مذموم جاننے سے غیر مقلد ہو گا، غرض کہ غیر مقلد ہونا یا نہ ہونا کسی عقیدہ کرنے یا نہ کرنے پر موقوف ہے یا کسی فعل کے کرنے یا نہ کرنے پر یا دونوں کے وجود پر یا عدم پر مجتمعاً یا منفرداً فقہ حنفیہ یا اصولِ فقہ سے بیان ہو۔

(۱۶) جو مسائل نہ امام صاحب کے زمانے میں موجود تھے نہ بعد میں ایک زمانہ تک موجود ہوئے نہ اس کا حکم فقہ میں مندرج ہوا اور اس صورت کے پیش آنے کے بعد علمائے وقت نے اس کا حکم بیان فرمایا۔ متفقاً یا مختلفاً اس حکم کے نہ ماننے سے بھی آدمی حنفیت یا تقلید سے باہر نکل سکتا ہے یا نہیں اور علمائے حنفیہ کا کس قسم کا اختلاف بین المسائل ہے جس میں کسی جانب پر عمل کرلے تو حنفی نہیں رہتا۔ مثلاً ایک دو مسئلہ بیان فرمایا جائے۔

ہ یعنی ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی۔ ۱۲

(۱۷) شوافع، حنابلہ، مالکیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی آرا، موافقہ یا مخالفہ حنفیہ کے لیے کلیتہً یا جزئیتہً مفید یا مضر ہو سکتی ہیں یا نہیں اور کثرتِ آرا بھی حکم کی تقویت کر سکتی ہے یا فقط قوتِ دلیل ہی مفید ہو سکتی ہے۔ مسلکِ حنفیہ فقہ یا اصولِ فقہ میں کیا ہے بیان ہو۔

(۱۸) جو شخص مقلد ہو اُس کو اپنے فقہ کے خلاف عمل کرنا یا اعتقاد میں حنفی کو شافعی کے موافق اعتقاد یا عمل کرنا جائز ہے یا نہیں اگر نا جائز ہے تو ایسے شخص کے لیے کس قدر علم کی ضرورت ہے۔ ایسا شخص کوئی آج کل موجود ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو کتنے زمانے سے اور اگر خلاف اپنے فقہ کے عمل نہیں کر سکتا تو اُن ہی مسائل میں جو اپنے امام سے منقول ہوں یا اس کے متبعین کے مجتہدات مستخرجات کا بھی یہی حکم ہے یا نہیں۔ اگر کچھ تفصیل ہے تو بیان فرمائی جائے اگر مسئلہ امام سے منقول نہ ہو اور کتبِ فقہ میں بھی مندرج نہ ہو۔ ایسے مسئلہ میں اگر علمائے کرام مابعد اختلاف کریں، ایک کے نزدیک مستحسن اور دوسرے کے نزدیک قبیح ہو تو ایک دوسرے کو کافر، فاسق، خارج از اہلِ سنت و الجماعت کہہ سکتا ہے یا نہیں تو متقدمین میں جو اس قسم کا اختلاف ہوا ہے وہ بھی موجبِ تکفیر وغیرہ ہے یا نہیں اگر نہیں تو وجہ فرق کیا ہے۔

(۱۹) ادلہ شرعیہ قرآن شریف حدیث شریف اجماع قیاس حسبِ تصریحاتِ اہلِ سنت انہیں چار میں منحصر ہیں اور جو امور بظاہر اُن کے علاوہ معلوم ہوتے ہیں وہ انہیں میں مندرج ہوتے ہیں یا واقع میں اُن سے علیحدہ امور بھی ہیں۔ شق ثانی میں حصر کے کیا معنے پھر ادلہ من حیث الثبوت و الدلالۃ کے اقسام و احکام بھی بیان

فرمائے جائیں۔

(۲۰) الہام حجتِ شرعی ہے یا نہیں۔ الہام و کشف ایک ہی امر ہے یا دو۔ بزرگانِ دین کو جو امور منکشف ہوئے، ان کا اعتقاد مثل ادلہ شرعیہ کے احکام کے رکھنا یا کرنا ضرور ہے یا نہیں۔ بتقدیرِ عدم موافقت الہام و کشف کے امورِ شرعیہ یا ادلہ شرعیہ یا تصریحات فقہا۔ یا علماء اصول یا ائمہ کلام کو اس کا اعتقاد یا اس پر عمل کیسا ہے۔

(۲۱) کسی عمل میں اگر کسی بزرگ کو یا اکثر بزرگانِ دین کو باتفاق یا اختلاف کوئی نفع دینی و دنیوی معلوم ہو تو تمام امت پر اس کا عمل یا اعتقاد لازم ہے یا خاص اس کے معتقد یا مرید پر۔ اعتقاد نہ کرنے والا یا اس کو ضروری نہ سمجھنے والا یا عمل و اعتقاد کو جائز سمجھ کر عمل نہ کرنے والا یا اُس کو خلافِ مصلحت یا باعثِ فتنہ عوام سمجھ کر رد کرنے والا یا بوجہ دیگر امورِ نامشروعہ کے مل جانے کے قبیح لغیرہ کہنے والا کیسا ہے۔

(۲۲) جیسے مسائل شرعیہ مقلد فیہا میں اپنے امام مقتدا۔ کے جس کے ہم مقلد ہیں اور پیروی کرتے ہیں، دلیل دریافت کرنے کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح سے ہر بزرگ کے کلام اور الہام پر عمل کر سکتے ہیں اور اس کا تسلیم کرنا ضروری ہے یا نہیں۔ پھر قولِ بزرگ میں مطابقت اپنے امام سے یا فقہ حنفیہ سے شرط ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو دوسرے مجتہد کے کلام پر بھی ایسے ہی عمل کر سکتے ہیں یا نہیں تو وجہ فرق کیا ہے اور بزرگ میں بھی شرط ہے کہ وہ اپنے ہی امام کا مقلد ہو یا نہیں، بلکہ جس امام کا بھی مقلد ہو اس کے کلام پر عمل کرنا ضروری یا جائز

یا مستحسن ہے۔ اگر کوئی تخصیص نہیں تو ہر عالم کے کلام پر عمل کرنے میں بھی یہی تعمیم ہے یا نہیں اگر نہیں تو وجہ فرق کیا ہے۔ اگر تعمیم ہے تو غیر مقلدی اور اس تقلید میں فرق کیا ہے۔

(۲۳) اولیاء کے بعض کلام جو بظاہر مخالفِ شریعت ہوتے ہیں اور بعض معارف اور حقائق جن کے عامۂ مومنین مکلف نہیں ہوتے ہیں اور وُہ امور ان کے فہم سے خارج ہوتے ہیں اور بعض خاص حالت سے متعلق ہوتے ہیں۔ عموم پر جاری نہیں ہوتے اور بعض متشابہ جن کے فہم سے اور لوگ قاصر ہوتے ہیں اور بعض ان کے اضداد ہوتے ہیں۔ یہ اقسام بزرگانِ دین کے کلام میں پائے جاتے ہیں یا نہیں اگر ہیں تو ہر ایک کا شعار اور علامت اور اس کا حکم بیان ہو، اور پیروں کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سا معاملہ کرنا چاہیے یا نہیں، نہیں تو اُس کا کیا حکم ہے جو ایسا عمل یا اعتقاد رکھے۔

(۲۴) آج کل ہندوستان کے موجودہ علماء میں سے اگر کوئی شخص خلافِ فقہ حنفی عمل کرے یا ایسے مسئلہ میں جس کا حکم بالصراحۃ فقہ حنفیہ میں موجود ہو۔ احادیث وغیرہ سے اس حکم کے مخالف حکم بیان کرے تو وُہ شخص غیر مقلد ہوگا یا نہیں پھر اس کا حکم کیا ہے اور اس استنباط کی ہر عالم کو اجازت ہے یا نہیں یا بعض کو۔ شق ثانی میں وجہ تخصیص کیا ہے۔

(۲۵) درجۂ اجتہاد کب سے موقوف ہو گیا۔ علیٰ ہذا القیاس مرجحین بھی کب سے نہیں، آج کل کے علماء پر تقلید شخصی مثلِ عوام کے ضروری ہے اور جواب مسئلہ میں فقط روایات معتبرہ فقہ ہی کو بیان کرنا چاہیے تو درصورت عدم

تصریح حکم کیا کرنا چاہیے یا تقلید فرض نہیں اور ہر شخص اپنی رائے و سمجھ کا مکلف ہے تو پھر عوام کے لیے کیا حکم ہے۔

(۲۶) جو شخص خود بلا ضرورت اپنی ہوا و ہوس و غرض کے مطابق بعض مسائل میں فقہ حنفیہ کے خلاف کرے اور دوسروں کو ایسا فعل کرنے سے غیر مقلد یا وہابی کہے تو اس کا حکم کیا ہے۔

(۲۷) اس وقت میں اگر کوئی مسئلہ ایسا پیش آئے جس کا حکم فقہ حنفیہ میں موجود نہ ہو تو علمائے وقت کو کیا کرنا چاہیے اگر اجتہاد کا حکم ہے تو فقط اسی صورت میں یا دوسرے مسائل میں بھی اجتہاد کر سکتے ہیں اور ہر ایک عالم کا اجتہاد دوسرے عالم یا عوام پر حجت ہے یا نہیں بلکہ ہر شخص اپنی رائے کا پابند ہو گا۔

(۲۸) جن مسائل میں علمائے وقت مختلف ہوں، بعض جائز فرمائیں، بعض ناجائز۔ ایسی صورت میں عوام کو کیا کرنا چاہیے۔ ان کو امتیاز حق و باطل کا کیسے ہو یا جس کو چاہیں اختیار کر لیں، ہر صورت میں ماجور ہوں گے۔

(۲۹) مجدد ہر سو برس کے بعد ہونا ضروری ہے یا نہیں۔ اگر ہے[1] تو اس کے شرائط و لوازم و مواقع بیان ہوں اس کی تعریف اور علامات کیا ہیں اور وہ تجدید دین کس طرح کرتا ہے۔ تمام دنیا میں مجدد ایک ہوتا ہے یا متعدد اور فقط اہل سنت والجماعت ہی میں ہوتا ہے یا دوسرے فرق میں بھی اور ابتداء سنہ کی کس وقت سے کی جائے گی۔ اس وقت تک کس قدر مجدد ہوتے ہیں

---

[1] اگر ہونا ضروری نہیں گو ہو سکتا ہے تب بھی امور مذکورہ کے بیان کی ضرورت ہے۔

انہوں نے کیا دین کی تجدید فرمائی، ایک مجدد کو دوسرے کا حال معلوم ہونا ضروری ہے یا نہیں اور مجدد کو اپنی مجددیت کا علم ضروری ہے یا نہیں۔ اس صدی کا مجدد کون ہے۔ آپ ہیں یا کوئی اور شخص ثانی میں جو لوگ آپ کو مجدد مائۃ حاضرہ لکھتے ہیں یہ اُن کا خیال صحیح ہے یا غلط اگر غلط ہے تو آپ نے بذریعہ تحریر عام کے تغلیط فرمائی یا نہیں اور غیر مجدد کو مجدد کہنا یا کہلوانا جائز ہے یا نہیں۔؟

(۳۰) اگر غیر مجدد کو مجدد کہنا جائز ہے تو غیر عالم کو عالم اور بدعتی کو حامی سنت اور فتنہ پرداز اور مسلمانوں کو دھوکہ دے کر مسلمانوں کے روپیہ کھانے والے کو حامی سنت ماحی الفتن عالم وغیرہ تعظیمی الفاظ لکھنے اور اُن کی تعظیم کرنا جائز ہے یا ناجائز اس پر جو اہلِ ندوہ پر حکم جاری کیے گئے ہیں، جاری ہوں گے یا نہیں۔

(۳۱) واجب بالذات ممتنع بالذات ممکن بالذات میں حصر عقلی ہے یا نہیں ایک قسم کا انقلاب دوسرے کی طرف ممتنع بالذات ہے یا نہیں۔ واجب بالذات یا ممتنع بالذات کسی موجود کا جزو ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(۳۲) جسقدر ممکن بالذات ہیں قدرتِ باری میں داخل ہیں یا نہیں۔

(۳۳) کسی ممکن بالذات کو قدرتِ الٰہیہ سے خارج مان لینا مستلزم انکار الوہیت کو ہے یا نہیں ؟

(۳۴) ہر واجب بالغیر اور ممتنع بالغیر کا ممکن بالذات ہونا ضروری ہے یا نہیں ؟

(۳۵) شریعت میں کوئی چیز واجب بالغیر یا ممتنع بالغیر ہے یا نہیں۔ ممتنع بالغیر

اور ممتنع بالذات عدم فعلیت میں دونوں برابر ہیں یا نہیں، اول داخل قدرت ثانی خارج عن القدرۃ ہے یا نہیں، قدرت کے کیا معنی ہیں ؟

(۳۶) جو واجب بالذات یا ممتنع بالذات ہو گا اس کا قدرت سے خارج ہونا ضروری ہے یا نہیں اور جو خارج عن القدرۃ ہو گا اس کا بھی ممتنع بالذات یا واجب بالذات ہونا ضروری ہے یا نہیں۔

(۳۷) ہر واجب بالغیر یا ممتنع بالغیر با وجود ضرورتِ وقوع یا عدم فعلیت کے داخل قدرت ہے یا نہیں اور جانب مخالف مقدور ہے یا نہیں۔

(۳۸) علمائے کلام کے کلام میں واجب بمعنی واجب بالذات و بالغیر اور ممتنع بمعنی ممتنع بالذات و بالغیر آیا ہے یا نہیں۔ اگر آیا ہے تو فقط لفظ واجب و ممتنع بالذات پر محمول ہو گا۔ یا بالغیر پر یا محتاج قرینہ ہو گا۔

(۳۹) قدرت کے دو معنے ایک صفتِ قدیمہ جو ضد عجز ہے اور جمیع ممکنات کو شامل ہے اور دوسرے بمعنی تقدیر جو ممتنعات بالغیر کو شامل نہیں کتب شرعیہ میں مستعمل ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں تو قدرت ان معانی میں مشترک ہے یا حقیقت و مجاز پھر کون حقیقت ہے اور کون مجاز مدلل بیان ہو۔

(۴۰) صفاتِ باری تعالیٰ واجب بالذات ہیں تو تعدد وجبا۔ کا کیا جواب ہے اور اگر ممکن بالذات ہیں تو ہر ممکن کے لیے حادث اور مخلوق ہونا ضروری ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو ان کا خلق بالاضطرار ہے یا بالاختیار۔ اگر بالاضطرار ہے تو اول تو یہ مذہب کس کا ہے دوسرے شانِ باری تعالیٰ کے مناسب ہے یا نہیں۔ تیسرے ان کے صدور پر جابر کون ہے۔ اور اگر بالاختیار ہے

تو اول تو حدوث دوسرے علم سے پہلے علم قدرت سے پہلے قدرت۔ علیٰ ہذا القیاس دور یا تسلسل لازم آئے گا یا نہیں تیسرے قیامِ حوادث بذاتِ واجب تعالیٰ لازم آئے گا یا نہیں محل حادث خود حادث ہے یا نہیں۔ اور اگر واجب بالذات ہیں نہ ممکن بالذات اور لا عین لا غیر کہا جائے تو حصر مواد باطل دوسرے اجتماع وارتفاع نقیضین دونوں بظاہر لازم آتے یا نہیں۔ اس مسئلہ کو مجددیت کی شان کے ساتھ نہایت متانت کے ساتھ بیان فرمایا جائے کہ جو اہلِ سنت والجماعت کا مذہب ہے صحیح ہو جائے اور شکوک اور شبہات بھی دُور ہو جائیں۔

(۴۱) واجب کی ہر ایک صفت بسیط ہے یا کل یا بعض مرکب بھی ہے کلامِ باری تعالیٰ لفظی اور نفسی دونوں ہیں یا فقط ایک۔ پھر وہ کیا ہے لفظی حادث و غیر قائم بذاتہٖ تعالیٰ و مرکب۔ اور نفسی بسیط قائم بذاتہٖ تعالیٰ ازلی قدیم ہے یا اس کے سوا کوئی اور تحقیق ہے۔ کلام لفظی صفاتِ حقیقیہ محضہ سے ہے یا صفاتِ افعال سے اس کو صفت کہنا باعتبارِ خلقِ خاص ہے یا قیام یا عینیت یا لا عین و لا غیر صاف بیان ہو۔ علیٰ ہذا القیاس کذب و صدق متکلم کا کس قسم میں داخل ہے۔

(۴۲) کلام لفظی کو کلامِ باری کہنا حقیقتاً ہے یا مجازاً ہے اور اگر مجازاً ہے تو قرآن کی تعریف جو اصولِ فقہ میں مذکور ہے اور علم کلام میں جو اس کا حکم بیان فرمایا ہے وہ صحیح ہے یا نہیں اور اس تقدیر پر قرآن شریف کو کلامِ باری نہ کہنے والے کا کیا حکم ہے۔ اگر حقیقی ہے تو با وجود اور کلاموں کے اس صفتِ خلق

میں مشارک ہونے کے اُن کو کلامِ باری نہ کہا جاتے اور قرآن شریف کو کلام باری کہا جاتے وجہ فرق کیا ہے؟

(۴۳) کلامِ لفظی باری تعالیٰ میں اور کلامِ لفظی انسان میں مادہ حروفِ ہجا ہے یا وہاں کچھ اور۔

(۴۴) قدرت مجموعۂ کلام مستلزم قدرت علیٰ اجزائہ کو ہے یا نہیں، قدرت علی الاعلیٰ مستلزم قدرت علی الادنیٰ کو ہے یا نہیں۔

(۴۵) ممتنع بالذات کی علامت اور پہچان کہ جس کے صادق آنے سے اس کے مصداق کو ممتنع بالذات کہہ دیا جاتے ہے یا نہیں اگر ہے تو بیان ہو۔؟

(۴۶) دو شے میں باوجود اتحاد بالذات کے تغایر امکان بالذات اور امتناع بالذات کا ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(۴۷) مرکب کا وجود باعطائے وجودِ اجزا ہوتا ہے یا یہ بھی ممکن ہے کہ وجود فقط کل کا ہو اور اجزاء کُلاً یا بعضاً معدوم ہوں۔

(۴۸) صدق وکذب کی تعریف اور ہر ایک کی علت تامہ کیا ہے۔

(۴۹) صدق وکذب کلام کی ذاتیات سے ہے یا لوازمِ ذات یا وجود سے کہ جو اپنے ملزوم سے جُدا نہ ہو سکے یا عوارضِ منفکہ سے۔ ایک ہی کلام باعتبار دو وقتوں کے اختلافِ محکی عنہ کی وجہ سے صدق اور کذب میں مختلف ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(۵۰) امکانِ علت مستلزم امکانِ معلول کو ہے یا نہیں، معلول ممتنع بالذات ہو اور علتِ تامہ ممکن بالذات ہو، یہ ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(۵۱) صاحبِ مواقف کا ممتنع علیہ الکذب اتفاقاً فرمانا اس امتناع سے مراد بالذات ہے یا بالغیر، اگر بالذات ہے تو صاحب عمدہ و مسایرہ کا نقلِ اختلاف کیسا۔ اس میں کس کا کلام صحیح ہے پھر صاحبِ عمدہ اور صاحب مسایرہ میں کس سے غلطی ہوتی، صاف تحریر فرمایا جاتے بحوالۂ کتبِ کلامیہ۔

(۵۲) محقق دوانی نے جن حضرات کا مذہب جوازِ خلف فی الوعید لکھا ہے اس جواز سے مراد امکانِ وقوعی ہے یا ممتنع بالغیر ہے تو دلیعذکرہا) کی دلیل کیسے صحیح ہو گی کیونکہ عدمِ وقوع یقینی ہے اور اگر مراد امکانِ وقوعی ہے تو ان قائلین کو کافر یا فاسق خارج از اہلِ سنت والجماعت کیا کہا جائے گا۔ محقق دوانی نے اُن کی نسبت کیا کہا ہے؟

(۵۳) محقق دوانی کا ایسا جواب دینا کہ جس کی وجہ سے جوازِ خلف فی الوعید لازم نہ آئے۔ یہ جواب صحیح ہو یا نہ ہو۔ یہ امرِ آخر ہے لیکن اُن کی تاویل سے اس شخص کا مذہب جو جوازِ التخلف فی الوعید کا قائل ہے، نہیں بدل سکتا۔ فتویٰ اس کے باب میں مقصود ہے کہ وہ وقوعِ کذب کا قائل ہو کر کافر ہوا یا نہیں۔

(۵۴) علیٰ ہذا القیاس صاحب مسایرہ نے جو تحریر اکابر اشاعرہ کا مسئلہ حسن و قبح عقلی میں نقل کیا ہے۔ وہ لوگ بھی وقوعِ کذب کے قائل ہوتے یا نہیں ان کی نسبت کیا حکم ہے، آپ نے جو اس کلام کی تاویل المعتمد المستند کے اندر کی ہے۔ آپ کی شانِ مجددیت علم و فضل سے نہایت مستبعد ہے، مسایرہ کی عبارت بغور ملاحظہ ہو تب اس تاویل کا حال بخوبی معلوم ہو جائے گا۔ استحالہ کذب متفق علیہ ہو اور فرق فقط دلیل کا ہو تو اس تقدیر پر جو معتزلہ نے

کلام نفسی پر شبہ وارد کیا ہے، اس کا جواب کیا ہو گا، غور سے جواب دیا جائے اگر عبارت مسایرہ سے ان اکابر اشاعرہ کا مطلب فعلیہ کذب ثابت ہو، تب یہ اکابر اشاعرہ کا فہم فاسق کیا ہوئے۔

(۵۵) خداوند جل وعلا شانہ جو اپنے وعدوں اور وعیدوں کو پورا کرے گا وہ بالاختیار یا بالاضطرار۔ اگر بالاختیار ہے تو اختیار کے معنی بیان فرمائے جائیں۔

(۵۶) جن لوگوں کی نسبت جناب باری تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ وہ ہرگز ایمان قبول نہ کریں گے، ان کا مومن ہونا ممکن بالذات اور باوجود ممتنع بالغیر ہونے کے داخل قدرت ہے یا نہیں۔

(۵۷) علمِ باری تعالیٰ میں علم تابع معلوم ہے یا معلوم تابعِ علم۔ پہلے علمِ خداوندی متحقق ہوتا ہے پھر معلوم اس کے مطابق متحقق ہوتا ہے یا پہلے معلوم متحقق ہو جاتا ہے اس کے مطابق علم ہوتا ہے۔

(۵۸) کلام میں پہلے صدق اور کذب متحقق ہوتا ہے یا عدمِ موضوع یا اتصافِ موضوع بنقیض المحمول اور لعندہ اور تقدم کیسا ہے۔

(۵۹) صدق اور کذب صفت کلام کی ہے یا محکی عنہ کی یہاں حصر اضافی باعتبار محکی عنہ اور کلام کی ہے نہ اعتبار متکلم کے۔

(۶۰) صدق اور کذب کلامِ باری تعالیٰ اور کلامِ البشر دونوں میں ہم معنی ہیں یا کچھ فرق ہے تو بحوالہ کتاب بیان ہو۔؟

(۶۱) جیسے اتصافِ موضوع بالفعل بنقیض المحمول یا بعندہ مستلزم یا عین کذب کلام جزئی خاص ہے اسیطرح امکان اتصافِ موضوع بنقیض المحمول یا بعندہ یا امکان سلب المحمول عن الموضوع مستلزم امکان کذب

(۶۲) جمیع مومنین کو خالداً مخلداً جہنم میں داخل کرنے پر قدرت ہونے اور جمیع کفار کو خالداً مخلداً جنت میں داخل کرنا مقدور ہونا اگرچہ ہرگز ہرگز ثم ہرگز کبھی نہ ہو گا بلکہ مومنین جنت میں اور کفار دوزخ میں خالداً و مخلداً رہیں گے لیکن اگر چاہے تو ایسا ہو سکتا ہے اگرچہ ہرگز نہ چاہے گا اس میں اشاعرہ اور ماتریدیہ کا کچھ اختلاف ہے یا نہیں۔ اگر اختلاف ہے تو کیا حق کس کی جانب ہے اور آپ کا کیا مذہب ہے، اور عقیدہ مذکور کا معتقد کون ہے۔

(۶۳) باری تعالیٰ پر کوئی چیز واجب نہیں اس وجوب سے کیا مُراد ہے بالذات یا بالغیر۔ اگر بالذات ہے تو کیا مطلب اور تقریر مذہب کس طرح اور اگر واجب بالغیر ہے تو کیا مطلب ہے۔

(۶۴) واجب عقلی شرعی عادی علیٰ ہذا القیاس ممتنع ان کی تعریفیں اور احکام بھی جداگانہ فرمایئے اور یہ کہ فعل باری تعالیٰ واجب بالغیر یا ممتنع بالغیر عقلی شرعی، عادی سب داخلِ قدرت اور ممکن بالذات ہی کی قسمیں ہیں یا کوئی ان میں سے خارج عن القدرت اور واجب بالذات اور ممتنع بالذات کی قسم سے بھی ہے غرض ان کی تعریفات اور ہر قسم کی دیگر اقسام سے نسبت صاف بیان ہو۔

(۶۵) انسان اشرف المخلوقات ہے یا نہیں اگر نہیں تو اشرف المخلوقات کون ہے؟

(۶۶) انسان نوع ہے کہ نہیں۔ نوع کے افراد متحد بالذات ہوتے ہیں یا کہ نہیں۔

(۶۷) ایک انسان کی نظیر و مثال انسانیۃ و اوصافِ مختصہ بالانسانیۃ میں دوسرا انسان ہی ہو گا جو اس کے ساتھ متحد بالذات ہے یا دوسری نوع کا فرد بھی کسی انسان کی نظیر و مثالِ مذکور بن سکتا ہے۔ نظیر الشیٔ و مثال الشئے کی تعریف و

شرائط بیان ہوں۔

(۶۸) کسی انسان کی نظیر و مثال میں اتحادِ زمانہ بھی شرط ہے کہ نہیں۔ اگر شرط ہے تو جس قدر افرادِ انسان گزر چکے ہیں وہ سب ممتنع النظیر ہیں یا نہیں، اگر ہیں تو یہ امتناع بالذات ہے یا بالغیر اور یہ امتناعِ نظیر قابلِ مدح ہے یا نہیں اور اگر اتحادِ زمانہ شرط نہیں تو وہ امتناعِ نظیر جو موجبِ مدح ہے کون سا ہے اس کی کیا تعریف ہے۔ مفصل بیان فرمائیے:

(۶۹) ایک نوع کے بعض افراد ممکن و موجود اور بعض ممتنع بالذات و معدوم ہو سکتے ہیں یا نہیں اگر ہو سکتے ہیں تو تبدلِ ذات لازم آتا ہے یا نہیں۔

(۷۰) امرِ ممکن کی نظیر ممکن بالذات ہی ہوگی یا ممتنع بالذات بھی ہو سکتی ہے۔

(۷۱) کسی کلی ممکن کے افراد کی نسبت قدرتِ باری تعالیٰ متناہی ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(۷۲) کسی کلی ممکن کے افراد موجودہ کسی مرتبہ پر جا کر بقیہ افراد ممتنع بالذات ہو سکتے ہیں یا نہیں۔

(۷۳) قدرتِ باری غیر متناہی ہے۔ اہل سنت والجماعت کے نزدیک اس کا کیا مطلب ہے؟

(۷۴) کوئی مخلوق ایسا بھی ہے کہ قدرتِ باری میں اس کی نظیر داخل نہ ہو۔ وعدہ باری تعالیٰ یا عدمِ مشیتِ ایزدی امرِ آخر ہے۔ گفتگو نفسِ قدرت میں ہے اگر قدرتِ باری تعالیٰ کسی مخلوق کی نظیر پیدا کرنے سے عیاذاً باللہ عاجز ہے تو اس کی وجہ نظیر کی ذات ہے یا کوئی امرِ آخر خارج عن الذات۔ اگر ذات

ہے تو ذی نظیر کیسے موجود ہوا اور اگر امرِ خارج عن الذات ہے تو وہ نعوذ باللہ نقصانِ قدرت ہے یا کیا پھر یہ امتناع بالغیر ہے یا بالذات۔

(۷۵) کسی کلی ممتنع بالذات کا کوئی فرد موجود ہو سکتا ہے یا نہیں۔ کوئی مخلوق سوائے ممکن کے ممتنع بالذات یا واجب بالذات ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(۷۶) جمیع انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام افرادِ انسانی متحد بالذات ہیں یا مختلف الماہیات۔

(۷۷) اگر مختلف الماہیات ہیں تو وہ ماہیاتِ مختلفہ کلیات ہیں یا نہیں۔ اگر کلیات ہیں تو کلی کی کسی قسم میں داخل ہیں۔ واجد الواحد مع امکان الغیر او امتناعہ ہیں یا اور کسی میں اور پھر امتناعِ افرادِ آخر بالذات ہے یا بالغیر اور کلیات نہیں تو تشخصات، و وجودِ ہر واحد عینِ ذات ہیں یا نہیں۔

(۷۸) واجب تعالیٰ کی نظیر ممتنع بالذات ہے یا نہیں اگر ہے تو اس کی علت کیا ہے؟ اگر کسی اور شے کی نظیر ممتنع بالذات ہوگی تو اس کی علت بھی یہی ہوگی جو واجب کی نظیر میں پائی جائے گی یا کوئی دوسری وجہ بھی ہو سکتی ہے جو واجب کی نظیر میں نہ پائی جاتے۔

(۷۹) جس کی نظیر ممتنع بالذات ہو اس کا واجب بالذات یا ممتنع ہونا ضرور ہے یا نہیں۔

(۸۰) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے جملہ کمالات اور اوصافِ حمیدہ اور ان کا کسی زمانہ کے اندر موجود ہونا یہ تمام امور کلاً یا بعضاً ذاتیاتِ نبی یا نبوت یا ان دونوں کے لوازمِ ذات یا لوازمِ وجود سے ہیں یا عوارضِ منفکہ سے یا تفصیل ہے۔

(۸۱) جو شخص اس امر کا قائل ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اشرف المخلوقات، سید الاولین والآخرین، خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں، آپ کے بعد نہ کوئی نبی ہوا نہ ہے اور نہ ہو گا۔ یہ مسئلہ باجماع امت ثابت ہے اس کا منکر کافر ہے اور اس معنی کے اعتبار سے ختمِ نبوت بھی آپ کے لیے باتفاق امت متحقق و ثابت ہے مع ہذا۔ اگر ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں ختمِ نبوت کے معنی نبوت بالذات کے لیے جاویں کہ آپ کی نبوت بالذات ہے تو وجود نبی بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اگرچہ ہرگز کبھی نہ ہو گا۔ منافی خاتمیت بمعنی مذکور کے نہیں ہے (گو آپ کے بعد نبی کا قائل باتفاق امت کافر ہے اس واسطے کہ منکر ختم نبوت زمانیہ کا ہوا جو باجماع امت ثابت ہے) یہ شخص مسلمان ہے یا کافر ہے اگر کافر نہیں تو اس کا کافر کہنے والا کون ہے۔

(۸۲) قرآن شریف کے لیے ظہر و بطن جو حدیث میں آیا ہے اس کے کیا معنی اور باطنی معنی کے وقت ظاہری معنی بھی مراد لیتے ہیں یا وہ متروک ہوتے ہیں! حدیث[1] کے واسطے بھی ظہر و بطن ہوتا ہے یا نہیں۔

(۸۳) وہ باطنی معنی کیوں لیے جاتے ہیں، ان کی کیا ضرورت ہوتی ہے اور ان معنی کے واسطے کس علم کی ضرورت ہے، ان معنی کی صحت کے کیا شرائط ہیں مفصل بیان ہوں۔

(۸۴) کسی حدیث صحیح کو خواہ مخواہ ترک کرنا کیسا ہے اگر کوئی حدیث صحیح

---

[1] ضمیر ۹۲ ہے ۱۲۔

بظاہر دوسری حدیث صحیح یا آیت کے متعارض ہو تو تعارض قائم کر کے ایک کو ترک کرنا چاہیے یا ایسے معنی لینا مناسب ہیں جو تعارض باقی نہ رہے حنفیہ کا اس میں کیا مسلک ہے، بحوالہ کتاب بیان ہو۔

(۸۵) کسی حدیث کو اگر بوجہ ظاہری تعارض کے کسی نے متروک کیا ہو تو کیا جب اس کے معنی صحیح بھی بن سکتے ہوں اس وقت بھی وہ متروک ہی رہے گی یا غیر متروک۔ آج کل کے علماء میں اگر کوئی شخص معنی غیر متعارض بیان کرے تو کیا وہ غیر مقبول ہوں گے اگر غیر مقبول ہیں تو کس وجہ سے۔ اس کا ہمارا ہمعصر یا قریب العہد ہونا وجہ رد ہے یا کوئی دوسری وجہ۔

(۸۶) ایک وقت میں اگر چند افراد ایک کلی کے موجود ہوں اور بعد میں اس کلی کے افراد منقطع ہو جاویں تو وہ تمام افراد خاتم زماں ہوں گے اور سب کو خاتم افراد کہہ سکتے ہیں یا بعض کو اور وہ کون ہیں یا کوئی بھی نہیں۔

(۸۷) آیت[1] خاتم خاتم زمانی کے منافی ہے یا خاتم بمعنے متصف بالذات کے۔

(۸۸) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی نبی کے امکانِ ذاتی کا قائل اور آپ کے بعد جواز (بمعنی امکان ذاتی) نبی کا معتقد بھی منکرِ خاتمیت یا کسی امر قطعی النبوت کا ہے یا نہیں اگر کافر نہیں تو اس کو کافر کہنے والا کیا ہے آپ کے بعد نبی کا امکانِ ذاتی خاتمیت کو باطل کرتا ہے یا نہیں، اور یہ عقیدہ مستلزم امکانِ کذب باری تعالیٰ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کو ہے یا نہیں۔

(۸۹) جب کوئی شخص آپ کے بعد امکانِ ذاتی نبی کا قائل ہو تو اس عقیدہ

---

[1] یعنی اگر آیت میں خاتم زمانی مراد لیا جائے تو اس کے واسطے وجود نبی بعد خاتم منافی ہے یا آیت میں خاتم بمعنی متصف [illegible]

کے موافق ایک وقت میں آپ کے بعد دو چار دس بیس نبی بھی ممکن ہوئے اور فرض کرو کہ اُن کے بعد پھر کوئی نبی متحقق نہ ہو تو یہ سب کے سب خواتم ہوں گے یا نہیں اور یہ شخص جو امکانِ خواتم کا بھی قائل ہے کافر و فاسق و خارج از اہل سنت والجماعت ہو گا یا نہیں۔

(۹۰) اگر آپ کو نبی بالذات کہا جائے اور دوسرے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو نبی بالعرض تو یہ فرقِ بالذات و بالعرض کا منافی مساوات و مماثلت کو ہے یا نہیں اور اس عقیدہ کے موافق اب کوئی نبی بھی آپ کے مماثل ہو نہ سکے گا یا جب خاتم کے معنی فقط خاتم زمانی کے لیے جائیں اس وقت آپ کی نظیر ممتنع ہو گی۔ شان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مناسب کون سے معنی ہیں۔ معنی ختم زمانی تو متفق علیہ ہے اس پر اگر خاتمیت بمعنی اتصاف بالذات بھی ثابت کی جائے تو اس میں رفعتِ شانِ والا ہے یا نہیں۔

(۹۱) ہر سلسلہ اوصافِ عرضیہ میں متصف بالذات ایک ہی ہو گا یا متعدد بھی ہو سکتے ہیں۔ مدلل بیان ہو اثر ابن عباس رضی اللہ عنہ دربارۂ خواتم سبعہ صحیح الاسناد ہے یا نہیں، اگر نہیں تو کس وجہ سے اگر ہے تو اس کے کیا معنی۔ اگر آپ معنی صحیح نہ بیان کر سکیں تو کیا وُہ حدیث اس وجہ سے غلط ہو سکتی ہے اگر کوئی تصحیحاً للحدیث خاتم النبیین کے معنی متصف بالذات کہے اور خاتم زمانی جو باجماع ثابت ہے اس کا بھی مقر ہو اور بر تقدیرِ صحتِ حدیث ان خواتم سبعہ کو اظلالِ محمدی کہے تو اس میں کیا وجہ کفر کی ہے۔ بشرطِ صحت اسناد حدیث کو غلط یا متروک کہنا مناسب ہے۔ یا یہ معنی یا کوئی اور معنے (یہ مناسب ہے کہ) یہ معنی مذکورہ اختیار کیے جائیں یا (اگر کوئی اور شخص) کوئی اور (یا) ایسے معنی بیان کرے اور جو صحیح بھی

ہو اور ترکِ حدیث بھی لازم نہ آئے) غور سے بیان ہو؟

(۹۲) اگر خاتم کے معنی خاتم زمانی ہی کے لیے جائیں اور بھی آپ کے زمانے میں طبقاتِ ارض میں فرضاً انبیاء ہوں تو کیا خاتم زمانی کے منافی ہے یا نہیں اگر ہے تو مدلل بیان فرمایا جاوے اگر نہیں تو وجہ ردِ اثر مذکور کیا ہے۔ اثرِ مذکور کس آیت یا حدیث کے منافی ہے۔ استقرارِ شمس کا محل اور جو معنی حدیث میں آئے ہیں وُہ صحیح اور معتمد علیہ اہل سنت ہیں یا نہیں۔ وُہ کسی قطعی دلیل کے منافی ہیں یا نہیں۔ ہیں تو صحیح حدیث کی کیا صورت ہے۔

(۹۳) جب کسی حدیث کے معنی بظاہر نہ معلوم ہوں تو اس کو غلط ہی کہنا یہی قاعدہ کلیہ ہے یا کہیں اس قاعدہ کا خلاف بھی کیا گیا ہے۔ غرض اس بحث کو مفصل بیان فرمائیے۔

(۹۴) جب خاتم کے معنی خاتم زمانی کے لیے جاویں اور آپ کے بعد کوئی شخص امکانِ نبی کا قائل ہو تو یہ امکانِ نبی مستلزم امکانِ کذبِ کلامِ باری تعالیٰ و لکن رسول اللہ وخاتم النبیین کو ہے یا نہیں اگر ہے تو اس کا معتقد کافر ہے یا نہیں اور اگر مستلزم امکانِ کذبِ کلامِ باری تعالیٰ کو نہیں تو وجودِ نبی آپ کے بعد بھی مستلزم کذبِ کلامِ مذکور کو ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو جب وجودِ نبی مستلزم کذبِ کلامِ مذکور کو ہے تو امکان نبی مستلزم امکانِ کذبِ کلامِ مذکور کیوں نہ ہو گا اور اگر وجودِ نبی آپ کے بعد بھی مستلزم کذبِ کلامِ مذکور کو نہیں تو پھر کلامِ مذکور کے کذب کی کیا صورت ہے بطور بیان ہو۔

(۹۵) اگر کسی کلی کے کچھ افراد موجود ہو کر منقطع ہو جاویں تو آخر افراد کو خاتم افرادِ متحققہ

کہا جائے گا یا افرادِ محققہ اور مقدرہ دونوں کا خاتم ہے۔

(۹۶) اس آخر افراد کو جو وصف خاتم افراد ہونے کا ملے گا اور کسی وجہ سے ضروری ہو جائے تو بقیہ افرادِ مقدرہ چونکہ مبطلِ وصفِ خاتمیتِ خاتم ہیں ممتنع بالذات ہوں گے یا ممکن بالذات ممتنع بالغیر اور یہ وصفِ خاتمیت آخر افرادِ محققہ کا ذاتی ہے یا لازمِ ذات یا وجود ہے یا کس قسم کا ہے مفصل بیان ہو۔

(۹۷) واجب الوجود کلی ہے یا جزئی ہے اگر کلی ہے تو مانعِ تعدد نفس مفہوم ہے تو کلیت کیسی اور اگر امر آخر ہے تو وہ کون ہے اور منافی وجوبِ ذاتی ہے یا نہیں اور اگر جزئی ہے تو فرد ہے یا حصہ ہے یا شخص پھر شخص وغیرہ کے کیا معنی ہیں پھر تشخص اور وجود عین ذات ہے یا غیر۔ نہایت غور سے بیان فرمایا جاوے یا جزئی کلی کچھ بھی نہیں تو پھر کیا کہا جائے اور حصر کلی و جزئی باطل ہوا یا نہیں۔

(۹۸) شریک ونظیر الباری کی حقیقت اگر واجب الوجود ہے یا ذات کے لیے وجود ضروری ہے یا عین وجود ہے تو مثل واجب تعالیٰ کے وہ بھی موجود اور واجب بالذات ہوتا اور اگر اس کی حقیقت واجب الوجود نہیں یا ذات کے لیے وجود ضروری نہیں یا وجود عین ذات نہیں تو وہ شریک ونظیر الباری کیسے ہوگا۔

(۹۹) جب ارادہ باری تعالیٰ کسی شخص کے وجود یا عدمِ وجود کے ساتھ متعلق ہو یا ممکن کا احد الطرفین واقع ہو جائے یا احد الطرفینِ ممکن کے ساتھ وعدہ یا وعید باری تعالیٰ متعلق ہو تو وہ جانب واجب یا ممتنع بالغیر ہو گی یا نہیں

اور باوجود اس وجوب یا امتناع کے امکان باقی رہے گا یا امکان سے خارج ہو کر وجوب وامتناع ذاتی تک پہنچے گا۔

(۱۰۰) اگر ممکن مذکور ممکن بالذات ہی رہے گا تو اللہ تعالیٰ نے جس ارادہ اور قدرتِ الٰہیہ سے اس کو وجوب یا امتناع بالغیر عطا فرمایا ہے پھر بھی وہ خداوند کریم باختیارِ خود اس وجوب وامتناع غیری کو اٹھا کر دوسری جانب کو بیا وصاف رحمت فرما سکتا ہے یا نہیں، اگر نہیں تو جبر لازم آتا ہے یا نہیں اور ممکنات کا خارج عن القدرت ہونا لازم آئے گا یا نہیں اگر لازم آئے گا تو منافی الوہیت ہے یا نہیں۔

(۱۰۱) خداوند کریم وحدہ لاشریک ہے لیس کمثلہ شیء ہے شریک فی الذات اور شریک فی الصفات کی تعریف بحوالہ کتاب بیان ہو پھر یہ کہ خداوند کریم کے واسطے نفی شریک فی الذات و فی الصفات دونوں ثابت ہیں یا ایک توحید فی الذات او فی الصفات دونوں کی ضرورت ہے یا فقط ایک کی کتبِ کلام کا حوالہ ہونا ضروری ہے۔

(۱۰۲) ذات وصفات باری تعالیٰ داخلِ قدرتِ باری تعالیٰ ہیں یا نہیں۔ باری تعالیٰ اپنی ذات پر تصرف کر سکتا ہے یا کسی صفت کو کسی مخلوق کو دے سکتا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو اس کا معتقد کہ فلاں صفت باری تعالیٰ کی فلاں شخص میں موجود ہے شرک ہے یا نہیں۔

(۱۰۳) جملہ صفاتِ باری تعالیٰ سمع وبصر وقدرت وارادہ علم وغیرہ غیر متناہی ہیں یا متناہی، اگر غیر متناہی ہیں تو بالفعل یا بالقوہ۔ اگر بالفعل ہیں تو دلائلِ ابطال

تسلسل جاری ہوتے ہیں یا نہیں۔

(۱۰۴) کسی بشر کی بھی کوئی صفت دُنیا میں غیر متناہی بالفعل ہو سکتی ہے یا نہیں، بمعنی لاتقف عند حد بھی ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(۱۰۵) صفات مختصہ باری تعالیٰ کون کون سی ہیں جو بشر میں بالذات یا بالعرض کسی طرح بھی نہ ہو سکیں۔ جو چیز شریک ہے وہ تمام مخلوقات کی نسبت شرک ہے یا کوئی چیز ایسی بھی ہے کہ بعض مخلوقات کو ثابت کی جاوے تو شرک ہو اور بعض کو ثابت کی جاوے تو شرک نہ ہو اگر ہے تو وہ صفت کیا ہے اور وہ بشر کون ہے۔

(۱۰۶) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں کوئی صفت مختصہ خداوندی بالذات یا بالعرض آسکتی ہے یا نہیں۔

(۱۰۷) جملہ ممکنات میں جملہ صفات بالعرض یعنی باعطاء الٰہی ہیں یا کوئی صفت بالذات یعنی بغیر عطاءِ الٰہی بھی ہے یا ہو سکتی ہے یا ہوئی ہے۔؟

(۱۰۸) کسی ممکن یا کسی بشر یا ولی یا نبی کی نسبت یہ اعتقاد رکھنا کہ فلاں میں جملہ صفات خداوندی بالعرض یا بالذات ہیں۔ موجبِ کفر و شرک ہے یا نہیں۔

(۱۰۹) جملہ بنی آدم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ادراکات بالعرض ہیں یا جو اشیائے غائبہ ہیں فقط اُن کا ہی بالعرض ہے یعنی باعطاء۔ باری تعالیٰ اور اشیائے حاضرہ کا بالذات یعنی بغیر عطاء خداوندی۔ اگر کسی علم کی نسبت بالذات کا اعتقاد کیا جائے تو یہ عقیدہ شرک و کفر ہو گا یا نہیں۔

(۱۱۰) غیب کے کیا کیا معنی ہیں اور کونسی معنی علم غیب کے مختص باری تعالیٰ

ہیں یا نہیں۔ فقہا جس غیب کی نسبت یہ کہتے ہیں، اگر غیر اللہ کے لیئے ثابت کیا جائے تو کفر و شرک ہے۔ وہ غیب کونسا ہے، بحوالہ کتاب بیان ہو اجتہاد اور مجددیت کو دخل نہ دیا جائے، مسلکِ حنفیہ کیا ہے۔

(۱۱۱) فقہا۔ کا یہ مطلب دکہ مختص بالباری تعالیٰ علمِ غیب بمعنی علم بالذات کے ہے۔ یعنی اشیاء۔ غائبہ کا علم بالذات اللہ تعالیٰ کو ہے۔ کسی کے واسطے علم غیب بالذات ثابت کرنا کفر اور شرک ہے نہ بالعرض صحیح ہے یا نہیں اگر صحیح ہے تو تخصیص کی وجہ کیا ہے۔ اگر اشیاء۔ حاضرہ کا علم بالذات کسی نبی ولی کو ثابت کیا جائے تو کیا وہ شرک اور کفر نہ ہو گا جیسے فقہا۔ نے علمِ غیب کو بیان کیا ہے ویسے ہی کہیں علم بالشہادہ کو بھی بیان فرمایا ہے جو اولیٰ بالبیان تھا یا نہیں علاوہ ازیں تمام غیبیات کلی کا یہی حال ہے یا کچھ فرق ہے۔ وجہ تخصیص کیا ہے۔ دوسرے یہ قید کسی کلام میں بالصراحت مذکور بھی ہے یا نہیں۔ اور اگر یہ تاویل صحیح نہیں تو علمِ غیب بالعرض غیر اللہ کے واسطے ثابت کرنے والا بھی کافر ہو گا یا نہیں۔ دوسرے علمِ غیب بالعرض اکثر اولیاء۔ کو بھی اکثر اشیاء۔ کا ثابت ہے۔ پھر تکفیر کا کیا مطلب ہے بغور بیان ہو یعنی تکفیر بھی اہلِ قبلہ کی ہے کہ جس کی نسبت یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم بالذات خیال کرے گا۔ فقہا۔ نے بدگمانی کیوں کی اور وہ بھی جس کی نوبت کفر تک پہنچی۔

(۱۱۲) علم بالفعل جمیع اشیاء۔ کا بحیث لا یشذ عنھا احد۔ اور وہ بھی علم حاضر جس پر کبھی ذہول اور سہو نسیان طاری نہ ہو۔ خاصہ باری تعالیٰ ہے یا نہیں۔

اگر ہے تو اس کو غیر اللہ کے واسطے ثابت کرنے والا کافر و مشرک ہے یا نہیں

(۱۱۳) علمِ غیب مذکور کی تخصیص بالباری تعالیٰ نہیں تو ہر شخص کو ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اگر ہو سکتا ہے تو کسی کو ہوا بھی ہے یا نہیں۔ اگر ہر شخص کو نہیں ہو سکتا ہے تو تخصیص بالاولیاء ہے یا بالانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام یا دونوں میں ممکن ہے۔ اگر ممکن ہے تو بدرجہ فعلیہ بھی آیا ہے یا نہیں اگر آیا ہے تو وہ افراد کون کون ہیں۔

(۱۱۴) علمِ غیب مذکور ذاتیات نبی یا نبوت یا ولی یا ولایت یا خاصہ لازمہ ذات یا وجود سے ہے یا نہیں اگر نہیں تو پھر کس ولی یا نبی کو یہ رتبہ عنایت ہوا اور کس کو نہیں اور جن کو عنایت ہوا کب ہوا، خصوصاً سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو

(۱۱۵) یہ اعتقاد کہ فلاں ولی یا نبی یا خصوصاً سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علمِ غیب بمعنی مذکور عطا ہوا ہے۔ اول تو یہ مسئلہ کس درجہ کا ہے۔ اس کا اعتقاد ضروریاتِ دین سے ہے یا نہیں اس کے اعتقاد نہ رکھنے سے کچھ نقصان ہے یا نہیں۔ اس کی نسبت کتبِ عقائد میں کچھ ذکر ہے یا نہیں۔ سلف سے اس کے بارے میں کچھ مذکور ہے یا نہیں۔ قرآن شریف میں اس کی نسبت کچھ ذکر ہے یا نہیں۔ اس عقیدہ کے واسطے کس درجہ کی دلیل کی ضرورت ہے اور اس درجہ کی دلیل یہاں موجود ہے یا نہیں اور یہ علم کس وقت عنایت ہوا اس کا بیان بھی ہے یا نہیں۔

(۱۱۶) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو جو علوم عطا ہوتے ہیں ان پر سہو و نسیان مطلقاً طاری نہیں ہوتا ہے یا تفصیل ہے۔ مذہب محققین اہلسنت والجماعت

کیا ہے۔ بحوالہ کتاب جواب مرحمت ہو۔

(۱۱۷) قرآن شریف یا احادیث میں جو لفظِ کل شیٔ پر واقع ہے وہاں تمام جگہ جمیع افرادِ شے بحیث لایشذ عنہ واحد مراد ہیں یا بعض جگہ کسی خاص نوع کے افراد پر بھی حکم کیا گیا ہے اور جب یہ اطلاق بھی ثابت ہے تو اب اگر کسی جگہ کل شے کا لفظ واقع ہو تو بدون کسی دوسری دلیل عموم کے فقط یہی لفظ دلیل عموم جمیع اشیاء بحیث لایشذ عنہا واحد ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(۱۱۸) قرآن شریف میں بکثرت اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے علمِ غیب ثابت فرمایا ہے، اس سے مراد بالذات ہے یا مطلقاً۔ اگر بالذات ہے تو فقط اس کی تخصیص کی کیا وجہ ہے۔ علاوہ اس کے کفار نے کیا کسی کے لیے علمِ غیب بالذات کبھی ثابت بھی کیا تھا جس کی نفی کی اس قدر شد و مد سے ضرورت ہوئی۔ دوسرے علم بالذات کی نفی اگر کرنی تھی تو اشیاء۔ موجودہ احق بالنفی تھیں بخلاف اشیاء۔ غائبہ کے۔

(۱۱۹) اگر کسی نبی یا ولی کی نسبت چند اشیاء۔ غائبہ کا علم مطلقاً یا خاص وقت میں ثابت ہو یا علمِ مطلق الغیب ہونا "العلم المطلق للغیب المطلق" تو ایسے شخص کی نسبت کسی خاص شی کو جو اشیاء۔ غائبہ معلومہ میں داخل نہ ہو، یا دخول عدم دخول معلوم نہ ہو یا دخول معلوم ہو مگر وقت مخصوص کے سوا دوسرا وقت ہو معلوم کہا جائے گا یا غیر معلوم یا کیا ایسے شخص کی نسبت اگر یہ کہا جائے کہ ہم نہیں کہہ سکتے ہیں کہ علم ہے یا نہیں، اگر علم دیا گیا ہے تو ہے ورنہ نہیں تو کیا یہ عقیدہ کفر ہے یا اس میں ولی یا نبی کی توہین ہے۔ اگر کوئی شخص

شئ موصوف کا مطلقاً یا غیر وقتِ معین میں عالم کہے تو حسبِ تصریحاتِ فقہاء کافر ہوگا یا نہیں اور جس ذریعہ سے علمِ غیب حاصل ہوا ہے وُہ مثل دیگر ذرائع علم کے ہر وقت حاصل ہے اور وُہ شخص ہر شے کا بلا شرط مدرک اور برخلاف حواس کے غلطی سے مامون ہے یا اُس کا کوئی اور حکم ہے۔

(۱۲۰) اگر کسی اذل خلائق کو کسی ادنیٰ شے کا علم یا قدرت کسی نص سے ثابت ہو اور کسی ولی یا نبی کی نسبت وُہ خاص شے منصوص بعلم یا قدرت نہ ہو تو اگر اس شے کا علم اول کو ثابت کیا جائے نہ ثانی کو تو کیا اس میں اول کی تعظیم اور توقیر اور ثانی کی ذلت و توہین ہوگی اور وُہ تمام علم و فضل کمالاتِ ولایت و نبوت اب جاتے رہیں گے۔ اگر ذلیل پیشوں یا ناجائز علموں کو جو آج کل کے مزدور وضاع چوڑھا کو جانتے ہیں اُن کو تو ثابت کیا جائے اور اولیا۔ اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم سے نفی کی جائے یا سکوت کیا جائے تو یہ لوگ اولیائے کرام اور انبیائے عظام سے بڑھ جائیں گے یا اس میں اولیا۔ اور انبیا علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کی توہین لازم آئے گی اور نافی یا ساکت کافر ہو جائے گا۔

(۱۲۱) اگر کوئی شخص کوئی کلام کہے اور دوسرا شخص اس کے معنٰی لازمی یا لازم در لازم کہہ کر توہینِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام یا خلافِ شانِ عظمتِ خداوندی ثابت کرے اور متکلم کو ان معنی لازمی کا مدت العمر کبھی خیال بھی نہ آوے اور یہ شخص جو اس کلام کے معنی لازم لیتا ہے۔ عوام اہلِ اسلام کے اقوال و افعال کو باوجود خلافِ مشاہدہ کے حسنِ ظن کی بنا۔ پر ان محاملِ حسنہ پر حمل کرتا ہے کہ جن کو عام اہلِ اسلام جانتے بھی نہیں ہیں اور علماء کے کلام کے معنی بگاڑتا ہے

تو اب متکلم مذکور اس معنٰی لازمی غیر مراد کے بیان پر کافر فاسق یا خارج از اہلِ سنت والجماعت ہو سکتا ہے یا نہیں اگر نہیں تو اس معنی لینے والے کے واسطے کیا حکم ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم کل اشیاء بحیث لا یشذ عنہا واحد کا ثابت کیا جائے تو شرک فی صفت علم الغیب واحاطہ علیٰ جمیع اشیاء میں لازم آتا ہے یا نہیں۔ اس کے معتقد کا کیا حکم ہے۔ اور علمِ کلام میں اس عقیدہ خاص کی نسبت کچھ ذکر ہے یا نہیں۔ اگر نفی شرک کے واسطے فرق علم بالذات اور علم بالعرض کا کافی ہے تو اگر کوئی شخص علم بالذات ہی کا قائل ہو تو بوجہ حدوث و قدم کے نفی شرک نہ ہو جائے گی علیم الٰہی قدیم و علیمِ محمدی حادث تو یہ عقیدہ بھی شرک ہوگا یا نہیں۔

(۱۲۲) عالمِ آخرت میں یادِ علومِ آخرت کی ہوگی یا نہیں فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ اعین کے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی مصداق ہونگے یا نہیں خصوصاً حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اگر زیادتی ہوگی تو جب یہیں تمام اشیاء کا علم مرحمت ہو گیا تو وہاں کونسی ترقی علمی ہوگی جو اعظم الترقیات ہے۔ والآخرۃ خیر لک من الاولیٰ کیسے متحقق ہوگا۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں بعض کو بعض پہ فضیلت علمی ہے یا سب مساوی ہیں فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ اعین کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مستحق ہیں یا نہیں؟

(۱۲۳) اگر کوئی شخص کسی مخلوق میں بھی علم و قدرت سمع و بصر وغیرہ جمیع اشیاء کا بحیث لا یشذ عنہا واحد ثابت کرے اور یہ بھی کہے کہ یہ تمام صفات باعطائے الٰہی فلاں شخص میں ہیں تو وُہ شخص مشرک ہوگا یا نہیں؟ اس کی دلیل کیا ہے نزدیک ثابت ہو نہ ہو؟ یہ امر آخر ہے گفتگو اس میں ہے کہ نفسِ عقیدہ شرک ہے یا نہیں، دلیل اگر ثابت نہ ہوگی تو جھوٹا ہوگا، کافر و مشرک بھی کہہ سکیں گے یا نہیں۔

(۱۲۴) کسی مخلوق کی نسبت گو وُہ ولی ہو یا نبی، یہ عقیدہ رکھنا کہ تمام صفات

خداوندی کا مظہر تام ہے، ہوالاول والآخر والظاہر والباطن وھو بکل شیء علیم و بکل شیء محیط۔ و علی کل شیء قدیر۔ و بکل شیء شہید و ھو معکم اینما کنتم اُس کی شان ہے۔ جمیع اشیاء پر قدرت خلق جمیع اشیاء، احیاء، اماتت، رزق، مرض، صحت، غنا، افلاس، خشکی، بارش غرض جو کچھ کہ دُنیا میں ہو رہا ہے وُہ اس کی قدرت سے ہوتا ہے سب کو وُہی مارتا ہے، جلاتا ہے، وہی رزق دیتا ہے، جس قدر انعامات وغیرہ مخلوقات پر ہوتے ہیں وُہی کرتا ہے، سب کو دیکھتا ہے، سب کلاموں کو سنتا ہے علم سمع بصر الوہی قدرت الٰہیہ اس کے زائد نہیں بلکہ قدرتِ الٰہیہ سے اب دُنیا میں کچھ نہیں ہوتا جو بالذات ہے، جو کچھ ہو رہا ہے اس شخص کی قدرت بالعرض سے ہوتا ہے جو بعطیۂ الٰہی اس کو ملی ہے، اول تو یہ عقیدہ شرک و کفر کا ہے یا نہیں اس کی نسبت علمائے سلف نے کچھ لکھا ہے یا نہیں، دوسرا امر یہ ہے کہ اگر یہ عقیدہ کفر نہیں تو پھر اس کا اعتقاد ضروری ہے یا نہیں اور اس کے واسطے کسی نص کی ضرورت ہے اور وُہ نص کیا ہے اور ایسا شخص ہونا ضروری ہے یا نہیں؟

(۱۲۵) اگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں ہے تو کون ہے اور اولیاء میں ہے تو کون ہے یا دونوں گروہ میں بعض خدمات بعض کے متعلق ہیں اور بعض بعض کے مفصل بیان ہو۔

(۱۲۶) زید کا یہ عقیدہ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید الاولین و الآخرین ہیں، تمام دنیا کے علوم آپ کے علوم کے سامنے اتنی نسبت بھی نہیں رکھتے جیسا ذرہ آفتاب کے سامنے معہذا علوم نبویہ کو علمِ الٰہی کے سامنے بھی یہی نسبت ہے جن اشیاء کی نسبت آپ کا علم قرآن و حدیث سے ثابت ہے اس میں تو کوئی مسلمان کیسے کلام کر سکتا ہے، ہاں جن اشیاء کا علم کسی نص سے ثابت نہیں اسکی نسبت اگر آپ کو علم مرحمت ہُوا ہے تو ہے ورنہ نہیں ہم نہیں کہہ سکتے کہ آپ کو اسکا علم ہے یا نہیں اس ثبوتِ علم کیواسطے دلیل چاہیئے یہ عقیدہ زید کا کفر ہے یا نہیں اگر ہے تو علم انبیاء کی نسبت حضور سید الاولین و الآخرین صلی اللہ علیہ وسلم

(۱۲۷) احکام تمامہ فرض، واجب، سنت، موکدہ، مستحب، مباح، حرام، مکروہ تحریمی، مکروہ تنزیہی کی علیحدہ تعریف اور ہر ایک کا حکم جدا جدا صاف بیان ہو اور پھر ان امور متفقہ اور مختلفہ کا ایک ہی حکم ہے یا جداگانہ فرض متفق علیہ منکر کا جو حکم ہے مختلف فیہ کا بھی وہی ہے یا دوسرا ہے علیٰ ہذا القیاس اور ایک تھا اگر دوسرے کا تارک کیا جائے یا اعتقاد کیا جائے تو یہ جائز ہے یا ناجائز ہے، ہر تغیر کا جدا جدا حکم بحوالہ کتاب بیان ہو اور ایک مرتبہ کیساتھ دوسرے مرتبہ کا سا عمل کرنا اس کا کیا طریقہ ہے اور کیا علامت ہے، زبان سے انکار کرے مگر عمل کچھ مرتبہ میں ایک کو دوسرا کر دے تو اسکی پہچان کیسے ہو کہ اسکا انکار زبانی صحیح ہے یا غلط مفصل بیان ہو۔

(۱۲۸) مطلق بدعت کی تعریف پھر سیئہ اور حسنہ علیٰ ہذا القیاس سنت کی تعریف بحوالہ کتاب بیان ہو نیز یہ بھی کہ بعض امور کو فقہاء بدعت کہتے ہیں اور دلیل میں ”لم یثبت“ نقل فرماتے ہو اور بعض جگہ مستحب کا حکم لگاتے ہیں حالانکہ لم یثبت میں وُہ بھی شریک ہوتی ہے تو اس کا کوئی کلیہ ہو کہ فلاں قسم کی شے تو قرونِ ثلاثہ میں نہ ہونے کی وجہ سے بدعت سیئہ ہو جائے گی اور فلاں قسم کی نہیں تو بیان ہو ورنہ حصر اقرار کیا جائے ”کل بدعۃ ضلالۃ“ کلیہ غیر مخصوص عنہ البعض ہے یا نہیں۔ اول ہے تو تقسیم بدعت حسنہ اور سیئہ کی طرف کیسے مفصل بیان ہو اور ثانی ہے تو دلیل تخصیص اور تقسیم بدعت میں نزاع حقیقی ہے یا لفظی۔

(۱۲۹) کسی نفل و مباح پر ملازمت کرنی اور ایک یہ کہ دوسرے نہ کرنے والے یا واجب فرض نہ کرنے والے یا عمل پر مداومت نہ کرنے والے یا عملاً فرض واجب نہ جاننے والے پر طعن کرنا ان دونوں میں فرق ہے یا نہیں اور صورت ثانیہ تغیر حکم مذموم میں داخل ہے یا نہیں۔

(۱۳۰) اگر کسی مسئلہ میں اختلاف ہو اور اس کی بعض صورتیں ایسی بھی ہوں جو

بالاتفاق جائز ہوں تو متفق علیہا کو کرنا بہتر ہے یا مختلف فیہا کو۔ آج کل شادی غمی، ایصالِ ثواب عبادات میں کچھ بدعات، سیئات بھی رائج ہیں یا کل مستحب ہی ہیں اگر ہیں تو اُن کی تفصیل بیان ہو یا کسی کتاب میں لکھی ہوں تو ان کا حوالہ دیا جائے جو آپ کے نزدیک معتبر ہو۔؟

(۱۳۱) اگر کسی موقع پر کوئی طریقہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یا قرونِ ثلاثہ سے ثابت ہو تو اُس کو ترک کر کے دوسرا طریقہ ایجاد کرنا یا اس میں زیادتی مختلف فیہا پیدا کرنا بہتر ہے یا اس پر اختصار کرنا بغور بیان ہو۔

(۱۳۲) بندہ کون کون سے افعال بجز خداوندِ کریم کسی اور کے لیے نہیں کر سکتا اس کا قاعدہ کلیہ کیا ہے جس فعل میں شرک و عدم شرک دونوں کا احتمال ہے شرک و عدم شرک سمجھنا علماء کی نیات اور تاویلات پر موقوف ہو جس کو عوام نہیں جانتے ہیں۔ اس صورت میں اس فعل کا کرنا بہتر ہے یا نہ کرنا۔

(۱۳۳) مجلس میلادِ مروجہ ہند، عرسِ مروجہ ہند، سجدہ و طواف و چادرِ قبور نذر لغیر اللہ تعالیٰ شیخ سدو کا بکرا، استمدادِ عوام اولیائے کرام سے۔ فاتحہ سوم، دہم چہلم فاتحہ مروجہ بہ تعیین جمعرات و تعیین جگہ وغیرہ تعزیہ بنانا، اس کو سجدہ کرنا، حوائج کی عرضیاں لٹکانا، سہرا باندھنا، قبروں پر پھول چڑھانا غرض شادی اور غمی میں جو امور مروج ہیں، یہ امور مختلف فیہا ہیں تو کیا اختلاف ہے اور ان امور کے کرنے کے واسطے کوئی ایسی صورت بھی ہے جو متفق علیہا اور جائز ہو

(۱۳۴) اگر ہے تو اُس کا کرنا بہتر ہے یا مختلف فیہا کا اور آپ کا اس میں کیا عقیدہ ہے۔

(۱۳۵) حلت اور حرمتِ اشیاء۔ رنگ و جثہ جانوروں پر موقوف ہے اور ان کے رنگ اور وضع کو کچھ دخل ہے یا ذی ناب و ذی مخلب و منصوص علیہ الحرمۃ ہونے کو۔ مدارِ حرمت اگر کچھ ہے تو حسبِ تصریحات فقہا۔ بیان فرمایا جائے نجاست کو کسی شے کے ساتھ ملا کر کھانا یا علیحدہ کھانا اس میں کیا فرق ہے

(۱۳۶) کوا جو گھروں میں رہتا ہے اور کبھی نجاست کبھی دانا کھاتا ہے اس کا حکم فقہ حنفیہ میں حلت ہے یا حرمت ہے۔ شامی، عینی، ہدایہ، فتح القدیر، عالمگیریہ، بزازیہ، بحر الرائق وغیرہ میں کیا مذکور ہے۔ ان فقہا نے جو حکم بیان فرمایا ہے وہ صحیح ہے یا غلط ہے تو منشا غلطی کیا ہے اور صحیح حکم کس کتاب میں مذکور ہے۔

(۱۳۷) عقعق کوا ہے یا نہیں۔ عبارتِ فقہاء سے کیا ثابت ہوتا ہے۔ اگر واقعی کوا ہو تو اس مطلب کے ادا کرنے کے واسطے کیا عبارت ہونی چاہیے۔

(۱۳۸) سادات میں کوئی بدعقیدہ نہیں ہو سکتا۔ یہ عقیدہ کیسا ہے اس کا اعتقاد کیسا ہے، اس کا اعتقاد رکھنے والا کیسا ہے۔ اور نہ رکھنے والا کیسا۔

(۱۳۹) جن تاویلات اور نیات کی عوام کو خبر بھی نہ ہو اور علماء افعالِ مخصوصہ کے جائز کرنے کو یہ تاویلات بیان فرمائیں تو کیا ان تاویلاتِ علماء سے وہ افعال عوام کے لیے جائز ہو سکتے ہیں یا نہیں۔

(۱۴۰) نماز کی حقیقت اور خشوع و خضوع کی تعریف اور نماز سوائے خدا کے کس کس کے واسطے جائز ہے اور کس طرح جائز ہے اور تعبد اللہ کانک تراہ۔ کا مطلب بیان فرمایا جائے اور تصور غیر اللہ کا نماز میں آنا اور ایک

بالقصد لانا اُن کے احکام بیان ہوں۔

(۱۴۱) نماز میں غیر اللہ کی نسبت یہ خیال کرنا کہ فلاں پیر یا ولی یا نبی کے سامنے کھڑا ہوں یا وہ میرے سامنے ہے یا میں اس کے پیروں پر سجدہ کرتا ہوں جائز ہے یا نہیں۔

(۱۴۲) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی عداوت جزءِ ایمان کہنے والا کافر ہے یا نہیں۔ آپ کا عقیدہ اس کی نسبت کیا ہے۔ بریلی میں اس کی نسبت آپکے بھائی صاحب نے کچھ فرمایا تھا، کسی نے آپ سے اس میں خلاف کیا تھا یا نہیں۔ جملہ امورِ مفصل و مدلل بیان ہوں اور جو امور کتبِ دینیہ سے تعلق رکھتے ہیں ان میں حوالہ کتبِ حنفیہ کا ضرور ہے۔ آپ کی تحقیق اور مجددانہ خیال کی ہم کو بحث نہیں۔ ہاں جہاں آپ کا عقیدہ دریافت کیا ہے وہاں اپنا اعتقاد بیان کر دیجیے۔

آپ کے دستخط خاص اور مہر کی ضرورت ہے۔ جواب کا لکھنے والا کوئی ہو۔ فقط۔

نقل خط "میاں جی ظفر الدین (جس کو درحقیقت بریلوی صاحب ہی کا خط سمجھنا چاہیے) بجواب صحیفہ قدسیہ حضرت مولانا صاحب مدفیوضہم!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اس بندہ مسلمان کے نام جو مدرسہ امدادیہ دربھنگہ میں ہو۔ بعد ہدیہ سنت اس مدرسہ کے مدرس کی ایک رجسٹری بطلب مناظرہ آئی۔ ان مدرس کے

اکابر اساتذہ و مشائخ کہ یہ جن کے تلمذ کے لائق بھی اپنے آپ کو نہ جانیں یعنی گنگوہی و نانوتوی و تھانوی سالہا سال رسائل و سوالات کے جواب سے بحمد اللہ تعالیٰ عاجز رہے ۱۳۱۷ھ سے کتابیں اُن کے رد میں چھپا کیں اور بحمد اللہ تعالیٰ اب تک لاجواب رہیں۔ سب میں اخیر تحریر جو گنگوہی کے پاس رجسٹری شدہ گئی، وہ سوالات تھے جن کے جواب میں گنگوہی نے صاف لکھ دیا، اور یوں گریز کی کہ مناظرہ کا نہ مجھے شوق ہوا نہ اس قدر فرصت ملی (دیکھو دفع زیغ زاغ صفحہ ۱۵) جسے چھپے ہوئے پانچ برس ہوئے اور اب تک لاجواب رہے اور تھانوی کا فرار تو ابھی تازہ ہے۔ سوالات کے جوابات میں صاف کہہ دیا کہ میں مباحثہ کے واسطے نہیں آیا ہوں اور نہ مباحثہ کرنا چاہتا ہوں۔ میں اس فن میں جاہل ہوں اور میرے اساتذہ بھی جاہل تھے۔ یہ فن فساد آپ کو مبارک رہے۔ (دیکھو ظفر الدین[۳۲] الجید[۳۳]) جس کو چھپے ہوئے ڈھائی سال سے زائد ہوئے اور ابتک لاجواب رہے عجب نہ ایک عجب بلکہ صد ہزار عجب کہ جس فن دینی سے ان مدرس کے اساتذہ اور اساتذۃ الاساتذہ سب جاہل رہے ہوں اور اُسے فساد جانیں۔ یہ مدرس اس پر آمادہ ہوں اور طرفہ شاگرد یکہ میگوید سبق استاد را عجب عجب نہ یک عجب بلکہ ہزار عجب کہ جس بندۂ خدا کے مقابلہ سے ان مدرس کے اساتذہ و مشائخ و اکابر یوں عاجز رہے ہوں اور عمریں گذری ہوں نہ زبان کھول سکے ہوں۔ یہ اُن کے یہاں کے ایک نہایت نو آموز طفل مکتب یوں چھوٹا منہ بڑی بات کرنے کو تیار ہیں جن کی حالت یہ ہو کہ نہ املا ٹھیک نہ اُردو عبارت صحیح سے خود غلط املا غلط انشا غلط مدرس نے اپنے اساتذہ کے چاک عجز کو یوں رفو کرنا چاہا کہ انہوں نے قابل خطاب

نہ سمجھا۔ یہ عذر اگر قابلِ سماعت نہیں جب تو اکابر مدرس کا عجز خود اقرارِ مدرس سے ثابت ہے اور اگر عذر صحیح وقابلِ قبول ہے تو جو بندہ خدا مدرس کے اکابر کو بھی قابلِ خطاب نہ جانتا ہو صرف اس ضرورت سے کہ طائفہ گمراہ انہیں اپنا مقتدا، اور امام مانے ہوئے تھا اُن سے مخاطبہ کیا اور بعون العزیز المقتدر اُن کا عجز تمام عقلاء پر ظاہر ہوگیا، وُہ ان اطفالِ مکتب کے طفلِ مکتب سے مخاطبہ کرے گا حاشا ثُمّ حاشا ان میں دو مر گئے، ایک تھانوی بقیدِ حیات ہیں۔ مدرس سے کہیے انہیں آمادہ کرے سوالات کا جواب دیں یا جواب دینے کی آمادگی اپنی مہری دستخطی بھیجیں ورنہ وہی مثل نہ ہو جو حدیث میں ارشاد ہوئی۔ معاف فرمائیے، میں حدیث بیان کرتا ہوں، سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔ قالت الکلبۃ لا ابح فعوی جرآھا فی بطنھا رواہ احمد والبزار عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنھما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضاف ضعیف الحدیث۔ بیان آمادگی تھانوی کے سوا ان مدرس کے کسی خط کا جواب نہ دیا جائے گا۔ علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ تعالیٰ شرفاً وتکریماً اشخاص مذکورین پر حکم کفر وارتداد دے چکے ہیں اور صاف ارشاد فرمایا ہے کہ ان کے پیرو جو ان کے اقوال پر مطلع ہو کر انہیں مرتد نہ جانے خود مرتد ہے اور شرعاً مرتد سے مخاطبہ جائز نہیں۔ پٹنہ کا واقعہ بھی ان مدرس نے اپنے اکابر کے مقتضائے مذہب پر لکھا کہ جب اُن کے نزدیک جو اُن کے معبود کو بالفعل جھوٹا کہے وُہ مردِ مسلمان سُنی، حنفی ہے اسے فاسق تک نہ کہنا چاہیے نہ اس سے کوئی سخت بات کہی جاتے۔ جب ان کے معبود کا جھوٹا ہونا اس حد تک صحیح ہے کہ اس کا

قائل فاسق بھی نہیں ہوتا تو اُن کا خود جھوٹ بولنا ہر فرض سے اہم تر فرض ہوا، ورنہ عابد معبود سے افضل ہو جائیں گے۔ یہ تو اس خط سے معلوم ہوا کہ وُہ کمال مہذب صاحب جو پٹنہ کے جلسہ میں عین وسطِ بیان میں احادیث سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو قطع کر کے کچھ پوچھنے کھڑے ہوئے تھے کہ مجھے کچھ دریافت کرنا ہے وُہ مہذب یہ مدرس ہیں، مسلمانوں نے یہ جواب دیا تھا کہ بات کاٹ کر عین بیان میں پوچھنا کون سی تمیز ہے۔ ختمِ بیان پر جو استفادہ منظور ہو دریافت کریں، ختمِ بیان پر لوگوں سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ قبلِ ختم گھبراہٹ میں ڈبیا اور رومال چھوڑ کر تشریف لے جا چکے تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! پھر بھی شاباش ہے کہ اپنے اساتذہ کی سنت پر قیام کیا۔ والسلام علی من اتبع الہدٰی۔ فقیر ظفر الدین قادری ۱۷ محرم الحرام ۱۳۲۶ھ ہجری یوم الخمیس۔
وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین!

نقل صحیفہ قدسیہ ثانیہ حضرت مولانا صاحب مدفیوضہم العالیہ بنام بریلوی صاحب جو بعد خط میاں جی ظفر الدین کے روانہ فرمایا گیا جسکے جواب کا آجتک انتظار ہے

بِاسْمِہٖ تَعَالٰی حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا وَّمُسَلِّمًا!

بمطالعہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی

السلام علی المسلمین۔ آج یوم دوشنبہ ۲۱ محرم الحرام ۱۳۲۶ھ کو ایک رجسٹری بندہ کے نام کسی فاسق بیدین بدگو بدلگام ہدم الدین ظفر الدین نامی کی پہنچی۔ اس نے جو اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کیا ہے اس کو وُہ جانے میرے مخاطب آپ ہیں

اگر یہ تحریر آپ کی جانب سے ہے تو آپ کے دستخط ہونے چاہئے تھے۔ اگر آپ
کو کسی وجہ سے مجھ سے مناظرہ کرنا منظور نہیں تھا تو میری تحریر کے موافق میرے
سوالات بھی لوٹانے چاہیے تھے۔ پھر میں عرض کرتا کہ آپ کا مجھ سے مناظرہ
کرنا کیسا ہے، بجا ہے یا بے جا اور اگر یہ تحریر آپ کی نہیں نہ آپ کے امر
سے ہے نہ آپ کو اُس کی اطلاع تو اُس کی مجھ کو پرواہ نہیں۔ ابھی کیا ہے،
بہت سے کتوں کا بھونکتے بھونکتے دماغ خالی ہو جائے گا۔ بندہ آپ کے
جواب کا سخت منتظر ہے۔ چونکہ آپ کے پاس بندہ کے ڈھائی آنے کے ٹکٹ
موجود ہیں۔ اس واسطے جواب کے واسطے ٹکٹ روانہ نہیں ہوتے اور اگر میرے
ہی ٹکٹ رجسٹری میں صرف ہوئے ہیں تو اس کے جواز کی وجہ تحریر فرمائی جائے
اور جواب بیرنگ بھیج دیجیے۔ بندہ محصول دیکر خط وصول کرلے گا یا ٹکٹ لگا کر
بھیج دیجیے۔ دوسرے خط میں آدھ آنے کا ٹکٹ بھیج دوں گا۔

بندہ محمد مرتضٰی حسن عفا عنہ ۲۱ محرم الحرام یوم دوشنبہ ۱۳۳۶ھ

نقل تحریر جناب مولوی عبدالسلام صاحب بجواب خط ملا ظفر الدین معین بریلوی صاحب جس کا جواب ہنوز ان کے ذمہ ہے!

باسمہٖ تعالیٰ حامداً و مصلیاً و مسلماً

اس اہل سنت والجماعت مدرس کے نام جو مدرسہ اہل بدعت والضلالت
میں ہو۔ بعد سلام مسنون ایک نہایت غیر مذہب متعفن رجسٹری مدرسہ مذکورہ
سے بجواب اس تحریر کے جو حضرت مولانا ابن شیر خدا سیدنا علی مرتضٰے کرم اللہ
تعالیٰ وجہہ نے راس الفسقۃ والمبتدعۃ والملحدین المتجدد خان فرسولی بریلوی کے

پاس بطلب مناظرہ و اظہارِ حق بھیجی تھی آئی گو وہ نجس اور گندہ تحریر اس قابل
نہیں کہ کوئی مسلمان اس کا جواب لکھے مگر چونکہ اس گمراہ اور بیدین فرقہ کا ہمیشہ
سے یہی طرزِ انداز رہا ہے کہ گالیاں دے دے کر اہلِ حق کا دل دکھاتے رہے
اور اہلِ حق نے ہمیشہ صبر کیا۔ لہٰذا تابکے اب تو جواب ترکی بترکی ایک کہو گے
تو دس سنو گے البادی اظلم کا مصداق ہے۔ ہم کو اس کے جواب کی ضرورت
نہیں مگر چونکہ اس فرقہ کی گالیاں دیتے دیتے اور کھاتے کھاتے غذا ہی
بن گئی ہے تو اس وجہ سے اس کی پوری مہمانداری کو مستعد ہیں اب وہ بھی
تیار ہو جاویں اور معدہ درست کر رکھیں وہ گندہ دہن لکھتا ہے کہ اُن کے
اکابر و اساتذہ اور مشائخ جواب سے عاجز رہے۔ اے حق پوش کون سا مسئلہ
مختلف فیہا ہے کہ جس میں ہماری جانب سے محققانہ تحریر اس میں موجود
نہ ہو۔ گو مبتدعین کی جماعت سر پٹخ کر مر گئی مگر ایک بات بھی نہ بنی، ہاں
عوام کو دھوکہ دینے کے واسطے راس المبتدعین المتجدد خاں وغیرہ کی تحریرات
لایعنی بہت سی ہوں جس کا جواب بحرفہ تو نہیں دیا گیا مگر سب کا جواب تحریرات
سابقہ ولاحقہ میں موجود ہے۔ علاوہ ازیں جواب نہ دینے سے اگر عجز ہی ثابت
ہوتا ہے تو فرسولی بریلوی کا گریز پٹنہ میں اور اس وقت یہ بھی کیا عجز ہی کی
دلیل ہو گی زینِ زاغ میں جو کوے کی کائیں کائیں وہ اور دیگر مزخرفات کی
قلعی ابھی کھلی جاتی ہے، ذرا مرد میدان بناؤ اور کچھ غیرت اور شرم ہے تو متجدد خاں
کو نتی ساڑھی پہناؤ، پھر لطف دیکھنا چاہو نہ کہ یہ باتیں کہ فلاں تحریر کا اتنی
مدت تک جواب نہیں دیا گیا۔ منجملہ اور امور کے یہ بھی ایک وجہ محرک متجدد

سے مناظرہ کی ہوتی ہے۔ مضامین کی خوبی تو اہلِ علم پر پہلے ہی سے روشن ہے مگر بظاہر عوام فریب یہ عذر بھی خدا چاہے تو عنقریب اُٹھنے والا ہے۔ ہاں اس وقت تک کسی نے اس طرح اعلانِ مناظرہ فرقہ ضالہ سے نہیں فرمایا تھا۔

وجہ یہ ہے کہ اگر تم قرآن شریف پڑھتے ہو تو ترجمہ دیکھ لینا یا اپنے پیرِ مضل سے پوچھ لینا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ عادت ہے کہ اہلِ ضلال کو اول ڈھیل دیتا ہے اور جب ان کی سرکشی حد کو پہنچتی ہے تو ایک سرکوب کو کھڑا کر دیتا ہے کہ جس کی وجہ سے مدت العمر کی کمائی اس کی رائیگاں جاتی ہے۔ اگر واقعی تمہارے مجدد کی تحریریں بڑی زبردست ہیں تو اُن کی گفتگو میں کیوں عذر ہے۔ مذکور کی مخالفت میں ہزاروں رُوپے صرف کیے، جھوٹے رسالے چھاپے، گفتگو کا اعلان کیا، اب گفتگو کا نام سُن کر کیوں دم نکلتا ہے، یہ کونسا عذر شرعی، عرفی، عقلی، نقلی ہے کہ فلاں شخص قابلِ خطاب نہیں جیسے کفر و اسلام آپ کے گھر تقسیم ہوتا ہے، کیا لیاقت کے داروغہ بھی آپ ہی ہو گئے ہیں، حضرت مولانا کی نسبت جو الفاظ آپ نے لکھے ہیں اس کا جواب تو کیا ہو سکتا ہے کیونکہ تمہارے یہاں کون آدمی ہے جس کو ہم بُرا کہہ کر دل ٹھنڈا کریں مگر افسوس آپ کی بدلگامی پر ہے کہ جو منہ میں آیا، بک دیا۔ کیا آپ نے کبھی حضرت مولانا سے مناظرہ کیا ہے، حضرت مولانا سے کوئی کتاب پڑھی ہے، سوالات کو دیکھیے حقیقت کھل جائے گی۔ راس المبتدعین سے دریافت کیجئے، وُہ سمجھ گئے ہوں گے کہ سوالات کس درجہ کے شخص نے لکھے ہیں؛ ہم اپنی عقل کے موافق پیشین گوئی کرتے ہیں کہ اگر تمام جماعت بھی تمہاری مل کر چاہیے گی تو تمہیدی سوالات کے جواب نہ دے سکے گی اور اگر جواب دے تو

مدت العمر میں جو بیت الظلمۃ والضلالۃ بنایا ہے، اپنے ہاتھوں ڈھانا پڑے گا ہم اس قدر سخت الفاظ اس واسطے لکھتے ہیں کہ اگر آپ میں کچھ بھی حقانیت للّٰہیت علمیت ہوگی تو ضرور شرم آئے گی ورنہ بجز گالیاں بکنے کے اور کیا ہو گا، تمہاری تحریرات سے وہی ڈرے گا جو اُن کی حقیقت سے واقف نہ ہو۔ دوسروں کو طفلِ مکتب کہتے ہُوئے شرم نہیں آتی، تم میں تو کوئی طفلِ مکتب بھی نہیں، سب کے سب پیرِ نابالغ ہی جمع ہیں ؎

گربہ میر و سگ وزیر و موش را دیوان کنند
ایں چنیں ارکانِ دولت ملک را ویراں کنند

اگر راس المبتدعین متجدد خاں آپ کے نزدیک بہت ہی بڑے لائق فائق ہیں کہ اُن کے واسطے گفتگو کو امام مہدی علیہ السلام ہی تشریف لائیں گے تو اپنی جماعت میں سے کسی طفلِ مکتب ہی کو مستعد کر دو پھر علامہ زمان کی حقیقت کو دیکھنا کسی طرح مردِ میدان بھی تو بنو، یا تحفہ حنفیہ میں گالیاں ہی بکنی آتی ہیں، خدا سے شرم نہیں آتی، اہل اللہ کو کافر کہتے ہو، خدا سمجھے ایسے بے ایمانوں کو گفتگو ہو جاتی تو صاف معلوم ہو جاتا کہ کون فاسق ہے کون جھوٹا، کون خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دوست ہے کون دشمن۔ گھر کے اندر پنجرہ میں میاں مٹھو ہونے سے کام نہیں چلتا، وُہ گندہ دہن لکھتا ہے کہ تھانوی مستعد ہوں۔ مہری دستخطی تحریر بھیجیں تب گفتگو ہو گی۔ عجب ماجرا ہے کہ طالب گفتگو کون ہوتا ہے مہری دستخطی تحریر کس سے طلب کی جاتی ہے اگر تعلی و تشخص اور بدعت کے نشہ میں بہت ہی سرشار ہو تو بسم اللہ سوالات کے جواب دلوائیے پھر متجدد خاں

کسی کو منتخب کریں۔ اگر وہ منتخب شدہ ہار جائیں تب ہی راس المبتدعین گفتگو
کریں۔ کوئی صورت بھی اُن سے گفتگو کی بجیا نہیں، ان کو ایسا بننے کی ہوس کیوں
بنا رکھا ہے۔ دیکھو دوسروں کے مقتداؤں کو اگرچہ وہ لوگ تمہارے نزدیک بالکل
بے دین اور کافر کیوں نہ ہوں سخت الفاظ بکنے نہ چاہئیں فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدْوًا
بِغَیْرِ عِلْمٍ" کی تعلیم کو لحاظ کرو، آدمی بن کر بات کرو، جواب سیدھا دو، ورنہ
یہ خوب یاد رہے کہ بدزبانی سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ پٹنہ کے قصہ کی نسبت
جو کذبِ محض اُس نے لکھا ہے کہ بیان ختم ہونے پر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ
قبل ہی تشریف لے جا چکے تھے، جھوٹے مردود پر اللہ کی ہزار ہزار لعنت۔
جاؤ متجدد خان یہ قسم کھا کر کہہ دے اور طلاق مغلظہ کی قسم کھا دے۔ گو وہ اب
بڑھا ہو گیا ہے، اس قسم میں حرج بھی نہیں۔ ہم جھوٹے اور تم سچے ہزار دل
آدمیوں کا مجمع تھا۔ اس میں جو بات ہوئی تھی اس کو بھی اس قدر غلط بیان کیا
جاتا ہے۔ جھوٹے جماعت کذب کے گو وہ پروردہ جب تمہارا متجدد وعظ کہہ کر
چلتا نظر آیا اس وقت ہمارے حضرت مولانا ابن شیر خدا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ
وجہہ نے پھر کھڑے ہو کر للکارا کہ واہ یہی دعویٰ حقانیت ہے یہی وعدہ جواب
دینے کا کیا تھا۔ ہاتھی کے کھانے کے دانت اور ہوتے ہیں اور دکھانے کے اور۔
اکثر آدمیوں کا مجمع گرداگرد ہو گیا اور حضرت مولانا سے دریافت کرنے لگے کہ آپ
کا نام کیا ہے، آپ کل مکان پر تشریف لائیے تب مولانا نے فرمایا کہ مور جنگل
میں ناچا تو کس نے دیکھا۔ جب چار پانچ ہزار آدمیوں کے جلسہ میں گفتگو نہ ہوتی
تو گھر میں کیا ہوگی، خیر اچھا جانے دو اب جواب دلواؤ، دیکھ لینا کہ خدا کس کو ذلیل

کرتا ہے اور کس کو عزت دیتا ہے۔ دیکھو پھر سمجھاتے ہیں کہ ہمارے بڑوں کا نام
بدتہذیبی سے نہ لو ورنہ ہم بھی کمی کرنے والے نہیں ہیں۔ وہ بدلگام لکھتا ہے کہ شرعاً
مرتد سے مخاطبہ جائز نہیں، اس کو صاف لکھے اور مطلب بیان کیجئے کیا شریعت
بھی گھر کی ہے جو چاہا لکھ دیا۔ اہل ارتداد سے مخاطبہ جائز نہیں تو اُن کے رفع شکوک
کی کیا صورت ہوگی اور مہر دستخطی تحریر کے بعد مناظرہ کو بھی تیار اور آمادہ ہیں۔
بحوالہ کتب جواب مرحمت ہو کہ مرتد سے مخاطبہ جائز نہیں اور مہری دستخطی تحریر
کے بعد اس سے مناظرہ بھی ضروری ہو جاوے۔ قربان اس فقہ پر اگر مناظرہ
منظور نہیں تو سوال بھی واپس کرا دیجئے یا اس بہانہ سے مطالعہ ہو رہا ہے یاد رکھو
کہ جواب تو مشکل ہی ہے سمجھنا بھی آسان نہیں ہے۔ اونٹ جبتک پہاڑ کے نیچے
کو نہیں نکلتا ہے وہ اپنے ہی کو بلند و بالا جانتا ہے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ
رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین
عبدالسلام عفا عنہ ۲۲ محرم ۱۳۲۶ھ یوم شنبہ

نقل خط جناب مولوی عبدالرحیم صاحب متعلم مدرسہ امدادیہ دربھنگہ بجواب شیخ ظفر الدین معین بریلوی بنام احمد رضا خاں صاحب بریلوی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

بخدمت شریف مولوی احمد رضا خاں صاحب بعد سلام مسنون بکمال
ادب عرض ہے کہ بڑوں کی باتوں میں چھوٹوں کو دخل در معقولات دینا مناسب

نہیں ۔ آپ کے پاس ہمارے مولانا صاحب نے جو تحریر بھیجی ہے اس کا جو جواب
آپ کے نزدیک مناسب ہو وُہ دیں مگر یہ شخص ظفر الدین نامی نے جو نہایت
غیر مہذب خط بلا استحقاق بھیجا ہے اس کی نسبت فقط یہ عرض کرنا ہے کہ جب
اُن کو فقط آپ کی خدمت میں درخواست مناظرہ کفر و شرک سے زیادہ ناگوار
معلوم ہوئی ۔ کہاں سے کہاں تک لوگوں کو کافر و مرتد کیسے کیسے سخت الفاظ
لکھے تو اپنے قلب مبارک پر ہاتھ رکھ کر دیکھ لیجئے ۔ لوگ آپ کے معتقد ہیں
کسی دوسروں کے بھی آپ کے برابر نہ ہوں گے تو کم تو ہوں گے ان کو کچھ رنج و
ملال کا حق حاصل ہے یا نہیں اس کا جواب تو یہی تھا کہ آپ کو مخاطب بنا کر
وُہ سنا تے جس سے اُن کا اور آپ کا دونوں کا دل ٹھنڈا ہی ہو جاتا مگر نہیں
ہیں اس کو ابھی پسند نہیں کرتا ۔ اول یہ عریضہ آپ کی خدمت میں روانہ کرتا
ہوں ۔ آپ اس کو پڑھ کر میاں ظفر الدین کو عنایت فرما دیجیے اور فہمائش کر دیجئے
کہ ایسی حرکت آئندہ نہ فرمائیں ورنہ قلم دوات کا غذ سب کے پاس ہے ۔ کچھ
وہی بڑے قابل نہیں اگر یہ نالائق شاگرد یا معتقد بالقصد آپ کو گالی ہی دلوانا
چاہتے ہیں تو پھر ہم اُس کے جواب میں مجبور ہوں گے ۔ ہم اگر آپ کے نزدیک
کافر، مشرک، مرتد ہیں تو آپ سے گفتگو کی درخواست بھی کرتے ہیں اگر آپ گفتگو
کر سکیں تو کیجئے ورنہ صاف جواب دیجیے، ورنہ اس ٹیڑھی راہ میں کانٹے لگیں گے اور
بہت تکلیف برداشت کرنی پڑے گی، گالیاں دینا، جھوٹ بولنا کسی فرقہ کے
نزدیک محمود نہیں ہے ۔ آپ ٹھکانے سے ہمارے حضرت مولانا کے تمہیدی سوالات
کا جواب دیجیے ۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اگر آپ کو احقاقِ حق منظور ہو گا تو آپکو

بھی گفتگو میں کیفیت آجائے گی ۔ مشکل تو یہ ہے کہ آپ سے گفتگو وُہ کرے جو
اول گالیوں کا نشانہ بننے کو مستعد ہو جائے ۔ اسی وجہ سے اکثر حضرات آپکے
گروہ سے نہیں الجھتے ۔ مگر ہمارے مولانا مدفیوضہم العالیہ کو اس کی کچھ پرواہ نہیں؛
آپ جس قدر چاہیں سب و شتم لکھیں مگر خدا کے لیے گفتگو کریں ۔ اس کے صلہ
میں سب گوارہ ہے ۔ غیر مقلدوں سے ہمیشہ گفتگو رہتی ہے اب آپ سے بھی
سہی ۔ اہلِ حق کو تو تمام فرق سے مناظرہ کرنا ہی پڑتا ہے اب تک آپ اپنے
اور اپنے مجمع کی بدزبانی کی وجہ سے فارغ تھے اب یہ سپر بھی بوسیدہ ہو گی ۔
ان شاء اللہ تعالیٰ حلم صبر کے تیر اُس کو پاش پاش کر کے رہیں گے ۔ جو تحریر
فرمانا ہو جلد تحریر فرمائیے ورنہ ہم کو بھی اجازت ہو ۔ واللہ تعالیٰ ہو المستعان
وعلیہ التکلان وہو المدعو بالحمد والشناء والمجد والبقاء ۔ والصلوٰۃ والسلام علی
راس الاتقیاء ۔ وسید الانبیاء ۔ مولانا محمد وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین ۔

بندہ عبد الرحیم عفا عنہ ۲۳ محرم یوم چہار شنبہ ۱۳۲۶ھ

نقل خط جناب مولوی عبد الرحیم صاحب متعلم مدرسہ امدادیہ دربھنگہ بنام شیخ ظفر الدین

بسم اللہ الرحمن الرحیم نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

عنایت فرمائے بندہ جناب مولوی ظفر الدین صاحب دام عنایتکم
بعد ہدیہ تحیہ ماثورہ عرض مرام ہے ۔ چونکہ آپ کا مخاطب وُہی شخص ہے جو
مسلمان ہو اور شائد کیا بلکہ یقینی آپ کے نزدیک اکثر علماء بھی مرتد اور کافر

ہیں۔ اس وجہ سے بندہ اپنا عقیدہ عرض کرتا ہے۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمداً رسول اللہ و الجنۃ حق و النار حق و ما جاء بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کلہ حق امنت باللہ کما ہو باسمائہ وصفاتہ و قبلت جمیع احکامہ۔ اگر اب میں آپ کے نزدیک مسلمان ہوں تو میری عرض سُن لیجیے ورنہ جلا دیجیے مکرم بندہ یہ تو فرمائیے یہ خشونت اور درشتی سب و شتم تبرا بازی تو روافض کی شان تھی۔ اہل سنت والجماعت کو کب سے یہ مرض ہوا۔ اگر کسی شخص نے آپ کے مولوی سید احمد رضا خاں صاحب سے طلب مناظرہ کیا اور آپ کے نزدیک وُہ شخص اس قابل نہیں تو آپ یہ تحریر فرما سکتے تھے کہ آپ فلاں فلاں وجہ سے قابلِ خطاب نہیں۔ آپ کی سمجھ میں یہ مسائل علمیہ نہ آسکیں گے مگر افسوس آپ نے ایسے شخص کو جو ایک زمانے سے علوم درسیہ نہایت زور و شور سے پڑھاتے ہیں بلکہ ان کے تلامذہ بکثرت فارغ التحصیل اور نہایت مستعد مدرس اور ہر طرح درس و تدریس اور مناظرہ و گفتگو کے لائق موجود ہیں، ان کی شان میں اور اُن کے اساتذہ کی شان میں ایک معقول امر کے طلب پر کافر و مرتد وغیرہ کہ جن الفاظ کو بازاری اور مجنون بھی استعمال نہ کرے گا آپ نے استعمال فرمایا، یہ کس علم و دیانت و تقویٰ و ورع کا مقتضے ہے۔ لیاقت اور عدم لیاقت معاملہ ہی پڑنے سے معلوم ہوتی ہے ؎

خاکساران جہان را بحقارت منگر   تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

اس قدر تعلی و تشخص اہل علم و فضل کی شان کے شایاں نہیں ہے۔ اس سے قطع نظر آپ کے گروہ جو جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب کی لیاقتِ علمی

اور مدائح مجددیت وغیرہ بیان فرماتے ہیں تو یہ دل چاہتا ہے کہ اُن کے قدم لیں مگر درشتی اور فحش کلامی کو دیکھ کر مجھ کو کیا سب کو نفرت ہوتی ہے مومن فحاش لعان نہیں ہوتا۔ کیا مجدد صاحب کی تعلیم اور فیوض باطلہ کا آپ اور آپ کی جماعت پر یہی اثر ہُوا۔ کیا یہی گالیاں اور تبرا تعلیم و تلقین ہوتی ہیں انہیں کی توجہ دی گئی ہے۔ افسوس صد ہزار افسوس اگر آپ کے نزدیک دوسروں کی عظمت نہیں تو مولانا احمد رضا خاں صاحب کی تو ہے یا ان کی بھی نہیں، آپ نے دُوسروں کے مقتداؤں کو بُرا کہا اور جو الفاظ ان کو کہے تھے وُہ اور اس سے زائد اپنے مولوی صاحب کو کہلائے اور کہلاؤ گے۔ ہم تو یہی کہیں گے کہ وُہ سب گالیاں آپ نے ہی دیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ نادانی کے ساتھ محبت بھی عداوت سے زیادہ مضر ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں اگر مولانا سید محمد مرتضیٰ حسن صاحب فاضل بریلوی صاحب سے گفتگو کے لائق نہیں تو یہ بھی تو خط میں لکھا تھا کہ تمہیدی سوالات کا جواب وُہ خود دیں یا تحریر میں ہو تو اُس کا حوالہ دیں اور کتاب بذریعہ ویلیو مرحمت ہو، اگر خود نہ لکھ سکیں تو اپنی جماعت سے کچھ لوگ منتخب فرما کر اُن سے جواب لکھوا دیں اور آخر میں اپنا دستخط فرما دیں، اگر وُہ خود گفتگو کرنا چاہیں تو پہلے کسی دُوسرے سے گفتگو ایک مسئلہ میں کرا کر دیکھ لیں۔ اس کی مغلوبیت کے بعد فاضل صاحب خود تکلیف فرما دیں، اس میں کون سی بات بے جا ہے، جس کسی شخص کو محققانہ مناظرہ منظور ہو اس سے زیادہ اور کیا کر سکتا ہے سوالات میں کوئی سوال دور از کار ہو تو اس سے مطلع فرمائیے۔ اگر کسی سے کوئی شخص کسی وجہ سے مناظرہ نہ کرے، اس کی تحریر کا جواب نہ دے تو کیا تمام دُنیا کے واسطے

اس سے گفتگو مناظرہ ناجائز ہوجاتا ہے۔ خاص کر جب آپ کے مجدد صاحب
کو احقاقِ حق منظور رہے۔ اگر گفتگو کسی وجہ سے منظور نہیں تو صاف لکھا دیجیے
فرض تو ہے نہیں کہ دیوانی میں نالش ہوجاوے گی۔ یہی وجہ ہے کہ عوام اور
انگریزی تعلیم یافتہ کے قلوب سے علماؤں کی عظمت اٹھی جاتی ہے۔ اُن کے
مناظرہ و گفتگو بالکل فحش اور نامہذب کلمات سے مملو ہوتے ہیں۔ اگر علمائے
حرمین شریفین کثرہم اللہ تعالیٰ نے کسی پر فتوائے کفر اور ارتداد دیا ہے تو یہ
امر آپ کے واسطے کیا خوشی کا باعث ہوسکتا ہے۔ جواب سوال کے مطابق
ہوتا ہے۔ اس مناظرہ سے یہ بھی ظاہر ہوجائے گا کہ ان فتووں کے سوالات
کہاں تک صحیح ہیں۔ اس گفتگو سے خدا کو منظور ہے تو تمام قصے ہی طے ہوجاویں
گے۔ یوں تو آپ اور آپ کی تمام جماعت غیر اللہ تعالیٰ کے واسطے مثبت علم غیب
ہیں اور فقہائے حنفیہ کی تکفیر اس پر موجود ہے، انہیں قصوں کے طے کرنے کے
واسطے گفتگو ہوتی ہے تو پھر ابھی سے ان کا ذکر بے جا نہیں ہے تو کیا ہے،
الغرض جو تحریر ہو نہایت مہذب ہو اور اس پر کم از کم فاضل بریلوی کے دستخط
ضرور ہونے چاہئیں ورنہ ہرگز ہرگز قابلِ التفات نہ ہوگی۔ جب آپ نے
ہمارے مولانا اور اساتذہ کی نسبت سخت کلامی کی ہے تو کیا آپ یہ چاہتے
ہیں کہ ہم بھی آپ کے مولانا احمد رضا خاں صاحب کو نام لے کر گالیاں دیں،
نہایت شرم کی بات ہے۔ آپ کو دُور اندیشی سے کام لینا چاہیے۔ اگر
گالیاں دینے اور دلانے ہی کو دل چاہتا ہے تو آپ کا اختیار ہے۔ آپ کا
جو جی چاہے کیجئے، اس طرف سے جواب آپ کو خدا چاہے حسبِ مُراد

آپ کے ضرور ملے گا۔ تحقیق کا جواب تحقیق ہے اور سب و شتم کا جواب سب و شتم
ہے۔ اب جو مرضی ہو پسند فرمائیں۔ اگر مسلمانوں کی قسمت ہی ڈوب گئی ہے
اور ان کا زہد و تقویٰ اسی میں منحصر ہوگیا ہے تو ہم اس کو کیا کرسکتے ہیں۔
خوب دل کھول کر تبرابازی کا بازار گرم کیجیے۔ واللہ ہو المستعان وعلیہ التکلان ھو
حسبی و نعم الوکیل و آخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ
خیر خلقہ سیدنا محمد و آلہ واصحابہ اجمعین۔

بندہ عبدالرحیم عفا عنہ ۲۳ محرم الحرام یوم چہار شنبہ ۱۳۲۶ھ

نقل صحیفہ مقدسہ ثالثہ حضرت مولانا صاحب مدفیوضہم العالیہ بنام بریلوی خانصاحب

باسمہٖ تعالیٰ حامدًا و مصلیًا و مسلمًا

بمطالعہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ
الصالحین۔ یہ تیسرا خط تمہارے پاس جاتا ہے۔ اگر تم کو تمہیدی سوالات کا جواب
دینا اور تحریری گفتگو منظور نہیں تو بندہ کے سوالات اور ٹکٹ واپس کردیجیے
دوسرے خط کو یہاں سے گئے ہوئے انیس دن ہوگئے مگر اب تک سناٹا ہے
کچھ بھی جواب نہیں، اس دفعہ میاں ظفر الدین نے تو گالیاں لکھ کر بھیج دی
تھیں۔ اس دفعہ تو معلوم ہوتا ہے کہ تم کا کچھ اثر ان پر بھی ہوگیا، وہ بھی ایک
ہی آواز دے کر چُپ ہوگئے۔ اگر جواب نہ دینے کی علت وہی ہے جو ظفر الدین
نے لکھی ہے تو اول تو میرے سوالات اور ٹکٹ واپس نہ کرنے کی کیا وجہ ہے
دوسرے تم یہ لکھو کہ تم کو کس درجہ کا علم ہے اور کیا دعویٰ ہے اور اس مناظرہ کے واسطے

کس قدر علم کی ضرورت ہے۔ ایک ہفتہ کی رخصت لے کر پہلے اسی کا امتحان ہو جاوے کہ تم اپنے دعوے میں کہاں تک سچے ہو۔ اس جلسہ میں اس ناچیز کو بھی بفضلہ تعالیٰ دیکھ لینا، اس کے بعد ہم تم خود فیصلہ کر لیں گے۔ غرض کچھ کمو تو سہی ہوشیاری سے کام نہیں چلتا۔ گھر میں بیٹھ کر جس کو جو چاہا لکھ دیا۔ اس سے کچھ نہیں ہوتا۔ اب مقابلہ کا وقت آیا ہے۔ جھوٹے اور سچے کی حقیقت کھل جاتے گی۔ ہم کو یہ افسوس ہے کہ آپ کو خاں صاحب بھی لوگ کہتے ہیں۔ رگِ پٹھانی بھی اس وقت جوش میں نہیں آتی۔ سچ ہے کہ غصہ بھی موقع دیکھ کر ہی آتا ہے۔ اگر ہم کو یہ معلوم ہوتا تو ہم ٹپنہ کا واقعہ نہ لکھتے۔ ہم کو تو یہ خیال تھا کہ اس قصہ کی وجہ سے آپ کو یقین ہو جائے گا کہ ہم ضرور آپ سے گفتگو کریں گے، یہ خبر نہ تھی کہ یہ یقین ہی گفتگو کے واسطے مضر ہو جائے گا۔ خاں صاحب یاد رکھیے کہ تم نے بہت اہل اللہ کی شان میں سخت گستاخیاں کی ہیں۔ یہ فعل اغلب ہے کہ خدا چاہے کچھ ضرور رنگ لائے گا۔ اور اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو مردِ میدان ہو کر کھڑے ہو جاؤ اور خداوندِ قدیر کی قدرت کا تماشا دیکھو، یہ سچ ہے کہ میں ایک طفل سے بھی کم ہوں مگر تمہارے واسطے خدا چاہے تو کافی سے زائد ہوں۔ اگر تم میں کچھ عقل ہے تو سوالات سے ضرور اندازہ کر لیا ہوگا۔ خاں صاحب خدا کا فضل اُس کے اختیار میں ہے جس پر چاہے کر دے۔ میں صاف لکھتا ہوں کہ تم مجھ سے بفضلہ تعالیٰ ہرگز ہرگز مناظرہ تقریری نہیں کر سکتے اور اگر کرو گے تو خدا چاہے تمام عمر کے اہل اللہ کے ساتھ سب و شتم تبرا بازی کی کسر نکل جائے گی۔ اگر کچھ ہمت ہے اور عزت ہے تو مقابلہ میں آؤ

ورنہ صاف جواب لکھو۔ ہم کو اور بہت سے کام کرنے ہیں تمہاری طرح بیکار نہیں ہیں۔ تمہاری المعتمد المستند میرے پاس ہے، اسی سے خدا چاہے تو تمہارا گھر ڈھ جائے گا۔ کاش اگر اور تصنیف بھی مجھے مل جاوے تو اچھی طرح بتا دوں اور اگر نہ ملے تو کچھ پروا بھی نہیں۔ بفضلہ تعالیٰ وُہ بھی کافی ہے۔ افسوس ہے کہ بندہ نے تمہاری تصنیفات طلب کیں تو اُن کو بذریعہ ویلو کے بھی نہ بھیجا اس قدر خوف اگر حقانیت ہے تو اپنے بڑے فتاوے کی کل جلدیں اور علم غیب کے متعلق رسائل اور سبحان السبوح اور جس تحریر میں بدعاتِ مختلفہ کو سنت ثابت کیا ہے سب کو بھیج دو ورنہ اس خط کا جواب نہ آنا تمہارے عجز و درعجز کی دلیل ہوگی اور پھر ہم بھی کسی تحریر کی طرف اصلاً التفات نہ کریں گے۔ ایک ہفتہ کا انتظار ہو گا۔ اسی خط کی ایک نقل بذریعہ اہلِ بریلی بھی پیش کروں گا۔ تم کو اپنی حنفیت کا بڑا دعوے ہے حتیٰ کہ ہم لوگوں کو غیر مقلد اور گلابی وہابی کا لقب دیا جاتا ہے۔ یہاں عنقریب غیر مقلدین کا ایک جلسہ بہت بڑا ہونے والا ہے جس میں اکابر غیر مقلدین جمع ہوں گے۔ اگر واقعی سچے حنفی ہو تو اپنے زادِ راہ سے بواپسی مطلع کیجیے تاکہ روانہ کیا جائے۔ ہم بھی اُن کے مقابلہ میں جلسہ کرنے والے ہیں۔ اس میں شریک ہو کر کچھ بھی تو اپنی حنفیت ثابت کیجیے۔ ہر جگہ کاغذی ہی گھوڑے دوڑانے کا وقت نہیں ہوتا، کہیں زبان بھی تو کھولنی چاہیے اگر تشریف لانے میں کوئی عذر ہے تو مطلع فرمائیے وُہ عذر آپ کا خدا چاہے دفع کیا جائے گا مگر ہمارا جہاں تک خیال ہے تم اس میں بھی سکوت ہی اختیار کرو گے یا کوئی غیر معقول عذر پیش کرو گے مگر ہم خدا چاہے[1] اس کو بھی

[1] یہی ہوا کہ آج تک جواب نہ دیا۔ ۱۲ منہ

ضرور دفع کرکے دروازے تک پہنچا کر ہی رہیں گے فاللہ تعالیٰ ہو المستعان
وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا
محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

بندہ محمد مرتضٰے حسن عفا عنہ ۹ صفر یوم جمعہ ۱۳۲۶ھ

نقل خط میاں حشمت ظفر الدین بجواب صحیفہ قدسیہ رابعہ جو بتوسط اہل بریلی کے بریلوی صاحب کے پاس بھیجا گیا جس کے جواب لکھنے کا حکم بریلوی صاحب نے میاں جی مذکور کو دیا جس کا جواب یہاں سے فوراً دیا گیا جو اس وقت تک لاجواب ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

دربھنگی صاحب کا خط آیا جواب وہی ہے جو اول سے گزارش کیا کہ گنگوہی صاحب پر سولہ سال سے تقاضی ہے آخر فرار عن المناظرہ کا اقرار لکھ کر گزر گئے تین سال سے تھانوی صاحب بھی زیر بار ہیں جو علانیہ اقرار فرار فرما چکے ان کے ہوتے اطفال سے مخاطبہ کی حاجت نہیں۔ تھانوی صاحب اگر خود عاجز ہو کر دربھنگی صاحب کو اپنا مشکل کشا جانتے ہیں مہر کردیں کہ یہ ہمارے امام الطائفہ ہیں۔ ہم سے جو سوالات ہوئے ہیں یہ جواب دیں گے۔ ان کا جواب تھانوی کا جواب اور ان کا فرار مکرر تھانوی کا فرار ہو گا۔ اس وقت فقیر بھی بزرگ طائفہ کی خدمت گزاری کرے گا۔

والعون من اللہ تعالیٰ فقط — فقیر ظفر الدین قادری رضوی
۱۱۔ ربیع الآخر یوم چہار شنبہ ۱۳۲۶ھ ہجری

نقل آخری لاجواب تحریر جناب مولوی عبد السلام صاحب کی جو بجواب آخری خط میاں ظفر الدین کے روانہ کی گئی!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
حامداً ومصلیاً ومسلماً۔
کما تدین تدان

السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین
اہل بریلی کے واسطے سے جو بریلوی صاحب کے پاس قاطع عروق المشرکین قامع اصول المبتدعین جناب حضرت مولانا سید محمد مرتضٰے حسن صاحب دامت برکاتہم کا گرامی نامہ گیا تھا اور بوساطت جناب منشی عبد الحمید صاحب کے ان کے پاس پہنچایا گیا تھا اور عصر سے لے کر آٹھ بجے شب تک کی گفتگو کا یہ نتیجہ نکلا کہ آپکو جواب کا حکم دیا گیا وہ آپ کی تحریر ۱۱ ربیع الثانی کی ۲۹ ربیع الثانی کو یہاں پہنچی۔ مولوی صاحب ہم کو تعجب پر تعجب اور حیرت پر حیرت ہے کہ ایسی بے انصافی اور خلافِ شان اہل علم وصلاح بات آپ کی جانب سے کیوں ہوتی ہے۔ ہم آپ ہی کو منصف قرار دیتے ہیں، اب جو آپ کا دین وایمان کہے وہ حکم دیجئے یہ کون سا دین اور علم ہے کہ کسی کی تحریر کا جواب تک نہ دینا۔ یہ جو کچھ بریلوی صاحب نے آپ سے لکھوایا ہے اگر خود ہی لکھتے تو کیا ہوتا حضرت محی السنۃ قامع البدعت

محدث گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز سے کیا گفتگو اور طلب مناظرہ آپ نے کی تھی جو اس وقت اس کا ذکر آپ کرتے ہیں، اس کا ذکر تو اُسی کو مناسب ہے جو طالب مناظرہ تھا، علیٰ ہٰذا القیاس فاضل کامل تھانوی کی نسبت گزارش ہے اگر بالفرض آپ ہی طالبِ مناظرہ ہوتے اور آپ سے وہ حضرات کسی وجہ سے مناظرہ نہ کرتے تو کیا جو شخص بریلوی صاحب سے مناظرہ کا طالب ہو اس کے مقابلہ میں بھی یہی جواب مناسب ہے۔ آپ کسی سے مناظرہ کی درخواست کریں وہ آپ کو جواب نہ دے مناظرہ نہ کرے تو اس وجہ سے بریلوی صاحب سے کوئی شخص بھی مناظرہ نہ کر سکے۔ اس کا کیا مطلب، انصاف شرط ہے۔ اگر بریلوی صاحب ہی نے درخواست مناظرہ کی اور اُن سے کسی نے گفتگو نہ کی تو مجھ سے یا کسی شخص سے بریلوی صاحب مناظرہ نہ کریں یہ کس قیاس کا نتیجہ ہے۔ ہمارے حضرت مولانا دامت برکاتہم نے کسی شخص کی طرف سے گفتگو کا اعلان نہیں دیا ہے جس کا جواب یہ ہو سکے کہ جب فلاں آپ کے بڑے نے گفتگو نہ کی تو آپ سے بھی گفتگو نہ ہو گی۔ ہر شخص اپنا دین اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ اگر مولانا صاحب گفتگو کے خواستگار ہیں تو اپنے معتقدات کی وجہ سے اگر ان عقائد میں کوئی اور بھی شریک ہو تو ہو اس وقت تو فقط حمایتِ حق منظور ہے نہ کسی کی تقلید اور وکالت۔ اگر دُنیا بریلوی صاحب سے گفتگو کرے نہ کرو، جس شخص کو طلب حق منظور ہے اس سے بھی بریلوی صاحب گفتگو نہ کریں۔ یہ کون سا جواب ہے۔ غور فرمائیے، آخر ایک دن مرنا اور خداوندِ عالم کے رُو برُو حاضر ہونا ہے بریلوی صاحب کو اطفال سے گفتگو کی حاجت نہیں مگر دُوسروں کو تو اُن سے

گفتگو کی ضرورت ہے تاکہ ان کا حق و باطل ظاہر ہو جائے۔ الساکت عن الحق کی وعید سے ڈرنا چاہیے۔ جن مسائل میں تمام عمر صرف ہوتی ہو ان کے تمام پہلوؤں پر نظر ہو، اس کے متعلق اگر کچھ دریافت کیا جائے تو سکوت محض ہو یہ خاموشی بے وجہ نہیں ہے خود کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔ اگر گفتگو نہ کرتے تو تمہیدی سوالات کے جوابات تو تحریر فرما دیتے جن سے گفتگو کا خود بخود ہی خاتمہ ہو جاتا۔ تین[1] ماہ سے مطالعہ ہو رہا ہے۔ اگر جوابات بن پڑتے تو فبہا ورنہ سکوت تو پردہ پوش ہی ہے، ایک چپ سو کو ہرادے نقل مشہور ہے۔ فاضل کامل تھانوی صاحب سے اگر بریلوی صاحب گفتگو کی درخواست کرتے اور حضرت مولٰنا دامت برکاتہم ان کی طرف سے مناظرہ فرماتے تب یہ تحریر البتہ بجا تھی کہ فاضل موصوف کی جانب سے مہری دستخطی وکالت نامہ چاہیے۔ یہاں تو فاضل موصوف کا کچھ ذکر ہی نہیں اُن کو درمیان میں لانے سے کیا نفع، اس وقت ایک مستقل گفتگو ہے جو تمہیدی سوالات کے جوابات پر مبنی ہو گی۔ ہاں بریلوی صاحب گفتگو سے گریز کرتے ہیں اور آپ ان کے حمایتی کھڑے ہوئے ہیں۔ آپ کو مہری دستخطی تحریر مشکلکشائی بریلوی صاحب کی پیش کرنی چاہیے کہ آپ صدر جرگہ ہیں اور آپ کی ہار جیت اُن کی ہار جیت ہے۔ تب آپ کو کچھ لکھنے کا حق حاصل ہے ورنہ مان نہ مان میں تیرا مہمان دخل در معقولات بالکل بے جا اور حق کے خلاف ہے۔ اس جانب سے کسی کی حمایت کا دعویٰ نہیں ہے جس سے مہری دستخطی سند حاصل کی جائے یہ منصب آپ کا ہے آپ مہری دستخطی دستاویز بریلوی صاحب کی حاصل کیجیے پھر خدا چاہے تو آپ کی حقیقت بھی کھل جائے گی ورنہ فضول تضییع

[1] اب تو ایک سال سے بھی زائد ہو گیا ۱۲ منہ

اوقات ہے۔ آپ کو ناگوار تو ہوگا مگر معاف فرمائیے آپ کے بریلوی صاحب
درحقیقت مناظرہ کر ہی نہیں سکتے۔ ورنہ اس قدر خموشی اور سکوت خاں صاحب
سے دشوار تھا۔ اُن کو اپنی تحریرات اور پُر زور دلائل کا حال خوب معلوم ہے
جس مسئلہ میں سو سو دلائل لکھتے ہیں۔ وقت پر خدا چاہے تو معلوم ہو جائے گا
کہ وُہ سب تحریرات نام کی تھیں کام کی بات ایک بھی نہیں، یہ تو فرمائیے اگر
مناظرہ منظور نہیں تو جیسے آپ کو یہ جواب لکھنے کا حکم دیا تھا، تین آنے کے ٹکٹ
اور تمہیدی سوالات بھی واپس کیوں نہیں کرا دیے ہیں۔ آپ سے شرعی طور سے
استفتاء کرتا ہوں کہ ٹکٹ اور سوالات کے رکھ لینے کا بریلوی صاحب کو کیا
استحقاق ہے۔ خیر بس! ہم اور کیا کہیں عاقلاں خود میدانند ترکی تمام شد
والنصر من اللہ العزیز العلیم۔ ینصر من یشاء۔ لا مانع لنصرہ وہو خیر الناصرین۔ یہ تمام
باتیں کسی عاقل کے نزدیک قابلِ پذیرائی نہیں۔ یوں تو کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ
گھر میں جس کو جو چاہا کہہ دیا، لکھ دیا، مردانگی نہیں ہے اگر خداوندِ عالم کے دربار میں
یہ تعلی اور تشخص فرضی بریلوی صاحب کی شرعی مسائل میں گفتگو نہ کرنے کی علت
ہو سکے اور جواب معقول ہو تو وُہ خود اور آپ بھی خیال کر لیں، ہمارا جو کام تھا کر چکے
اور آئندہ کو ہر اہلِ باطل کو یہ کہنے کی گنجائش ہوگی کہ تم چونکہ قابلِ خطاب نہیں
اس وجہ سے تم سے گفتگو نہ ہوگی اور آئندہ سے کبھی یہ نہ کہنا کہ ہم سے فلاں فلاں
نے مناظرہ نہیں کیا۔ چونکہ بریلوی صاحب باتفاق علمائے ہند قابلِ خطاب
نہیں ہیں بس یہی آپ کا مسلم جواب ہے المرء یوخذ باقرارہ والحمد
للہ رب العلمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ

وصحبہ اجمعین

عبد السلام یکم جمادی الاولیٰ یوم سہ شنبہ ١٣٢٦ھ

از مدرسہ امدادیہ

تمت

اعلان

یہ کتاب چھپنے کے بعد فوراً جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب
کی خدمت میں بغرض جواب بھیجی جائے گی اور زیادہ سے زیادہ
ایک ماہ تک جواب کا انتظار کیا جائے گا۔ خاں صاحب ممدوح کی
درخواست پر اس سے زیادہ مہلت بھی مل سکتی ہے والسلام

ناچیز: محمد عبد الوہاب عفا عنہ الملک المنعام

نوٹ

بریلوی بزرگوں نے مناظرہ کے ڈر کا جو بہانہ تراشا وُہ آپ نے ملاحظہ فرما لیا چونکہ خدام اکابر علماء دیوبند احمد رضا خاں صاحب
کو گھر تک پہنچانا چاہتے تھے اسلیے حضرت تھانوی کو احمد رضا خاں صاحب کے ساتھ مناظرہ کرنیکے لیے تیار کر لیا اور ان
آمادگیٔ مناظرہ کی تحریر حاصل کی باوجودیکہ خدام اکابر علماء دیوبند سمجھتے تھے کہ احمد رضا خاں صاحب جیسے انسان (جو ایک
جید عالمِ دین ہونا تو درکنار کسی مدرسہ کے فارغ اور سند یافتہ بھی نہ تھے) کے مقابلہ میں حضرت تھانوی کو لانا حضرت
تھانوی کی بہت بڑی توہین ہے لیکن احقاق حق وابطال باطل کی خاطر یہ سب کچھ برداشت کیا مگر احمد رضا
خاں صاحب نے جس طرح فرار اختیار کیا اس کی پوری تفصیل قاصمۃ الظہر نے بلند شہر میں ملاحظہ فرمائی جائے جو
جلد ہی انجمن کی طرف سے شائع کی جائے گی۔

(قاری) محمد عارف ناظم نشر و اشاعت
انجمن ارشاد المسلمین - لاہور

يحلفون باللہ ما قالوا ولقد قالوا كلمة الكفر وكفروا بعد إسلامهم وھمّوا بما

نمبر ۳

شکوہ الحاد

ملقب بہ

لزام علی اللئام

المسمّٰی بہ

کفر و ایمان کی کسوٹی

تصنیف لطیف

رئیس المناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسنؒ چاندپوری ناظم تعلیمات
وشعبۂ تبلیغ دار العلوم دیوبند وخلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ

ناشر

انجمن ارشاد المسلمین لاہور

۶- بی شاداب کالونی، حمید نظامی روڈ

الحمد للّٰہ الذی جعل کلمة الذین کفروا السفلی وکلمة اللّٰہ ھی العلیا و الصلوة والسلام علی سید الانبیاء ورأس الاتقیاء سیدنا ومولانا محمد ماحی الکفر والبدعات وشمس الھدی وعلی اٰلہ وصحبہ ھداة الامة واعلام الھدایة ونجوم الدجی۔

اما بعد۔ ناظرین کرام پر واضح ہو کہ چند سطور جو ذیل میں عرض کی جاتی ہیں ان سے غرض محض مدافعت اور اپنے اکابر سے دفع الزام ہے۔ فاضل بریلوی کو جو کچھ لکھا گیا ہے وہ اپنی طرف سے نہیں لکھا گیا۔ بلکہ جو کچھ انہوں نے ہمارے اکابر کو لکھا ہے اور صراحۃً یا لزوماً کہا ہے اور انہیں کے اقوال سے اُن پر انہیں کے جو احکام لوٹتے ہیں ان کو ظاہر کر کے یہ استدعا کی گئی ہے کہ ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے جو کچھ ہم نے خان صاحب کے کلام کا مطلب سمجھا ہے وہ عرض کر دیا ہے۔ اگر ہماری سمجھ میں غلطی ہے تو باادب عرض کرتے ہیں کہ ہم کو سمجھا دیا جائے۔ ورنہ ہم اس سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ خان صاحب نے جو کچھ الزامات اپنے مخالفوں پر لگائے ہیں وہ ان سے بری ہیں اور خود خان صاحب ہی اپنے اقرار سے اُن کے مورد ہیں۔ اس کے بعد مناظرہ ختم ہو گیا۔ اب کسی مناظرہ کی اس مسئلہ میں ضرورت نہیں اگر واقعی متفق ہو کر کوئی اسلام کا کام کرنا ہے تو ہم مستعد ہیں اور اگر منظور نہیں، تو مسلمانوں کے حال پر رحم فرمایئے۔ ان کو ہی مخالفینِ اسلام سے مقابلہ کرنے دیجئے۔ ہم تو کسی کو گالی دیتے ہیں نہ توہین کرتے ہیں نہ یہ ہماری عادت نہ ہماری غرض۔ واللّٰہ تعالیٰ علی ما نقول وکیل۔ مفت کی تہمت

اور زبان درازی کا ہمارے پاس علاج نہیں وہ خدا کے سپرد ہے۔ حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل۔

مولوی حامد رضا خاں صاحب! بندہ نے اپنا اشتہار آپ کی خدمت میں بذریعہ جوابی رجسٹری بھیجا جس کی باضابطہ رسید بھی آگئی۔ مگر جواب سے جواب ہے حالانکہ اس پر آپ کو سکوت نہ چاہیئے تھا کیونکہ اس میں مطالبہ یہ تھا کہ آپ اپنے والد ماجد اور اپنا اور اپنے تمام گروہ کا اسلام ثابت فرمائیں۔ آپ کے والد صاحب کا کفر وارتداد اور ان کے عقائد پر مطلع ہو کر جو انہیں کافر مرتد وغیرہ نہ کہے اس میں تامل، تردد، شک، احتیاطاً سکوت ہی کرے۔ وہ بھی ویسا ہی کافر ہے جیسا کہ خان صاحب، اس کا نکاح عالم میں کسی مسلمان، کافر اصلی، مرتدہ، مرتد سے ناجائز، زنائے محض، اولاد کا نسب ثابت نہ ہوگا۔ اور یہ تمام احکام کسی دوسرے کے کیے ہوئے نہیں ہیں بلکہ خان صاحب ہی کے فتوے کا نتیجہ ہے۔ اس قدر ڈبل کفر خود مجدد مأتہ حاضرہ کا دیا ہوا ہے۔ اس کا رفع آپ سے نہ ہو سکا پر نہ ہو سکا۔ اور کیسے ہو سکتا تھا جب خود خان صاحب ہی اس ازلی تقدیری لازمی کفر وارتداد کو نہ اُٹھا سکے تو اور کسی کی کیا مجال ہے۔ چونکہ یہ کفر وارتداد اور تکفیر خان صاحب کو خود ان کی رضا ورغبت سے اور آپ کو آباجان سے ملی تھی۔ اگر آپ اس کو اختیار فرماتے اور بل نتبع ما الفینا علیہ آباءنا پڑھتے تو یہ سمجھا جاتا کہ ہمیشہ سے کفار کا یہ قاعدہ چلا آیا ہے کہ نار کو عار پر ترجیح دی ہے۔

مگر ہندوستان! تیرے تمام اہلِ بدعت، کو کیا ہو گیا کہ وہ بھی اعلیٰحضرت کو دُاُن کفریات کے علم کے بعد مسلمان جان کر ویسے ہی کافر ومرتد ہونے کو قبول فرماتے

ہیں جیسے وہ تھے ۔ نہ کسی کے ہاتھ میں قلم ہے نہ منہ میں زبان جو اپنا اسلام ثابت
کر سکے ۔ خان صاحب اور ان کے عقائدِ کفریہ پر مطلع ہو کر ان کو کافر نہ جاننے والے
تو خان صاحب کے فتوے سے یوں کافر ہوئے ۔ اور جو مسلمان خان صاحب کے
عقائد کفریہ سے متنفر اُن پر کفر کا فتوےٰ دینے کے لیے خان صاحب نے سفرِ حجاز
کیا ۔ تو نتیجہ یہی ہوا کہ خود خان صاحب اور ان کے موافق اور مخالف تمام روئے زمین کے
مسلمان خان صاحب کے فتوے سے ایسے کافر کہ جو انہیں کافر نہ کہے ، کافر کہنے میں شک
تردد ، احتیاط کرے ، سب کافر ۔ غرض خان صاحب دنیا میں کسی کو مسلمان دیکھ ہی
نہیں سکتے ؎

دینِ احمد سے عداوت ہو تو ایمان کیسا
کفر کعبہ سے جو لایا وہ مسلمان کیسا

نہایت وثوق سے بحول اللہ تعالیٰ وقوتہ عرض کرتا ہوں کہ آپ کی تو حقیقت کیا ہے
تمام ہند کے اہلِ بدعت بھی اگر آپ کے ابا جان کو ایک راست گو انسان مان کر صرف ادنیٰ
سے ادنیٰ درجہ کا مسلمان ان کے اقرار سے ثابت فرمادیں تو یہ محال ہے ، ممتنع ہے ، ناممکن
ہے ، اگر یقین نہیں تو کسی کو مستعد کر کے اپنی تصدیق سے جواب شائع فرمائیے ۔

افسوس ہے کہ آپ کے دار الافتار سے ایک بے معنی بے ایمانی کا اشتہار
شائع ہوا اُسے بھٹیاری نامہ کہوں ، یا خان صاحب کے عرس شریف کا وہ فاتحہ نامہ کہوں
جس کا ثواب روحِ مقدس کو پہنچایا گیا ہے ۔ مسلمان تو مسلمان ایک ادنیٰ شریف آدمی
بھی اس قدر فحش گالیاں نہیں دے سکتا ۔ آپ کو شرم کرنی چاہیئے اور اگر آپ نے ہی اشتہار
دیا ہے تو اللھم زدفزد ۔ خدا اور زیادہ توفیق دے ہم تو ایسے دور از تہذیب باتوں کا جواب

دے نہیں سکتے ۔ اوّل تو وہ ہمارے مخاطب نہیں اور مخاطب بھی ہوتے تو اس کا تو اگر
بریلی کی کوئی بازاری جواب دے تو دے سکے ورنہ وہ گالی نامہ کوئی دیکھ بھی نہیں سکتا چہ جائیکہ
جواب لکھے ۔ شریف انسان ایسی گالیاں نہیں دے سکتا ۔ خدا کرے بڑے حضرت کی طرح
کسی قادیانی سے واسطہ پڑ جائے تو وہ ایک ہی دو دفعہ میں بے نقط سنا کر ہوش
درست کر دے گا ۔ کیوں نہ ہو آپ کے خان صاحب مجددیت کے مدعی تھے اور وہ نبوت
کے ۔ فرق تو ہونا ہی چاہیئے ۔ واقعی ایسا مضمون سنڈاس پریس میں طبع ہونے کے قابل
ہے ۔ مگر آپ کے ابا جان کی بدقسمتی کہ ان کا کفر وہ بھی نہ اٹھا سکے ۔ وہی ایک راگ جو خان صاحب
نے ساری عمر گایا اُسے ہی اس میں بھی الاپا ۔

اس وجہ سے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام تال ، طنبورا ، ڈھولک ، سارنگی ، طبلہ
ستار ، سب ایک ہی دفعہ توڑ کر اس بدعت کی ارتھی کو جہنم میں جھونک کر اس قصہ کو ہمیشہ
ہی کے لیے ختم کر دیا جائے ۔ اپنے اشتہاری علماء مراد آبادی ، اعظمی ، الوری ، کچھوچھوی ،
پنجابی ، شہری ، دیہاتی ، پچھمی ، پوربی ، سب کو جمع فرما کر جواب مرحمت فرمائیے ۔ چونکہ اس
نزاع کو طے کر کے فیصلہ حکم مسلم فریقین سے لینا ہے ۔ جس کے بعد چون و چرا کی گنجائش
ہی نہ رہے ۔ اس وجہ سے ہم نے بڑے حضرت آپ کے ابا جان خان والا شان فاضل
احمد رضا خان صاحب کو حکم مقرر کیا ہے ۔

چاہے کسی بڑے کو تو آپ تسلیم ہی نہیں کر سکتے مگر ہم آپ کے بڑے
حضرت کو حکم مانتے ہیں ۔ فرمائیے اس سے زائد کوئی طریقہ انصاف اور قطعی فیصلہ
کا ہے ؎

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

اگر خان صاحب ہی سے اپنی فتح اور ان کی ہار کی اقراری ڈگری نہ لی تو بات ہی کیا ہوئی خدا چاہے یہ آخری فیصلہ لاحول اور اذان کا کام دے گا۔ شیطانِ بدعت اس سے ایسا ہی بھاگے گا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔

حضرات ناظرین بغور ملاحظہ فرمائیں! فاضل بریلوی اور ان کی تمام جماعت، اور ہمارے اکابر اور اُن کے خدام میں کل دو امر مختلف فیہ ہیں۔ خان صاحب کی جماعت کا دعویٰ ہے کہ خان صاحب نے اکابرِ علمائے دیوبند کا صریح کفر ان کی کتابوں، اور علمائے حرمین شریفین کے فتاویٰ سے ایسا زبردست پُرزور طریقہ سے ثابت کیا کہ؛

"جو انہیں کافر نہ کہے اُن کے کفر میں شک، تردد، احتیاط برتے، وہ بھی کافر۔ بلکہ جو اس شخص کو کافر کہنے سے باز رہے کافر نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر۔ پھر جو اس کو ویسا ہی کافر نہ کہے الی غیر النہایۃ دنیا کے اس سرے سے اس سرے تک سب کافر ہو جاویں گے۔ ان کا نکاح دنیا میں کسی مسلمان کافر اصلی و مرتد سے صحیح نہ ہو گا بلکہ زنائے محض اور اولاد حرامی ہوگی۔ پھر باوجود سالہا سال کے مطالبوں کے کسی دیوبندی نے مناظرہ نہ کیا؛"

یہ دعویٰ تو پٹھانی جماعت کا ہے۔

ہم غربا یہ عرض کرتے ہیں کہ یہ دعویٰ اول سے آخر تک غلط بلکہ خود جناب خان صاحب اپنے ہی فتاویٰ کے حکم سے ویسے ہی کافر ہیں جیسا وہ اپنے مخالفوں کو فرماتے ہیں ما بہ النزاع صرف یہ ہے۔ اس مقدمہ کو ہم بحضور خان صاحب بہادر پیش کر کے تمام مسل و روداد مقدمہ اور فیصلہ حکم مسلم فریقین ناظرین کی خدمات عالیہ میں بے کم و کاست پیش کیے دیتے ہیں نتیجہ وہ خود نکال لیں۔ واللہ تعالیٰ ہو الموفق۔

امور تنقیح طلب

۱۔ اکابر حضراتِ دیوبند نے مناظرہ سے پہلو تہی کی یا خان صاحب نے۔

۲۔ جو الزامات خان صاحب نے لگائے ہیں وہ امور واقعی کفریہ ہیں یا نہیں۔

۳۔ علمائے دیوبند بھی اُن کو کفریہ عقائد تسلیم کرتے ہیں یا نہیں۔

۴۔ اگر وہ مضامین عقائد کفریہ مسلمہ فریقین ہیں تو علمائے دیوبند ان کے معتقد ہیں یا نہیں اور وہ معنی اُن کے مراد ہیں یا نہیں۔ مراد نہ ہونے کی صورت میں اُن کے معتقدین کو کافر سمجھتے ہیں یا مسلمان۔

۵۔ اگر وہ مضامین علمائے دیوبند کے نزدیک بھی کفریہ عقائد ہیں اور وہ اُن کی مراد بھی نہیں اور ان عقائد کے معتقدین کو کافر بھی سمجھتے ہیں تو پھر جن عبارات کو خان صاحب نے پیش کیا ہے اُن کے صحیح معنے کیا ہیں۔ کس کتاب میں بیان کیے گئے ہیں۔ خان صاحب نے اُن معانی کی تغلیط فرمائی ہے یا نہیں۔

۶۔ جس صورت میں علمائے دیوبند اُن مضامین کو عقائد کفریہ سمجھتے ہیں اور وہ مضامین اُن کی مراد بھی نہیں اور اپنے کلام کے صحیح معنے بیان کرتے ہیں تو اب وہ مسلمان ہیں یا کافر۔

۷۔ خان صاحب، یعنی مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی اپنے ہی فیصلہ اور فتوے اور علمائے حرمین شریفین کے فتاویٰ کی بنا پر ایسے کافر اور مرتد ہیں کہ جو ان کو کافر اور مرتد نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر اور مرتد ہے۔ جس طرح خان صاحب تھے۔

پھر اس کافر نہ کہنے والے کو جو کافر اور مرتد نہ کہے وہ بھی خان صاحب ہی کی طرح کافر ہے الی غیر النہایۃ۔ اور ان میں سے کسی کا نکاح تمام عالم میں کسی سے بھی چاہے کافر ہو، مرتد ہو، یا ان کا ہم عقیدہ ہو درست نہیں۔ نکاح زنائے محض اور اولاد حرامی ہو گی۔ غرض جو حکم خان صاحب نے اپنے مخالفوں کے لیے صادر فرمایا تھا وہی حکم بعینہٖ خان صاحب پر لوٹ کر آیا ہے یا نہیں۔

۸ - علمائے دیوبند نے خان صاحب کا یہ اقراری کفر خان صاحب پر ظاہر کیا نہیں۔ پھر خان صاحب نے اس کا کوئی جواب دیا ہے یا نہیں۔

تنقیح نمبرا کے متعلق عرض ہے کہ حضرات اکابر دیوبند نے خان صاحب سے مناظرہ میں پہلو تہی نہیں فرمائی بلکہ خود خان صاحب نے پہلو تہی فرمائی۔ چنانچہ خورجہ اور بلند شہر کے مسلمانوں نے مناظرہ کرانا چاہا تھا اور ہر فریق اپنے اپنے علماء کو میدانِ مناظرہ میں لانے کا ذمہ دار ہوا تھا۔

حضراتِ دیوبند نے جو تحریر مستعدی مناظرہ کے لیے بھیجی تھی وہ پیش ہوتی ہے۔ اگر خان صاحب نے بھی کوئی تحریر بھیجی ہو تو پیش کی جائے۔ یہ تحریک مناظرہ شوال ۱۳۲۸ھ میں ہوئی جس کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو "قامعۃ الظہر فی بلند شہر" وغیرہ۔

نقل تحریر دستخطی آمدہ از دیوبند مع دستخط حضراتِ ثلاثہ

باسمہ تعالیٰ حامداً مصلیاً و مسلماً فرقو کا فتوے منسوبہ بجانب حضرت مولانا مولوی حافظ رشید احمد صاحب محدث گنگوہی۔ اور بعض عبارات تحذیر الناس و

براہین قاطعہ و حفظ الایمان کی وجہ سے جو ہم پر اور ہمارے اساتذہ رحمہم اللہ تعالےٰ اجمعین پر مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے الزام و اتہام توہینِ خداوندِ عالم جل وعلےٰ شانہٗ و توہینِ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وسلم کا لگا کر تکفیر کی اور کرائی ہے۔ امورِ مذکورہ میں خان صاحب سے ہم تقریری مناظرہ کرنے کو بالکل مستعد و آمادہ ہیں۔ بقاعدۂ مسلمہ خان صاحب الاہم فالاہم ان مسائل کے طے ہونے کے بعد اور بھی جو ان کے اور ہمارے درمیان مسائل مختلفہ ہیں۔ گفتگو کے لیے آمادہ ہیں۔ خان صاحب بھی اپنی تحریر مستعدیٔ مناظرہ کے بارہ میں بھیجدیں فقط۔

اگر مناظرہ کے وقت کسی کو کوئی عذر پیش آوے تو وہ اپنا وکیل باضابطہ پیش کرے گا کہ جس کا ساختہ پرداختہ موکل کا سمجھا جاوے گا۔

خلیل احمد بقلم خود   بندہ محمود عفی عنہ   اشرف علی عفی عنہ بقلم خود

ص ۷ قامعۃ الظہر فی بلند شہر۔

اس تحریر میں مسئلہ تکفیر ہی نہیں جملہ امور مختلفہ میں گفتگو کے لیے مستعدی ظاہر فرمائی ہے۔ خان صاحب نے بھی اگر اپنے لوگوں کے پاس کوئی اس قسم کی تحریر بھیجی ہو تو ظاہر فرمائیں بلکہ خان صاحب کے لوگوں نے خان صاحب سے ہر چند چاہا کہ وہ بھی مستعدیٔ مناظرہ کی تحریر بھیجدیں۔ مگر نہ بھیجی اور نہ بھیجی۔ آخر فیصلہ فتح حضرات دیوبند کا ہوا۔ اور رؤسا بلند شہر نے اس کُس پر اپنے دستخط فرمائے۔

رسالہ مذکورہ ۱۷ محرم الحرام ۱۳۲۹ھ کو طبع ہو کر تمام ہندوستان میں شائع ہو چکا ہے۔ پھر بھی خان صاحب کے ہوا خواہوں کا یہ فرمانا کہ حضراتِ دیوبند مناظرہ سے پہلو تہی کرتے ہیں کس قدر واقع سے دور اور ایمان کے خلاف ہے۔ خان صاحب

نے مستعدی مناظرہ کی تحریر بلند شہر کے لوگوں کو نہ بھیجکر یہ قطعی فیصلہ فرمادیا کہ خان صاحب ہی کو مناظرہ کرنا موت نظر آتا تھا۔

ناظرینِ کرام! اب انصاف سے جو آپ حضرات کو معلوم ہو۔ وہ بیان فرماد یجئے۔

تنقیح نمبر۲ کے متعلق عرض ہے کہ خان صاحب بریلوی نے حضرت قاسم العلوم والخیرات مولانا مولوی محمد قاسم صاحب قدس سرہ العزیز نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند کے ذمہ یہ الزام لگایا کہ وہ نعوذ باللہ تعالے سرورِ عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بمعنے آخر النبیین یعنی سب سے پچھلا نبی نہیں جانتے۔ یہ عقیدہ باتفاق اہلِ سنت والجماعت کیا معنے تمام مسلمانوں کے نزدیک کفریہ عقیدہ ہے۔

۳۔ علمائے دیوبند بھی اس کو کفریہ عقیدہ جانتے ہیں۔

۴۔ حضرت علمائے دیوبند اس عقیدۂ کفریہ کے ہرگز ہرگز معتقد نہیں۔ اور نہ یہ معنے ان کی مراد۔ جو شخص ایسا عقیدہ رکھے وہ اُسے قطعی کافر سمجھتے ہیں وہ مرتد اور ملعون جہنمی ہے۔

اس کا ثبوت ملاحظہ ہو۔ خان صاحب نے اپنے دعوے کے ثبوت میں تحذیرالناس کی عبارتِ ذیل علمائے حرمین شریفین کی خدمت میں پیش کرکے کفر کا فتویٰ حاصل کیا ہے۔

بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو۔ جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔

بلکہ اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیتِ محمدیﷺ میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنے ہے کہ آپ سب میں اخیر ہیں مگر اہلِ فہم پر روشن ہے کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں ۱۲ حسام ص ۱۳

حالانکہ یہ عبارت تحذیرالناس میں ایک جگہ نہیں بلکہ تین مقاموں سے ایک مسلسل عبارت ایسی بنالی ہے جس کو دیکھکر ہر شخص یہی کہے گا کہ قائل خاتمِ زمانی کا منکر ہے۔

اور یہ بھی ظاہر نہیں کیا گیا کہ یہ عبارت چند مقامات کی ہے اور اس میں خیانت کی گئی ہے کہ کفریہ مضمون بنانے کے لیے اول فقرہ صفحہ ۲۸ کا ہے اور لفظ بلکہ سے ۱۴ صفحہ کی عبارت ہے اور لفظ عوام کے خیال سے آخر تک صفحہ ۳ سے چوری کی گئی ہے۔

ناظرین انصاف فرمائیں کہ اس طرح سے ہر شخص اور تو اور کتاب اللہ سے کفریہ مضامین بنا کر پیش کرسکتا ہے مثلاً:

ان الذین آمنوا وعملوا الصّالحٰت اولٰئك اصحٰب النار، ھم فیھا خالدون۔

یعنی جو لوگ ایمان لائے اور اعمالِ صالحہ کیے وہ لوگ ہمیشہ آگ میں رہیں گے۔

پھر یہ خیانت ایک عالمِ ربانی آیت من آیات اللہ کے اُوپر کفر کا فتویٰ حاصل کرنے کے لیے کی جائے مسلمان خود ہی خیال فرمالیں کہ یہ کام مسلمان کرسکتا ہے یا وہ جو اسلام اور خداوندِ عالم اور رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہو۔

سالہا سال تک خان صاحب سے اُن کی زندگی میں مطالبہ رہا کہ وہ تحذیرالناس دکھاؤ جس میں یہ عبارت مسلسل موجود ہو۔ جس کی بنا پر کفر کا فتویٰ حاصل کیا ہے مگر کون اور کہاں

سے دکھا دے یہ حقیقت ہے خان صاحب اور علمائے دیوبند کے ایمان اور کفر کی۔ یہ کرم تو خان صاحب نے وہاں کیا جہاں لوگ جنم کے گناہ بخشوانے جاتے ہیں۔ حرم محترم خانہ کعبہ بیت اللہ تعالےٰ اور روضۂ اقدس کے روبرو جعل سازی سے باز نہ آیا۔ بلکہ سفر ہی اسی لیے کیا سے
ہندوستان میں کیا کیا نہ کیا ہوگا
کفر کعبہ سے جو لایا وہ مسلماں کیسا!

دوسرے اسی تحذیر الناس، اور مناظرہ عجیبہ میں جو تحذیر الناس ہی کے متعلق ہے اور جبھی طبع ہوکر شائع ہوا تھا۔ حضرت مولانا مرحوم تصریح فرماتے ہیں کہ ختم زمانی کا ثبوت قرآن سے، حدیث سے، تواتر سے، اجماع سے ہے۔ جو ختم زمانی کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ میں ختم زمانی کا منکر نہیں بلکہ اس کے ساتھ ختم ذاتی کو بھی ثابت کرتا ہوں۔ جو ختم زمانی کے لیے علت ہے۔ مگر خان صاحب ہیں کہ پھر بھی منکر خاتمیت زمانیہ کا الزام لگاکر کفر کا فتوےٰ حرمین شریفین سے لے ہی آئے۔ ملاحظہ ہوں۔ عبارات حضرت مولینا نانوتوی قدس سرہ العزیز۔

عبارات تحذیر الناس

صفحہ ۳ سطر ۱۸ تا ۱۹۔ جس سے تاخر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلتِ نبوی دوبالا ہوجاتی ہے۔

صفحہ ۱۰ سطر ۳۔ سو اگر اطلاق اور عموم ہے۔ تب تو ثبوتِ خاتمیتِ زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت۔ ادھر تصریحاتِ نبوی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ

لا نبی بعدی۔ او کما قال۔ جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اس باب میں کافی ہے۔ کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے۔ پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہوگیا گو الفاظ مذکور بسند تواتر منقول نہ ہوں۔ سو یہ عدم تواترِ الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہ۔ باوجودیکہ الفاظ شعر تعداد رکعات متواتر نہیں جیسا کہ ان کا منکر کافر ہے۔ ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہوگا۔

صفحہ ۱۰ سطر ۱۱۔ اور خاتمیتِ زمانی بھی ہاتھ سے نہیں جاتی ۱۲

صفحہ ۱۲۔ اور زمانۂ آخر میں آپ کے ظہور کی ایک یہ بھی وجہ ہے ۱۲ الختم ص ۴

عبارات مناظرہ عجیبہ

صفحہ ۳ سطر ۸۔ مولانا حضرت خاتم المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کی خاتمیتِ زمانی تو سب کے نزدیک مسلّم ہے ۱۲

صفحہ ۴۷ سطر ۹۔ مولانا خاتمیتِ زمانی کی میں نے تو توجیہ اور تائید کی ہے تغلیط نہیں کی ۱۲۔

صفحہ ۴۷ سطر ۱۱۔ اوروں نے فقط خاتمیتِ زمانی اگر بیان کی تھی تو میں نے اس کی علتِ خاتمیت مرتبی کو ذکر کیا اور شروع تحذیر ہی میں باقتضائے خاتمیت مرتبی کا یہ نسبت خاتمیتِ زمانی ذکر کردیا ۱۲

صفحہ ۳۹۔ خاتمیتِ زمانی اپنا دین و ایمان ہے۔ ناحق کی تہمت کا البتہ کچھ علاج نہیں ۱۲

صفحہ ۱۴ سطر ۱۵۔ اپنے اعتقاد کا حال تو اوّل تحذیر میں عرض کر چکا تھا۔ جس میں تقریر ثانی کے موافق خاتمیتِ زمانی علی الاطلاق منجملہ مدلولاتِ مطابقی لفظ خاتم ہو جائے گی۔

صفحہ ۵۰ سطر ۱۰۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ خاتمیتِ زمانی سے مجھ کو انکار نہیں۔ بلکہ یوں کہئے کہ منکروں کے لیے گنجائشِ انکار نہ چھوڑی۔ افضلیت کا اقرار ہے۔ بلکہ اقرار کرنے والوں کے پاؤں جما دیئے۔ اور نبیوں کی نبوت پر ایمان ہے۔ پر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے برابر کسی کو نہیں سمجھتا ۱۲۔

صفحہ ۶۸۔ یعنے مختار احقر تو مثبت خاتمیتِ زمانی ہیں معارض ہوتا کجا ۱۲

صفحہ ۶۹ سطر ۱۔ مولانا اول تقریر تحذیر پر تو خاتمیتِ زمانی مدلول التزامی خاتم النبیین ہو گا اور دوسری تقریر پر مدلول مطابقی ۱۲

صفحہ ۶۹ سطر ۶۔ ہاں یہ مسلّم کہ خاتمیتِ زمانی اجماعی عقیدہ ہے ۱۲

صفحہ ۱۰۳ سطر ۱۔ اور امتناع بالغیر میں کسے کلام ہے۔ اپنا دین و ایمان ہے۔ بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں۔ جو اس میں تامّل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں ۱۲ المختم ص ۵، ۶

یہ چند عباراتِ مذکورہ جو بطورِ نمونہ عرض کی ہیں اُن سے ناظرینِ کرام کو تنقیح کا نمبر (۵) بھی منقح ہو گیا ہو گا کہ ختمِ زمانی کا انکار حضرت قاسم العلوم والخیرات قدس سرہ العزیز اور اُن کے جملہ خدام کے نزدیک عقیدۂ کفریہ ہے۔ اور جو شخص منکرِ خاتمیتِ زمانیہ ہو اُسے کافر اور مُرتد سمجھتے ہیں۔ رہی یہ بات کہ جن عبارات کو کاٹ، تراش، خیانت کر کے خان صاحب نے پیش فرمایا ہے ان کے صحیح معنے کیا ہیں۔ اس کے لیے ملاحظہ ہو بندہ کا رسالہ...... "السحاب المدرار فی توضیح اقوال الاخیار" جس کو طبع ہوئے سالہا سال گذر گئے اور خان صاحب

اور اُن کے جملہ معتقدین نے ایک حرف جواب میں نہ لکھا۔ نہ انشاء اللہ تعالٰے آئندہ لکھ سکیں۔

ناظرینِ باتمکین! آپ حضرات اب خود غور فرمالیں کہ خان صاحب نے کس قدر ظلم سے کام لیا ہے اور ایک حجۃ الاسلام و فخر المسلمین کے کافر کہنے میں کس قدر عرق ریزی فرمائی۔ اللہ تعالٰے خان صاحب اور ان کے اتباع پر اگر نظرِ عنایت نہ فرمائے تو بحکم من عادی لی ولیا فقد آذنتہ بالحرب او کما قال کی بنا پر ساری جہنم کا انہیں کو وارث بنا دے اور مسلمان جہنم کے اور اُن کے شر سے محفوظ رہیں۔ ہاں ہم یہی چاہتے ہیں کہ اللہ تعالٰے ان سب کو توبہ کی توفیق عنایت فرمائے۔ اور تعصب اور اتباعِ ہویٰ سے ہم سب کو بچا دے۔

ناظرینِ کرام! یہ اُس بہتان کا ذکر ہے جو حضرت قاسم العلوم والخیرات قدس سرہ العزیز کی نسبت تھا۔ حضرت رشید الاسلام والمسلمین قدس سرہٗ العزیز پر جو افترا کر کے فتویٰ کفر حاصل کیا ہے اس کو ملاحظہ فرمایا جاوے۔

حضرت مولانا گنگوہی مرحوم و مغفور کی طرف یہ نسبت کیا کہ حضرت مولانا موصوف نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ جو اللہ تعالٰے و سبحانہ کو بالفعل جھوٹا مانے اور تصریح کرے کہ (معاذ اللہ تعالٰے) اللہ تعالٰے نے جھوٹ بولا اور یہ بڑا عیب اس سے صادر ہو چکا تو اُسے کافر بالائے طاق، گمراہ در کنار فاسق بھی نہ کہو۔ حسام ص ۱۵ سطر ۸۔

یہ نسبت افترائے محض اور کذبِ خالص ہے۔ حضرت مولانا موصوف اس عقیدہ کو عقیدۂ کفریہ سمجھتے ہیں نہ اس کے وہ خود معتقد ہیں۔ نہ علمائے دیوبند کا یہ عقیدہ کفریہ۔ نہ ان کی کسی عبارت کا یہ مطلب اور مراد ہے اور جو شخص ایسا عقیدہ رکھے اُسے وہ کافر مرتد

ملعون جہنمی سمجھتے ہیں۔ کتاب "تزکیۃ الخواطر" وغیرہ میں اس کا مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ فتوے ہم کو دکھاؤ۔ وہ فتوے قطعاً اور یقیناً جعلی ہے۔ بریلی اور بدایوں میں اکثر دستاویزات و تمسک جعلی بنتے ہیں۔ ایک فتوے جعلی بنا لینا کیا دشوار ہے۔ مگر وہ جعلی فتوے بھی آج تک پیش نہ کیا گیا۔

ثبوت اس کا یہ ہے کہ بندہ نے خود حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ العزیز سے دریافت کیا کہ آپ کی طرف اس قسم کا فتوے منسوب کرتے ہیں واقعہ کیا ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ تعالے علیہ نے نہایت شدت سے انکار فرمایا اور لکھا کہ:

"معاذ اللہ میں ایسا کس طرح لکھ سکتا ہوں۔"

چنانچہ بندہ نے اپنے رسائل میں خان بریلوی کی حیات ہی میں اس مضمون کو شائع بھی کر دیا۔ مگر اثر کچھ بھی نہ ہوا۔ کیونکہ اثر تو جب ہوتا جب پہلے سے جعل سازی کا علم نہ ہوتا "تحذیر الناس" مطبوعہ کتاب کی عبارت میں بیت اللہ، کعبۃ اللہ اور روضۂ اقدس (زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً) کے سامنے جو شخص جعل بنا دے اسے ہندوستان میں جعلی فتوے بنانے میں کیا دیر لگتی ہے۔ اور اگر فرض کرو فتوے خود خان صاحب کا جعلی یا ان کے علم میں جعلی نہ تھا۔ مگر جب حضرت مولانا صاف لفظوں میں انکار فرماتے ہیں ایسے عقیدہ رکھنے والے کو کافر کہتے ہیں۔ پھر خان صاحب کو کیا گنجائش باقی رہتی ہے۔ مرتضیٰ حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا وکالت نامہ ہزاروں کے مجمع میں مولانا موصوف کے روبرو مراد آباد وغیرہ میں پیش کرے۔ مولانا اقرار فرمائیں۔ مگر خان صاحب ہیں کہ تصدیق نہیں فرماتے۔ تھانہ بھون رجسٹری بھیجتے ہیں۔ کیوں۔ کسی طرح سے ابنِ شیرِ خدا کے پنجہ سے جان بچ جائے مگر ایک کفری فتویٰ پیش ہوتا ہے اور جس کی طرف منسوب ہے، وہ انکار کرتا ہے۔ مگر خان صاحب

ہیں نہ قبول [illegible] در یافت فرماتے ہیں نہ بعد انکار۔ نہ طلب پر پیش کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ تحریری ثبوت یہ ہے ملاحظہ ہو فتاویٰ رشیدیہ جلد اول ص ۱۸۱۔

"ذات پاک حق تعالے جل جلالہٗ کی پاک و منزہ ہے۔ اس سے کہ متصف بہ صفت کذب کیا جاوے۔ معاذ اللہ تعالے۔ اس کے کلام میں ہرگز شائبہ کذب کا نہیں ہے... قال اللہ تعالے ومن اصدق من اللہ قیلاً جو شخص حق تعالے کی نسبت یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے کہے کہ وہ کذب بولتا ہے وہ قطعاً کافر و ملعون ہے۔ اور مخالف قرآن و حدیث کا اور اجماع امت کا ہے وہ ہرگز مومن نہیں۔ تعالیٰ اللہ عما یقول الظٰلمون علواً کبیراً۔"

یہ فتویٰ حضرت مولانا گنگوہی کا سالہا سال سے خان صاحب ہی کی حیات میں طبع ہو گیا تھا۔ حوالہ بھی دیا گیا۔ خود بھی دیکھا مگر پھر بھی پٹھانی دربار سے فتویٰ وہی کفر کا جاری ہے بہت اچھا۔ ہم بھی خدا چاہے وہ کہیں گے کہ قبر میں تھرا نے لگیں، اور اپنے ان خلفِ صالح اور مریدوں کے لیے بڑے بڑے محل اپنے ہی پاس نہ بنوالیں تو پھر کہنا۔ خدا چاہے ہم جو کچھ کہیں گے خود نہ کہیں گے۔ خان صاحب ہی سے کہلوائیں گے۔ غرض اس مقدمہ کی تنقیحات نمبر ۵ تک کل منقح اور صاف ہو گئیں۔

اب حضرت مولانا خلیل احمد صاحب اور مولانا اشرف علی صاحب قبلہ دامت برکاتہم کی نسبت عرض کرتا ہوں بغور ملاحظہ فرمایا جاوے۔

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب زید مجدہم پر یہ افترا کیا کہ:

"براہین قاطعہ میں تصریح کی کہ ان کے پیر ابلیس کا علم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے" ۱۲ حسام ص ۱۵

حضرت مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم پر یہ بہتان باندھا کہ:

"حفظ الایمان میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے، ایسا تو ہر بچے اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے۔" حسام صفحہ ۲۱۔

یہ دونوں کفریہ مضامین بھی محض جھوٹ اور افترائے خالص ہیں۔ یہ دونوں حضرات[1] بفضلہٖ تعالیٰ زندہ ہیں ہم نے بھی دریافت کر لیا ہے اور جس کا جی چاہے اب پھر دریافت کر لے۔ وہ ان مضامین کو کفر کہتے ہیں۔ اور وہ، اور جملہ علمائے دیوبند ان عقائد کو کفر جانتے ہیں نہ ایسے الفاظ اور مضامین میں انہوں نے کہے۔ نہ ان کی مراد۔ اور جو شخص ایسا اعتقاد رکھے، اُسے کافر، مرتد، ملعون، جہنمی سمجھتے ہیں۔ اور جن عبارات کی طرف، خان صاحب نے ان مضامینِ خبیثہ کو منسوب کیا ہے۔ ان عبارات کا صاف اور صریح مطلب "السحاب المدرار فی توضیح اقوال الاخیار" و "توضیح البیان" میں سالہا سال ہوئے مفصّل عرض کر دیا گیا ہے۔ جس کے جواب سے خان صاحب اور ان کا تمام گروہ خدا کے فضل سے عاجز ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک عاجز رہے گا۔ اس کا ثبوت ملاحظہ فرمائیے۔

بندہ نے خود ان حضرات سے ان خبیثہ مضامین کے متعلق دریافت کیا ہے کہ خان بریلوی آپ کی طرف ان مضامین کو منسوب کرتے ہیں۔ آپ نے ان مضامین کو صراحۃً یا اشارۃً بیان فرمایا ہے اگر بیان نہیں کیا۔ تو ان امور کی نسبت آپ کا اعتقاد کیا ہے جو شخص ایسا اعتقاد رکھے وہ آپ حضرات اور جملہ علمائے دیوبند کے نزدیک کیسا

---

[1] حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ کا مسودہ مرتب ہو چکنے کے بعد وصال ہو گیا ۱۲

شخص ہے۔ جن عبارات کو خان صاحب نقل کر کے یہ خبیثہ مضامین اُن کی طرف منسوب کرتے ہیں، اگر ان سے یہ مضامین صراحۃً نہیں ثابت ہوتے تو اشارۃً ولزوماً بھی نکل سکتے ہیں یا نہیں۔ اگر ان عبارات سے یہ مطالب قبیحہ نہ صراحۃً ثابت ہوں نہ لزوماً تو پھر آپ نے ان مضامین کو کسی اور جگہ بیان کیا ہے اور ان کے ساتھ پہلے دونوں مضمون بھی سوالِ دیوبند میں شامل ہیں، یعنی سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم زمانی ہونے سے انکار کرنا اور خداوندِ عالم جل وعلیٰ شانہ کو جھوٹا سمجھنا اور صدورِ کذب اس سے واقع تسلیم کرنا اس فتوے کا جواب جو ان دونوں حضرات اور جملہ مدرسین دار العلوم دیوبند وغیرہا نے دیا ہے اس کے بعض بعض مقامات کی عبارات ذکر کرتا ہوں۔ جس کو مفصّل دیکھنا ہو وہ رسالہ "الختم علی لسان الخصم" اور "قطع الوتین ممن تقول علی الصالحین" ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب دامت برکاتہم نے جو بندہ کے جواب میں تحریر فرمایا ہے اس کا خلاصہ ذیل میں بعبارتہٖ درج ہے۔

الجواب ومنہ الوصول الی الصواب۔ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے جو بندہ پر یہ الزام لگایا ہے بالکل بے اصل اور لغو ہے۔ میں اور میرے اساتذہ ایسے شخص کو مرتد و کافر و ملعون جانتے ہیں جو شیطانِ لعین کیا کسی مخلوق کو بھی جناب سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے علم میں زیادہ کہے۔ چنانچہ براہین کے صفحہ ۷ میں یہ عبارت موجود ہے:

"پس کوئی ادنیٰ مسلم بھی فخرِ عالم علیہ الصلوٰۃ کے تقرب و شرف کمالات میں کسی کو مماثل آپ کا نہیں جانتا انتہی۔"

خان صاحب بریلوی نے مجھ پر یہ محض اتہام لگایا ہے۔ اس کا حساب روزِ جزا

ہو گا۔ یہ کفریہ مضمون کہ شیطان علیہ اللعن کا علم نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے۔
براہین کی کسی عبارت میں صراحتہً ہے نہ کنایتہً۔

غرض خان صاحب بریلوی نے یہ محض اتہام اور کذب خالص بندہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ مجھ کو تو مدت العمر کبھی وسوسہ بھی اس کا نہیں ہوا کہ شیطان کیا کوئی ولی فرشتہ بھی آپ کے علوم کی برابری کر سکے۔ چہ جائیکہ علم میں زیادہ ہو۔

یہ عقیدہ جو خان صاحب نے بندہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ کفرِ خالص ہے اس کا مطالبہ خان صاحب سے روزِ جزا ہو گا۔ میں اس سے بالکل بری اور پاک ہوں۔
وکفیٰ باللہ شہیداً۔

اہلِ اسلام عباراتِ براہین کو بغور ملاحظہ فرمائیں۔ مطلب صاف اور واضح ہے۔

حررہ خلیل احمد وفقہ اللہ للتزود لغد۔ الختم علی لسان المنعم ص ۶، ۷

ملخص عبارت حضرت مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم۔ مشفق و مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ
السلام علیکم و رحمۃ اللہ تعالیٰ۔ آپ کے خط کے جواب میں عرض کرتا ہوں۔

۱۔ میں نے یہ خبیث مضمون کسی کتاب میں نہیں لکھا اور لکھنا تو درکنار میرے قلب میں اس مضمون کا کبھی خطرہ نہیں گذرا۔

۲۔ میری کسی عبارت سے یہ مضمون لازم بھی نہیں آتا۔ چنانچہ میں عرض کروں گا۔

۳۔ جب میں اس مضمون کو خبیث سمجھتا ہوں اور دل میں کبھی اس کا خطرہ نہیں گذرا جیسا اوپر معروض ہوا تو میری مراد کیسے ہو سکتا ہے۔

۴۔ جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحتہً یا اشارۃً یہ بات کہے میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ تکذیب کرتا ہے نصوصِ قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے

حضور سرورِ عالم فخرِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔
یہ تو جواب ہوا آپ کے سوالات کا۔

میرا اور میرے سب بزرگوں کا عقیدہ اور قول ہمیشہ سے آپ کے افضل المخلوقات فی جمیع الکمالات العلمیہ والعملیہ ہونے کے باب میں یہ ہے بیت

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

کتبہٗ اشرف علی — الختم علی لسان المنعم ص ۷

بعض عباراتِ فتویٰ

اب ہم کو امور مستفسرہ کے متعلق کچھ عرض کی حاجت نہیں رہی مگر محض بغرض توضیح و تحقیق ہر سوال کے متعلق نمبر وار ایمانداری سے کچھ عرض کئے دیتے ہیں۔

۱۔ تحذیر الناس میں ختمِ زمانی کا انکار نہیں بلکہ اس کا ثبوت مدلل تحذیر الناس اور دیگر تحریرات حضرت مولانا قدس سرہٗ میں بوضاحت موجود ہے اور منکرِ ختمِ زمانی کو کافر فرمایا ہے۔

۲۔ حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہٗ کا کوئی فتویٰ ایسا نہیں جس میں کذب بالفعل باری تعالےٰ نعوذ باللہ واقع یا ممکن الوقوع فرمایا ہے۔ بلکہ ایسے عقیدہ کو اپنے فتوے میں صریح کفر تحریر فرمایا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حق سبحانہٗ کا جھوٹ بولنا محال ہے ۱۲

۳۔ مولانا خلیل احمد صاحب نے ہرگز ہرگز اس کی تصریح نہیں فرمائی کہ علم ابلیس نعوذ باللہ

علم حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اور بڑھ کر ہے اور نہ ان کا یہ عقیدہ ہے۔ ایسے عقیدہ کو مولانا مسلّمہ باطل اور کفر فرماتے ہیں۔

۴۔ مولانا اشرف علی صاحب نے یہ مضمون صریح غلط اور کفر کسی تحریر میں نہیں لکھا کہ نعوذ باللہ آپ کا علمِ غیب بچہ اور پاگل ہر جانور کی برابر ہے۔ ایسے مضامین علمائے حرمین شریفین کو لکھنا اور فتوے حاصل کرنا سخت بے حیائی اور سراسر افترا ہے۔

۵۔ یہ مضامین کاذبہ کفریہ حضرات موصوفین نے کسی کتاب میں صراحتہً یا اشارۃً کبھی ہرگز بیان نہیں فرمائے جو ایسا عقیدہ رکھے وہ ہمارے بزرگوں کے اعتقاد میں ضالؔ و مضل ملعون کافر زندیق جہنمی مرتد ملحد اور اس شیطان کا بھی استاد ہے جو اکابرِ دین اور اولیاء اللہ کی تکفیر کا دلدادہ ہو۔

۶۔ جن عبارات سے مجدد البدعات اپنے مضامینِ افترا اور اختراع کردہ کو بالتصریح ثابت کرتے ہیں، ان سے اشارۃً اور لزوماً بھی قیامت تک وہ مضامین اہلِ فہم و انصاف کے نزدیک ثابت نہیں ہو سکتے ہاں ایسا ثبوت تو ہو سکتا ہے جیسا کسی نے کہا تھا:

"نعین باز بر نقف عین با زبر عف میرا نام محمد یوسف" ؎

باچنیں بیہودہ گوئی میتواں گفتن اگر

تو تے داری بگو ور ہمتے داری بیار

اگر تفصیل منظور ہو تو "السحاب المدرار فی توضیح اقوال الاخیار" و "توضیح البیان فی حفظ الایمان" ملاحظہ فرمایا جاوے۔ اس میں نہایت وضاحت سے ان عبارات کا مطلب بیان

کیا گیا ہے۔

۷۔ ان مضامین مستفسرہ کفریہ کا اثر نہ تحریرات مسئولہ میں ہے، اور نہ حضرات کی تحریرات باقیہ اور دیگر تالیفات میں کہیں پتہ اور نشان صراحتہً یا ضمناً اصالتاً یا تبعاً کہیں ایسے مضامین خبیثہ کا کسی تقریر یا تحریر میں اصلاً اثر نہیں اور نہ ان کے اتباع میں ان صریح کفریات کا کوئی معتقد۔ ان حضرات پر ایسے لغویات کا افترا اس قدر بے اصل جھوٹ کرنا دان جاہل معتقدین بریلوی کو تو میں نہیں کہہ سکتا مگر بریلوی خان بھی خوب جانتے ہیں کہ یہ یاروں کی کارسازی ہے جس کی اصل کچھ بھی نہیں۔ جس کا نتیجہ انشاء اللہ تعالے دنیا میں ناکامیابی اور آخرت میں خسران ہے۔ اعاذنا اللہ والمسلمین من ذلک واللہ تعالیٰ ہو الموفق والمعین۔" الختم ص ۱۰، ۱۱، ۱۲

عبارات کے زیادہ نقل کرنے میں طول کا خوف ہے اس وجہ سے صرف ایک عبارت اور نقل کرتا ہوں۔

"مسلمان بالکل مطمئن ہو جائیں کہ ہم بالکل سچے پکے حنفی اور سلاسل حضرات اولیاء نقشبندیہ، چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ کے حلقہ بگوش ہیں۔ ہاں انہیں حضرات کی برکت سے بدعات سے تنفر تام ہے والحمد للہ علی ذلک جس کام میں بدعت کا شائبہ بھی ہو اس سے احتراز اولیٰ سمجھتے ہیں کیونکہ نور اور نجات فقط سنتِ نبوی میں ہے علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ۔ اور متفق علیہ سنت اس قدر ہیں کہ ان پر بھی عمل کرنا دشوار ہے۔ پھر جس امر کے بدعت ہونے کی ایک جماعتِ علماء مدعی، نہ صاحبِ مذہب سے نقل نہ کتبِ فقہ میں پتہ اور جب سے وہ شے پیدا ہوئی اسی وقت سے اس میں اختلاف

جس مرتبہ کے لوگ اس کی تحسین کریں، اُسی مرتبہ کے علماء یا اُن سے زیادہ اس کو اچھا نہ سمجھیں، پھر اس کام کے کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ دع ما یریبک الی مالا یریبک۔ اس پر اگر کوئی اعتراض کرے اور حنفیہ اور تقلید سے خارج یا بزرگوں کا مخالف بتائے تو اس کو خدا سے خوف کرنا چاہیئے۔ کسی کی حقانیت پردہ ڈالنے سے مخفی نہیں ہو سکتی الحق یعلو ولا یعلیٰ ۔

کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی مدرسہ عالیہ عربیہ دیوبند۔ (الختم ص ۱۵)

اس فتوے پر دیوبند کے جملہ مدرسین و مہتممین اور دونوں حضرات کے صاحبزادوں حضرت مولانا مولوی حافظ حکیم الحاج مسعود احمد صاحب گنگوہی دامت فیوضہم اور حضرت مولانا مولوی حافظ الحاج محمد احمد صاحب صدر مہتمم دارالعلوم مدت فیوضہم اور حضرت شیخ الہند نور اللہ مرقدہ کے دستخط موجود ہیں۔ جن صاحب کو منظور ہو اصل رسالہ ملاحظہ فرمائیں۔

اس کے بعد عرض ہے۔ مسلمانو! عجب منطق ہے کہ ان تصریحات کے بعد بھی خان صاحب کی کفریہ مشین سے کفر ہی کا فتویٰ نکلتا ہے۔ مگر یہ تو خان صاحب کا فرض منصبی تھا۔ بقول بعض جس کا وہ مشاہرہ پاتے تھے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو دوزخ کے داروغہ کیسے ہوتے خیر یہ اُن کا فعل ہوگا۔ واللہ تعالےٰ اعلم بحقیقت الحال۔ جو کیا ہے وہ آپ خود ہی بھگتتے ہوں گے۔

ہم اس وقت خان صاحب سے ایک عالم اور مفتی اور حکم مسلم فریقین ہونے کی حیثیت سے دریافت کرتے ہیں کہ روئداد اور مسئل مقدمہ یہ ہے جو حضور کے سامنے ہے۔ ان حضرات اربعہ کو باوجود اس تبریہ اور تحاشی اور مضامین کفریہ کو عقائد کفریہ کہہ کر ان سے اظہار نفرت کرنے کے بعد بھی خان صاحب اور اُن کے اتباع کافر اور مرتد ہی

فرمائے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ جو انہیں کافر نہ کہے تردد، شک، احتیاط کرے وہ بھی ایسا ہی کافر جیسا کہ وہ الیٰ غیر النہایۃ۔ اسی پر گفتگو اور مناظرہ کا اعلان کرتے ہیں۔ چونکہ خان صاحب کی جماعت کے متارع ایک آپ ہی معلوم ہوتے ہیں۔ ہم رفع شر کے لیے آپ ہی کو حَکَم قرار دیتے ہیں۔ حضور جو فرمائیں وہ ہم کو بھی تسلیم ہے۔ دوات قلم لے کر فیصلہ قطعی تحریر فرما کر اس قضیہ کو طے کرا دیجئے۔

فیصلہ فاضل بریلوی حَکَم مسلّم فریقین

روداد مقدمہ مدعی اور مدعا علیہم کے بیانات اور شواہد پر نظر غائر کرنے سے یہ ہی معلوم ہوتا ہے کہ مدعا علیہم بری اور سچے پکے سنّی، حنفی، مسلمان، صوفی، صاحب رشد و ہدایت۔ اور خود مدعی بحکم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بے جا تکفیر لوٹی اور وہ خود اپنے ہی فتوے سے کافر ہو گئے۔

تفصیل اس کی یہ ہے۔

۱۔ فقہائے کرام نے یہ فرمایا ہے کہ جس مسلمان سے کوئی لفظ ایسا صادر ہو جس میں سو پہلو نکل سکیں، اُن میں ۹۹ پہلو کفر کی طرف جاتے ہوں اور ایک اسلام کی طرف تو جب تک ثابت نہ ہو جائے کہ اس نے خاص کوئی پہلو کفر کا مراد رکھا ہے ہم اُسے کافر نہ کہیں گے کہ آخر ایک پہلو اسلام کا بھی تو ہے کیا معلوم شاید اس نے یہی پہلو مراد رکھا ہو اور ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ اگر واقع میں اس کی مراد کوئی پہلوئے کفر ہے تو ہماری تاویل سے اُسے فائدہ نہ ہوگا۔ وہ عنداللہ کافر ہی ہوگا ۱۲ (تمہید ایمان ص ۲۳)

۲- شرح فقہ اکبر میں ہے:

قد ذکروا ان المسئلة المتعلقة بالکفر اذا کان فیها تسع وتسعون احتمالاً للکفر واحتمال واحد فی نفیه فالاولی للمفتی والقاضی ان یعمل بالاحتمال الثانی۔

فتاویٰ خلاصہ وجامع الفصولین ومحیط وفتاویٰ عالمگیریہ وغیرہ میں ہے:

اذا کانت فی المسئلة وجوہ توجب التکفیر ووجه واحد یمنع التکفیر فعلی المفتی والقاضی ان یمیل الی ذلك الوجه ولا یفتی بکفرہ تحسیناً للظن بالمسلم۔ ثم ان کانت نیة القائل الوجه الذی یمنع التکفیر فهو مسلم وان لم یکن لا ینفعه حمل المفتی کلامه علی وجه لا یوجب التکفیر۔ (تمہید ص ۳۶،۳۵)

۳- اسی طرح فتاویٰ بزازیہ و بحر الرائق و مجمع الانہر و حدیقہ ندیہ وغیرہ میں ہے۔ تاتارخانیہ و بحر و سل الحسام و تنبیہ الولاۃ وغیرہ میں ہے:

لا یکفر بالمحتمل لان الکفر نهایة فی العقوبة فیستدعی نهایة فی الجنایة ومع الاحتمال لا نهایة۔ (حسام ص ۳۶)

۴- بحر الرائق و تنویر الابصار و حدیقہ ندیہ و تنبیہ الولاۃ و سل الحسام وغیرہا میں ہے:

والذی تحرر انه لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامه علی محمل حسن الخ۔ (تمہید ایمان ص ۳۶)

حاصل ان عبارات کا یہی ہے کہ ایک مسئلہ میں مسلمان کے ایک کلام میں اگر بہت سے احتمالات کفر کے ہوں اور صرف ایک اسلام کا ہو تو جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے

کہ قائل کی مراد معنے کفری ہیں مفتی اور قاضی کو لازم ہے کہ حسنِ ظن کی بنا پر وہی معنے لے جس سے وہ مسلمان رہے۔ پھر اگر واقع میں بھی اسلامی معنے ہی مراد ہیں تو عند اللہ بھی وہ مسلمان ہی ہے۔ ورنہ اگر اس کی مراد معنے کفری ہیں تو گو مفتی و قاضی اسے مسلمان کہیں مگر وہ عند اللہ کافر ہی ہے۔ اور چونکہ کسی کو کافر کہنا انتہائے عذاب لسانی ہے۔ اس وجہ سے اُسے کافر بھی جبھی کہیں گے جب اس کے کلام میں کفری معنے قطعی اور یقینی ہوں اور کوئی دوسرے صحیح معنے کا احتمال بھی نہ ہو۔ اور یہ بات لکھنے اور یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جس مسلمان کے کلام کے کوئی معنے اچھے نکل سکیں اُس کے کفر پر ہرگز ہرگز فتویٰ نہ دیا جائے۔

۵- اس کی تحقیق جامع الفصولین و ردالمحتار و حاشیہ علامہ نوح، وملتقط، و فتاوےٰ حجتہ و تاتارخانیہ و مجمع الانہر و حدیقہ ندیہ و سل الحسام وغیرہا کتب میں ہے۔ نصوص عبارات رسائل علم غیب مثل اللؤلؤ المکنون وغیرہا میں ملاحظہ ہوں و باللہ التوفیق۔ یہاں صرف حدیقہ ندیہ شریف کے یہ کلمات شریفہ بس ہیں۔

جمیع ما وقع فی کتب الفتاویٰ من کلمات صرح مصنفون فیها بالجزم بالکفر یکون الکفر فیها محمولاً علی ارادۃ قائلها معنی علّلوا به الکفر اذا لم تکن ارادۃ قائلها ذلك

یعنی کتب فتاویٰ میں جتنے الفاظ پر حکم کفر کا جزم کیا ہے اُن سے مراد وہ صورت ہے کہ قائل نے اُن سے پہلوئے کفر مراد لیا ہو ورنہ ہرگز کفر نہیں۔ (تمہید ص ۳۷)

۶- ہم احتیاط برتیں گے، سکوت کریں گے جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا حکم کفر جاری کرتے ڈریں گے۔ انتہیٰ مختصراً۔ (تمہید ص ۴۲)

۷- ہمیں ہمارے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہلِ لا الٰہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا

ہے۔ جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے۔ اور حکم اسلام کے لیے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے۔ فان الاسلام یعلوا ولا یعلیٰ۔

(تمہید ص ۴۳)

۸۔ اس باب میں قول متکلمین اختیار کرتے ہیں۔ ان میں جو کسی ضروری دین کا منکر نہیں نہ ضروری دین کے کسی منکر کو مسلمان کہتا ہے۔ اُسے کافر نہیں کہتے ۱۲

(تمہید ص ۴۴)

۹۔ اہلِ لا الٰہ الا اللہ پر بدگمانی حرام اور ان کے کلام کو جس کے صحیح معنے بے تکلف، درست ہوں، خواہی نخواہی معاذ اللہ معنے کفری طرف ڈھال لے جانا قطعاً گناہ کبیرہ۔

(برکات الامداد ص ۲۷)

اس کے بعد آیاتِ قرآنیہ واحادیثِ نبویہ سے استدلال فرما کر یوں فرماتے ہیں۔

۱۰۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ کلمہ گو کے کلام میں اگر ۹۹ معنے کفر کے نکلیں اور ایک تاویل اسلام کی پیدا ہو۔ واجب ہے کہ اسی تاویل کو اختیار کریں اور اُسے مسلمان ہی ٹھہراویں کہ حدیث میں آیا ہے:

الاسلام یعلو ولا یعلیٰ۔ اسلام غالب رہتا ہے اور مغلوب نہیں کیا جاتا۔

نہ کہ بلاوجہ محض منہ زوری سے صاف ظاہر واضح معلوم معروف معنے کا انکار کر کے اپنی طرف سے ایک ملعون مردود ومصنوع مطرود احتمال گھڑے اور اپنے لیے علمِ غیب و اطلاعِ حالِ قلب کا دعوے کر کے زبردستی وہی ناپاک مراد مسلمانوں کے سر باندھیں قیامت تو نہ آئے گی، حساب تو نہ ہوگا۔ ان بہتانوں، طوفانوں پر بارگاہِ قہار سے مطالبہ جواب تو نہ ہوگا۔ ہاں ہاں جواب تیار رکھو اس سخت وقت کے لیے

جب مسلمانوں کی طرف سے جھگڑتا آئے گا لا الٰہ الا اللہ ۱۲

(برکات الامداد ص ۳۸ مختصراً)

تلک عشرۃ کاملہ۔ ان عبارات کے بعد فیصلہ ظاہر ہے کہ حضراتِ اکابر علماء دیوبند کی عبارات میں اگر ۹۹ احتمالاتِ باطلہ کفریہ بھی ہوتے اور ایک ضعیف احتمال صحیح اسلام کا ہوتا تب بھی واجب تھا کہ اُن کو مسلمان ہی کہا جاتا جب تک کہ معنے کفری کا مراد ہونا قطعاً یقیناً ثابت نہ ہو جاتا چہ جائیکہ اُن کی عبارات کا مطلب بالکل صاف اور پاک ہے معنے کفری کا وہاں احتمال بھی نہیں جس کو "تزکیۃ الخواطر، اور السحاب المدرار و توضیح البیان" میں مفصل بیان کر کے سالہا سال سے جواب کا مطالبہ کیا گیا مگر کسی مخالف سے ایک حرف تک نہ لکھا گیا۔ مخالف کیا معنے خود اعلیٰحضرت دم بخود رہے اور سکوت سے تسلیم کر گئے کہ جو معنے عبارات کے بیان کئے ہیں وہ صحیح ہیں اور مخالف (یعنی خود خان بریلوی) نے خواہ مخواہ اپنی طرف سے ملعون، مطرود، مردود، مصنوع معنے گھڑ کر خلاف عبارت ومراد متکلم کی طرف منسوب کر کے قطعاً گناہ کبیرہ کیا۔ اور بالآخر ع

چاہ کن را چاہ درپیش

خود اسی پر تکفیر ایسی لوٹی کہ اس کو رفع نہ کر سکا۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ عالی صحیح ہوا اور صحیح ہوا۔ محض گناہ کبیرہ تو جب ہوتا کہ جب حضراتِ موصوفین اپنی مراد بیان نہ فرماتے۔ اور کلام وجوہِ مختلفہ صحیحہ و باطلہ کو محتمل ہوتا اور صحیح معنے بے تکلف، درست ہوتے۔ مگر یہاں تو قیامت یہ ہے کہ ہر متکلم معنے کفری کو کفر کہتا اور اس کے معتقد کو کافر، مرتد، ملعون، جہنمی سمجھتا ہے اور یہ بھی صاف کہتا ہے کہ معنے کفری میری مراد نہیں میرے دل میں بھی یہ خبیث مضمون کبھی نہیں گذرا۔ اور پھر یہی کہا جاتا ہے کہ اس کی

مراد معنے کفری ہیں اور یہ کافر ہے جو اُسے کافر نہ کہے وہ کافر ہے۔ یہ بدگمانی نہیں ہے بلکہ بہتان اور عداوتِ اسلام و ایمان و مخالفتِ حکم خدائے قدوس و نبیِ ذی شان ہے۔ صلے اللہ علیہ وسلم۔

خان صاحب کو چاہیئے تھا کہ ایسے شخص کو (جو حضراتِ دیوبند کو) کافر کہے ضرور ایسا کافر کہتے کہ جو اس کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔ کیونکہ یہاں تو ایمان کو کفر اور مسلمان کو کافر کہنا ہے جو کفر ہے۔

خان صاحب تو یہ فرماتے ہیں کہ اگر عبارت میں قوی سے قوی احتمالات بھی کفر کے ہوں مگر ادنیٰ سے ادنیٰ ضعیف سے ضعیف بھی احتمال اسلام کا ہو تو واجب ہے کہ اس کلام مسلم کے وہی معنے لیے جاویں جس سے وہ مسلمان رہے اور یہاں تو معنے کفری کا ضعیف سا ضعیف اور ادنیٰ سے ادنیٰ احتمال بھی نہیں۔ پھر یہاں بجز اسلام اور ایمان کے کفر کی کیا مجال ہے۔ جو اپنا بدنما چہرہ دکھائے۔

اگر کوئی خان صاحب کا حقیقی دشمن یہ کہے کہ صریح بات میں تاویل معتبر نہیں تو اپنا حوصلہ ہر بدعتی پورا کرلے۔ خان صاحب نے ایسا قطعی فیصلہ فرمایا ہے کہ اب کوئی بدعتی حضراتِ اکابر علمائے دیوبند کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔ اگر کوئی ایسا کرے گا تو ہم نہیں خان صاحب ہی اس کی آنکھ نکلوادیں گے۔ حضراتِ اکابر علمائے دیوبند کے کلام میں اگر وہ مضامین کفریہ جن کی صراحت کا دھوکہ دے کر علمائے حرمین سے کفر کا فتویٰ حاصل کیا ہے صراحۃً موجود ہوتے تو آج تک تذکیۃ الخواطر اور السحاب المدرار و توضیح البیان لاجواب نہ رہتے۔

مدتیں گذریں زمانہ ہو گیا

مطالبہ یہ ہے کہ صراحۃً تو درکنار اُن خبیث مضمون کا تو وہاں احتمال بھی نہیں اگر ہے تو ثابت فرماؤ۔ مصنف فرماتے ہیں کہ ختمِ زمانی کا منکر کافر۔ ختمِ زمانی کا ثبوت، قرآن سے، حدیث سے، تواتر سے، اجماع سے، اور اس کتاب میں جس کی عبارت میں خیانت کر کے تین جگہ کی عبارت کو ایک عبارت بنا دیا ہے وہیں منکرِ ختمِ زمانی کو کافر لکھا ہے۔

پھر اپنی عبارت کا مطلب بھی صاف صاف، خود مصنف ہی فرماتے ہیں۔

اسی طرح جس کی طرف فتویٰ منسوب وہ فتوے سے منکر، مضمون سے منکر، عقیدہ رکھنے والے کو کافر کہیں۔ یوں ہی دوسرے حضرات جن خبیث مضمون کو ان پر افترا کیا گیا ہے وہ اُسے خبیث کہیں تمام عمر دل میں کہیں اس کفری مضمون کا خطرہ تک نہیں گذرا۔ اور جو اس کا معتقد ہو اس کو کافر، مرتد، ملعون، جہنمی کہیں۔ پھر بھی ان کے کلام میں وہ مضامین صراحۃً موجود ہوں، کوئی انسان تو کہہ نہیں سکتا ہاں کوئی اور کہے تو کہدے مگر ثابت وہ بھی نہیں کر سکتا۔ صراحۃً تو درکنار۔

ہم تو یہ عرض کرتے ہیں کہ وہ مضامین کفریہ بطریق لزوم ہی، کوئی ان عبارات سے نکال دے، خدا کے فضل و کرم پر بھروسہ کر کے عرض کرتا ہوں کہ اہلِ بدعت ملعونہ تیرے کسی فرزند میں یہ قدرت نہیں ہے کہ ان مضامین کو اُن عبارات سے نکال دے۔ لیکن بفرضِ محال اگر وہ مضامین اُن میں صراحۃً بھی ہوں تو خوب اچھی طرح سُن لو کہ جناب خان بریلوی پھر بھی یہی فیصلہ صادر فرماتے ہیں کہ حضراتِ اکابرِ دیوبند جن پر بے انصافی سے کفر کا فتویٰ حاصل کیا گیا ہے۔ وہ ہمارے نزدیک بہر صورت مسلمان ہیں مومن

ہیں۔ اب تو حضراتِ دیوبند کی طرف سے وکیل نہیں بلکہ بحکم مسلم فریقین ہونے کی حیثیت سے خان صاحب نے اُن کے ایمان، اسلام کا قطعی فیصلہ صادر فرمادیا ہے۔ جو مدلل مذکور ہو چکا۔ اب بریلوی، مرادآبادی، اعظمی، کچھوچھوی، الوری، پنجابی، بہاری، عزانی کہیں کا رہنے والا ہو اگر کچھ ہمت ہے تو خان صاحب کے اس فیصلہ کا خان صاحب کے کلام سے جواب دے کر اس کو منسوخ کرا دے مگر ہاں اسی طرح کہ خان صاحب سچے رہیں اور مسلمانوں میں بھی شامل ہوں۔ خان صاحب کو جھوٹا، خائن، کذاب، کافر کہہ کر جواب نہ ہو۔ اب ہمیں دیکھنا ہے کہ کیا جواب ملتا ہے مگر جواب پر چھوٹے خان صاحب کے دستخط ہونے چاہئیں۔ جمال بھائی، قاسم بھائی کسی نے آپ کے نام اشتہار چھاپ کر آپ کو بھی مصیبت میں ڈال دیا۔ اب آپ اپنی اشتہاری علماء سے اس کا جواب لکھواؤ۔ دیکھا مناظرہ یوں ہوتا ہے۔ اور ایمان یوں ثابت کیا جاتا ہے اور کفر یوں۔

اب ہم اپنا مدعا بھی خان صاحب ہی کے فیصلہ سے ثابت کرتے ہیں۔ پھر فرمائیے کہ کیا نوبت ہوگی۔ خان صاحب نے تو کہیں کا بھی نہ چھوڑا۔ ہم نے کہا تھا کہ شیروں کو اپنی طرف متوجہ نہ کرو۔ بدعلیوں نے سمجھا کہ آجکل اہلِ دیوبند میں کچھ اختلاف ہے تو تم بھی کچھ نفع اٹھالو۔ بہت اچھا فرمائیے کچھ نفع ہوا یا "خسر الدنیا والآخرۃ ذلک ھو الخسران المبین" کا مصداق ہوا۔

تصویر کا دوسرا رُخ

کیا فرماتے ہیں اعلیٰحضرت، مجدد البدعات فاضل بریلوی احمد رضا خان صاحب بحکم مسلم

فریقین اپنے اور اپنی اولاد اور اتباع و معتقدین کے بارہ میں۔ آپ ایسے کافر، مرتد وغیرہ وغیرہ اپنے ہی فتوے اور اقرار سے ہیں یا نہیں کہ آپ کے اقوالِ باطلہ اور عقائدِ فاسدہ پر مطلع ہو کر اگر کوئی آپ کو صرف ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ کا مسلمان ہی کہے نہیں بلکہ آپ کے کفر و ارتداد اور ملعون اور جہنمی ہونے میں شک تردد احتیاط برتے ساکت رہے تو وہ بھی ویسا ہی کافر ہے۔ جیسے آپ۔ کوئی فتویٰ جناب نے ایسا بھی دیا ہے۔ جس کا یہ نتیجہ ہو کہ آپ کا اور آپ کے اتباع اور مسلمان جاننے والوں کا عالم میں کسی مسلم غیر مسلم حتیٰ کہ خود اپنے ہم عقائد سے بھی نکاح درست نہ ہو۔ زن و شوہر کے تعلقات زنائے محض اور اولاد حرامی محروم الارث ہو۔ اپنی کتب کے حوالہ سے جواب مرحمت ہو تاکہ جملہ معتقدین متبعین، متوسلین، عقائدِ کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد مسلمان جاننے والے۔ یا کافر اور مرتد کہنے میں شک، تردد، احتیاط کرنے والے توبہ کر کے مسلمان ہو جائیں۔ یا آپ کے پاس ہی آنے کا ارادہ فرمائیں۔ وہ لوگ کسی دیوبندی وغیرہ کے فتوے کو تسلیم نہیں کر سکتے وہ تو صرف حضرت ہی کے ارشادِ مبارک کو واجب التسلیم جانتے ہیں۔

الجواب ومنہ الوصول الی الصواب

جو کچھ کہا جائے گا وہ کتبِ مطبوعہ رضائیہ سے کہا جائے گا۔ واقعی بات کے چھپانے کی کوشش لاحاصل ہے ؂

ہو گیا کفر نہاں طرزِ سخن سے ظاہر
اب چھپاتا ہے عبث بات بناتا کیا ہے

واقعی عزیزو! دوستو! مریدو! معتقدو! بات یہی ہے کہ فاضل بریلوی اور ان کی اولاد اور جملہ اتباع اور اب ان کو کافر نہ کہنے والے انہیں کے فتوے، اور حرمین شریفین کے فتوے سے ایسے ہی ہیں جیسا کہ سوال میں مذکور ہوا۔ اگر کوئی مخالف ایسا کہتا تو ممکن تھا کہ کوئی جواب، کوئی تاویل کی جاتی، اگر خود کردہ را چہ علاج۔ نقل مشہور ہے کہ ع،

گردنی خویش آمدنی پیش

یا توبہ کرو اور حضرات علمائے دیوبند اور مولانا اسمٰعیل صاحب شہید رحمہ اللہ تعالےٰ کو مسلمان کہو اور جو کچھ ان کی طرف نسبت کیا ہے جیسا کہ واقع میں وہ غلط اور افترائے محض اور کذب خالص ہے۔ اسی طرح اس کا بھی اقرار کرو۔ مگر اس میں اسلام کی تائید اور سنت کا بول بالا ہوتا ہے۔ جس کو اہل بدعات کبھی گوارا نہیں کر سکتے۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ قامع بدعت، حامی سنت، شہید مرحوم اور اکابر دیوبند کو جنھوں نے بدعت کا ستیاناس کر دیا۔ انہیں مسلمان کہا جائے۔ بہرحال راستے صرف دو ہی ہیں یا ان کو مسلمان کہہ کر سب خیانتوں کا اقرار فرماؤ، اور یا نار کو عار پر ترجیح دو، اور خان صاحب بڑے حضرت اور اپنا سب کا کفر وارتداد تسلیم کر کے جہنم کے لیے تیار ہو جاؤ، رہی یہ بات کہ ان معقول باتوں کا جواب دیا جائے سو یہ بظاہر محال ہے، کیونکہ جو بات سالہا سال سے رسائل میں طبع ہو کر عالم میں شائع ہو گئی ہے اس کو اب کون چھپا سکتا ہے۔ بریلوی جماعت کی بڑی غلطی ہوئی کہ سوتے شیر ابن شیر خدا کو پھر جگا دیا۔ بہرحال ماتم اور مرثیہ خوانی سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ اب غور سے ملاحظہ فرماؤ۔ سرکار خان صاحب کیا فرماتے ہیں۔ اور پھر سب کو ملا کر نتیجہ نکالو۔

خان صاحب کی عبارات

تطویل کی وجہ سے خان صاحب نے جو عربی عبارات کا ترجمہ کیا ہے وہ ہی نقل کیا جاتا ہے۔ اصل عبارت دیکھنی ہو تو حوالہ پر ملاحظہ فرمایا جائے۔

۱۔ امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے عقائد کریمہ کی کتاب مظہر فقہ اکبر میں فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفتیں قدیم ہیں نہ نو پیدا ہیں نہ کسی کی بنائی ہوئی تو جو انہیں مخلوق یا حادث کہے یا اس باب میں توقف کرے یا شک لاوے وہ کافر ہے، اور خدا کا منکر ۱۲

(تمہید ص ۲۶)

۲۔ نیز امام ہمام رضی اللہ تعالےٰ عنہ کتاب الوصیۃ میں فرماتے ہیں:

"جو شخص کلام اللہ کو مخلوق کہے اس نے عظمت والے خدا کے ساتھ کفر کیا"۱۲ (تمہید ص ۲۶، ۲۷)

۳۔ نفس مسئلہ کا جزیہ لیجئے امام مذہب حنفی سیدنا امام یوسف رضی اللہ تعالےٰ عنہ کتاب الخراج میں فرماتے ہیں:

"جو شخص مسلمان ہو کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دشنام دے یا حضور کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا حضور کو کسی طرح کا عیب لگاوے یا کسی وجہ سے حضور کی شان گھٹاوے وہ یقیناً کافر اور خدا کا منکر ہو گیا۔ اس کی جورو اس کے نکاح سے نکل گئی۔ دیکھو کیسی صاف تصریح ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی تنقیص شان کرنے سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے اس

کی جورو نکاح سے نکل جاتی ہے۔ کیا مسلمان اہلِ قبلہ نہیں ہوتا یا اہلِ کلمہ نہیں ہوتا، سب کچھ ہوتا ہے مگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کے ساتھ نہ قبلہ قبول نہ کلمہ مقبول والعیاذ باللہ رب العالمین ۔"

(تمہید ایمان ص ۲۷)

۴۔ اصل بات یہ ہے کہ اصطلاحِ ائمہ میں اہلِ قبلہ وہ ہے کہ تمام ضروریاتِ دین پر ایمان رکھتا ہو۔ ان میں سے ایک بات کا بھی منکر ہو تو قطعاً یقیناً اجماعاً کافر مرتد ہے۔ ایسا کہ جو اسے کافر نہ کہے خود کافر ہے۔

شفا شریف و بزازیہ و درر و غرر و فتاویٰ خیریہ وغیرہ میں ہے:

"تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شانِ پاک میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اور جو اس کے معذب یا کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔" ۱۲ (تمہید ص ۲۷، ۲۸)

۵۔ مجمع الانہر و در مختار میں ہے:

"جو کسی نبی کی شان میں گستاخی کے سبب کافر ہو اس کی توبہ کسی طرح قبول نہیں اور جو اس کے عذاب یا کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔" ۱۲

(تمہید ص ۲۸)

الحمد للہ کہ نفسِ مسئلہ کا وہ گراں بہا جزئیہ ہے جس میں ان بدگویوں کے کفر پر اجماعِ تمام اُمّت کی تصریح ہے اور یہ بھی کہ جو انہیں کافر نہ کہے خود کافر ہے۔" (تمہید ص ۲۸)

۶۔ بخلاف بدگوئی حضور پُر نور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ فی نفسہٖ کفر ہے جس میں کوئی

احتمال اسلام نہیں۔" ۱۲ (تمہید ص ۳۰)

۷۔ نہ کہ ایک ملعون کلام تکذیبِ خدا یا تنقیص شان سید انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثنا میں صاف صریح ناقابل تاویل و توجیہ ہو اور پھر بھی حکم کفر نہ ہو اب تو اُسے کفر نہ کہنا کفر کو اسلام ماننا ہوگا اور جو کفر کو اسلام مانے خود کافر ہے۔ ابھی شفا و بزازیہ و درر و بحر و نہر و فتاویٰ خیریہ و مجمع الانہر و در مختار وغیرہا کتب معتمدہ سے سُن چکے کہ جو شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص شان کرے کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ ۱۲ (تمہید ص ۳۵)

ضروری تنبیہ

۸۔ احتمال وہ معتبر ہے جس کی گنجائش ہو صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ رہے۔ ۱۲ (تمہید ص ۳۷)

۹۔ شفا شریف میں ہے۔ ادعاءُ التاویل فی لفظ صراح لا یقبل۔ صریح لفظ میں تاویل کا دعوےٰ نہیں سنا جاتا۔ ۱۲ (تمہید ص ۳۷)

۱۰۔ شرح شفا قاری میں ہے۔ ھو مردود عند القواعد الشرعیۃ۔ ایسا دعویٰ شریعت میں مردود ہے۔ ۱۲ (تمہید ص ۳۷)

۱۱۔ نسیم الریاض میں ہے لا یلتفت لمثلہ ویعد ھذیانا۔ ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا اور وہ ہذیان سمجھی جائے گی۔ ۱۲ (تمہید ص ۳۸)

۱۲۔ فتاویٰ تتمہ اور الاشباہ والنظائر وغیرہما میں تصریح فرمائی کہ اگر محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو سب سے پچھلا نبی نہ جانے تو مسلمان نہیں اس لیے کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ

علیہ وسلم کا آخر الانبیاء ہونا۔ سب انبیاء سے زمانہ میں پچھلا ہونا ضروریاتِ دین سے ہے۔ ۱۲ (حسام ص ۱۴)

۱۳۔ اور بیشک نسیم الریاض میں فرمایا (جیسا کہ اس کا نص اصل کتاب میں گذر چکا) کہ جو کسی کا علم حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ بتاوے اس نے بیشک حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کو عیب لگایا اور حضور کی شان گھٹائی تو وہ گالی دینے والا ہے اور اس کا حکم وہی ہے جو گالی دینے والے کا ہے اصلاً فرق نہیں۔ اس میں سے ہم کسی صورت کا استثنار نہیں کرتے اور ان تمام احکام پر صحابہ رضی اللہ تعالے عنہم کے زمانہ سے اب تک برابر اجماع چلا آیا ہے۔ ۱۲ (حسام ص ۱۷)

۱۴۔ اور بیشک بزازیہ اور درر اور غرر اور فتاویٰ خیریہ اور مجمع الانہر اور در مختار وغیرہا معتمد کتابوں میں ایسے کافروں کے حق میں فرمایا کہ جو اُن کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔ ۱۲ (حسام ص ۲۵)

۱۵۔ اور شفاء شریف میں فرمایا ہم اسے کافر کہتے ہیں جو ایسے کو کافر نہ کہے جس نے ملتِ اسلام کے سوا کسی ملت کا اعتقاد کیا یا ان کے بارہ میں توقف کرے یا شک لاوے۔ ۱۲ (حسام ص ۲۵)

اس وقت صرف انہی پندرہ عبارتوں پر اکتفا کیا جاتا ہے اگر ضرورت ہوئی تو اور بھی پیش کی جائیں گی ان عبارات سے امور ذیل ثابت ہو گئے۔

کہ جو کوئی کسی ضروری دین کا منکر ہو یا خداوندِ عالم یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو گالی دے، جھوٹا کہے، کسی قسم کا عیب لگا دے۔ کوئی نقص ثابت کرے وہ کافر ہے اور جو اس کے کفر میں تردد شک کرے، احتیاط برتے وہ بھی کافر ہے۔ صریح کلام میں

تاویل مسموع نہ ہوگی۔

اسی طرح اس کی بیوی بھی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ وغیرہ وغیرہ جو امور عباراتِ مذکورہ میں مذکور ہیں۔ اس بات کو اور ظاہر کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جو مسلمان کسی ضروری دین کے انکار کرنے یا کسی ضروری دین کے منکر کو کافر نہ کہنے کی وجہ سے کافر ہو جاوے وہ مرتد ہے۔ اور اس کا نکاح عالم میں کسی مسلم غیر مسلم حتیٰ کہ خود مرتدین سے بھی ناجائز ہے۔ بطور نمونہ عبارات ذیل پیش کی جاتی ہیں۔

۱۔ بالجملہ اگر غیر مقلد عقیدہ کفریہ رکھتا ہو تو اس سے نکاح محض باطل و زنا ہے۔ کہ مسلمان عورت کا نکاح کافر سے اصلاً صحیح نہیں۔ ۱۲ (ازالۃ العار ص ۲)

یہ عبارت اگرچہ خان صاحب کی نہیں مگر اس فتوے پر علمائے پٹنہ و بہار و بدایوں کے دستخط ہیں۔ اور خان صاحب نے اسی کی موافقت میں اپنا رسالہ ازالۃ العار لکھا ہے۔ اس وجہ سے اس کو بھی خان صاحب ہی کی عبارت سمجھنی چاہیئے۔

۲۔ وہابی ہو یا رافضی جو بد مذہب عقائد کفریہ قطعیہ رکھتا ہے جیسے ختم نبوت حضور پر نور..... خاتم النبیین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار یا قرآن عظیم میں نقص و دخل بشری کا اقرار تو ایسوں سے نکاح باجماعِ مسلمین بالقطع والیقین باطل محض و زنائے صرف ہے اگرچہ صورت صورتِ سوال کی عکس ہو۔ یعنی سنی مرد ایسی عورت کو نکاح میں لانا چاہے کہ مدعیانِ اسلام میں جو عقائد کفریہ رکھیں اُن کا حکم مثلِ مرتد ہے۔ کما حققناہ فی المقالۃ المسفرۃ عن احکام البدعۃ المکفرۃ ۔ ظہیریہ و ہندیہ و حدیقہ ندیہ وغیرہا میں ہے۔ احکامھم مثل احکام المرتدین اور مرتد مرد خواہ عورت کا نکاح تمام عالم میں کسی عورت و مرد مسلم یا کافر مرتد یا اصلی کسی سے نہیں ہو سکتا۔ ۱۲

(ازالۃ العار ص ۵)

خانیہ وہندیہ وغیرہما میں ہے:- والللفظ للاخیرۃ لایجوز للمرتد ان یتزوج مرتدۃ ولامسلمۃ ولا کافرۃ اصلیۃ۔ وکذٰلک لایجوز نکاح المرتدۃ مع احد کذا فی المبسوط۔ ۱۲۔ (ازالۃ العار ص ۵، ۶)

۴۔ اگر ایسے عقائد خود نہیں رکھتا مگر ایسے وہابیہ یا مجتہدین روافض خذلہم اللہ تعالٰی کہ وہ عقائد رکھتے ہیں، انہیں امام و پیشوا یا مسلمان ہی مانتا ہے تو بھی یقیناً اجماعاً خود کافر ہے کہ جس طرح ضروریاتِ دین کا انکار کفر ہے یوں ہی اُن کے منکر کو کافر نہ جاننا بھی کفر ہے الخ (ازالۃ العار ص ۶)

۱۔ اگر اس سے بھی خالی ہے۔ ایسے عقائد والوں کو اگرچہ اس کے پیشوایان طائفہ ہوں صاف صاف کافر مانتا ہے ——— تو اب تیسرا درجہ کفریاتِ لزومیہ کا آئے گا۔ کہ ان طوائف مناکرہ کے عقائد باطلہ میں بکثرت ہیں ——— اگر کچھ نہ ہو تو تقلید کو شرک اور مقلدین کو مشرک کہنا ان حضرات کا مشہور و معروف عقیدہ ضلالت ہے ——— آج سے نہیں شروع سے ان کا خلاصہ اعتقاد یہی ہے کہ جو وہابی نہ ہو سب مشرک ——— فقیر نے رسالہ <u>النہی الاکید</u> میں واضح کیا کہ خاص اس مسئلہ ترکِ تقلید میں اُن کے مذہب پر گیارہ سو برس کے ائمہ دین وعلمائے کاملین واولیائے عارفین رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین معاذ اللہ سب مشرکین قرار پاتے ہیں ———

اور جمہور ائمہ کرام فقہائے اعلام کا مذہب صحیح و معتمد و مفتی بہ یہی ہے کہ جو کسی ایک مسلمان کو بھی کافر اعتقاد کرے خود کافر ہے۔ ذخیرہ و بزازیہ و فصول عمادی و فتاوٰی قاضی خان و جامع الفصولین و خزانۃ المفتیین و جامع الرموز و شرح نقایہ برجندی

شرح وہبانیہ و نہر الفائق و در المختار و مجمع الانہر و احکام علی الدرر و حدیقہ ندیہ و عالمگیری و رد المحتار وغیرہا کتب میں اس کی تصریحات واضحہ ہیں کتب کثیرہ میں اسے فرمایا۔ المختار للفتوٰی شرح تنویر میں فرمایا و بہ یفتی اتنا و تصحیحات اس قولِ اطلاق کے مقابل ہیں کہ مسلمانوں کو کافر کہنے والا مطلقاً کافر اگرچہ محض دشنام کہے نہ از راہ اعتقاد الخ

(ازالۃ العار ص ۷، ۸)

۵۔ تو فقہائے کرام کے قولِ مطلق و حکم مفتی بہ دونوں کی رو سے بالاتفاق ان پر حکم کفر ثابت اور یہی حکم ظواہر احادیث صحیحہ جلیلہ سے مستفاد الخ۔ تو ثابت ہوا کہ حدیث و فقہ دونوں کے حکم سے مسلمان کی تکفیر کرنے والے پر حکم کفر لازم۔ نہ کہ لاکھوں کروڑوں ائمہ و اولیاء و علماء کی معاذ اللہ تکفیر۔ ان صاحبوں کا خلاصہ مذہب کلامِ الٰہی کی ساٹھ آیتوں اور حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی تین سو حدیثوں سے ثابت کیا ہے کہ ان کے مذہب نامہذب پر نہ صرف امتیں مرحومہ بلکہ انبیاء کرام و ملائکہ عظام و خود حضور پُرنور سید الانام علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام حتیٰ کہ خود رب العزت جل و علا تک کوئی بھی شرک سے محفوظ نہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ پھر ایسے ناپاک مذہب کے کفریاتِ واضحہ ہونے میں کون مسلمان تامل کر سکتا ہے ۱۲

(ازالۃ العار ص ۸، ۹ ملخصاً)

۶۔ پھر یہ عقائد باطلہ و مقالات زائغہ جب ان حضرات کے اصولِ مذہب ہیں تو کسی وہابی صاحب کا اُن سے خالی ہونا کیونکر معقول ۱۲ (ازالۃ العار ص ۹)

۷۔ تو دنیا کے پردہ پر کوئی وہابی ایسا نہ ہوگا جس پر فقہائے کرام کے ارشادات سے کفر لازم نہ ہو۔ (ازالۃ العار ص ۱۰)

۸۔ اور نکاح کا جواز و عدم جواز نہیں مگر ایک مسئلہ فقہی ۔ تو یہاں حکم فقہا ہی ہوگا کہ ان سے مناکحت اصلاً جائز نہیں خواہ مرد وہابی ہو یا عورت وہابیہ اور مرد سنی ۔ ۱۲

(ازالۃ العار ص ۱۰)

۹۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ہم اس بات میں قولِ متکلمین اختیار کرتے ہیں اور ان میں جو کسی ضروری دین کا منکر نہیں نہ ضروری دین کے کسی منکر کو مسلمان کہتا ہے اُسے کافر نہیں کہتے مگر یہ صرف براہِ احتیاط ہے دربارہ تکفیر حتی الامکان ۔ احتیاط اس میں ہے کہ سکوت کیجئے مگر وہی احتیاط جو وہاں مانع تکفیر ہوئی تھی ۔ یہاں مانعِ نکاح ہوگی کہ جب جمہور فقہائے کرام کے حکم سے ان پر کفر لازم ۔ تو ایسی مناکحت زنا ہے ۔ تو یہاں احتیاط اس میں ہے کہ اس سے دور رہیں اور مسلمانوں کو باز رکھیں ۔ (ازالۃ العار ص ۱۰، ۱۱)

۱۰۔ للہ انصاف ! کسی سنی صحیح العقیدہ معتقد فقہائے کرام کا قلبِ سلیم گوارا کرے گا کہ اس کی کوئی عزیزہ کریمہ ایسی بلا میں مبتلا ہو جسے فقہائے کرام عمر بھر کا زنا بتائیں ۔ تکفیر سے سکوت زبان کے لیے احتیاط تھی اور اس نکاح سے احتراز فرج کے واسطے احتیاط یہ کون سی شرع ہے کہ زبان کے باب میں احتیاط کیجئے ۔ اور فرج کے بارہ میں بے احتیاطی ۔ انصاف سے نظر کیجئے تو بنظرِ واقع حکم اسی قدر سے منقح ہو لیا کہ نفس الامر میں کوئی وہابی ان خرافات سے خالی نہ نکلے گا اور احکامِ فقہیہ میں واقعات ہی کا لحاظ ہوتا ہے ۔ نہ احتمالات غیر واقعیہ ۔ (ازالۃ العار ص ۱۱)

تلک عشرۃ کاملۃ ۔ ان عبارات سے یہ امر تو بخوبی ثابت ہو گیا کہ جو مسلمان کسی ضروری دین کا انکار کرے یا کسی مسلمان کو کافر مشرک اعتقاداً یا اعتقاد نہ ہو ویسے ہی گالی دینا منظور ہو کہہ کر ۔ یا خدائے قدوس یا سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو کوئی گالی دے

یا کوئی عیب یا نقص لگا کر کافر ہو جائے وہ مرتد ہے جو اُسے کافر مرتد نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر اور مرتد ہے ۔ اور ان سب کا تمام عالم میں کسی مسلم غیر مرتد تو کیا خود ان کے ہم عقائد مرتدین سے بھی نکاح ناجائز زنائے محض ہے اور جب نکاح ناجائز اور زنائے محض ہے تو اولاد بھی ضرور ولد الزنا اور محروم الارث حرامی ہوگی ۔

اب یہ اور ثابت کرنا ہے کہ خان صاحب اپنے ہی فتوے اور اپنے ہی قول سے کیسے کافر ہوئے کسی ضروری دین کا انکار کیا یا کسی ضروری دین کے منکر یا اللہ تعالےٰ و تقدس یا رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو کسی نے ان کے نزدیک گالی دی ، عیب لگایا ، اور وہ قطعاً یقیناً کافر ہو گیا جس کو کافر کہنا خان صاحب بریلوی پر فرض اور ضروریاتِ دین سے تھا مگر خان صاحب نے اس کو باوجود ان صریح کفریات کے مسلمان کہا یا کم سے کم اس کے کافر کہنے میں شک ، تردد ، برتا یا احتیاط فرمائی ۔ اور کفر کو اسلام کہہ کر یا کفر پر راضی ہو کر خود قطعی کافر ہوئے اور پھر اس کی اطلاع کے بعد جس نے خان صاحب کو مجدد ، امام ، مقتدا ، کہا ، ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ کا مسلمان کہا جنہیں نہیں جنے خانصاحب کو کھلم کھلا کافر کہنے میں تردد کیا ، شک کیا ، احتیاط برتی وہ خود کافر ہو گیا ۔ آخر خانصاحب کے کافر ہونے کی ظاہری صورت کیا ہوئی ۔

تو جواباً عرض ہے کہ خان صاحب کے نزدیک جس شخص نے سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسی صریح گالی دی کہ جس میں تاویل کی بھی گنجائش نہ ہو اور وہ شخص فقہا اور متکلمین کے نزدیک باجماع کافر اور مرتد ہو ۔ اور خان صاحب کو اس کے گالیاں دینے کا ایسا یقین کامل ہے کہ بار بار خدائے قدوس کی قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ اس نے آنحضرت سرورِ عالم روحی فداہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صریح گالیاں دیں ، جن میں تاویل کی بھی گنجائش نہیں ۔ اسی طرح اس نے خداوندِ عالم جل مجدہ کو بھی گالیاں دیں اور

ایسی ایسی ناپاک گالیاں، جو کوئی چوڑھا اور چمار بھی نہ سُن سکے۔ بلکہ ہر عیب سے
اس کو ملوث کیا۔ اور جس شخص نے ضروریاتِ دین کا بھی انکار کیا۔ غرض جس شخص
سے بڑھ کر شاید دنیا میں نہ کوئی کافر و مرتد ہوا نہ ہو۔ ایسے کافر کو جو باجماعِ تمام امّتِ
محمدیہ کے نزدیک قطعاً یقیناً کافر ہو۔

جناب مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی قبلہ اہلِ بدعات ایسے شخص کو بھی کافر
نہیں کہتے بلکہ کافر نہ ہونے کا ہی خود فتوٰے دیتے ہیں اور اسی کی ہدایت فرماتے
ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ معاذ اللہ العظیم خداوندِ عالم جل مجدہ اور سرورِ عالم صلے اللہ
علیہ وسلم کو کوئی شخص کتنی ہی غلیظ اور فحش مغلظات گالیاں دے۔ اور تمام ضروریاتِ
دین کا بھی صریح انکار کر دے۔ مگر خان صاحب کے نزدیک پھر بھی وہ شخص کافر
نہیں اُسے کافر نہ کہو اسی میں سلامتی ہے۔ ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ اسی میں استقامت
ہے ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ اسی پر فتوٰی ہے اسی پر فتوٰی ہونا چاہیئے۔

اس کے بعد نتیجہ صاف اور ظاہر ہے کہ خان صاحب اپنے ہی فتوے کی رو
سے اور علمائے حرمین شریفین کے فتوے کی رو سے۔ ایسے مرتد اور کافر ہیں کہ
جو انہیں کافر اور مرتد وغیرہ وغیرہ نہ کہے وہ خود ایسا ہی ہے جیسے خان صاحب۔
اور پھر ان تمام امام، مقتدی، پیر و مرید کا عالم میں کسی مسلم غیر مسلم حتیٰ کہ خود ان کے ہم عقائد
سے بھی نکاح درست نہیں زنائے محض اور حرام کاری ہے۔ پھر اولاد جیسی ہوگی ظاہر
ہے۔ جیسا بیج ویسا ہی پھل۔ ہم کچھ نہیں کہتے۔ اب ہمارے ذمہ خان صاحب کے
کلام سے صرف دو امر ثابت کرنے رہے۔
اوّل وہ شخص کون ہے جو خان صاحب کے اعتقاد میں ایسا ہے جو ذکر کیا گیا نفس الامر

میں وہ ایسا ہو یا نہ ہو۔ بلکہ ہمارے علم میں قطعاً یقیناً پاک اور بری۔ نعوذ باللہ العظیم منہا)
دوسرے یہ بات کہ خان صاحب نے باوجود ان تصریحات کے علم کے اس کو کافر نہ کہا
ہو الخ

امرِ اوّل کا ثبوت

جناب فاضل بریلوی کو چونکہ سنّتِ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی محبت کا بہت
دعوےٰ ہے اس وجہ سے وہ دنیا میں کسی اور متبع سنت کو دیکھ ہی نہیں سکتے بقول شخصے
کہ ع

میں ہی میں ہوں تری محفل میں کوئی اور نہ ہو

اس وجہ سے اگر کوئی اور بھی ایسا ہو جس کو لوگ خادمِ سنّت خیال کریں تو خان صاحب
کو شرکت گوارا نہیں ہوتی ع

شرکتِ غم بھی نہیں چاہتی غیرت میری!
غیر کی ہو کے رہے یا شبِ فرقت میری

خان صاحب کو کافر اور مرتد بے دین وغیرہ وغیرہ جو کچھ بھی کہو سب کچھ ہونا منظور ہے۔
مگر اپنے زمانہ میں کسی اَور کا چراغ جلتا نہیں دیکھ سکتے۔ اسی وجہ سے پہلی عنایت دربارِ بھٹانی
سے حامیِ سنّت، قامعِ بدعت حضرت مولانا مولوی اسمٰعیل صاحب شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کے
حال پر مبذول ہوئی اور ان کی طرف ذیل کے عقائد کفریہ مرتدیہ کو منسوب فرمایا۔ پھر ہمارے اکابر کی
طرف بہت ہی ہمت سے متوجہ ہوئے مگر جو دلدل میں پھنستا ہے۔ جس قدر زور کرتا ہے

پیچھے ہی کو جاتا ہے۔ وہ مظلوم جن پر خان صاحب نے یہ افترا پردازی کر کے کفر خریدا وہ حضرت مولینا مولوی اسمٰعیل صاحب شہید مرحوم دہلوی ہیں۔ ان کی طرف خان صاحب نے جو عقائد کفریہ ملعونہ منسوب کر کے اپنا قطعی یقینی کفر ثابت فرمایا۔ انکی عبارات ذیل میں مذکور ہوتی ہیں۔

۱۔ مسلمانو! مسلمانو! خدارا ان ناپاک شیطانی ملعون کلموں کو غور کرو ——— مسلمانو! اللہ انصاف! کیا ایسا کلمہ کسی اسلامی زبان و قلم سے نکلنے کا ہے۔ حاشا اللہ! پادریوں، پنڈتوں وغیرہم کھلے کافروں، مشرکوں کی کتابیں دیکھو ——— ان میں بھی اس کی نظیر نہ پاؤ گے کہ ایسے کھلے کھلے ناپاک لفظ تمہارے پیارے نبی تمہارے سچے رسول صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی نسبت لکھے ہوں۔

(الکوکبۃ الشہابیۃ ص ۳۱،۳۰)

۲۔ مگر اس مدعی اسلام بلکہ مدعی امامت کا کلیجہ چیر کر دیکھئے کہ کس جگرے سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت بے دھڑک یہ صریح سب و دشنام کے لفظ لکھ دئے (اور ان کی شان میں ادنیٰ گستاخی کفر ہے ۱۲ حاشیہ) اور روز آخیر اللہ عزیز غالب قہار کے غضب عظیم و عذاب الیم کا اصلاً اندیشہ نہ کیا ۱۲ (ایضاً ص ۳۱)

۳۔ مسلمانو! کیا ان گالیوں کی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اطلاع نہ ہوئی یا مطلع ہو کر ان سے انہیں ایذا نہ پہنچی۔ ہاں ہاں! واللہ انہیں اطلاع ہوئی۔ واللہ واللہ انہیں ایذا پہنچی۔ واللہ واللہ جو انہیں ایذا دے اس پر دنیا و آخرت میں اللہ جبار قہار کی لعنت اس کے لیے سخت کا عذاب شدت کی عقوبت ۱۲

(ایضاً ص ۳۱)

۴۔ اور انصاف کیجئے تو اس کھلی گستاخی میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں۔

(ایضاً ص ۳۳)

۵۔ اب تمہیں ظاہر ہو گیا کہ اس خبیث بددین نے جو ہمارے عزت والے رسول دو جہان کے بادشاہ، بارگاہِ عالم پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ لعنتی کلمات لکھے، انہوں نے ہمارے اسلامی دلوں پر تیر و خنجر سے زیادہ کام کیا۔ پھر ہم اُسے اپنے سچے پکے اسلامی گروہ میں کیونکر داخل کر سکتے ہیں ۱۲ (ایضاً ص ۳۴)

خان صاحب اسی کی تو ہمیں بھی شکایت ہے۔ اگر یہ بات واقعی ہوتی تو آپ ضرور کافر کہتے مگر آپ تو اس شخص کو کافر نہیں مسلمان ہی کہتے ہیں اسی پر فتوے دیتے ہیں اسی کو اپنا مذہب بتاتے اسی کو اپنا مختار اور مرضی اور پسندیدہ فرماتے ہیں کہ کافر کہو اسی وجہ سے تو آپ ایسے کافر ہوئے کہ اب جو آپ کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔ ہمیں تو اگر کسی کی نسبت یہ اعتقاد ہو جائے کہ بارگاہ سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم میں ایسا گستاخ ہے ہم تو اس کے کافر کہنے میں ذرا بھی تامل نہ کریں۔ یہی ہمارا اور ہمارے اکابر کا مذہب ہے۔ اسی پر فتوے ہے، اسی میں سلامتی اور استقامت ہے۔

فرمایئے مومن کون ہوا اور کافر کون۔ مدعا یوں ثابت ہوتا ہے۔ اسلام یوں بلند اور کفر یوں سرنگوں ہوتا ہے۔ مناظرہ اس کا نام ہے، حقانیت اسے کہتے ہیں۔ گھر بیٹھ کر اکابر اسلام پر افترا اور بہتان باندھنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہو بدعقیو! اب بھی شہید مرحوم کو کافر کہو گے۔ اب اگر انہیں کافر کہو گے تو خان صاحب ہی کے فتوے سے خود کافر ہو جاؤ گے۔ پوچھو پھر کسے کافر کہیں، کسی نہ کسی کو تو کافر کہنا ضرور ہے

ورنہ کھانا کیسے ہضم ہوگا۔ خان صاحب ہی سے دریافت فرماؤ۔ خان صاحب فرماتے ہیں کہ صرف فاضل بریلوی ہی کو کافر کہو۔ جو چیز گھر میں حاصل ہو باہر کیوں تلاش کرو۔ واہ رے شہید غازی تجھ پر خدا کی بے شمار رحمتیں تو نے زندگی میں بھی جہاد کر کے مخالفوں کو ان کے ٹھکانے پر پہنچا دیا اور تو اب بھی غازی ہی ہے۔ تیرے مخالف اب بھی زندہ نہیں رہ سکتے یہ غازی زندہ باد"

۶۔ مسلمانو! دیکھا تم نے کیسے خبیث و ناپاک و کمینے حیلے سے اس شخص نے تمہارے پیارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو گالی دی۔ اور ہنوز دعوئ اسلام باقی ہے۔ سبحان اللہ یہ منہ اور یہ دعویٰ۔ ۱۲۔ (ایضاً ص ۳۹)

خان صاحب یہی آخری عبارت اپنے لیے بھی لکھ دیجئے۔ ماشاءاللہ "یہ منہ اور مسور کی دال" مسلمان ہونا کارے دارد۔

۷۔ تنبیہ میں نے اس کفریہ ملعونہ کی تنقیح و تفضیح میں ذرا اپنے قلم کو وسعت دی کہ یہ مقام اس کی اشد شقاوت کا تھا (وہ تو خدا کے فضل سے مسلمان کے مسلمان ہی رہے۔ مگر ہاں آپ کی شقاوت اور بدبختی ایسی ثابت ہوگی کہ جہنم کی آگ بھی اُسے پاک نہیں کرسکتی نعوذ باللہ العظیم ناقل)...... اب اس قول خبیث اخبث الاقوال بلکہ ارجس الابوال کے بعد مجھے اس کی کفریات جزیہ زیادہ گنانے کی حاجت نہیں کہ طول وجہ ملال ہے (مجھے بھی آپ کے قطعی مرتد اور کافر ہونے میں زیادہ عرض کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ مگر تاکہ آپ کے معتقدین معلوم کرلیں کہ واقعی...... جو مرتبہ آپ کو ملے گا شاید کسی کو نہ ملے۔ اس وجہ سے عرض کرتا ہوں۔ ناقل) مگر اجمالاً اتنا اور سن لیجئے کہ اس کے حصہ میں جزئیات کثیرہ کے علاوہ بعدد ابواب جہنم سات کلیات

کفر کے ہیں۔ ۱۲۔ (ایضاً ص ۴۰)

لیکن آپ کی قسمت میں کس قدر کلیات کفر ہیں اس کو خدا ہی خوب جانتا ہے۔

۸۔ (۱) جا بجا قرآن عظیم ایک بات فرمائے اور یہ صاف اُسے غلط باطل کہہ جائے۔

(شفا شریف ص ۳۰۳، معین الاحکام علاء الدین طرابلسی حنفی مطبوعہ مصر ص ۲۲۹)

جو شخص قرآن مجید یا اس کے کسی حرف سے گستاخی یا اس کا انکار یا اس کی کسی بات کی تکذیب یا جس بات کی قرآن نے نفی فرمائی اس کا اثبات یا جس کا اثبات اس کی نفی کرے دانستہ یا اس میں کسی طرح کا شک لائے وہ باجماع تمام علماء کافر ہے۔

۲۔ اس کے طور پر قرآن عظیم میں جا بجا شرک موجود۔

۳۔ اس کے نزدیک انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے شرک صادر ہوئے۔

۴۔ یوں ہی حضرات ملائکہ عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے شرک صادر ہوئے۔

۵۔ یہی خیال خبیث حضور پُر نور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی نسبت۔

۶۔ جن باتوں کو یہ صاف صاف شرک بتاتا ہے وہ اس کے اکابر کی تصنیفات و تحریرات میں ابلی کھلی بھر رہی ہیں تو اس کے نزدیک معاذ اللہ وہ سب مشرک تھے۔ پھر یہ انہیں امام و پیشوا و ولی خدا کہتا ہے اور بڑی لمبی چوڑی تعریفیں کرتا ہے اور جو مشرکوں کو ایسا جانے خود کافر ہے تو یہ اس کا نیم اقراری کفریہ ہو مگر خان آپ کا پورا اقراری کفریہ ہے کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے اس کو فاضل بریلوی اپنے فتوے میں پورا اقراری کافر فرماتے ہیں۔ یہ سچ ہے:

دروغ گو را حافظہ نباشد

گر بقول خود:

"کافر ضرور باشد" فاتق

۷۔ کھلے شرکوں کے بھاری تودے خود اس کے کلام میں برساتی حشرات الارض کی طرح پھیلے ہیں۔ تو یہ پورا اقراری کفریہ ہے۔ ۱۲ (ایضاً ص ۱۰،۱۱ ملخصاً)

۱۴۔ یہاں اللہ سبحانہ کے علم کو لازم وضروری نہ جاننا اور معاذ اللہ اس کا جہل ممکن ماننا۔ کہ غیب کا دریافت کرنا اس کے اختیار میں ہے۔ چاہے دریافت کرے چاہے جاہل رہے یہ صریح کفر ہے ۱۲ (الکوکبۃ الشہابیہ ص ۱۱، ۱۲)

۱۵۔ یہ خود اپنے اقرار سے ٹھیٹ کافر پکے بت پرست ہیں۔ یہ خود ان کا اقراری کفر تھا۔ پھر اسی صفحہ پر فرماتے ہیں۔ یہی اقرار کفر کہ جو اپنے کفر کا اقرار کرے وہ پکا کافر ہے ۱۲

(ایضاً ص ۱۱، ۱۲)

۱۶۔ اسی قول میں تمام امت کو کافر ماننا۔ یہ خود کفر ہے۔ شفا شریف میں امام قاضی عیاض ص ۳۶۲ و ص ۳۶۳ پر فرماتے ہیں نقطع بتكفير كل قائل قال قولا يتوصل به الى تضليل الامة ۔ جو کوئی ایسی بات کہے جس سے تمام امت کو گمراہ ٹھہرانے کی طرف راہ نکلے وہ یقیناً کافر ہے۔ (ایضاً ص ۱۲، ۱۷)

۱۷۔ جب چاہے دریافت کرنے کا صاف یہ مطلب ہے کہ ابھی تک دریافت ہوا نہیں۔ ہاں اختیار ہے کہ جب چاہے دریافت کرلے۔ تو علم الٰہی قدیم نہ ہوا۔ اور یہ کھلا کلمہ کفر ہے الخ ۱۲ (ایضاً ص ۱۲ سطر آخر)

۱۸۔ یہاں صاف اقرار کردیا کہ اللہ عزوجل کی بات واقع میں جھوٹی ہو جانے میں تو حرج نہیں۔ پھر صفحہ ۱۴ کی سطر آخر میں فرماتے ہیں:

"حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثنا کا کذب جائز ماننے والا بالاتفاق

کافر ہوا"

اللہ عزوجل کا کذب جائز ماننے والا کیونکر بالاجماع کافر و مرتد نہ ہوگا ۱۲

(ایضاً ص ۱۴)

۱۹۔ اس میں صاف تصریح ہے کہ جو کچھ آدمی اپنے لیے کرسکتا ہے وہ سب خدائے پاک کی ذات پر بھی روا ہے جس میں کھانا، پینا، سونا، پاخانہ پھرنا پیشاب کرنا جلنا ڈوبنا، مرنا سب کچھ داخل ہے لہٰذا اس قول خبیث کے کفریات حد شمار سے خارج ۱۲ (ایضاً ص ۱۵، ۱۶)

۲۰۔ اس میں صاف اقرار ہے کہ اللہ عزوجل کا جھوٹ بولنا ممتنع بالغیر بلکہ محال عادی بھی نہ ہو۔ یہ صریح کفر ہے ۱۲ (ایضاً ص ۱۵، ۱۶)

بدعقیدو تمہیں قسم ہے مزار مقدس اور عرس شریف کی قبولی کھچڑی کی اور اس کریم کی۔ خدا جانے ہم عاجز ہیں یہ نکتہ کیا ہے۔ کہ شہید مرحوم خداوند عالم کا کذب محال نہیں بلکہ فعلیت کذب کے خان صاحب کے نزدیک صاف وصریح قائل ہوں تو وہ کافر نہ ہوں اور حضرت مولینا گنگوہی قدس سرہ العزیز کی طرف جعلی فتویٰ منسوب کیا جاوے اور وہ خود اس عقیدہ کو کفریہ کہیں مگر ان پر ایسا ڈبل فتویٰ کہ جو انہیں کافر نہ کہے، کافر کہنے میں شک تردد کرے، وہ بھی کافر ہے،

قربان آں خدائے یک بام دو ہوائے

جمال بھائی آپ کو بھی قسم ہے بدعت کی ضعیفی اور لاچاری کی اپنے اشتہاری علماء کو ضرور متوجہ فرما کر ہمارے خلجان کو لوجہ اللہ تعالیٰ دور کردیں مگر جواب ہمارا دیا ہوا نہ ہو۔

۲۱۔ اسی قول میں صراحۃً مان لیا کہ اللہ تعالےٰ میں عیب و آلائش کا آنا جائز ہے مگر مصلحۃً ترفع کے لیے اس سے بچتا ہے۔ یہ صراحۃً عزّ و جل کو قابل ہر گونہ نقص و عیب و آلودگی ماننا ہے۔ کہ یہ بھی شقِ کفریہ ہفتم ہزاروں کفریات کا خمیر ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کی شان میں کوئی ایسی بات نہ۔ یا۔ ہاں کہے جس میں کھلی منقصت ہو کافر ہو جاتا ہے ۱۲ (ص ۱۶، ۱۰)

۲۲۔ اسی قول میں صدقِ الٰہی بلکہ اس کی سب صفاتِ کمال کو اختیاری مانا۔ (ایضاً ص ۱۶/۸)

پھر ص ۱۶ سطر ۱۴ پر شرح فقہ اکبر کا یہ ترجمہ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالےٰ کی سب صفتیں ازلی ہیں نہ وہ نو پیدا ہیں نہ مخلوق۔ تو جو انہیں مخلوق یا حادث بتائے یا اس میں توقف یا شک کرے وہ کافر ہے"

۲۳۔ اس قول میں صاف بتایا کہ جن چیزوں کی نفی سے اللہ تعالےٰ کی مدح کی جاتی ہے وہ سب باتیں اللہ عزّ و جل کے لیے ہو سکتی ہیں ورنہ تعریف نہ ہوتی تو اللہ تعالےٰ کے لیے سونا، اونگھنا، بھکنا، جورو، بیٹا، بندوں سے ڈرنا۔ کسی کو اپنی بادشاہی کا شریک کر لینا، ذلّت و خواری کے باعث دوسرے کو اپنا بازو بنانا وغیرہ وغیرہ سب کچھ روا ٹھہرا کہ ان سب باتوں کی نفی سے اللہ تعالیٰ کی مدح کی جاتی ہے۔ یہ سب صریح کفر ہیں ۱۲ (ایضاً ص ۱۶، ۱۷)

۲۴۔ یہاں انبیاء و ملائکہ و قیامت و جنّت و نار وغیرہ تمام ایمانیات کے ماننے سے صاف انکار کیا ۱۲ (ایضاً ص ۱۹)

پھر ص ۲۱ ۲۰ پر فرماتے ہیں:

"تو ان اقوال مذکورہ کے صاف یہ معنے ہوئے کہ اللہ تعالےٰ کے سوا

انبیاء و ملائکہ کسی پر ایمان لائے سب کے ساتھ کفر کرے اس سے بڑھکر اور کیا کفر ہوگا" ۱۲

اس قولِ ناپاک میں اس قائل بے باک نے بے پردہ و حجاب صاف صاف تصریحیں کیں۔

۲۵۔ بعض لوگوں کو احکامِ شرعیہ جزئیہ و کلیہ بے وساطتِ انبیاء اپنے نورِ قلب سے بھی پہنچتے ہیں۔

۲۶۔ خاص احکامِ شرعیہ میں انہیں وحی آتی ہے۔

۲۷۔ ایک طرح وہ انبیاء کے مقلد ہیں، اور ایک طرح تقلیدِ انبیاء سے آزاد احکامِ شرعیہ میں خود محقق۔

۲۸۔ وہ انبیاء کے شاگرد بھی ہیں اور ہم استاد بھی ہیں۔

۲۹۔ تحقیقی علم وہی ہے جو انہیں بے توسطِ انبیاء خود اپنی قلبی وحی سے حاصل ہوتا ہے۔ انبیاء کے ذریعہ سے جو ملتا ہے وہ تقلیدی بات ہے۔

۳۰۔ وہ علم میں انبیاء کے برابر و ہمسر ہوتے ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ انبیاء کو ظاہری وحی آتی ہے انہیں باطنی۔ وہ انبیاء کے مانند معصوم ہوتے ہیں۔ اسی مرتبہ کا نام حکمت ہے یہ حکیم کھلا ہی کو نبی بتانا ہے ۱۲ (ایضاً ص ۲۲)

بدتہذیبو! آپ کو قسم ہے خاں صاحب کی بے انصافی کی۔ یہاں انکارِ ختم نبوت کفر نہیں۔ اور حضرت مولانا نانوتوی انکارِ ختم زمانی کو کفر کہیں۔ مگر ان کو کافر کہا جائے کہو اب بھی ہماری بات کے قائل ہوئے؟ یا نہیں تو جواب دو۔

۳۱۔ یہ قول یقیناً باجماعِ اہلِ سنّت بہت وجہ سے کفر ہے۔ ازاں جملہ یہ کہ اس میں

اللہ تعالیٰ سے بے وساطت نبی احکام شریعت ملنے کا ادعاء ہے اور یہ نبوت کا دعوے ہے۔ امام الوہابیہ کے کفر اجماعی کا یہ خاص جزئیہ۔ والعیاذ باللہ رب العالمین ۱۲ (حاشیہ الکوکبۃ الشہابیہ ص ۲۲)

یہ چند عبارتیں الکوکبۃ الشہابیہ کی نمونے کے طور پر پیش کی گئی ہیں جن میں یہ فرمایا ہے کہ یہ عقیدہ صاف صریح کفر ہے۔ اجماعی کفر ہے۔ قائل نے اس بات کو صاف صاف کہا اور صریح کہا۔ جہاں نہ کوئی تاویل چل سکتی ہے نہ لزوم و التزام کا فرق ہو سکتا ہے اور جہاں باتفاقِ امت اجماعی کفر ہے وہاں فقہاء اور متکلمین کا اختلاف بھی نہیں ہو سکتا غرض خان صاحب کو اپنے فرمانے کے مطابق قائل کی قطعاً یقیناً تکفیر کرنی، اور اس کو کافر کہنا ضروری تھا مگر باوجود اس اعتقاد کے پھر بھی قائل کو کافر نہیں کہتے ہیں تو اپنے اقرار اور فتوے سے خود کافر ہوئے۔ گو خان صاحب کی اس قسم کی عبارات بہت ہیں مگر فتاویٰ رضویہ کا ایک مقام اور نقل کر دوں۔

ملاحظہ ہو فتاوےٰ رضویہ ص ۴۵ و ۴۶، مولانا شہید مرحوم کے ذمہ بہتان باندھ کر ان کی طرف ذیل کے عقائد کفریہ کو منسوب کیا ہے۔

"نقلِ کفر کفر نباشد"

۳۲۔ خداوند وہ ہے جسے مکان، زمان، جہت، ماہیت، ترکیب عقلی سے پاک کہنا بدعتِ حقیقہ کے قبیل سے ہے۔ اور صریح کفروں کے ساتھ گننے کے قابل۔

۳۳۔ خدا کا سچا ہونا کچھ ضروری نہیں جھوٹا بھی ہو سکتا ہے۔

۳۴۔ خدا کی بات پر اعتبار نہیں۔

۳۵۔ خدا کی کتاب قابلِ استناد نہیں نہ اس کا دین لائق اعتماد ہے۔

۳۶۔ خدا کی ایسی ذات ہے جس میں ہر نقص اور عیب کی گنجائش ہے۔

۳۷۔ خدا اپنی مشیخت بنے رکھنے کے لیے قصداً عیبی بننے سے بچتا ہے اگر چاہے تو ہر گندگی سے آلودہ ہو جائے۔

۳۸۔ خدا وہ ہے جس کا علم حاصل کئے سے ہوتا ہے اس کا علم اس کے اختیار میں ہے اگر چاہے تو جاہل رہے۔

۳۹۔ خدا وہ ہے جس کا بہکنا

۴۰۔ بھولنا

۴۱۔ سونا

۴۲۔ اونگھنا

۴۳۔ غافل ہونا

۴۴۔ ظالم ہونا

۴۵۔ حتیٰ کہ مر جانا سب ممکن ہے۔

۴۶۔ کھانا

۴۷۔ پینا

۴۸۔ پیشاب کرنا

۴۹۔ پاخانہ پھرنا

۵۰۔ ناچنا

۵۱۔ تھرکنا

۵۲۔ نٹ کی طرح کھیلنا

۵۳۔ عورتوں سے جماع کرنا

۵۴۔ لواطت جیسی بے حیائی کا مرتکب ہونا

۵۵۔ حتیٰ کہ مخنث کی طرح خود مفعول بننا

۵۶۔ کوئی خباثت کوئی فضیحت خدا کی شان کے خلاف نہیں

۵۷۔ خدا کھانے کا منہ

۵۸۔ بھرنے کا پیٹ

۵۹۔ خدا مردی، زنی کی علامت رکھتا ہے اور بالفعل موجود ہیں۔

۶۰۔ صمد نہیں جوف دار کھکل ہے۔

۶۱۔ سبوح قدوس نہیں

۶۲۔ خنثیٰ مشکل

۶۳۔ کم سے کم آپ اپنے کو ایسا بنا سکتا ہے۔

۶۴۔ خدا وہ ہے جو آپ کو جلا سکتا ہے۔

۶۵۔ خدا وہ ہے جو اپنے کو ڈبو سکتا ہے۔

۶۶۔ خدا وہ ہے جو زہر کھا کر یا اپنا گلا گھونٹ کر یا بندوق مار کر خودکشی کر سکتا ہے۔

۶۷۔ خدا کے ماں باپ جورو بیٹا سب ممکن ہے۔

۶۸۔ خدا ماں باپ سے پیدا ہوا ہے۔

۶۹۔ خدا ربڑ کی طرح پھیلتا سمٹتا ہے۔

۷۰۔ خدا بہروپیا کی طرح بہروپیا ہے۔

۷۱۔ خدا ایسا ہے جس کا کلام فنا ہو سکتا ہے۔

۷۲۔ خدا بندوں کے خوف کے باعث جھوٹ سے بچتا ہے کہ کہیں بندے جھوٹا نہ سمجھیں۔

۷۳۔ خدا بندوں سے چرا چھپا کر پیٹ بھر کر جھوٹ بک سکتا ہے۔

۷۴۔ خدا وہ ہے جس کی خبر کچھ ہے علم کچھ۔ اگر خبر سچی تو علم جھوٹا ہے اور اگر علم سچا ہے تو خبر جھوٹی۔

۷۵۔ خدا وہ ہے جو سزا دینے پر مجبور ہے ان دے تو بے غیرت ہے۔

۷۶۔ خدا اگر معاف کرنا چاہے تو حیلہ ڈھونڈتا ہے خلق کی آڑ میں۔

۷۷۔ خدا وہ ہے جس کی خدائی کی اتنی حقیقت ہے کہ جو شخص پیڑ کے پتے گن لے تو اس کی خدائی کا شریک ہو جائے۔

۷۸۔ خدا وہ ہے جو اپنا سب سے بڑھ کر مقرب ایسوں کو بناتا ہے جو اس کی شان کے آگے چمار سے بھی بدتر ہیں۔ جو جوڑ ہوں چماروں سے لائق تمثیل ہیں۔

۷۹۔ خدا وہ ہے جس نے اپنے کلام میں خود شرک بولے اور جا بجا بندوں کو شرک کا حکم دیا۔

۸۰۔ خدا وہ ہے جس کے سب سے اعلیٰ رسول کی شان اتنی ہے جیسے قوم کا چودھری یا گاؤں کا پدھان۔

۸۱۔ خدا وہ ہے جس نے حکم دیا کہ رسولوں کو ہرگز نہ ماننا رسولوں کا ماننا بڑا خبط ہے۔

بعض عبارات بوجہ طول ترک کر دی گئیں۔ اور بعض جگہ ایک دو لفظ زائد کر دیے گئے ہیں۔ یعنی صرف ضمیر کا مرجع اور اشارہ کا مشار الیہ ظاہر کر دیا گیا ہے۔

جن صاحب کو اصل عبارت دیکھنی ہو وہ فتاوی رضویہ کے ص ۵۴، ۴۶، ۴۷ کو

ملاحظہ فرمالیں۔ خدا چاہے ایک حرف کا بھی فرق نہ ہوگا۔

حضرات ناظرین! غور فرمائیں کہ جس شخص کے یہ عقائد ملعونہ ہوں جو جناب فاضل بریلوی احمد رضا خان صاحب نے نہایت سچائی اور دیانتداری سے بیان فرمائے ہوں گے۔ اس بے ایمان مرتد سے بڑھ کر کوئی کافر ہو سکتا ہے۔ پھر مضامین بھی صاف صاف صریح عبارات میں ہوں جہاں کسی تاویل وغیرہ کی گنجائش بھی نہ ہو اور لزوم اور التزام کا فرق بھی نہ نکل سکے۔ اور متکلمین اور فقہا میں اختلاف بھی نہ ہو۔ اور ایسے شخص کو کافر کہنا بھی اجماعی قطعی مسئلہ ہو۔ جہاں چون وچرا کی گنجائش باقی نہ رہے۔ اور پھر بھی خان صاحب اپنا آخری حکم یہی لگائیں کہ اگرچہ تمام روئے زمین کے علماء، محدثین، مفسرین فقہاء و متکلمین ایسے شخص کو کافر مرتد کہیں۔ مگر خان صاحب فرماتے ہیں کہ نہیں تم ایسے شخص کو کافر مت کہو اس میں احتیاط ہے۔ اسی پر فتویٰ ہوا اسی میں سلامتی اور سداد اور استقامت ہے۔ تو اس کا مطلب تو یہی ہوا کہ خان صاحب نزدیک یہ تمام کفریات جائز ہیں۔ یہ تمام عقائد باطلہ رکھ کر بھی مسلمان کافر نہ ہو۔ مسلم ہی رہے حالانکہ خان صاحب کے فتاویٰ پہلے منقول ہو چکے کہ جو ایسے شخص کو جس کا ان میں سے ایک عقیدہ بھی ہو کافر نہ کہے، کافر کہنے میں شک کرے، تردد کرے، احتیاط برتے، وہ خود کافر مرتد ہے اس کا نکاح عالم میں کسی سے صحیح نہیں، زنائے محض ہے وغیرہ وغیرہ۔ چہ جائیکہ جس کے اس قدر عقائد کفریہ صریحہ غیر قابل تاویل بیان کئے جائیں۔ جس سے زیادہ دنیا میں نہ کوئی کافر ہوا نہ ہو۔ مگر پھر بھی خان صاحب اُسے کافر نہیں کہتے تو اپنے ہی فتوے سے خود کافر مرتد ہوئے (جن کا نکاح عالم میں کسی سے صحیح نہیں) یا نہ ہوئے۔ پھر جو اُن کو امام، مجدد، قطب، غوث وغیرہ وغیرہ کہیں وہ کیسے

ڈبل کافر ہوں گے اور خان صاحب کے ساتھ گئے یا نہیں۔ جو صاحب جواب کی تکلیف گوارا فرمائیں غور سے لکھیں لزوم اور التزام کا فرق متکلمین اور فقہاء کا اختلاف نہ لے بیٹھیں ورنہ خدا چاہے بہت نادم ہوں گے اور یہ فرمانا کہ شہید مرحوم کی توبہ مشہور ہے اس سے تو توبہ ہی پہلی ہے آئندہ اختیار ہے تنبیہ ہم نے کر دیا ہے۔

حضرات ناظرین! یہی ہماری عرض ہے جس کو ہم مولوی حامد رضا خان صاحب سے عرض کرتے ہیں کہ حضرات دیوبندا ور ان کے خدام تو جو اُن پر بہتان لگائے گئے تھے جواب دے کر عند اللہ و عند الناس بری ہو گئے۔ آپ کے والد ماجد اور ان کو ان عقائدِ ملعونہ کے علم کے بعد جو کافر نہ کہے وہ سب کے سب انہیں کے فتوے سے کافر ہیں۔ اس کا کوئی جواب آج تک خان صاحب نے دیا ہو تو اس سے مطلع فرمائیے۔ ورنہ خود کوئی جواب دیجئے۔ مگر غور سے ؎

سنبھل کے قدم رکھنا دشتِ خار میں مجنوں
کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

ہم خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر عرض کرتے ہیں کہ ہم کو سمجھنا مقصود ہے اگر ہماری رائے کی غلطی ہے تو ہم کو مطلع فرمائیے۔ ورنہ اپنے والد صاحب اور ان کے جملہ مریدین، معتقدین حتیٰ کہ جو انہیں صرف مسلمان ہی جانیں کافر نہ کہیں۔ ان کے کفر و ارتداد کا مع احکام مذکورہ کے اعلان فرما دیجئے۔

یہ فرمانا کہ علماء دیوبند ان کو مسلمان جانتے ہیں تو ان کا اسلام متفق علیہ ہوا اس میں گفتگو کی کیا ضرورت ہے۔ صحیح نہیں۔ اس وجہ سے کہ اگر ہمارا ان کو مسلمان سمجھنا

صحیح ہے تو پھر ہمارے جن اکابر پر کفر کا فتویٰ دیا گیا ہے وہ غلط ہو کر ان کا بھی ایمان ثابت ہوتا ہے یہ ناممکن ہے کہ خان صاحب کو کوئی شخص مسلمان کہے اور حضرات اکابر دیوبند کو کافر کہے۔ خان صاحب کے مسلمان کہنے کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ ان کو کذاب جھوٹا قرار دیا جاوے۔ مگر ان کے مریدین کے نزدیک ان کو مفتری کذاب کہنا جہنم میں جانے سے بھی زیادہ دشوار ہے۔ تو ہم جس طرح سے خان صاحب کا اسلام ثابت کرتے ہیں۔ وہ طریقہ ان لوگوں کے نزدیک غلط اور باطل ہے۔ تو اب خان صاحب اس وجہ سے بھی مسلمان نہ رہے۔ جو وجہ ہم نے بیان کی تھی۔ لہٰذا ان کے معتقدین پر لازم ہے کہ جب ہم ان سے دریافت کرتے ہیں تو ان کو ان کا بھی اپنا اسلام ثابت فرمانا چاہیئے۔ ورنہ یہ اقراری کفر تسلیم کیا جائے گا۔

اور یہ بھی واضح کر دینا ضروری ہے کہ جس بنا پر خان صاحب کو ہم مسلمان سمجھتے تھے اب ہمیں بھی اس میں تردد ہو گیا۔ خان صاحب کی ایک عبارت اب ایسی نظر پڑی کہ خان صاحب کو اگرچہ مفتری کذاب سمجھو اور یہ بھی کہو کہ حضرات اکابر دیوبند مولینا اسمٰعیل شہید مرحوم پر جو کفریات خان صاحب نے بدعویٰ صراحۃً منسوب کئے ہیں، وہاں ان کا ادنیٰ سے ادنیٰ احتمال بھی نہیں (جو واقعی بات ہے) مگر خان صاحب پھر بھی اپنے فتوے سے کافر اور مرتد ہی رہتے ہیں۔ اگر اُن کے صاحبزادہ صاحب اور مرید معتقد اس پر راضی ہو جائیں کہ خان صاحب کو مفتری کذاب سمجھ کر حضرات اکابر دیوبند اور شہید مرحوم کو سچا پکا مسلمان سنی حنفی سمجھیں گے تو پھر ہم وہ عبارت بھی پیش کر دیں گے جس سے خان صاحب اب بھی مسلمان نہیں ہو سکتے کافر ہی رہیں۔ دیکھو گالیاں نہ دو، کام کی بات کہو۔ ہماری غرض صرف تحقیق و اظہارِ حق ہے۔ جو

بات کہو مدلل کہو۔

خان صاحب نے جو آخری جزئی حکم شہید مرحوم پر لگا کر پھر انہیں کافر نہیں کہا۔ جس کی بنا پر اپنے ہی فتوے سے کافر مرتد وغیرہ وغیرہ ہوئے ہیں اب وہ عبارات عرض کرتا ہوں۔

"بالجملہ ماہ نیم ماہ و مہرِ نیم روز کی طرح ظاہر و زاہر کہ اس فرقۂ متفرقہ یعنی وہابیہ اسمٰعیلیہ اور اس کے امام نافرجام پر جزماً قطعاً یقیناً اجماعاً بوجوہِ کثیرہ کفر لازم اور بلاشبہ جماہیر فقہائے کرام و اصحاب فتوے اکابر و اعلام کی تصریحاتِ واضحہ پر یہ سب کے سب مرتد کافر باجماعِ ائمہ ان سب پر اپنے تمام کفریاتِ ملعونہ سے بالتصریح توبہ و رجوع اور از سرِ نو کلمۂ اسلام پڑھنا فرض و واجب۔"

(الکوکبۃ الشہابیہ ص ۶۱، ۶۲)

اس عبارت سے پہلی عبارات کو ملا کر جن کا حاصل یہ ہے کہ کافر کو کافر کہنا فرض ہے جو اُسے کافر نہ کہے خود کافر ہے۔ عباراتِ ذیل کو ملا کر خود فیصلہ فرما لینا چاہیئے کہ خان صاحب ذیل کافر ہوئے یا نہیں۔ خان صاحب جملہ عباراتِ مذکورہ کے بعد اپنا مذہب یہ ارشاد فرماتے ہیں۔

۱۔ ہمارے نزدیک مقامِ احتیاط میں اکفار (یعنی کافر کہنے) سے کف لسان (یعنی زبان کا روکنا) ماخوذ و مختار و مناسب۔ (کوکبۃ الشہابیہ ص ۶۲، تمہید ۴۲)

۲۔ یہ حکم فقہی متعلق بکلماتِ سفہی تھا مگر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں بے حد برکتیں ہمارے علمائے کرام پر کہ یہ کچھ دیکھتے اس طائفے کے پیر سے بات بات پر سچے مسلمانوں کی نسبت حکم کفر و شرک سنتے ہیں۔ باایں ہمہ نہ شدتِ غضب دامن احتیاط اُن

کے ہاتھ سے چھڑاتی ہے نہ قوتِ انتقام حرکت میں آتی ہے وہ اب تک یہی تحقیق فرمارہے ہیں کہ لزوم اور التزام میں فرق ہے۔ اقوال کا کلمۂ کفر ہونا اور بات ہے اور قائل کو کافر مان لینا اور بات ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ کوئی کتنا ہی صراحۃً کفر بکے اس کے قول کو کفر کہو مگر قائل کو کافر نہ سمجھنا چاہیئے۔ اسی کافر نہ کہنے سے تو خود کافر ہوئے۔ ناقل)

ہم احتیاط برتیں گے سکوت کریں گے۔ جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا، حکمِ کفر جاری کرتے ہوئے ڈریں گے۔ (تمہید ص ۴۲، ۴۳)

مگر علمائے دیوبند باوجودیکہ مضامینِ کفریہ کو کفریہ کہہ کر یہ فرمائیں کہ ان خبیثہ مضامین کا ہم کو خطرہ بھی نہیں آیا۔ ہمارے کلام کا یہ مطلب بھی نہیں مگر خان صاحب وہاں نہ خدا سے ڈرے (جل شانہ) نہ دنیا کی ذلت کی پرواہ کی اور ان کو کافر کہہ کر اور ایسے عقائد خبیثہ رکھنے والے کو کافر نہ کہہ کر دونوں طرف سے ایسے کافر ہوئے کہ بجز کفر کے کوئی راستہ ہی باقی نہ رہا۔

۳۔ اور امام الطائفہ (اسمٰعیل دہلوی) کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اہلِ لا الٰہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے۔ (خان صاحب جو اہلِ لا الٰہ الا اللہ کے معنے پہلے بیان فرمائے ہیں وہ بھول گئے کیا خداوندِ عالم اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بے دھڑک گالیاں دینے والا بھی جہاں کسی تاویل کی بھی گنجائش نہ ہو وہ بھی اہلِ لا الٰہ الا اللہ میں داخل ہے ناظرین غور فرمائیں۔ ناقل)

جب تک وجہِ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکمِ اسلام کے لیے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے۔ فان الاسلام یعلو ولا

یعلٰے ۱۲ (تمہید ص ۴۳)

واقعی حضرات اکابر دیوبند۔ عقائد کفریہ کو کفر کہیں اپنی کتاب کی عبارات پیش فرمائیں اپنی عبارتوں کا صاف مطلب بیان کریں اور جو ان مضامینِ خبیثہ کا معتقد ہو یا بدون اعتقاد اپنی زبان سے کہے اُسے کافر کہیں۔ پھر اس سے زیادہ کفر کی روشن دلیل پٹھانی دربار میں اور کیا ہو سکتی ہے۔ اگر ایسے سچے پکے مسلمانوں کو بھی خان صاحب کافر نہ کہیں کفر کا فتوے حاصل کرنے کے لیے عرب کا سفر نہ کریں تو پھر خود کافر کیسے ہوتے ؎

کفر کعبہ سے جو لایا وہ مسلماں کیسا
اپنے فتوےٰ سے جو کافر ہو وہ انساں کیسا

ہاں جس کا کلام صاف صریح غیر محتمل التاویل معانی کفریہ میں بیان کر کے اجماعی قطعی تمام امت کا اس پر کفر کا فتوے ظاہر کریں۔ پھر اگر خان صاحب بھی اُسے کافر کہیں تو خود قطعی کافر کیسے ہوتے۔ تقدیر کا ازلی کفر کیسے جا سکتا ہے۔

۴۔ ہم اس باب میں قولِ متکلمین اختیار کرتے ہیں۔ ان میں جو کسی ضروری دین کا منکر نہیں ضروری دین کے کسی منکر کو مسلمان کہتا ہے اُسے کافر نہیں کہتے ۱۲ (تمہید ۴۳)

ہاں خان صاحب مقلد ہو یا غیر مقلد آپ فقہاء کے اجماعی فتوے کو مقلد ہو کر چھوڑ سکتے ہیں۔ فرمایئے آپ وہابی غیر مقلد ہیں یا حضرات دیوبند۔ بہرحال فقہاء کا اجماعی قطعی فتوے یہی ہوگا کہ احمد رضا خان صاحب کافر۔ جو انہیں کافر نہ کہے وہ بھی کافر۔ اور یہاں فقہاء اور متکلمین میں اختلاف ہی کہاں ہے۔ یہ عقائد خبیثہ جو مذکور ہوئے ان میں تو آپ کا دعوےٰ ہے کہ صراحۃً یوں کہا صراحۃً یہ کہا جس میں

صراحۃً ضروریاتِ دین کا انکار ہے۔ پھر متکلمین کا خلاف کیسا۔ اگر یہ بھی ضروریاتِ دین کا انکار نہیں تو پھر اس کی صورت بھی خود ہی تحریر فرما دیجئے[1]

بدعقیدو! دیکھا کفر یوں ثابت ہوتا ہے۔ کافر یوں پکڑے جاتے ہیں۔ غیر مقلدوں کا یوں پتہ لگتا ہے ؎

کچھ اس طرح سے کیا میں نے شکوہ الحاد
نگاہیں جھک گئیں ان کی نہ کچھ جواب بنا

علمائے محتاطین انہیں کافر نہ کہیں۔ یہی صواب ہے؛

وھو الجواب وبہ یفتی وعلیہ الفتویٰ	یعنی یہی جواب ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور اسی پر
وھو المذھب وعلیہ الاعتماد وفیہ	فتوے ہے اور یہی ہمارا مذہب اور اسی پر
السلامۃ وفیہ السداد۔	اعتماد اور اسی میں سلامت اور اسی میں استقامت۔

(تمہید ص ۴۲)

ناظرین! اب فرمائیے کہ خان صاحب کے اقراری کافر مرتد ہونے میں کوئی تامل ہے ان کے فتوے کے موافق ان کا نکاح عالم میں کسی سے صحیح ہو سکتا ہے۔ ان کی اولاد کیسی ہوئی۔ ہمیں عرض کرنے کی ضرورت نہیں۔ ناظرین خود فیصلہ فرما لیں۔ جو دنیا کو کافر کہتے تھے خدا کی قدرت ہے کہ اپنے ہی اقرار سے ایسے کافر

---

[1] اور اگر لزوم بھی ہو تو یہ بھی فرما دیا جائے کہ لازم بین ہے یا غیر بین اور لزوم اور التزام میں جس نے فرق کیا ہے وہ لازم غیر بین کے اندر کیا ہے یا بین میں بھی خان صاحب نے کفر سے کوئی مفر نہیں چھوڑا ۱۲

ثابت ہوئے جس کا رفع محال ہے ؎

اک بچا حجام پھرتے تھے سبھوں کو مونڈتے
آج اس کوچہ میں اُن کی بھی حجامت ہو گئی

ہم نے جو دعویٰ کیا تھا کہ حضراتِ دیوبند نے مناظرہ سے پہلو تہی نہ کی بلکہ اس کو بھی ثابت کر دیا۔ نیز یہ کہ نہ انہوں نے کوئی کفری مضمون لکھا نہ ان کی عبارات سے مراد، نہ اُن کفری معنی کا اُن عبارات میں احتمال، اور خان صاحب کے فتویٰ سے وہ مسلمان ہیں اور خان صاحب کا خود اپنے اقراری فتوے سے کافر مرتد ہونا بھی واضح ہو گیا اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ خان صاحب کے عقائد پر مطلع ہو کر اب جو انہیں سچا سمجھ کر کافر و مرتد وغیرہ وغیرہ نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے۔ جیسا کہ خان صاحب ہیں۔ اور ان سب کا عالم میں کسی سے نکاح بیاہ درست نہیں ہے ... اور حضرت شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے واقع میں مومن ہیں ان کا ... ہونا بھی ایسا قطعی اور یقینی اجماعی ثابت ہو گیا کہ اب کوئی بدمتی بھی اگر کچھ گستاخی ... گا تو خان صاحب کا فتویٰ اس کے لیے بھی کفر کا موجب ہے۔ اے اللہ تعالیٰ تو قادر مطلق ہے۔ تیری قدرت کے قربان تو اپنے اولیاء کی یوں حمایت فرماتا ہے کہ خان صاحب اور شہید مرحوم کو مسلمان کہیں جل جلالہ۔ کیونکہ جب مسلمان کو کافر کہا جائے تو مسلمان ہی کہا جاوے گا۔

اگر کوئی صاحب اس تحریر کا جواب دیں تو اچھا ہے کہ گالیاں نہ دیں ... انہیں اختیار ہے مگر اصل مضمون کا جواب ضرور ہو۔ اور مہربانی فرما کر بندہ کے رسائل ملاحظہ فرما لیں، ورنہ بے سوچے سمجھے جواب لکھنے میں اور ذلت اٹھانی پڑے گی۔ ... لکھ کر ایک دفعہ

حق کو واضح کر چکے تھے مگر خان صاحب کے مریدوں نے اپنے حلوے مانڈے تازہ کرنے کے لیے پھر خان صاحب کے دیرینہ کفر کو تازہ کیا ہے۔ مولوی حامد رضا خان صاحب کے مریدوں کو اگر اس سے رنج ہو تو جمال بھائی قاسم بھائی سے کہیں کہ اول انہوں نے کیوں اشتہار دیا اور حقیقۃً تصور اُن کا بھی نہیں لکھنے اور چھپوانے والا تو سُنا گیا ہے کوئی اور ہے۔ اگر واقعی اُسے خان صاحب کو کافر مرتد کہلوا کر اپنی رُٹیاں سیدھی کرنی نہیں تھیں تو مردِ میدان بنے اور جو کچھ لکھنا ہو اپنے نام سے لکھے تو پھر خدا چاہے ہم اور اچھی طرح عرض کر دیں گے۔ مولوی حامد رضا خان صاحب کے دستخط سے جو جواب ہوگا وہ قابلِ التفات ہوگا۔ یا کوئی ذمہ دار شخص جواب لکھے ہیں
دیکھئے کب تک جوابِ خط سے آنکھیں شاد ہوں

وکفی اللہ المؤمنین القتال واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ سیدنا ومولٰینا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین ط برحمتک یا ارحم الراحمین ط

بندہ سید محمد مرتضیٰ حسن عفی عنہ ابن شیرِ خدا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالے وجہہ
ناظم تعلیمات وشعبۂ تبلیغ دار العلوم دیوبند۔ ۸ ربیع الثانی ۱۳۴۶ ھ ہجری

الحاصل

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کی اولاد اور جملہ مریدین اور معتقدین بلکہ خان صاحب کے عقائدِ باطلہ معلوم کرنے کے بعد کوئی ان کو ادنیٰ ادنیٰ درجہ کا ایک فاسق گنہگار مسلمان بھی سمجھے تو ہماری اس کے لیے صرف ایک ہے کہ خان صاحب کو مفتری کذاب فاسق مرتکب گناہِ کبیرہ سمجھے۔ اور بزرگانِ دین حضرت مولانا اسمٰعیل شہید اور اکابرِ دیوبند حضرات اسرارہم کی طرف خان صاحب نے جو عقائدِ کفریہ منسوب کیے ہیں اور کذبِ محض اور خالص ہیں نہ وہ حضرات ان عقائدِ کفریہ کے صراحۃً التزاماً یا لزوماً معتقد تھے اور نہ خان صاحب ہی کا واقع میں یہ خیال تھا کہ ان حضرات کی عبارات کا یہ مطلب ہے جو خان صاحب نے محض جھوٹ ان کی طرف نسبت کیا ہے کہ وہ ان عقائدِ معلونہ کے معتقد تھے مگر پھر بھی خان صاحب نے کسی دنیاوی وجہ اور طمع وغیرہ اغراضِ نفسانی میں آن کر یہ جھوٹ بولا اور افترا پردازی کی۔ نہ وہ بزرگانِ دین معاذ اللہ کافر نہ خان صاحب مرتد و کافر ہاں اپنے ہی اقرار سے خان صاحب اعلیٰ درجے کے فاسق اور مرتکب گناہ کبیرہ ضرور ہیں کہ ایک مقدس جماعت پر کفر یا کی تہمت لگائی مگر اس صورت میں ایمان بچتا ہے۔ اور اگر یہ صورت خان صاحب کی اولاد اور مسلمان جاننے والوں کو پسند نہیں تو پھر وہ خان صاحب کا ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ کا مسلمان ہونا ثابت فرمائیں ہماری سمجھ ناقص اس کے سمجھنے سے قاصر ہے۔ اسی وجہ سے ہم نے اُن کو کفر سے بچانے کے لیے، ان کے حال پر رحم کھا کر فاسق فاجر کہا اور کافر نہ کہا لیکن ان کو سچا جان کر اور یہ عقیدہ رکھ کر

خان صاحب نے جو کچھ اُن بزرگوں کی طرف عقائد منسوب کیے ہیں وہ نیک نیتی سے بیان کیے ہیں اور خان صاحب کا یہی اعتقاد تھا کہ ان کے یہی عقائد تھے جو خان صاحب نے بیان فرما دیئے ہیں۔ تو پھر خان صاحب کا اسلام ثابت کرنا محال ہے وہ اپنے ہی اقرار سے بحیثیت پکے مرتد اور کافر ہیں۔ ایسے کہ جو انہیں کافر نہ کہے کافر کہنے میں شک تردد کرے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے الی غیر النہایۃ۔ جس کا بیان مفصل ہو چکا۔ ہم سے یہ دریافت کیا جاتا ہے کہ خان صاحب نے شہید مرحوم کو مسلمان کہاں کہا ہے۔ اور اس کو باصرار پوچھا جاتا ہے، اس کے متعلق عرض ہے کہ اول تو خان صاحب کے کافر اور مرتد ہونے کے لیے اس کی ضرورت نہیں کہ وہ شہید مرحوم کو مسلمان کہیں بلکہ جو عقائد اُن کی طرف منسوب کیے ہیں اس کے بعد ان کو کافر نہ کہنا کافر کہنے میں احتیاط کرنا۔

خان صاحب کے کافر اور مرتد ہونے کا اقراری سبب ہے، دوسرے جو ہم نے خان صاحب کی عبارات نقل کی ہیں اگر خدا جل مجدہ نے سمجھ دی ہے تو سوچو۔ معلوم ہو جائے گا اور اگر سمجھ میں نہیں آتا تو پھر اپنے علماء سے یہ لکھوا دو کہ اگر ہم خان صاحب کے کلام سے شہید مرحوم کا مسلمان ہونا ثابت کر دیں گے تو خان صاحب کو کافر و مرتد مان لیں گے اگر بعد میں بھی مرغے کی ایک ہی ٹانگ رہی تو پھر کیا۔ بات وہ کہو جس سے خان صاحب کا اسلام ثابت ہو جائے۔

ایک امر یہ بھی واضح کر دو کہ جو عقاید کفریہ خان صاحب نے شہید مرحوم کی طرف منسوب کر کے صراحتہ کا دعویٰ کیا ہے اور کہیں اُن پر قسمیں کھائی ہیں اور پھر فتویٰ دیتے ہیں کہ انہیں کافر نہ کہو تو اس سے یہ لازم آیا یا نہیں۔ کہ یہ عقائد دائرہ اسلام سے خارج نہیں ان عقائد سے آدمی کافر نہیں ہوتا، اسلام ان عقائد کا متحمل ہے، اگر انہیں عقائد پر مسلمان مر گیا تو اُمتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ میں شمار ہوگا، اور آخر کار ابد الآباد کے لیے جنت میں داخل ہوگا۔ کفار کی طرح ابدی جہنمی

نہیں۔ میں نے ان عقائد کو خان صاحب کے عقائد لازمہ جو کہا ہے وہ صحیح ہوا یا نہیں۔ میرا یہ دعویٰ نہیں کہ خان صاحب نے یہ کہا ہے کہ میرے یہ عقائد ہیں کہ عوام کو دھوکا دیا جائے کہ خان صاحب نے اپنے یہ عقائد کب بتائے ہیں یہ تو دوسرے کے عقائد بیان کیے ہیں۔ میں بھی یہی عرض کرتا ہوں کہ دوسرے کے عقائد بتا کر اُس دوسرے کو کافر نہیں کہتے نہ دوسروں کو کافر کہنے کی اجازت دیتے ہیں۔ تو یہ فتویٰ دینا ہی اس کو مستلزم ہے کہ آپ کے نزدیک یہ عقائد کفریہ ملعونہ دائرہ اسلام میں داخل ہیں، ان کا معتقد کفر میں داخل نہیں۔ بلکہ اسلام ہی میں داخل ہے، اور جو ایسے عقیدہ والے کو کافر نہ کہے وہ کافر۔ لہذا خان صاحب کافر ہوئے، اور جو کافر کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر۔ لہذا خان صاحب کی اولاد اور جملہ معتقدین اور کافر نہ کہنے والے سب کافر ہوئے اور ان پر وہ سب احکام عائد ہوں گے جو خان صاحب نے بیان فرمائے ہیں۔ مسلمان اچھی طرح سے اس فرق کو سمجھ لیں تاہم بھائی آپ یہی چاہتے تھے کہ فریقین کی تحریریں پڑھی جائیں اور تا تصفیہ مناظرہ جاری رہے۔ اپنے وعدہ کے موافق یا خود تحریروں کو شائع کریں یا جیسے اس طرف کی تحریریں شائع کرتے ہیں ہماری تحریر کو بھی شائع فرمائیں۔ ورنہ اس کا جواب دیں ۱۲۔

۷۸۶

بسم اللہ تعالیٰ حامداً و مصلیاً و مسلماً

سورت کی بے جان مورت سراپا تزویر

بدعت ملعونہ کی ننگی تصویر

بدعت کے نوخیز فرزند درمیانی حضرت نے ۔ ایک عجیب ہی رسالہ بریلوی دھرم کی ننگی تصویر شائع فرمایا ہے اگر مولوی حامد رضا خان صاحب کو پسند ہو تو اس سال کے عرس شریف میں کم سے کم سوالاکھ اس کا ختم کرا کر اعلیحضرت کی روح کو ایصال ثواب فرمایا جائے ۔

اگر یہ گالی نامہ بڑے حضرت کی حیات میں ہوتا تو کیا بعید ہے کہ کتاب الوصیت میں خان صاحب نے جس قدر لذیذ اور مرغوب کھانوں کی فہرست دی ہے ان سب کے بدلہ اسی کی فاتحہ خوانی کا ارشاد ہوتا ۔

اس قدر فحش اور غلیظ گندہ اور ناپاک کلام بجز فرزندان بدعت کے اور کس کو کہنا آتا ہے ۔ کیوں اپنا نامۂ اعمال سیاہ کرتے ہو ۔ حضرت مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم کا اس سے کیا بگڑتا ہے ۔ غلام حسن صاحب سورتی نے تو اعلیحضرت کو بھی طاق میں بٹھا دیا ۔ ان بے چاروں کا کیا قصور ہے اوپر ہی سے یہی تعلیم ہے ۔

موضوع اس رسالہ کا یہ ہے کہ گو بہشتی کے ابتدا میں کسی صاحب نے احکام شرعیہ کی تعریف لکھی ہے ۔ حرام اور مکروہ تحریمی کی تعریف لکھ کر بعض رسائل میں حرام کا حکم یہ لکھا ہے :

”اس کا منکر کافر ہے اور بے عذر چھوڑنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق“ ۱۲

اور مکروہ تحریمی کا یہ اس کا انکار کرنے والا فاسق ہے اور بغیر عذر ترک کرنے والا گنہگار اور عذاب کا مستحق ہے“ ۱۲ یا تو سہو کاتب ہے اصل عبارت یوں ہوگی اور اور بے عذر نہ چھوڑنے والا اور نہ ترک کرنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہے ۱۲ نہ کا لفظ کاتب سے چھوٹ جانا مستبعد نہیں ۔ یا اصل عبارت یوں ہی ہو اور بیان میں تسامح ہوا اور چونکہ ان احکام کی تعریف اور ان کے احکام میں کسی کا اختلاف نہیں اس وجہ سے بدفہمی کا خطرہ نہیں مراد ظاہر تھی تو توجہ نہ کی گئی اور یہی وجہ ہے کہ آج تک سوائے سورتی صاحب کے اور کسی کو یہ شبہ بھی نہیں ہوا ۔ اور نہ کسی مسلمان کو شبہ ہو سکتا ہے ۔

پھر تماشا یہ ہے کہ بعض رسائل کے حواشی پر یہ لکھا ہوا بھی ہے کہ یہ مضمون حضرت مولانا مدظلہ العالی کا نہیں ہے ۔ اور بعض بعض رسائل میں عبارات مختلف اور بدلی ہوئی بھی ہیں جس پر کوئی شبہ نہیں ہو سکتا ۔ اور خود بھی صاحب رسالہ نے ایک کو نقل بھی کیا ہے ۔ مگر پھر بھی حضرت ممدوح کو گالیاں دینا صرف بریلوی ہی دھرم کا کام ہے ۔ چونکہ بزرگوں کے معتقد ہیں اس وجہ سے چاہتے ہیں کہ اعمال تو اعمال ان کا ایمان بھی بزرگوں پر نثار ہو جائے ۔ معلوم نہیں کہ سورتی حاجی صاحب خاندان بدعت میں کس حیثیت کے بزرگ ہیں اس وجہ سے اُن کو نہیں بلکہ بلا استثنائے احدے

تمام ہندوستان کے بدعتیوں کو چیلنج عام ہے

بریلوی ، امداد آبادی ، کچھوچھوی ، بنارسی ، آروی ، پنجابی ، بنگالی ، جنگلی ، شہری ، بحری ،

بری، کسے باشد وہ سب کے سب اس بے حیا نامہ کو ملاحظہ فرما کر یا تو اس سورتی کی جہالت اور بے حیائی اور فحش کلامی سے اظہارِ نفرت فرما کر یہ لکھ دیں کہ جب بعض گوہر بہشتی کے حاشیہ پر یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ عبارت مولینا موصوف کی نہیں ہے۔ اور ملک میں کتاب متعدد بار طبع ہوئی اور جو طبع کرائے اس کو اجازت عام ہے۔ تو حضرت مولینا ممدوح پر کیا ذمہ داری ہے کہ ہر کتاب کی کاپیاں اور پروف دیکھ کر اس کی تصحیح بھی خود ہی کیا کریں۔ اور بفرض تصحیح کسی ایک حرف کی بھی غلطی نہ رہ سکے۔ نیز بعض دیگر مطابع کی طبع شدہ کتاب میں عبارات بھی مختلف اور بدلی ہوئی ہیں۔ جس پر بظاہر کوئی خدشہ نہیں۔ بعض کو خود صاحب رسالہ نے نقل بھی کیا ہے۔ پس اس صورت میں تو رسالہ مذکور بجز نامۂ اعمال سیاہ کرنے کے اور معنے ہی کیا رکھتا ہے۔ اور جس طرح مولینا موصوف کے ذمہ یہ نہ تھا کہ تمام رسائل کی خود تصحیح فرمائیں اسی طرح یہ بھی ضروری نہیں کہ انہیں اس تغیر و تبدل کا علم بھی ہو اور بعد علم وہ تمام ہندوستان میں اسی قدر انہیں لوگوں کے پاس بذریعہ اشتہار وغیرہ اطلاع دیں کہ پہلی عبارت غلط تھی اور یہ صحیح ہے اور چونکہ احکام کے حکم بھی متفق علیہا اور علماء میں مشہور ہیں اس وجہ سے غلط فہمی کا بھی کوئی احتمال نہیں۔ اور بالقصد کوئی طالب علم بھی اس میں غلطی نہ کرے گا۔ اس وجہ سے یا سہو کاتب سے دونوں جگہ لفظ "نہ" چھوٹ گیا ہے۔ اور یہ غلطی کچھ بھی مستبعد نہیں جس کو اہل علم خوب جانتے ہیں اور اگر کاتب کی غلطی نہیں تو پھر بھی ادنیٰ غور سے اہل علم کے نزدیک یہ کلام مؤول ہے اور اس کے معنے صحیح بھی ہو سکتے ہیں۔ بہر حال حضرت مولینا موصوف کو جو گالیاں دی گئیں یہ فعل انسانی فطرت سے خارج ہے۔ کوئی شریف ذی علم ایسا نہیں کر سکتا۔ اور ہم ایسے شخص سے اظہارِ نفرت اور اس کے اس فعل ملعون پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اس شخص نے تمام بریلوی جماعت کو بدنام کیا ہے۔ یہ فعل بجز جاہل متعنت و متعصب کے کوئی بھی نہیں کر سکتا۔ ورنہ پھر سب مل کر یا کم سے

کم مولوی حامد رضا خان صاحب خود یا کسی ذمہ دار سے لکھوا کر خود دستخط فرما دیں۔

۱۔ کہ یہ تحریر قطعاً حضرت مولینا موصوف کی ہے۔

۲۔ اور یقیناً اس میں کاتب کی غلطی بھی نہیں ہے۔

۳۔ اور قطعاً کسی صحیح معنے کی تاویل کی بھی گنجائش نہیں ہے۔

۴۔ اور بہر صورت اس کے مولینا موصوف بلا وجہ وار ہیں۔

۵۔ اور سورتی صاحب نے جو کچھ بھی لکھا ہے وہ قطعاً صحیح ہے۔

تو پھر او بدعت ملعون تجھے خوب یاد ہے کہ کوڑی کو بھی تیرا کوئی خریدار نہ ہو گا۔ اور تو در بدر بھیک مانگتی پھرے گی مگر تجھے پناہ کی جگہ نہ ہو گی۔ سورتی صاحب اور جمال بھائی تمام بھائی صاحب کو چاہیئے کہ اپنے اشتہاری علماء سے درخواست کریں کہ یا تو حق امر کو ظاہر فرما دیں ورنہ جو ابھی عرض کیا گیا ہے اسے لکھ دیں اور ساتھ ہی آیات ذیل کا ترجمہ فرما کر مطلب بھی بیان فرما دیں۔

قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الا تشرکوا بہ شیئا و بالوالدین احسانا ولا تقتلوا اولادکم من املاق نحن نرزقکم و ایاھم ولا تقربوا الفواحش ما ظھر منھا وما بطن ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق ذلکم وصکم بہ لعلکم تعقلون۔ ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ھی احسن حتی یبلغ اشدہ واوفوا الکیل والمیزان بالقسط لا نکلف نفسا الا وسعھا واذا قلتم فاعدلوا ولو کان ذا قربی وبعھد اللہ اوفوا ذلکم وصکم بہ لعلکم تذکرون وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ ذلکم وصکم بہ لعلکم تتقون۔

اس وجہ سے کہ سورتی صاحب یا اُن کے کسی اور بریلوی بھائی سے خوف ہے کہ جو اعتراضات وسوالات حضرت مولٰینا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم سے کیے ہیں، کہیں اس قسم کے سوالات معاذ اللہ العظیم مسلمانوں کے خدا سے نہ کر بیٹھے۔ یا نیوگ کے شوق میں آریوں کو یہ اعتراض نہ بتادیں کہ جو اعتراض مولٰینا مدظلہ العالی کے کلام پر ہے وہی قرآن شریف پر بھی ہے کیونکہ اوّل تو ارشاد ہوا کہ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ ان لوگوں سے فرما دیجئے کہ میں تم پر وہ اشیاء پڑھ کر سنا دوں جو اللہ تعالٰے نے حرام فرمائی ہیں۔ اور پھر فرمایا:

۱۔ شرک نہ کرنا۔

۲۔ والدین کے ساتھ احسان کرنا۔

۳۔ اولاد کو افلاس کی وجہ سے قتل نہ کرنا۔

۴۔ ظاہری اور باطنی فواحش اور حرامیوں اور بدکاریوں کے قریب بھی نہ ہونا۔

۵۔ اور کسی کو قتل نہ کرنا۔

۶۔ اور حق پر قتل کرنا۔

۷۔ یتیم کے مال کے قریب نہ جانا۔

۸۔ جو یتیم کے لیے بھلائی ہو وہ کرنا۔

۹۔ ناپ تول کو صحیح صحیح پورا پورا ناپ تولنا۔

۱۰۔ اور جو بات کہو تو انصاف کی کہنا اگرچہ کسی قریب کے مقابلہ میں کیوں نہ ہو۔

۱۱۔ اور خداوندِ عالم جل مجدہ سے جو عہد کیا ہے اُسے پورا کرنا۔

۱۲۔ یہ میرا صراطِ مستقیم ہے اس کی اتباع کرو۔

۱۳۔ اور دوسرے راستوں کی اتباع نہ کرو ورنہ صراطِ مستقیم سے الگ ہو جاؤ گے۔

حضرات علماء بدعت! اللہ تعالٰے آپ کو حق بولنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ یہ تیرہ نمبر جو مذکور ہوئے ان میں سے کوئی بھی حرام ہے ہمارے دین مذہب علم و تعلیم و تعلّم میں تو کوئی چیز بھی حرام نہیں بلکہ سب ہی فرض ہیں۔ پھر محرمات میں ان کو ذکر فرمانے کی وجہ بتائیے تو امید ہے کہ سورتی صاحب اور دوسرے بدعتیوں کو اگر کچھ شرم ہوگی تو نہ معلوم کیا کر بیٹھیں گے اور اگر چپ ہی رہے تو ہمیں عبارت متنازعہ فیہ کا مطلب بیان کرنا بھی سہل ہو جائے گا۔ اور اگر اہلِ بدعت شرک و بدعت محرماتِ شرعیہ کو اس وجہ سے رواج دیتے ہیں کہ وہ آیاتِ شریفہ کے ظاہری معنوں پر عمل کرتے ہیں اور اُن کے نزدیک یہی مراد خداوندی ہے تو تمام جہنم مبارک ہو یہی لکھ دیا جائے۔ پھر ہم عبارت مذکورہ کے معنی اور طرح سے بیان کر دیں گے۔ انشاءاللہ تعالٰے بحولہ و قوتہ بُرا ماننے کی بات نہیں۔ اللہ تعالٰے نے اس بدعتِ ملعونہ میں بھی خاصہ دیا ہے، کہ انسان علم سنّت و قرآن حدیث جاتا ہی نہیں بلکہ قابلیت بھی مسلوب ہو جاتی ہے۔ ہم آپ حضرات سے کیا عرض کریں، اس کو آپ کے بڑے حضرت سے بارہا عرض کر چکے ہیں وہ بھی خوب جانتے تھے اور آپ نے بھی خوب جان لیا ہوگا۔ نہ جانا ہو تو عنقریب اچھی طرح سے بتادیں گے۔

ایک برس میں مشورے کر کر رسالہ لکھا جس کی یہ حقیقت ہے اگر خدا نے علم نہیں دیا تو سکوت ہی مناسب ہے۔

مسلمانوں پر یہ امر واضح ہونا چاہیئے کہ ہم تو مدت سے بدعتِ ملعونہ کو طلاق مغلظ دے چکے تھے اور دوسرے مخالفینِ اسلام آریہ، قادیانی وغیرہ کی خدمت میں مصروف تھے۔ مگر فرزندانِ بدعت نے اوّل بلا تحریک پادرہ سے اشتہار دلوا کر نئے سرے سے قصّہ شروع کیا ہے۔ اس کے ذمہ دار ہم نہیں ہیں بلکہ بدعتی اور خاص بدعتی

ہیں۔ تاہم بھائی، بجان بھائی کو چاہیئے کہ حسب وعدہ دونوں طرف کی تحریریں شائع فرمائیں مسلمان خود فیصلہ فرمائیں گے کون مسلمان ہے کون کافر۔ کون گالیاں دیتا اور فحش کلامی کرتا ہے کون اس سے مجتنب رہتا ہے۔

یہ رسالہ مسلمانوں کے پاس رہنا چاہیئے۔ خدا چاہے یہ فرقہ جو کچھ قیامت تک اس بحث میں کہے گا اس کا جواب اس میں موجود ہے۔ چنانچہ شکوۂ الحاد کے جواب میں دو اشتہار ہمارے نظر سے گذرے ایک پادرہ کا اور ایک بریلی کا ہم خداوند عالم جل مجدہ کا شکر ادا نہیں کر سکتے کہ دونوں میں کوئی بات بھی نئی نہیں جس کا جواب ہم پہلے عرض نہ کر چکے ہوں۔ ایک ہی بات کو بار بار ذکر کرنا اور جواب نہ دینا وقت کو ضائع کرنا ہے۔

مولوی حامد رضا خان صاحب یا ان کا کوئی اشتہاری ذمہ دار شخص اس رسالہ پر قلم اٹھائے تو خدا چاہے ہم ان کی خدمت گذاری کے لیے نہایت تہذیب و متانت سے حاضر ہیں۔ صرف اس قدر چاہتے ہیں کہ بڑے خان صاحب کے فتوے سے جو ان پر کفر و ارتداد وغیرہ کے احکام لوٹے ہیں ان کو ٹھنڈے دل سے سُن کر کوئی معقول جواب مرحمت فرمائیں، یہ فرما دینا کہ گالیاں دیتے ہیں بد تہذیبی کرتے ہیں۔ جواب نہیں آپ ہم کو اور ہمارے اکابر کو وہی الفاظ کہیں تو وہ تو حکم شرع شریف ہو گیا۔ اور وہی بات ہم عرض کریں تو گالیاں۔

خدا کے لیے انصاف فرمائیے یہ کون سی دیانت ہے۔ افسوس تو اس کا ہے کہ آپ ہمیں گالیاں دے کر بھی کام کی بات نہیں فرماتے۔ خیر یہ آپ کا فعل ہے۔ ہمیں مسلمانوں کی خدمت میں عرض کرنا ہے کہ ہم جو کچھ

بھی عرض کرتے ہیں خان صاحب کے کلام سے عرض کرتے ہیں۔

واللہ تعالیٰ ھو الموفق و للہ الحمد فی الاولیٰ و الآخرۃ و علیٰ رسولہ

و آلہ و صحبہ الصلوٰۃ و السلام۔

بندہ سید محمد مرتضیٰ حسن عفی عنہ ابن شیر خدا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

ناظم تعلیمات و شعبہ تبلیغ دار العلوم دیوبند ۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۱ھ بروز جمعہ

مقدمہ کتاب کے ماخذ

۱۔ آزادیٔ ہند : رئیس احمد جعفری : مقبول اکیڈمی لاہور۔ ۱۹۶۹ء

۲۔ ابانۃ المتواری فی مصالحۃ عبدالباری : مولوی احمد رضا خاں : مطبع اہلسنت وجماعت بریلی۔ ۱۳۳۱ھ

۳۔ احکام شریعت :

۴۔ احکام نوریہ شرعیہ بر مسلم لیگ : مولوی حشمت علی خاں : مطبع سلطانی واقع پیر ولین ملا بمبئی ۹ ۱۳۵۸ھ

۵۔ اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام : مولوی احمد رضا خاں ، مطبع اہلسنت وجماعت بریلی

۶۔ اقبال اور ملا : خلیفہ عبدالحکیم :۔

۷۔ اقبال کے ممدوح علماء : قاضی افضل حق قرشی ، مکتبہ محمودیہ لاہور ۱۹۷۸ء

۸۔ اقبال نامہ : مجموعہ مکاتیب اقبال ، جمع کردہ شیخ عطاء اللہ ایم اے ، ناشر شیخ محمد اشرف لاہور

۹۔ امداد الفتاویٰ : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رح : طبع کراچی

۱۰۔ امداد المفتیین : حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رح ، ادارۃ المعارف کراچی

۱۱۔ تجانب اہل السنۃ عن اہل الفتنۃ : مولوی ابو الطاہر محمد طیب : بریلی الیکٹرک پریس بریلی ۱۳۶۱ھ

۱۲۔ تحقیقات قادریہ : محمد جمیل الرحمٰن خان ، شائع کردہ ، جماعت رضائے مصطفےٰ بریلی ۱۳۳۹ھ

۱۳۔ تحذیر الاخوان عن الربو فی الہندوستان : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ ، مجید پریس دہلی

۱۴۔ تکفیری افسانے (تلخیص) : مولانا نور محمد ، ناشر مولانا محمد دین نواں کوٹ لاہور ۱۹۷۷ء

۱۵۔ تنظیم بحکم قرآن کریم : شائع کردہ ، انجمن حزب الاحناف لاہور۔

۱۶۔ توضیح البیان فی حفظ الایمان : حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوری رح

۱۷۔ الجوابات السنیہ علی زہاء السوالات اللیگیہ : مسلم لیگ کے خلاف چار بریلوی علماء کے فتاویٰ کا مجموعہ : مطبع سلطانی بمبئی ۱۳۵۸ھ

۱۸۔ حجۃ واہرہ بوجوب الحجۃ الحاضرہ : مولوی محمد مصطفےٰ رضا خاں ، مطبع حسنی بریلی ۱۳۴۲ھ

۱۹۔ حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین : مولوی احمد رضا خاں ، اشرفی کتب خانہ اندرون دہلی دروازہ لاہور۔

۲۰۔ حفظ الایمان : حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رح ، مکتبہ تھانوی ، دفتر الابقاء کراچی۔

۲۱۔ حیات اعلیٰحضرت : مولوی ظفر الدین ، مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی۔

۲۲۔ حیات امیر شریعت رح : جانباز مرزا ، مکتبہ تبصرہ ۱۳۸۸/۲ شاد باغ لاہور۔

۲۳۔ حیات صدر الافاضل : غلام معین الدین نعیمی ، ادارہ نعیمیہ رضویہ سواد اعظم لاہور

۲۴۔ خالص الاعتقاد : مولوی احمد رضا خاں :

۲۵۔ الدلائل القاہرہ علی الکفرۃ النیاشرہ : مولوی احمد رضا خاں ، مطبع سلطانی بمبئی ۱۹۴۲ء

۲۶۔ دوام العیش فی الائمۃ من قریش : ۔ ۔ ۔ ۔ مطبع حسنی بریلی ۱۳۳۹ھ

۲۷۔ دوامغ الحمیر : مجموعہ اشتہارات ، مرتبین اراکین جماعت رضائے مصطفےٰ ، ۔ ۔ ۱۳۴۰ھ

۲۸۔ دو اہم فتوے : شائع کردہ ، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ۱۹۷۷ء۔

۲۹۔ دھماکہ : مرتبہ ناظم اعلیٰ انجمن خدام التوحید والسنۃ ، دار الاشاعت کراچی۔

۳۰۔ ذکر اقبال : : عبدالمجید سالک : بزم اقبال ، کلب روڈ لاہور۔

۳۱۔ رسائل رضویہ : مرتبہ محمد عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری ، مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور

۳۲۔ روزگار فقیر : فقیر سید حید الدین۔ لائن آرٹ پریس کراچی۔

۳۳۔ سرگزشت اقبال : ڈاکٹر عبدالسلام خورشید : اقبال اکادمی پاکستان

۳۴۔ سوانح اعلیٰحضرت :

۳۵۔ ضیاء القنادیل لرفع ظلام الاباطیل : مولوی ابو البرکات سید احمد : ناشر انجمن حزب الاحناف لاہور

۳۶۔ الطاری الداری بہفوات عبدالباری : مولوی احمد رضا خاں :

۳۷۔ طرق الہدیٰ والارشاد الی احکام الامارۃ والجہاد : مولوی محمد مصطفےٰ رضا خاں ، ناشر جماعت مبارکہ

رضائے مصطفےٰ بریلی ۱۳۴۱ھ

۳۸ـ عبارات اکابر : مولانا محمد سرفراز خان صفدر : ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ

۳۹ـ عرفان شریعت : مجموعہ بعض فتاویٰ احمد رضا خان : سنی دارالاشاعت ، لاہور

۴۰ـ القسورہ علی ادوار الحمر الکفرہ : مرتب ابوالبرکات سید احمد : ناشر انجمن حزب الاحناف لاہور ۱۹۲۵ء

۴۱ـ قہر الدیان علی مرتد بقادیان : مولوی احمد رضا خان : رضوی کتب خانہ ، تاجپورہ لاہور ۱۹۵۲ء

۴۲ـ قہر القادر علی الکفار اللیاڈر : مولوی محمد طیب ، مطبع سلطانی بمبئی ۱۳۵۹ھ

۴۳ـ کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم : مولوی احمد رضا خان : نوری کتب خانہ لاہور

۴۴ـ المحجۃ المؤتمنہ فی آیۃ الممتحنہ : مولوی احمد رضا خان ، مطبع حسنی بریلی ۱۳۳۹ھ

۴۵ـ مسلم لیگ کی زریں بخیہ دری : مولوی محمد میاں قادری ، سدرشن پریس ضلع ایٹہ ۱۳۵۸ھ

۴۶ـ مسئلہ خلافت و جزیرۃ العرب : مولانا ابوالکلام آزاد : داتا پبلشرز لاہور

۴۷ـ مقالات یوم رضا : مرتبین قاضی عبدالنبی کوکب و حکیم محمد موسیٰ امرتسری ، کنول آرٹ پریس ۱۹۶۸ء

۴۸ـ ملفوظات اعلیٰ حضرت : مرتبہ مولوی محمد مصطفیٰ رضا خان ، کامیاب دارالتبلیغ اردو بازار لاہور

۴۹ـ ملفوظات و کمالات اشرفیہ : مرتب : مولانا محمد عیسیٰ ، مکتبہ تھانوی : دفتر "الابقاء" کراچی

۵۰ـ مصحح دماغ مجنون : مولوی ابوالمسعود محمد عبدالعظیم : شائع کردہ : دفتر جماعت مبارکہ رضائے مصطفیٰ بریلی ۱۳۴۰ھ

۵۱ـ نصرت الابرار : مولوی محمد لدھیانوی ، مطبع صحافی لاہور ایجی سن گنج ۱۳۰۶ھ

۵۲ـ نقش حیات : شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ :

۵۳ـ نگارستان : ظفر علی خان ؒ ، مکتبہ کارواں ، لاہور ۱۹۶۳ء

۵۴ـ روزنامہ مشرق لاہور : ۲۷ ستمبر ۱۹۷۸ء

۵۵ـ روزنامہ نوائے وقت لاہور : ۷ اکتوبر ۱۹۷۸ء

۵۶ـ روزنامہ نوائے وقت لاہور : ۹ اکتوبر ۱۹۷۸ء

۵۷ـ روزنامہ نوائے وقت لاہور : ۱۹ اکتوبر ۱۹۷۸ء

۵۸ـ روزنامہ نوائے وقت لاہور : ۲۲ اکتوبر ۱۹۷۸ء

۵۹ـ ہفت روزہ زندگی لاہور : ۲۰ تا ۲۶ اکتوبر ۱۹۷۸ء

۶۰ـ سیپریٹزم امنگ انڈین مسلمز : فرانسس رابنسن : کیمبرج یونیورسٹی پریس ـ

تصحیح : انجمن ارشاد المسلمین کے ناظم اعلیٰ جناب انوار احمد صاحب ایم کام ہیں۔ ایم اے نہیں کاتب کی غلطی کیوجہ سے "تحریک پاکستان اور بریلویوں کا کردار" میں ایم اے چھپ گیا۔ دوبارہ "الدلائل القاہرہ" میں پھر غلطی کا اعادہ ہوگیا لہذا قارئین تصحیح فرمالیں۔

(قاری) محمد عارف

ناظم نشر و اشاعت : انجمن ارشاد المسلمین : لاہور

اپیل

"مجموعہ رسائل چاند پوری جلد اول" کے نام سے جو رسائل انجمن ارشاد المسلمین کی طرف سے شائع ہوئے ہیں ان کی تلاش و جستجو میں ہمیں جن دشواریوں اور صبر آزما مراحل سے گذرنا پڑا ہے ان کا ذکر باعث تطویل بھی ہے اور غیر ضروری بھی۔ نصف صدی سے زائد عرصہ ہوا کہ یہ رسائل محدود مقدار میں طبع ہوئے تھے اس لیے ان کی فراہمی میں آج جن مشکلات کا ہمیں سامنا ہے وہ ہمارے لیے غیر متوقع نہیں۔ لیکن ع

مشکلے نیست کہ آساں نشود

اس لیے ہم علماء دیوبند کو حق پر سمجھنے والے ہر شخص سے عموماً اور اہل علم حضرات سے خصوصاً اپیل کرتے ہیں کہ حضرت چاند پوری رح کے رد رضاخانیت سے متعلق مزید رسائل (مثلاً رد التکفیر۔ الطین اللازب۔ نار الغضا۔ بئس المهاد۔ تنزیہ الالہ السبوح قطع الوتین وغیرہ) کی فراہمی میں ہمارے ساتھ تعاون کریں تاکہ "مجموعہ رسائل چاند پوری" کی جلد دوم جلد سے جلد شائع کی جا سکے۔ اگر یہ کتب آپکے پاس ہوں یا کسی اور صاحب کے پاس ہونا آپ کو معلوم ہو تو ہمیں بذریعہ خط جلد سے جلد مطلع فرمائیں یاد رہے کہ عاریتہً لی ہوئی تمام کتب بحفاظت تمام جلد سے جلد واپس کر دی جائیں گی۔ نیز رد رضاخانیت کے متعلق یا خود رضاخانیوں کی نایاب کتب جن اصحاب کے پاس ہوں اس سے بھی مطلع فرمائیں۔ خط صاف اور خوشخط لکھیں اور اپنا پتا مکمل اور صاف تحریر فرمائیں۔

(دفاری) محمد عارف ناظم نشر و اشاعت انجمن ارشاد المسلمین

انجمن کی مطبوعہ و زیر طبع کتب

مقامع الحدید :- از مولانا محمد حنیف مبارکپوری۔ حضرت شیخ الہند کے اشعار مرثیہ پر جو اعتراضات گلابی شیعوں کی طرف سے کیے گئے ہیں ان کے مسکت جوابات نیز حضرت مولانا اسمٰعیل شہید و دیگر علماء دیوبند کی عبارات پر سے الزامات کا دفعیہ۔ قیمت ۳ روپیہ

الدلائل القاہرہ :- از احمد رضا خاں صاحب۔ جناب احمد رضا خاں صاحب کا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس پر فتویٰ کفر جو ۱۳۴۲ھ میں مسلم لیگ پر رکھتے ہوئے چسپاں کیا گیا کہ انہی لوگوں نے مسلم لیگ قائم کرلی ہے اس لیے وہی فتویٰ آج مسلم لیگ پر بھی لاگو ہے۔ اس فتویٰ پر نورانی صاحب کے والد عبد العلیم صدیقی میرٹھی صاحب سمیت اسی رضاخانی علماء کے دستخط ثبت ہیں نیز مولوی ابو البرکات صاحب کا وہ فتویٰ بھی شامل کر دیا گیا ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح کی تعریف کرنے والا شخص مرتد ہے اور اس کا نکاح بھی ٹوٹ گیا نیز ایسے شخص کا بائیکاٹ کیا جائے۔
قیمت ڈھائی روپے

تکفیری افسانے :- از مولانا نور محمد صاحب۔ رضاخانی کتابوں کے ان مضامین کا مستند مجموعہ جن میں تقریباً ہر ایک نمایاں اور خادم ملت مسلمان پر کفر کا حکم لگایا گیا ہے۔ (اعاذنا اللہ) مع سپاسنامہ جو بریلوی پیروں نے جلیانوالہ باغ میں گولی چلانے والے رسوائے زمانہ ظالم انگریز جنرل اوڈوائر گورنر پنجاب کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ کتاب بڑی دلچسپ ہے۔
قیمت چھ روپیہ

تحریک پاکستان اور بریلویوں کا کردار :۔ از انوار احمد ایم کام : جس میں مصور پاکستان ڈاکٹر اقبال اور بانی پاکستان قائد اعظم بریلویوں کی نظر میں کیا تھے؟ نیز مصور پاکستان کے خلاف ایک سازش کا انکشاف ۔ مسلم لیگ میں دیوبندیوں کی اکثریت بریلویوں کا پاکستان کو کفری سلطنت قرار دینا اور بنارس سُنّی کانفرنس کی حقیقت وغیرہ موضوعات پر بریلویوں کے ناقابل تردید حوالجات سے ثابت کیا گیا ہے کہ بریلویوں نے تحریک پاکستان کی نہ صرف مخالفت کی بلکہ اس کو ناکام بنانے کی ہر ممکن کوشش کی ۔ جدید ایڈیشن باضافات کثیرہ زیر طبع ہے ۔ قیمت

الشہاب الثاقب :۔ از شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ ۔ حسام الحرمین کا ایسا دندان شکن جواب جو رضاخانی روستوں کو قیامت تک یاد رہے گا ۔ اس ایڈیشن کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ حضرت مدنی رہ اور شہاب ثاقب پر پروفیسر محمد مسعود صاحب کی طرف سے وارد کئے گئے تمام اہم اعتراضات کے جوابات بطور مقدمہ اس ایڈیشن میں شامل کر دیے گئے ہیں ۔ زیر طبع

مجموعہ رسائل چاند پوری جلد اول :۔ از مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ ۔ سات رسالوں کا مجموعہ مولانا چاند پوریؒ کے رسائل ردِ رضاخانیت میں ایک نمایاں امتیازی مقام رکھتے ہیں جن کی خوبی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے نیز ایک انتہائی وقیع مقدمہ بھی اس ایڈیشن میں شامل کر دیا گیا ہے ۔ قیمت

مجموعہ رسائل چاند پوری جلد دوم :۔ از مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری زیر جمع و ترتیب

فصل الخطاب فی مسئلۃ الغراب :۔ مجموعہ فتاویٰ علماء ہند ۔ مسئلہ غراب آخری اور فیصلہ کن کتاب : زیر طبع ۔

"قاسمۃ الظہر فی بلند شہر :۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ و دیگر علماء دیوبند کے مناظرہ پر آمادہ ہو جانے کے بعد ان کے مقابلے احمد رضا خان صاحب کے فرار کی تفصیلی روداد ۔ زیر طبع ۔

اصلی وصایا شریف :۔ از احمد رضا خان صاحب ۔ غیر محرف اور اصلی وصایا شریف کے اگلے ایڈیشن کا عکس معہ ایک مقدمہ جس میں بریلوی حضرات کی تحریفات پر تفصیلی کلام کیا گیا ہے ۔ زیر طبع ۔

عُلمائے ہند کا شاندار ماضی

حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حصّہ اوّل :

حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ العزیز، آپ کے معاصرین کرام، خلفاء عظام اور خلفاء نیز سلطنت مغلیہ کے عظیم الشان چار تاجداروں کے حالات، اِس دو صد و پنجاہ سالہ دور کے سیاسی و معاشی رجحانات و مقتضیات، عُلماء اُمت کی مجاہدانہ اصلاحی سرگرمیاں اور اُن کے نتائج وغیرہ پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

حصّہ دوم :

حجۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے انقلاب انگیز سیاسی اور اقتصادی نظریات اور تعلیم و تربیت کے مرکز استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت اور سیاسی حالات کے پیش نظر آپ کا فیصلہ، حضرت سید احمد صاحب شہید اور مولانا اسمٰعیل صاحب اور ان کے رُفقاء کا مجاہدانہ اقدام، جنگ اور نتیجہ جنگ، اٹھارویں صدی عیسوی کا سیاسی ماحول، متحارب طاقتیں، شاہانِ اودھ، حافظ رحمت خاں شہید، روہیلے اور مرہٹے، مرہٹوں کی ریاستیں اور اُن کے کام، لفظ وہابی کی ایجاد اور اس کے اثرات، آلِ سعود کی تاریخ، سکھ حکومت کا عروج و زوال وغیرہ وغیرہ۔

حصّہ سوم :

ایک حیرت انگیز انقلابی تحریک جو بنگال کے مشرق سے لے کر شمالی ہند کی مغربی سرحد تک پھیلی ہوئی تھی جو ۱۸۵۷ء کے ہیبت ناک خونی ہنگاموں کے بعد بھی سالہا سال زندہ رہی جس کے مقابلہ کیلئے برطانوی فوجوں کو بار بار خون کی ہولی کھیلنی پڑی، اِس کے رہنماؤں کے حالات، ان کے اخلاق و کردار، ان کی بے نظیر و بے مثال قربانیاں، مقدمات اور ان کے فیصلے، سکھوں کی سرگذشت اور اس زمانہ کے قابل قدر سیاسی انکشافات،

حصّہ چہارم :

۱۸۵۷ء اور جانبازانِ حُریت کے متعلق جامع اور مکمل کتاب جس کو ۱۸۵۷ء کا انسائیکلو پیڈیا کہنا چاہیے جس میں اسباب و وجوہات پر نئے انداز میں بحث کے بعد مجاہدین کے کارناموں کو زیادہ واضح کیا گیا ہے، بہت سے ایسے حضرات کا تعارف کرایا گیا ہے جن کا تذکرہ کسی مصنف نے نہیں کیا۔

قیمت مکمل سیٹ مجلد : ۱۱۲ روپے

فی سبیل اللہ فساد

بریلی کے علمائے تکفیر جناب مرحوم کے بعض شہروں میں زبان درازی کی اس حد پر پہنچے ہوئے تھے کہ ان کے نزدیک حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، شیخ الاسلام رشید احمد گنگوہیؒ، شیخ الحدیث علامہ انور شاہؒ، شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ، شیخ التفسیر مولانا احمد علیؒ، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، اور انتہا یہ ہے کہ رئیس المجاہدین شاہ اسمٰعیل شہیدؒ بھی کافر ہو چکے تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ؎

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں   تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

ان ضمیر فروش واعظوں کا یہ سلسلہ سب و شتم تحریر و تقریر میرے سامنے آیا تو انتہائی صدمہ اور اس کے ساتھ تعجب ہوا کہ اس قسم کی خود کاشتہ فصل بھی یہاں موجود ہے چنانچہ مندرجہ ذیل ۲۹ اشعار اس محاسبہ کا حرف آغاز تھے، جو اس خانوادۂ تکفیر کی حالات کے لئے اس آرزو کے ساتھ بے اختیار زبان پر آگئے تھے۔ ؎

شاید کہ اُتر جائے کسی دل میں مری بات

o

دل میں اگر ملال نہ لائیں بریلوی   باتیں کروں گا اُن سے یقیناً کھری کھری

کافرگری کی رسم پہ نازاں ہے کون شخص   کس خاندانِ علم کا شیوہ ہے بُت گری

تکفیر کس کے منبر و محراب کی دلیل   کس کی زباں ہے دعوتِ ارشاد سے تہی

کھولے ہیں کس نے اپنی قباؤں کے پیچ و خم   رندی گئی ہے کس کے عماموں کی برتری

کھاتا ہے کون دین فروشی کی روٹیاں   بکتی ہے کس دوکان پہ شرعِ پیمبری

بندا لوکس کی تیغ جہاں مدد کا ہدف   بیٹھا ہے کس پہ حادثۂ چرخِ چنبری

کچھ یاد بھی ہے دین فروشانِ عصرِ نو! | کیوں کر دلوں سے شرمِ رسولؐ خدا گئی
نانوتویؒ پہ کفر کا فتویٰ؟ حیا کرو! | توہین کر رہا ہے رسالت کی تھانویؒ؟
دشنام ہو گئے ہیں کمالاتِ دیوبند | تضحیک کا شکار ہیں ایمان و آگہی
شبلی ملے اِن میں شہیدانِ بالاکوٹ؟ | یارانِ خود فروش! یہ لفاظی؟ خود سری؟
احمد علیؒ کی ذات پہ کیچڑ اچھال کر | کرتے ہو ایک عاشقِ صادق کی ہمسری
لاؤ کہاں سے انورؒ و محمودؒ کا جواب | کس پر غرور؟ کس پہ جتاتے ہو برتری؟
کل تک تھے آپ لارڈ کلائیو کے خانہ زاد | پاتے تھے خاندانِ حکومت سے رہبری
کشکول لے کے شرع فروشی کا ہاتھ میں | یہ ذکرِ و عظ ہے کہ نوائے گداگری
سی آئی ڈی سے کہنہ روابط کی آڑ میں | لوگوں کے دل میں اپنی جتاتے ہو برتری
تم وارثِ سموم و خزاں ہو خدا گواہ | تم سے بنے ہیں گوہرِ شب تاب کنکری
کہتا ہوں صاف صاف خدایانِ ذکر و وعظ! | میری طرف سے دل پہ لکھو حرفِ آخری
چھوڑا نہ تم نے شیوۂ کافر گری اگر | رولوں گا خاکِ پا میں تمہاری سکندری
ننگا کروں گا تم کو شرافت کے نام پر | تھکا اتار دوں گا نقابِ فسوں گری
بکھروں گا لے کے پرچمِ فاروقؓ ذی وقار | دنیا پہ آشکارا ہے میری شناوری
وقت آ گیا کہ تیغِ علیؓ بے نیام ہو | خیبر سے بڑھ کے آپ کا فتنہ ہے کشتنی
آتا نہیں قلم پہ کوئی ناروا خیال | رکتا نہیں زباں پہ کوئی حرفِ گفتنی
اِس کاروبارِ کفر پہ شیخ الحدیث ہو؟ | یوں کرتے ہو دینِ محمدؐ کی چاکری؟

یہ بات اور صاف کرو بزدلانِ شہر | کے سال کی ہے ڈپٹی کمشنر کی نوکری؟
کب تک رہے ہو خفیہ وظیفہ سے فیض یاب | جس نے سکھا دیئے تمہیں آداب کافری
سوچا بھی ہے کہ آپکے فتووں کی آب و تاب | لکھتی ہے اپنے دامنِ صد چاک میں نئی
کہتا ہے تم سے گنبدِ خضریٰ کا تاجدار | زیبا ہے جس کو دونوں جہانوں کی سروری
نانوتویؒ کی معنوی اولاد کے خلاف | طوفانِ سب و شتم ہے ایماں کی جاں کنی

جو کچھ لکھا ہے دل سے لکھا ہے خدا گواہ
شورش نہیں یہ محض نوا ہائے شاعری

سومناتی

پیرانِ تسمہ پا مجھے شورش کریں معاف | باتیں کروں گا ان سے یقیناً کھری کھری
ابریشمی عبا پہ ہے بنیادِ اتقا | زعم و ورع کے بل پہ ہے موقوف برتری
سوداگرانِ شرحِ رسالت مآبؐ میں | فرزندِ سومنات ہیں مائل بہ داوری
منبر پہ دل فریبیٔ آواز کا فسوں | محراب کی زباں پہ خطابت کی ساحری
دامن پہ داغ ہائے ریا کی علامتیں | دل میں نہ سوزِ عشق نہ عرفانِ رہبری
صورت پہ زاہدانہ ہوست کی سلوٹیں | فطرت میں راہبانہ ارادوں سے ابتری

چاہیں تو ہم کو دار پہ کھنچوا کے دم نہ لیں
شورش بتانِ شرک بہ عنوانِ مخبری

۲۷ ستمبر ۱۹۶۳ء

در مدح

امیر المومنین حضرت سیّد احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ

گلاب ناب سے دھوتا ہوں مغز اندیشہ	کہ فکرِ مدحتِ سبطِ قسیم کوثر ہے
وہ کون امام جہان و جہانیاں احمدؒ	کہ محض مقتدیٔ سنّتِ پیمبر ہے
زمیں کو مہرِ فلک سے نہ کیوں ہو دعویٔ نور	کہ اُس کا رایتِ اقبال سایہ گستر ہے
عروجِ سنگِ درِ قصرِ جاہ یہ کہ جسے	ہزار طعنِ حضیضِ اَوجِ لامکاں پر ہے
زبسکہ کام نہیں ہے اسے سوائے جہاد	جو کوئی اس سے مقابل ہے سو وہ کافر ہے
شرف ہے مہر کو اُس کے زمانے سے دائم	زبسکہ روز و شب انصاف سے برابر ہے
وہ بادشاہِ ملائک سپاہ، کوکبِ دیں	کہ نورِ شمس و قمر جس کی گردِ لشکر ہے
وہ شعلۂ خصلت الحاد سوز، بہمن گداز	کہ جس کا نقشِ قدم مہرِ روزِ محشر ہے
وہ برقِ خرمنِ اربابِ شرک و اہلِ ضلال	کہ شعلہ خوشۂ حاصل تو دانہ اخگر ہے
وہ قہرمانِ فلک توسن و نجومِ حشم	کہ ترکِ چرخ غلام اُس کا مہر چاکر ہے

وہ شاہِ مملکتِ ایماں کہ جس کا سالِ خروج
"امامِ برحق مہدی نشاں علی فر" ہے
۲ ۴ ۲ ۱ ھ

جو سیّد احمدؒ امامِ زمان و اہلِ زماں	کرے ملاحدِ بے دین سے ارادۂ جنگ
تو کیوں نہ صفحۂ عالم پہ لکھتے سالِ غزا	"خروجِ مہدیٔ کفّار سوز، کلکِ تفنگ"
۲ ۴ ھ ۲ ۱

حکیم مومن خان مومن رحمہ اللہ